



اذكروا قوتكم بالخير

ما تراكيم

مصنفه

حسان احمد حضرت مولانا مير غلام علي آزاد بگرامي رضى الله عنه

بسعي واهتمام

شمس الحق كليه احياء العلوم الشرقيه

۳۹ - شارع علامه اقبال - لاہور

**Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.**

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ



مناسبتِ جشنِ دو هزار و پانصد سالہ

شہنشاہی ایران

۱۳۷۱ م ۱۹۷۱

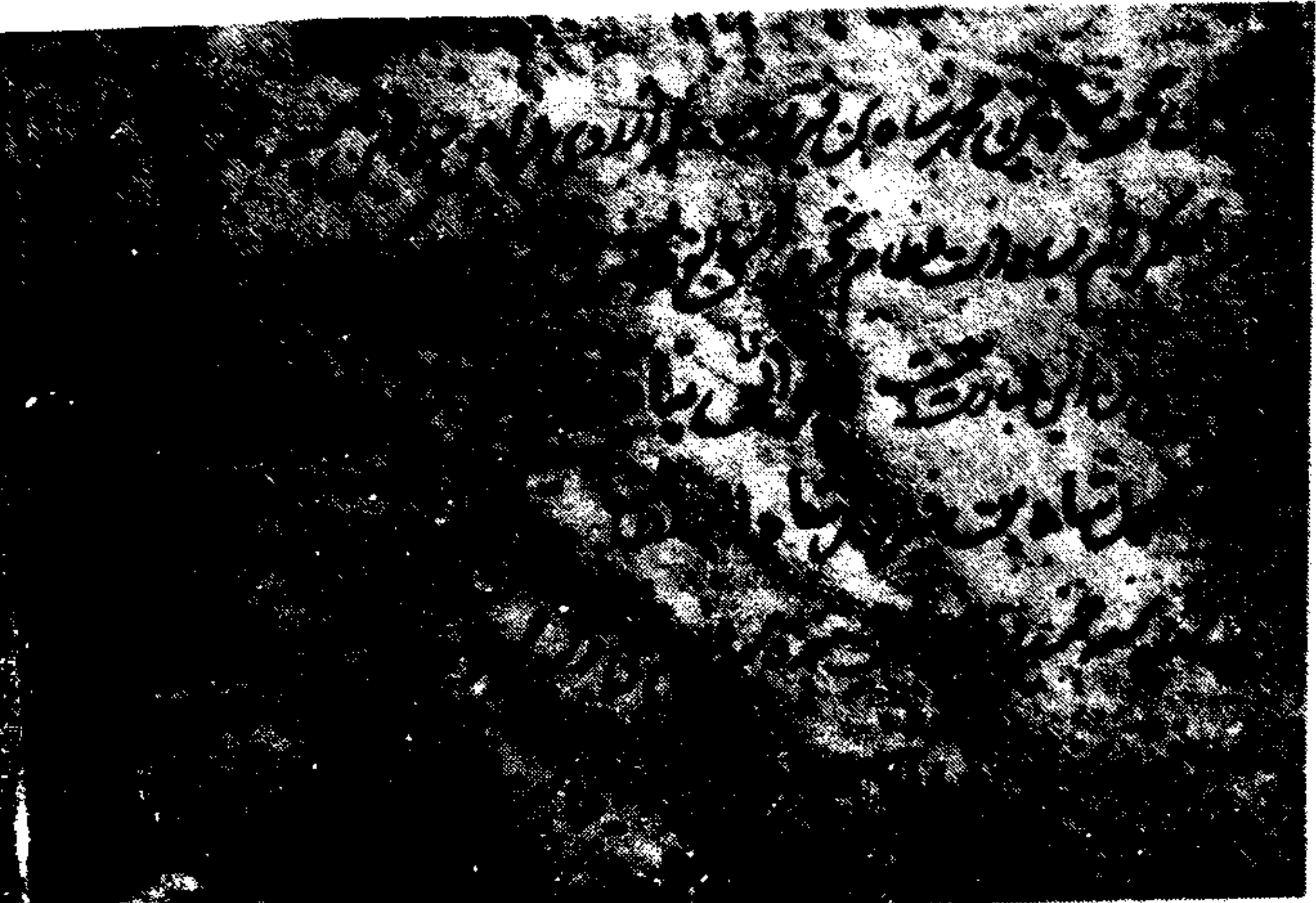


تصحیح و حواشی

شیخ الحدیث مولانا محمد عبدہ صاحب لائپوری

فکر و نظر شماره ۳ جولائی ۱۹۶۰ ع

لوچ رقم - ۱



عکس تحریر علامہ آزاد بلگرامی متوفی ۱۲۰۰ ہجری

عمر شام

دو ہزار پانچ سو لاکھ جشن شاہنشاہی ایران کی مناسبت سے علامہ غلام علی آزاد بلگرامی کی یہ نادر کتاب شائع کی جا رہی ہے۔ علامہ مرحوم پاک و ہند کے ان عظیم علمائے میں سے تھے جنکی علمیت کی داویر دنی ممالک سے بھی ملتی رہتی تھی تاثر اکرام دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول جو اس وقت پیش خدمت ہے۔ بظاہر بلگرام کے تراجم پر مشتمل ہے۔ دوسرا حصہ دراصل ایک جداگانہ کتاب ہے۔ اور عام طور پر آزاد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ علامہ شبلی نے درست فرمایا ہے۔ کہ علماء شاہسیر کے حالات کو تاریخ اور تذکرہ کی کتب سے الگ کر کے مستقل حیثیت دینے میں علامہ غلام علی آزاد کو اولیت حاصل ہے۔ رجال کے کارناموں کے سلسلے کی یہ اہم کتاب (تاثر اکرام) اس سے قبل ۱۹۱۰ء میں شائع ہوئی تھی۔ اسے نئے انداز میں حواشی اور اضافوں کے ساتھ مولانا محمد عبدہ نے ترتیب دیا ہے۔ مولانا محمد عبدہ اس سے قبل مفردات لغت آن کے اردو ترجمے کی وجہ سے علمی حلقوں میں ایک خاص مقام کے مالک ہیں۔

تاثر اکرام کی ترتیب و تخریج میں انہوں نے جو محنت اٹھائی ہے اس کا ثبوت اہل نظر کو کتاب کے صفحات میں قدم قدم پر ملے گا۔ میرا یہ فرض ہے کہ انکا خصوصی شکر یہ ادا کروں۔ کتاب کے مختلف مراحل میں جن دوستوں نے تشریح کار فرمائی ہیں ان کے لئے بہ دل سے سپاس گزار ہوں خصوصاً مولانا عطار اللہ حنیف کا، جو اس کتاب کی اشاعت و طباعت کے محرک ہوئے اور اس سلسلے میں انہوں نے اپنا بیش بہا نسخہ بھی عطا فرمایا۔ جناب ڈاکٹر وحید قریشی کی کرم فرمائی اور نوازشات جہاں مسلسل میرے شامل حال رہیں وہاں باوجود بھی مصروفیت کے انہوں نے ایک مفید دیباچہ بھی تحریر فرماتے کی زحمت گوارا کی۔ جناب اقبال صلاح الدین نے طباعت کے آفری مراحل میں بعض مصدقات پر ضروری متن تصحیح کا کام انجام دیا۔ جناب محمد اقبال مجددی اور اہل حق قریشی نے "معارف" کے مطلوبہ شکلے فراہم فرمائے۔ جناب سعدی سنگھ وری نے پروف ریڈنگ کا کام بڑی محنت سے کیا۔

جناب حافظ محمد یوسف نے کتاب کے اندر دینی اور بیرونی سرورق کی کتابت اور تزئین اپنے اعلیٰ ذوق اور مہارت سے کی۔ سید انور حسین نعیمی نے اندر دینی سرورق پر کتابت کے نام کی کتابت بڑی نفاست سے فرمائی۔ جناب اکرام الحق ٹھٹھکوں نے فٹنہ ایک کی کتابت کا اہتمام کیا اور جناب افتخار باری (آرٹسٹ) نے کتاب کے لئے ڈیزائن تیار کیا۔

ان میں ایک بار پھر ان تمام بزرگوں اور دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

شیخ شمس الحق - لاہور
پاکستان

اے صبار و بزار پسر عم نبی
خاکِ آن روضہ کم از عنبر تر نشا سی
کرده ام خوب تماشا چمن طائف را
ز سدیچ گل او به گل عبّاسی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مفتاز

ماثر الکرام



حسان الہند مولانا غلام علی آزاد بلگرامی ان علمائے ہند میں سے ہیں جن کا نام اس ملک میں ہمیشہ یاد رہے گا۔ وہ صرف کلاہی نہ تھے بلکہ ادیب و شاعر مورخ و محقق بھی تھے اور ان کی تالیفات تصنیفات خود اس امر کی شاہد ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ہندوستان کے عہد اسلامی میں ایسی ایسی تاریخیں لکھی گئی ہیں کہ جن کی نظیر فارسی زبان میں نہیں ملتی، لیکن معنی سلطنت کے انحطاط کے ساتھ صحیح فن تاریخ نویسی میں انحطاط شروع ہو گیا تھا۔ البتہ مولانا غلام علی آزاد نے اس فن کی لوج رکھ لی اور آخر وقت میں اسی ذوق صحیح کی داد دی۔ ان کی تصانیف زیادہ تر تاریخ کی اس شاخ کے متعلق ہیں جسے فن اسمائے الرجال کہتے ہیں اور آزاد نے اس بات پر فخر ظاہر کیا ہے کہ ہندوستان میں پہلے وہی ہیں جنہوں نے اس فن پر قلم اٹھایا ہے۔

لے حسان الہند میر غلام علی آزاد بن سید نوح بلگرامی یک شنبہ ۱۱۱۶ھ ہجری میں (۲۵) ماہ صفر میں قصبہ بلگرام میں پیدا ہوئے اور ۱۱۸۶ھ ہجری میں بمقام روضہ جرنواح اورنگ آباد دکن میں ایک مشہور مقام ہے، چوداسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

سے و پیش از من احدی آستین سعی با این درجہ شکستہ ذکر خدمت بزرگان سلف و خلف با این جد و جہد نہ بستہ
(دیکھو دیباچہ کتاب)

اگر ہم اُن سے پہلے صاحب تاریخ نظامی، علامہ العت اور بدایونی اور علامہ ابوالفضل اپنی اپنی تاریخوں میں اپنے اپنے عہد کے امراء و علماء کملآ کے حالات لکھ چکے ہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ مولانا آزاد نے اس میں خاص اہتمام کیا ہے اور اس فن کی طرف خاص توجہ کی ہے۔ ان لوگوں نے اپنے عہد کے مشاہیر کے حالات اپنی تاریخوں کے ضمیمہ کے طور پر لکھے تھے آزاد نے اسے الگ فن قرار دے کر مختلف رسالے لکھے۔

ماثر الکرام جو اب پہلی بار مولوی عبد اللہ خاں کی سعی سے طبع ہوئی ہے۔ اس فن کے متعلق ہے۔ یہ کتاب عموماً ہندوستان اور خصوصاً فقرا و علمائے بگرام کے حالات میں ہے۔ آزاد نے اس کتاب کی تالیف سے نہ صرف اپنے وطن کا حق ادا کیا بلکہ فن رجال میں ایک قابل تدریض اضافہ کیا ہے۔ بگرام ایک مردم خیز بستی ہے اور اس معدن علم و فضل سے ایسے ایسے بے بہا نعل نکلے ہیں جن کے نام اس سر زمین میں ہمیشہ روشن رہیں گے، اور خوشی کی بات یہ ہے کہ یہ فضیلت اسے اس وقت

۱۔ سرد آزاد، شعراء کا تذکرہ پیرفیا شعرا تذکرہ، خزائن آمرہ
 ان شعراء کے حالات میں جن کو دربار شاہی سے صلے صلے ہیں، روضۃ الاولیاء،
 صوفیہ کے حالات میں سجتہ المرجان۔ علماء کے تذکرے میں۔ ماثر الکرام۔
 علماء صوفیہ کے حالات میں نسین نواب مصمصام الدولہ شاہنواز خاں
 کی بے نظیر تالیف ماثر الکرام کی تکمیل و تہذیب میں جو سعی آزاد نے کی
 وہ بھی بہت قابل تدریض ہے۔ دیکھو ویب سائٹ ماثر الامراء۔ اور نیز آزاد کے
 ان خطوط سے جو مولوی سید احمد صاحب زیر بگرامی مرحوم کے پاس تھے۔
 یہ امر ظاہر ہے۔

’ تک حاصل ہے۔ یوں بھی قصبات اور شہروں کی حالت میں بہت تفاوت ہے۔ آب و ہوا کی خوبی اور صفائی اخلاق کی سادگی و بے ریائی تکلفات اور تصنع سے بری سابقہ اور مناقشہ کی کشمکش سے محفوظ مسک کی چٹائی یہ اور بعض اور وجوہ ایسے ہیں کہ جن کے سبب اہل قصبات کے چشم و دماغ اہل شہر کی نسبت زیادہ صحیح ہوتے ہیں اگرچہ شہر کے ترقیات ان میں سے اکثر کو ادھی منڈے میں کھینچ لے جاتے ہیں، جہاں چند نسلوں کے بعد ان میں انحطاط شروع ہو جاتا ہے۔ اکثر علماء و فضلاء و دیگر مشاہیر کی فہرست پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو گا کہ اہل قصبات کا ملک پر بہت بڑا احسان ہے۔ کاش مولانا آزاد کی طرح دوسرے اہل قصبات بھی اس بات کا خیال رکھتے اور اپنے اپنے قصبہ کے علماء و فضلاء و صوفیاء و دیگر مشاہیر کے حالات قلم بند کرتے، تو ہندوستان کی تاریخ کو اس سے بہت بڑی مدد ملتی۔ ہندوستان میں بجز ایسے قصبات ہیں کہ اگر وہاں کے حالات یا تاریخ لکھی جائے تو ایسے مفید معلومات اس سے حاصل ہو سکتے ہیں جس کا بڑی بسوط تاریخوں میں پتہ نہیں۔ اس کتاب کے لکھنے میں مولانا نے خاص محنت کی ہے اور صرف کتب تاریخ متداولہ تک تلاش و جستجو کو محدود نہیں رکھا بلکہ ”اہالی و موالی شہر“ سے یہی حالات دریافت کئے اور نیز ”سجلات شہرعیہ“ سے جو بزرگوں کی یادگار سے باقی تھے استفادہ کیا۔

یہ کتاب اول بلگرام میں لکھنی شروع کی تھی لیکن درمیان میں یعنی ۱۱۵۱ھ میں حج کے قصد سے تھ چلے گئے۔ زیارت حرمین شریفین سے واپس ہو کر دکن میں قیام کیا۔ اور وہیں نامکمل مسودہ منگوا کر انتہام کو پہنچایا۔ تاریخ اختتام کتاب ”خاتمہ مسک“ سے نکلتی ہے۔

۱۔ مثلاً پانی پت، بدایون، خیرآباد، ایچی موہان، سرہند سہانی وغیرہ وغیرہ۔

افسوس ہے کہ مولانا آزاد نے اس کتاب میں کسی قدر اختصار کو مد نظر رکھا ہے۔ اگر وہ اس زمانے کی صحبتوں اور معاشرت اور طریقہ تعلیم و تعلم پر ذرا اور وسیع نظر ڈالتے تو یہ کتاب بہت زیادہ دلچسپ و مفید ہو جاتی۔ لیکن تاہم جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ بہت قابل قدر اور نیز قابل تہنیت ہے۔ زمانہ حال و گذشتہ کے حالات اور خصوصاً ان لوگوں کے تذکرے جو اس کارزار حیات میں جہاں قدم قدم پر ٹھوکر گئے کا اندیشہ ہے، اپنی ہمت اور ریاضت سعی اور مشقت سے پایہ کمال کو پہنچے ہیں، انسان کے اخلاق پر عجیب و غریب اثر ڈالتے ہیں۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ طلبہ تحصیل علم کے شوق میں بے زاد راہ شہر بشہر پھرتے ہیں۔ کھانے کی پرواہ ہے، نہ کپڑے کی فکر مگر تحصیل علم کی دھن میں سفنجان طے کر کے عین سرچشمہ پر پہنچتے اور سیراب ہو کر واپس آتے ہیں اور اس کے بعد جو کچھ حاصل کیا ہے اس سے دوسروں کو فیض پہنچاتے ہیں۔ اور یہی نہیں بلکہ اسے ثواب کا کام خیال کرتے ہیں اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اگر وہ کسی شاہی خدمت وغیرہ پر مامور ہو گئے ہیں تو بھی فرصت کے وقت سلسلہ درس و تدریس جاری ہے اور اس کے ساتھ ہی تالیف و تصنیف بھی ہوتی رہتی ہے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں اور آجکل کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں جب کہ علم کا سپر چامھر گھر ہے تو ہمیں ایک عجیب فرق نظر آتا ہے۔ محنت اور ریاضت اب بھی غالباً اتنی ہی کرنی پڑتی ہے، لیکن تحصیل علم کی وہ چٹک اور وہ دھن جو پہلے لوگوں میں تھی۔ آج کل اس کے مقابلے میں کم ہے۔ اس کی زیادہ توجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ پہلے حصول علم میں آزادی تھی اور آج کل یونیورسٹی کی پابندیوں نے ایسا جکڑ دیا ہے کہ اگر شوق ہوتا بھی ہے تو وہ دب دیا جاتا ہے۔ دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ آج کل علم زیادہ تر حصول نامت سرکاری کے لئے حاصل کیا جاتا ہے۔ علم کو علم کی خاطر ساز و نادر ہی کوئی پڑھتا ہے

یہی وجہ ہے کہ حالانکہ آج کل طلبہ کی کثرت ہے مگر حقیقی علم یا علم کا حقیقی شوق کم ہے اور اگر ہے بھی تو اس کی چنداں قدر نہیں۔ کون ہے جس کے دل میں قاضی عضدالحی کے ذکر کے پڑھنے سے جو اس کتاب میں ہے، جوش اور ولولہ پیدا نہ ہوگا۔ لکھا ہے کہ سلطان محمد بن تغلق شاہ نے مولانا معین الدین عمرانی دہلوی کو ولایت فارس میں قاضی عضدالحی کے پاس بھیجا۔ اور یہ عرض کرائی کہ آپ ہندوستان تشریف لے چلیں اور متن موافق کو سلطان محمد کے نام سے معنون فرمائیں۔ سلطان ابوالفتح والی شیراز کو جو یہ معلوم ہوا تو دوڑا آیا اور کہا کہ یہ سلطنت حاضر ہے اسے لے لیجئے اور جو خدمت آپ فرمائیں اس کے بجالانے کو میں حاضر ہوں۔ مگر نقد آپ یہاں سے نہ جائیں ایسی قدردانی کی نظر مشکل سے ملے گی اور شاید یہ شخصی سلطنت میں ممکن بھی ہے۔ غالباً شخصی سلطنت کے نام سے ناظرین کے کان کھڑے ہوں گے لیکن اصل یہ ہے کہ حکومت کی کوئی صورت بُری نہیں بشرطیکہ صحیح اصول کو پامال نہ کیا جائے۔ لیکن اگر صحیح اصول پر نظر نہیں تو حکومت کی ہر صورت خواہ قیاسی طور پر کیسی ہی اعلیٰ کیوں نہ ہو مذموم ہے۔

حصول علم کے شوق میں ایک بات بھی مفرح ہے جو سب سے زیادہ قابل قدر ہے۔ انسان کو انسان بنانے والی یعنی اس کے کیرکٹر کو سنوارنے والی جو شے ہے وہ شوق و سعی اور ریاضت و محنت ہے۔ خصوصاً جب کہ مدعا حصول اغراض نفسانی نہ ہو۔ ان لوگوں کے کیرکٹر میں ایک خاص بات پیدا ہو جاتی ہے اور یہ صرف انہیں لوگوں میں پائی جاتی ہے جن کے دلوں میں کسی اعلیٰ مقصد کے حاصل کرنے کی تُو لگی ہوتی ہے۔ اور جو اس ضمن میں دن کو دن سمجھتے ہیں اور نہ رات کو رات — مصیبت کو مصیبت خیال کرتے ہیں نہ راحت کو راحت — مگر راہ طلب

میں برابر قدم بڑھائے ہوئے چلے جاتے ہیں اور گزراؤں میں جو مقصود ہاتھ آئے یا نہ آئے مگر ایک ایسی چیز ہاتھ لگ جاتی ہے جو اس سے زیادہ نایاب اور اس سے کہیں بیش بہا ہے۔ یعنی انسانیت یا دوسرے الفاظ میں یوں کہیے صفائی باطن کون ہے جس کے دل پر شاہِ رحمت اللہ بگرامی قدس سرہ کے تذکرے کے پڑھنے سے جو اس کتاب میں درج ہے ایک خاص اثر، یا ایک خاص کیفیت طاری نہ ہوگی۔ اس کے دوسرے حالات کے ضمن میں مولانا آزاد یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کے ایک عزیز کی زبانی منقول ہے کہ میں اند شاہِ رحمت اللہ صاحب قدس سرہ قصہ سانڈی سے بگرام جا رہے تھے، دیکھتے کیا ہیں کہ سانڈی کے باغستان میں کسی نے چور کو مار کر درخت سے لٹکا دیا ہے۔ یہ دیکھتے ہی شاہ صاحب نے فرمایا ذرا ٹھہرو اور آگے بڑھ کر چور کے پاؤں چوم لئے۔ میں نے پوچھا حضرت یہ کیا؟ فرمایا کہ اس چور نے اپنے شیوہ کو پایہ کمال تک پہنچا دیا۔ خدا تعالیٰ ہر شخص کو اپنی اپنی میں اسی طرح ثابت قدم رکھے۔

ایسے بزرگوں کے تذکرے جنہوں نے اپنے تن و دھن من کو تحصیل علم تزکیہ نفس یا رضا جوئی باری تعالیٰ میں وقف کر دیا تھا۔ اس زمانے کے لئے جب کہ ہر طرف سے مادیت کا شور دنیا دنیا کی پکار اور پیٹ کی دہائی سنائی دیتی ہے، بہت کار آمد اور مفید ثابت ہوں گے۔ پند و نصائح اور اخلاقی کتب اس قدر مفید نہیں ہوتیں جس قدر ان لوگوں کے تذکرے جو پاکیزہ اخلاق کے نمونے تھے۔ وہ صرف باتیں ہیں اور یہ کام۔۔۔۔۔ وہ صرف مردہ الفاظ ہیں اور یہ زندہ اعمال لہذا اس کے اندھوں کے اثر میں بڑا فرق ہے۔

مولانا آزاد نے اپنے وطن کے علاوہ اپنے صوبہ کی بھی بہت کچھ تعریف کی ہے اور اس کی تعریف بجا ہے۔ درحقیقت جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے پورب قدیم الایام سے معدن علم و علماء رہا ہے۔ علم و فضل کے چرچے اب تک وہاں جاری ہیں۔ ترویج علم کے لئے سلاطین و حکام کی طرف سے وظائف و زمین و مدد معاش مقرر تھیں اور اس غرض کے لئے مساجد و مدارس اور خانقاہیں بنوائی جاتی تھیں۔

طلبہ دور دور سے آتے تھے اور صاحب ترفیق ان کی خاطر تواضع اور خدمت کو سعادتِ عظمیٰ سمجھتے تھے۔ آزاد نے کہا ہے کہ شاہجہان کا یہ قول تھا کہ ”پورب شیرازِ مملکت ماست“ لیکن سلطنتِ مغلیہ کے زوال کے ساتھ ہی مدارس اور خانقاہوں پر اوس بڑ گئی۔ درس و تدریس کا بازار سرد پڑ گیا اور وہ جوش و خمیہ پڑ گئے۔ ہندوستان میں پہلے عام طور پر تعلیم کا بھی طریقہ تھا جس کے نشان اب بھی کہیں کہیں نظر آتے ہیں۔ اب نیا دور شروع ہوا ہے۔ اور زمانہ نے دوسرا رنگ بدلا ہے اور مشرق کی ہر چیز میں مغرب کا جلوہ نظر آ رہا ہے۔

لیکن جہاں ہمیں اس زمانہ کے علمی ذوق و شوق کو دیکھ کر مسرت ہوتی ہے وہاں ایک بات کا افسوس بھی ہوتا ہے۔ اس زمانہ کے نصابِ تعلیم پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ جو حلقہ کہ کچھ عرصہ پہلے علماء نے کھینچ دیا تھا اس سے باہر قدم رکھنا انہیں قسم تھا۔ فقہ و حدیث و تفسیر، منطق و فلسفہ و علم کلام پر سارا زور تھا۔ ساری طباعی اور ذہانت اس پر ختم تھی۔ یہاں تک کہ کتابیں بھی زمانہ دراز سے ایک ہی چلی آتی تھیں اور انہیں پر حاشیہ پر حاشیہ اور شرح پر شرح اضافہ ہوتی جاتی تھی۔ علوم طبیعیات وغیرہ کا تو کیا ذکر

ہے۔ تاریخ و جغرافیہ بھی جس میں مسلمانوں نے خاص امتیاز حاصل کیا تھا۔
خارج از بحث تھا۔ غرض صد سال سے ہمارے ہاں کی تعلیم حالت
جمود میں تھی۔ سالہا سال کی بربادی اور تباہی کے بعد اب کہیں جا کے ہمارے
علماء کی آنکھیں کھلی ہیں اور آنکھیں کیا کھلی ہیں۔

و عادی چاہیے اس باہمت اور عالی دماغ شخص کو جس نے اس
زمانے میں مسلمانوں کے سر سے بہت سی بلاؤں کو طملا اور مسلمانوں کو ان
کی نازک اور پُر خطر حالت سے آگاہ و خبردار کیا۔ یہ اس کا طفیل نہیں تو
اور کیا ہے اور اسی کا صحبت یافتہ اور اسی کے دارالعلوم کے تربیت یافتہ ایک
بزرگ عالم نے قدیم سلسلہ تعلیم میں انقلاب پیدا کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے چنانچہ
اس کے لئے سامان ہتیا ہوتے جاتے ہیں۔ خدا اس کی ہمت میں برکت اور
اس کے مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ اس کام میں کامیابی یقینی ہے۔

کیونکہ یورپین السنہ و علوم سے جو نفرت مسلمانوں کے دل میں تھی وہ مرحوم
ریعامر بڑی جانکاہی سے رفع کر گیا ہے۔ اور وہ طوفان بے تیزی جو اس
وقت برپا ہو گیا تھا اب منسوخ ہو گیا ہے اور راستہ نرس و خاشاک اور
جھاڑ جھنکار سے صاف ہے۔ اور لوگ اس میں تغیر کے لئے آمادہ
ہیں۔ عام لوگ تو اسے دینی کام خیال کر کے اس کی امداد باعثِ ثواب
سمجھتے ہیں اور انگریزی تعلیم یافتہ یا دوسرے لوگ جو زمانہ کی ضروریات
سے واقف ہو چلے ہیں اس کی ہمت کو مان کر اس کے ساتھ ہیں کیا تعجب
ہے کہ اس تحریک کا یہ نتیجہ ہو کہ علوم مشرقیہ و مغربیہ کو سمو کر ایک نیا کورس
تیار کیا جائے جو ہماری ضروریات اور جمالت کے زیادہ مناسب اور زیادہ کارآمد
ہو البتہ اس قدر افسوس ہے کہ ہمارے علمائے واجب التعلیم نے حرکت

کے ہاتھ بٹانے میں بہت کم مدد دی ہے بلکہ جنہیں اندرونی حالات سے واقفیت ہے، وہ جانتے ہیں کہ بہ نسبت علماء کے غریب دنیا داروں سے زیادہ امداد ملی ہے اور انہیں کے سہارے اب تک سارا کام چل رہا ہے۔

ایک بات تاریخی حیثیت سے اس تذکرہ میں خاص طور پر متبادل لحاظ ہے۔ وہ یہ کہ اُن علماء و فنکاروں نے بلگرام سے جن کا اس میں ذکر ہے، ایک بھی اہل تشیع میں سے نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب شیعہ نے وہاں بعد کے زمانہ میں رواج پایا۔ اور اگر ان علماء میں سے بعض کی اولاد اب بھی وہاں باقی ہے اور وہ مذہب شیعہ پر ہے یا ان کے نسب ناموں میں ان علماء کے نام نکلیں تو ہمارا یہ خیال اور بھی قوی ہو جائے گا۔ یہ امر واقعی ہے کہ اردو کی سلطنت نے خاص کر آس پاس کے اصنلاع، قصبات پر اور بعض اوقات دور دراز کے مقامات پر بھی مذہبی لحاظ سے خاص اثر ڈالا ہے۔ چنانچہ جو نپور و دیگر مضافات لکھنؤ و عنبرہ کے حالات پر نظر ڈالنے سے یہ امر پائے تیسٹن کو پہنچ جاتا ہے۔ جب مذہب کی پشتی پر حکومت ہوتی ہے تو حالت اندیشہ ناک ہو جاتی ہے۔ میرا اس سے ہرگز یہ مطلب نہیں کہ سلطنت اور وہ نے مذہب کے معاملہ میں کبھی جسرو تعدی سے کام لیا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ جاہ طلبی اکثر لوگوں کی نیت کو جو اعتقاد کے کچے ہوتے ہیں ڈالناں ڈول کر دیتی ہے۔ ایسا ہر جگہ ہوا ہے۔ اور یہی اردو کے اکثر مقامات میں ہوا اور قصبہ بلگرام بھی اس اثر سے نہ بچا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آزاد کے زمانہ میں اہل تشیع وہاں نہ تھے اور اگر تھے تو خال خال۔ لیکن بعد کے زمانہ میں حکومت کے اثر

سے اس کا قدم پہنچا ہے۔

آزاد نے حسب عادت میر محمد الترمذی کے تذکرہ میں شیخ محب اللہ الہ آبادی کی کتاب تسویہ کا اچھا ہوا سا ذکر کر دیا ہے، لیکن اس کتاب کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے۔ اور اس لئے ہم اُسے یہاں کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے ایک تو یہ معلوم ہو گا کہ بادشاہ اورنگ زیب انار اللہ برہانہ، کہ جزئیات پر بھی ایسی ہی نظر تھی جیسی کلیات پر۔ دوسرے یہ معلوم ہو گا کہ بعض باخدا لوگ ایسے بھی موجود تھے کہ وہ اورنگ زیب جیسے سخت گیر اور پُر حَسَبِ شہنشاہ کی بھی پروا نہ نہیں کرتے تھے۔ تیسرے اس سے دینیات کے ایک معرکہ الارا مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

رسالہ تسویہ شیخ محب اللہ الہ آبادی کی تصنیف سے ہے جو ایک درویش اور صوفی تھے۔ اس میں علاوہ اور امور کے جبریل اور وحی کی حقیقت کا اظہار ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

”جبریل محمد در ذات محمد بود صلی اللہ علیہ وسلم و پھنچین جبریل باہر پیغمبرے در ذات ولے بود و آن قوت باطنی ایشان بود کہ در غلبہ آن قوت وحی بر ایشان نازل می گردید لہذا جبریل باہر پیغمبرے بزبان ولے سخن گفتہ۔“

جب یہ رسالہ (جو عربی زبان میں ہے) شاہ اورنگ زیب کی نظر پڑا تو انکار عظیم کیا۔ شیخ اس زمانے میں رحلت کر گئے تھے لیکن ان کے مریدوں میں سے وہ شخص پائے تخت میں موجود تھے۔ ایک میر سید محمد جو ملازم شاہی اور امرائے دربار میں سے تھے۔ دوسرے شیخ محمدی جو

لباس درویشی و زہد میں تھے۔ اول بادشاہ نے میر سید محمد سے تسویہ کی اس عبارت کی شرح دریافت کی۔ سید نے شیخ کی مریدی سے انکار کر دیا بعد ازاں شیخ محمدی کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر تمہیں شیخ کی مریدی کا اقرار ہے تو احکام شرع شریف سے اس رسالہ کے مقدمات کو مطابق کر کے بناؤ اور اگر مطابق نہیں کر سکتے تو اس کی مریدی سے استغفار کرو اور کتاب کو آگ میں ڈال دو۔ شیخ محمدی نے جواب دیا کہ نہ مجھے ان کی مریدی سے انکار ہے، نہ استغفار کی ضرورت، لیکن جس مقام سے شیخ نے گفتگو کی ہے مجھے وہاں تک رسائی حاصل نہیں ہے۔ جس وقت میں اس رتبہ کو پہنچ جاؤں گا تو آپ کی درخواست کے بموجب اس کی شرح لکھ بیجوں گا۔ اور اگر بادشاہ نے اس رسالہ کا جلانا ٹھان لیا ہے تو اس فقیر متوکل کے گھر سے کہیں زیادہ شاہی مطبخ میں آگ موجود ہے۔ حکم دیا جائے کہ یہ رسالہ اور اس کی جس قدر نقلیں دستیاب ہوں آگ میں جھونک دی جائیں۔ بادشاہ اس جواب کو سن کر ساکت رہ گئے۔

اس کے پڑھنے کے بعد ہمیں خیال ہوتا ہے کہ اگر سر سید نے مرحوم نے ملائکہ وغیرہ کی نسبت اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا تو کون سی ایسی خطا کی۔ ایک ابلہ فریب عالم نما مولوی اپنی تفسیر قرآن میں جس میں اس نے عوام اور جہاں کے خوش کرنے کا بہت کچھ سامان جمع کر دیا ہے، لکھتا ہے کہ سر سید نے یہ خیالات برہو سماج سے لئے اور اپنی نیک نیتی

سہ مراۃ الخیال (تذکرہ محمد بیگ) نسخہ قلمی کتب خانہ اصفیہ حیدرآباد دکن صفحہ ۱۰۰ پر ملاحظہ ہو
ماثر الامرا جلد سوم صفحہ ۹۰۹ مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی۔ بنگال کلکتہ۔

سے ضمناً اس سامیانہ خیال کو بھی تحریر میں لایا ہے کہ سرسید نے انگریزوں کو اطمینان دلایا کہ مسلمانوں کو نہ صرف مطیع سرکار بنانا ہوں بلکہ ان کے مذہب کی بیخ و بن سیاد بھی کھوکھلی کئے دینا ہوں۔ افسوس اس نام کے مولوی کو اتنا بھی معلوم نہ تھا کہ سلف صالحین میں سے بعض نامور بزرگ اور شیوخ ان مسائل پر اس قسم کے خیالات صاف و صریح الفاظ میں بیان کر چکے ہیں۔ چنانچہ مولانا بھر العلوم فرماتے ہیں:

”جبریل کہ مشہور رسل علیہم السلام است و وحی از جانب حق می رساند آن حقیقت جبرئیل است کہ قوتے از قوائے رسل بود متصور شدہ عالم مثال بہ صورتے کہ کنون بود و رسل مشہور و مرسل می گرد و پیغام حق می رساند پس رسل مستفیض از خود اندہ از دیگرے۔“

اسی طرح مولانا روم اور شیخ اکبر محمدی الدین ابن عربی بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ اس کتاب کی فصل ثانی کے دیباچہ میں جس میں علم پر بحث ہے آزاد نے ایک مہمل اور غلط قطعہ مسلمانوں کے ہاتھ سے، ایران کے کتب خانوں کے جلانے کا بھی لکھ دیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ جب سعد بن وقاص نے ملک فارس کو فتح کیا اور وہاں فلسفہ کی بے شمار کتابیں ہاتھ لگیں تو انہوں نے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ انہیں کیا کیا جائے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر ان میں ہدایت ہے تو خدا نے ہمیں بھی اس سے بڑھ کر ہدایت دی ہے اور اگر ضلالت ہے تو خدا ہمارے

۱۔ سوانح مولانا روم مؤلفہ شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی صفحہ ۱۲۶

لئے کافی ہے انہیں پانی یا آگ میں ڈال دو
 اول تو اس میں ایک صریح تاریخی غلطی یہ ہے کہ سعد بن وقاص نے ملک ایران
 کو فتح نہیں کیا اور یہی غلطی مشہور مؤرخ ابن خلدون نے کی ہے۔ غالباً مولانا
 آزاد کا مآخذ بھی ابن خلدون ہے کیونکہ بعینہ یہی الفاظ اس میں ہیں۔
 دوسرے مسلمانوں نے جب ایران کو فتح کیا تو وہاں اس قدر کتب خانے
 کہاں تھے۔ علم کا چرچا ایران سے بہت زمانہ پہلے سے اٹھ چکا تھا۔ یہاں
 تک کہ جب سکندر نے ایران فتح کیا تو اس وقت بھی کتب خانوں کا نام و
 نشان نہ تھا۔

البتہ یہ قصہ اسکندیہ کے متعلق متعدد تاریخوں میں بیان کیا گیا ہے۔
 اور ابن خلدون نے اور بعد میں آزاد نے غلطی سے اسی قصہ کو ایران
 سے منسوب کیا ہے۔ لیکن شمس العلماء مولانا شبلی اس کی تردید نہایت
 تحقیق و تنقید کے ساتھ کر چکے ہیں۔ اور اب اس کے متعلق کچھ لکھنا بے سود
 ہے۔ تاہم ایک دو باتیں اس کے متعلق کہنا ضروری معلوم ہوتی ہیں۔ مولانا
 نے بڑے شد و مد اور تحقیق سے یہ امر ثابت کیا ہے کہ اس قصہ کا
 مآخذ ابوالفتح ہے۔ سب سے اول اس نے اپنی تاریخ میں لکھا اور
 اس سے دوسروں نے نقل کیا۔ لیکن ایک بات کھٹکتی ہے وہ یہ کہ ابوالفتح

۱۔ مقدمہ ابن خلدون مطبوعہ مصر ص ۲۰۰

۲۔ رسائل شبلی دکتب خانہ اسکندیہ، ص ۱۳۱-۱۳۲

۳۔ یوحنا ابوالفتح سٹہ پیدائش ۶۲۳ ہجری وفات ۶۸۷ ہجری۔ مواقف الدین عبداللطیف

بن یوسف بغدادی سٹہ پیدائش ۵۵۵ سنہ وفات ۱۲ محرم ۶۲۹ ہجری۔

سے قبل عبداللطیف بغدادی اپنے رسالہ افادۃ الاعتبار میں ضمناً اس واقعہ کی طرف اشارہ کر چکا ہے اور ثابت کیا ہے کہ عبداللطیف بغدادی نے اس کا ذکر امور خانہ کی حیثیت سے نہیں کیا بلکہ ضمناً اور تذکرہ کیا ہے۔ اور جن بورپین مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ سب سے اولے عبداللطیف نے اس کو اپنی کتاب میں لکھا ہے ان کا بڑی حقارت سے ذکر کیا ہے۔ اور ان پر فریب وہی اور تہمیس کا الزام لگایا ہے۔ میں یہ ماننا ہوں کہ عبداللطیف نے امور خانہ حیثیت سے اس کا ذکر نہیں کیا اور یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ "یذکر" کے تحت میں اس کو کہا ہے۔ اس کا بھی اعتراف ہے کہ اس کے ساتھ جس قدر واقعات بیان ہوئے ہیں وہ سب بازاری گپتوں سے ہیں، لیکن اس کا علاج کیا کہ یہ واقعہ عبداللطیف کی کتاب ابوالفرج سے مذکور ہے۔ اور کم سے کم "یذکر" کے لفظ سے یہ واقعہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعہ عبداللطیف کے زمانہ میں لوگوں کی زبان زد ضرور تھا اور بلاشبہ ابوالفرج سے قبل مشہور تھا۔ البتہ اس میں شک نہیں کہ جس شان سے اور نمک مرشح لگا کر اس نے بیان کیا ہے اس سے پہلے کسی نے بیان نہیں کیا اور اس سے بعد کے مؤرخین نے بے سوچے سمجھے نقل کر کے سب جگہ پھیلا دیا ہے اس کا پتہ لگانا ابھی باقی ہے کہ یہ واقعہ مشہور کیسے ہوا اور ابوالفرج سے پہلے اس کا چرچا کیسے تھا۔ غالباً

باہمی عناد اور تعصب اس قصہ کی ایجاد کا باعث ہوا ہے۔ مفتوح قوم
 فاتح قوم پر اکثر ایسے الزام بعد میں قائم کر دیا کرتی ہے۔ ان میں سے
 ایک یہ بھی ہے جس کی کوئی تاریخی شہادت نہیں ہے۔ علاوہ اس
 کے مولینا شبلی نے اس رسالہ میں دعویٰ کیا ہے کہ سوائے عبداللطیف
 ابوالمنرح مقررہ ارجحی خلف کے کسی اور کتاب میں اس
 کا ذکر نہیں اور اسی کے ساتھ کتابیں جو مصر و اسکندریہ کے حالات
 میں لکھی گئی ہیں، نام بنام گنوائی ہیں کہ ان میں سے کسی میں اس کا حوالہ نہیں
 حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے انہیں کتابوں میں سے ایک تاریخ الحکام المتعطلی
 ہے، جس میں یہ قصہ منقول ہے۔ غالباً یہ کتاب حال میں چھپی ہے اور
 اس لئے مولانا کی نظر سے نہیں گذری تھی۔ اس کے علاوہ دوسری
 کتاب مفتاح السعادت ہے جو ایک ترکی عالم و فاضل طاش کبریٰ
 زادہ پیدائش ۱۹۰۱ء ہجری کی تصنیف سے ہے، افسوس کہ یہ پیش ہوا
 کتاب اب تک طبع نہیں ہوئی۔ لیکن ان کتابوں میں اس قصہ کا ہونا
 نہ ہونا برابر ہے۔ کیونکہ ان دونوں صاحبوں نے بغیر کسی تحقیق کے
 ابوالمنرح سے لفظ بہ لفظ نقل کر لیا ہے۔ یا ممکن ہے کہ
 طاش کبریٰ کے زادہ نے قفطی سے نقل کیا ہو۔ عبارت
 سب کی ایک ہے۔

خاک بگرام میں ایک اور ایسا جید فاضل ہوگزارا ہے جسے فخر

۱۔ تاریخ الحکام الجہال الدین ابوالحسن ابن یوسف القفطی مطبوعہ ایبک شاہ ۲۵۶۳۵۵ صفحہ ۲۵۶

۲۔ قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ صفحہ ۸۳

علمائے ہند کہنا سجا ہوگا۔ علمائے ہند کے حالات میں کوئی کتاب اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس میں سید مرتضیٰ صاحب تاج العروس کا تذکرہ نہ ہو۔ یہ آزاد بگرامی کے ہم عصر تھے۔ ہمارے دل نے ہرگز یہ گوارا نہ کیا کہ یہ کتاب جو علمائے ہند اور خصوصاً علمائے بگرام کا تذکرہ ہے۔ اس فاضل بے عدیل کے حالات سے خالی رہے۔ لہذا یہ تذکرہ آخر کتاب میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ جس سے اس شخص کے تجر اور کمالات علمی کا حال معلوم ہوگا۔

عبدالحق حمید آباد دکن

پیش لفظ،

از جناب پروفیسر ڈاکٹر وحید قریشی ایم. اے (فارسی و تاریخ) پی ایچ ڈی (فارسی)
ڈی لٹ (اردو)، یونیورسٹی اور ٹیٹل کالج لاہور۔ پاکستان،

دو ہزار پانچ سو سالہ جشن شاہنشاہی ایران کی مناسبت سے ماثر الکرام کا یہ خاص ایڈیشن پیش کیا جا رہا ہے۔ ایران کی اڑھائی ہزار سال کی تاریخ پاک و ہند کی سیاسی تمدنی اور ادبی زندگی کچھ اس طرح مربوط رہی ہے کہ ہمارے لیے جشن کی یہ تقریبات الگ معنویت رکھتی ہیں۔ دورِ قدیم میں اس سرزمین پر سکائی یکس کی آمد سے لے کر فرماں روا ایان تیموری کے دورِ زوال تک ایران اور پاکستان ایک گہرے ثقافتی رشتے میں منسلک رہے۔ ایران اور برصغیر پاک و ہند کے تجارتی تعلقات کی دستان بہت پرانی ہے دورِ اسلامی میں ایران اور برصغیر کے درمیان تجارتی روابط سے کہیں زیادہ ثقافتی روابط کا دور دورہ رہا ہے۔ سلاطینِ دہلی کے زیر سایہ ابتدائی آباد کار مدت تک فارسی بول چال کے گردیدہ و شیدار ہے۔ فارسی یہاں کی سرکاری اور دفتری زبان بھی تھی۔ فارسی کے علمی سرلیے میں ہندی مسلمانوں نے بیش قیمت اضافہ کیا۔ بلکہ اگر شمس العلماء عبدالغنی کے بیان پر بھروسہ کیا جائے تو مسلمانوں کے دورِ عروج میں ہند (برصغیر) کی سرزمین کم از کم تین بار فارسی ادب کے مرکز کی حیثیت سے اہمیت حاصل کرتی ہے۔ بابر کی آمد کے بعد روابط کی نوعیت ایسی موثر و خوشگوار ہو جاتی ہے کہ ایرانی علماء اور شعراء فن کی قدر و منزلت کے حصول کے لیے ہندوستان کا رخ کرتے ہیں اور انہیں یہاں قدر دانی اور عزت افزائی کے مواقع میسر آتے ہیں علیٰ قلی سلیم نے تو یہاں تک کہا تھا۔

نہیت در ایران زمین سامان تحصیل کمال

تا نیا مد سوسے ہندستان جاہ نگین نہ شد

مسعود سعد سلمان سے لے کر امیر خسرو تک اور خسرو سے لے کر قتل و غالب تک مقامی

شعرا کا ایک عظیم سلسلہ برصغیر میں فارسی ادب کی آبیاری کرتا نظر آتا ہے۔ صرف شاعری ہی نہیں فارسی نثر پر بھی سرزمین پاک و ہند کے ادبا اپنے کمال کا سکہ بٹھاتے ہیں، ایرانی اور ترک شعرا ہندی شاعروں کے اسالیب کو اپنے ہاں مقبول و محمود پاتے ہیں۔ وہاں نثر میں بھی پاک ہند کے اثر و نقوذ کے نشانات طاہر و حید اور بعض دوسرے ایرانی نثر نگاروں کے ہاں جھلکنے لگتے ہیں۔ ظہوری کی نثر کے دوش بدوش ادبیات فارسی میں فیضی کے مکاتیب جہانگیر کی تزک، عالمگیر کے رقعات ابوالفضل کی انشار اور دور قدیم میں خسرو کی اعجاز خسروی ضیاء الدین برنی کی تاریخ فیروز شاہی، سہ ہندی کی تاریخ مبارک شاہی اور حکیم بہوہ خاں اور جمالی کنوہ ملانی کے نثری کارنامے ایران سے قبول کی سند پاتے ہیں۔ عالمگیر کے انتقال (۱۱۱۸ھ) کے بعد اگرچہ ایران سے تعلقات کا وہ معیار تو قائم نہیں رہتا۔ لیکن آمد و رفت کے ذرائع کسی نہ کسی طرح بحال و برقرار رہے۔ اس گئے گزے زمانے بھی شیخ علی حزیں اور بعض دوسرے شعرا و ادبا ہاں آتے رہے۔ اودھ کی سلطنت کے قیام کے بعد ایرانی فضلاء کی آمد و شد خاص بڑھ گئی بظاہر سہاری سیاسی تاریخ کا یہ دور زوال ہے لیکن زوال و انقراض کے طوفانوں کے باوجود جہاں یہ دور عظیم سیاسی شخصیتوں اور فوجی سرداروں سے محروم نہ رہا اسی طرح فارسی ادب کے بعض اہم شعرا اور نثر نگار بھی اس دھرتی میں پیدا ہوئے جنہوں نے ادبیات فارسی میں گزرے وقتوں کی یاد تازہ کر دی، بیڈل خان آرزو، منظر جان جاں غلام علی آزاد برصغیر کے وہ قد آور ادیب ہیں جنہیں کسی بھی ملک اور ثقافت کے لیے قابل فخر قرار دیا جاسکتا ہے اور ادب کے اہم ترین شاعر بھی اسی دور زوال کی پیداوار ہیں، میر اور سودا، یقین اور تابان، اسی دور پر آشوب میں آسمان ادب پر مہر و ماہ بن کر روشن ہوئے اہم حقیقت یہ ہے کہ شمالی ہند کے یہی شعرا خان آرزو اور منظر جان جاں کے تربیت یافتہ تھے جنوبی ہند میں بھی ادبی سرگرمی مائل نہیں پڑی تھی وہاں غلام علی آزاد کے سلسلہ تلمذ میں لچھی زائرین شفیق اور عبدالوہاب استخار جیسے نادرہ روزگار ادیب تربیت پائے تھے۔ علم ادب کی جو خدمت

شمال میں مظہر اور آرزو کی جنوب میں وہی معیارِ ادب مولانا غلام علی آزاد نے قائم رکھا۔ بلکہ عربی اور فارسی ادب کے علمی سرمایے میں ایک اہم باب کا اضافہ کیا۔ وہ بگرام کے رہنے والے تھے اور عالمگیری کی وفات سے دو برس قبل پیدا ہوئے۔ زندگی کے ابتدائی ایام نواحِ لکھنؤ اور دہلی میں بسر کر کے کچھ عرصہ سندھ میں فروکش رہے۔ طویل سفر کی آخری حد مقامِ دکن ہے جہاں علم و ادب کی یہ برگزیدہ ہستی اپنے نورِ علم سے جنوبی ہند کو منور کرتی رہی۔

علامہ غلام علی آزاد اپنی علمی فضیلت کی وجہ سے اپنے معاصرین میں ہی خالی شہرت رکھتے تھے خود ان کی زندگی میں انہیں حسان الہند کے لقب سے یگانا جاتا تھا۔ اس لیے کہ حسان بن ثابت کی طرح انہوں نے بھی رسول اللہ کی مدح میں عربی زبان میں تصانیف لکھے چنانچہ ان کے شاگرد قاضی عبدالقادر مہربان اورنگ آبادی نے انہیں اس لقب سے یاد کیا ہے (سٹوری: جلد دوم ص ۸۵۵ حاشیہ) علم و فضل میں ان کی شہرت ان کی زندگی ہی میں دورِ دور تک پہنچ چکی تھی۔ وفات (ذیقعد ۱۲۰۰ھ، ۱۵ ستمبر ۱۷۸۶ء) کے بعد وہ دکن میں روضہ یا خلد آباد میں جو دولت آباد سے سات میل کے فاصلے پر ہے دفن ہوئے۔ ٹی۔ ڈبلیو بیگ نے ان کے مزار کا حال لکھتے ہوئے بتایا ہے کہ کس طرح ان کا مزار بھی مرجعِ خلافت ہے۔

The fame of the poets' learning is such that parents take their children to his Shrine in order that they may by picking up with their lips a piece of Sugar from his tomb, obtain both a taste for knowledge and the ability to acquire it.

جہاں معاصرین کے ہاں علامہ کو یہ قد و منزلت حاصل ہوئی۔ وہاں بعض مخالفین نے ان سے اختلاف رائے بھی کیا۔ چنانچہ ان کی کتب کے جواب میں اور اعتراض کے طور پر بعض تحریریں بھی ملتی ہیں، سٹوری نے (پرشین لٹریچر) میں ان پر محلِ روشنی ڈالی ہے مجلہ علوم

اسلامیہ علی گڑھ دسمبر ۱۹۶۱ء میں اس اجمال کی تفصیل درج ہے ذیل میں چار کتابوں کا ذکر بے موقع نہ ہوگا۔

شرائف عثمانی

یہ شیخ غلام حسن ثمنین کی تصنیف ہے جو آثار الکرام اور سرد آزاد کی تردید میں لکھی گئی، غلام حسن ثمنین شراف عثمانی کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

”جب سر آؤنے اپنی دو کتابیں آثار الکرام اور سرد آزاد، دکن سے بلگرام بھیجیں اور وہ فضلار وروساے بلگرام کی نظر سے گذریں تو وہ حیران و ششدر رہ گئے کیونکہ آثار الکرام کے اکثر بیانات تاریخ و اسناد و حقائق و فرامین کے خلاف تھے۔ اس کتاب کے متعلق اس کے سوا اور کیا کہا جاتا ہے کہ یہ ساقط از اعتبار ہے۔ آزاد کے ماموں اور استاد سید محمد بلگرامی سے رجوع کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اس سلسلے میں آزاد سے دریافت کیا اور وہ اپنی غلطی تسلیم کرتے ہیں۔“

”شرائف عثمانی“ میں بلگرام کے صدیقی فرشوری علماء و فضلار کے حالات اہتمام سے قلمبند کئے ہیں اس سلسلے میں دیگر علماء کا ذکر بھی آ گیا ہے۔

خاص طور پر مصنف نے آزاد کی تردید و تغلیظ کو اپنا شیوہ بنایا ہے۔

”شرائف عثمانی“ کے قلمی نسخے رائل ایشیاٹک کلکتہ، انڈیا آفس اور کتاب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔

تحقیق اسدانی منزلات الازاد

تالیف محمد صدیق سخنور عثمانی بلگرامی ہے۔ یہ بھی آثار الکرام اور سرد آزاد کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ اس میں تاریخی غلطیاں نہیں بتائی گئیں بلکہ آزاد کے اسلوب بیان اور شاعری پر تنقید ہے۔ چونکہ یہ کتاب ذاتی مفاہمت کی بنا پر لکھی گئی ہے اس لیے اس کا لہجہ بہت درشت ہے۔

درج بالا کتاب کے جواب میں آزاد کے شاگرد عبد القادر سمرقندی دہلوی نے قلم اٹھایا اور ”تادیب الزنیق فی تکذیب الصدیق“ تصنیف کی۔ اس میں سخنور کی خوب خوب خبر لی گئی ہے۔

تذکرۃ الشعراء وارستہ یا جنگ رنگارنگ

وارستہ یا لکوٹی نے بھی آزاد کی شعر و شاعری پر اعتراضات وارد کیے اور ان کی بعض تصانیف سے غلطیاں نکالیں۔

چہار صد ایراد بر کلام آزاد

تصنیف ملاحظہ آگاہ، اس میں آگاہ نے آزاد کی تصانیف اور شاعری سے چار سو غلطیاں نکالی ہیں۔

مصنف نے اس کا دوسرا تاریخی نام "عثرات آزادیہ" تجویز کیا ہے۔ بعد کے اعداد و شمار سے سال تصنیف ۱۱۹۹ھ / ۱۷۸۲ء نکلتا ہے۔ جو آزاد کی وفات سے ایک برس پہلے کا زمانہ ہے۔

اس کے صرف دو نسخے دریافت ہوئے۔

۱: کتاب خانہ جامعہ علی گڑھ (ذخیرہ شروانی ۳۸۳/۵۰)

۲: کتاب خانہ آصفیہ حیدرآباد۔

ذخیرہ شروانی کا نسخہ نہایت قیمتی ہے اندرونی شواہد اور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مصنف کا خود نوشت نسخہ ہے۔

آزاد کے تذکرہ نویسوں نے اس کتاب کا کہیں ذکر نہیں کیا ہے۔ حالانکہ آزاد کے دیگر معترضین کا ذکر خیر کہیں کہیں بڑی شرح و بسط کے ساتھ ملتا ہے۔ تذکرہ گلزار اعظم میں بسندہ آگاہ جملہ معترضہ کے طور پر آنا ضرور لکھا گیا ہے کہ جس سے آزاد اور آگاہ کے مابین اختلافات و برادات کی تعداد کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

محمد باقر آگاہ (۱۱۵۸ھ - ۱۲۲۰ھ - ۱۸۰۵ء) جنوبی ہند کے علماء میں نہایت ممتاز درجہ کے عالم تھے اور فضل و کمال کے لحاظ سے بلند مقام پر فائز آگاہ صرف آزاد بلگرامی

سے نبرد آزما نہیں ہوئے بلکہ اپنے ایک ہم عصر جلیل القدر عالم بحر العلوم مولانا عبدالعلی ملتوفی
۱۲۲۵ھ ۱۸۱۰ء سے بھی کارزارِ مناظرہ و مباحثہ گرم رہا تھا۔

چہار صد ایراد بر کلام آزاد کی تصنیف کس طرح ہوئی ایک دلچسپ کہانی ہے کہ ایک مرتبہ
آزاد نے آگاہ کو خاں صاحب لکھ کر خطاب کیا۔ پس کیا تھا آگاہ بر ہم ہو گئے چونکہ اپنے
لیے یہ خطاب ننگ و آر سمجھتے تھے اس لیے انہوں نے بھی ارادہ کیا کہ وہ "مرزا بیگ" وغیرہ
لکھ بھیجیں۔ تاکہ ترکی بہ ترکی جواب ہو جائے

کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتراضات کی ابتدا آگاہ کی طرف ہوئی تھی۔
چنانچہ لکھتے ہیں :-

"ہفت استدراک این جانب کہ بر بعض عبارات ایشان کردہ بود و پاس جانب حفظ مراتب
رادران بکار برد۔"

آزاد نے استدراکات کے جواب میں آگاہ کے اشعار کی چند فنی اور ادبی غلطیاں بھی نشان
زد کر کے بھیجی تھیں جن کو آگاہ "داد سفاحت و مجادلہ" کہتے ہیں۔ اور مال ٹھوک کر میدان میں آئے
ہیں اور نعرہ لگاتے ہیں "اکھیدیلین باکھید بس یہ تھی بات جس کے جواب میں پوری کتاب
لکھ ڈالی،

فضلائے حاضرین علامہ غلام علی آزاد کو علامہ شبلی نعمانی نے بھی خراج عقیدت پیش
کیا ہے۔ الندوہ جلد دوم شمارہ ۲، اپریل ۱۹۰۵ء میں مولوی غلام علی آزاد بلگرامی کے
عنوان سے انہوں نے ایک مدلل مقالہ لکھا جو مقالاتِ شبلی جلد پنجم میں شامل ہے اس میں
ان کے تحقیقی کارناموں کا تعارف بدیں الفاظ کرایا ہے :-

"ان کی تصنیفات ہندوستان میں اپنی قسم کی پہلی تصنیف ہیں، فن رجال اور تاریخ
اگرچہ مسلمانوں کا گویا خاص فن ہے لیکن ہندوستان کی علمی حالت کی کچھ ایسی افتاد پڑی
تھی کہ ابتدا سے اس زمانے تک کسی نے ایک کتاب بھی اس فن میں نہ لکھی۔ نتیجہ یہ ہوا

137108

کہ ہندوستان کے سینکڑوں ہزاروں علماء و فضلا کے حالات بر آج گننامی کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ آزاد سب سے پہلے شخص ہیں جس نے ہندوستان کے علماء اور اربابِ عمامہ کے حالات قلمبند کئے۔ آزاد نے اس اولیت پر خود جا بجا فخر کا اظہار کیا ہے اور بجا کہا ہے،

(مقالات شبلی جلد پنجم ص ۱۱۸)

اردو دان پبلک میں علامہ آزاد بلگرامی کا پہلا تعارف یہی ہے جو علامہ شبلی کے ہاتھوں ہوا۔ ۱۹۱۰ء میں آئزاک کرام دفتر اول مشتمل بر دو فضل عبداللہ خاں کی سعی و اہتمام سے حیدرآباد دکن سے شائع ہوا۔ تو اس کا مفصل دیباچہ مولوی عبدالحق صاحب نے لکھا۔ جس میں علامہ شبلی کے بیانات کی تائید کے علاوہ خود آئزاک کرام کے اندر بیان شدہ عبارات کی مدد سے معاشرتی زندگی کے بارے میں آزاد بلگرامی کے سماجی شعور کا جائزہ لیا گیا تھا۔ شبلی نے تاریخ کے میدان میں علامہ کی مساعی کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے ان کی مورخانہ احتیاط اور معاصر واقعات کی ترسیل کی داد کے علاوہ عربی زبان و ادب میں ان کے بعض کارناموں کی طرف اشارے کئے تھے، مثلاً یہ کہ عربی زبان میں بھاشا کے خیالات اور شاعرانہ صنائع کا بیان اور عربی بھوردقوانی سے ہندی نظام عروض کا تقابلی مطالعہ وغیرہ مولانا کے عربی کلام میں مقامی لب و لہجے کی گونج سے علامہ شبلی خوش نظر نہیں آتے لیکن ان کے دیگر علمی سرمایے کی انہوں نے کھل کر تعریف و توصیف کی ہے۔ اس کے مقابلے میں مولوی عبدالحق آزاد کے تاریخی کارناموں کی تائید کرتے ہوئے اپنی توجہ ان جھلکیوں کی طرف زیادہ کرتے ہیں جن سے عہدِ آزاد کی معاشرتی فضا عبارت تھی۔ اس میں کلام نہیں کہ معاصر تاریخی واقعات کے بیان میں آزاد نے جو کچھ لکھ دیا ہے وہ ہماری تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ واقعات سنین میں عزم و احتیاط کی وجہ سے آئزاک کرام اور سرد آزاد کو دیگر کتابوں میں ایک امتیاز حاصل ہے۔ اکثر محققین و مورخین نے آزاد کے بیانات کی صحت کو سراہا ہے۔

اور ان کے عین حیات میں ہی بعض اقتباسات کے انگریزی تراجم انگریز مونسوں کی توجہ کا مرکز رہ چکے ہیں۔

آزاد سہ زبان ادیب و مورخ تھے۔ عربی اور فارسی میں صاحب دیوان ہوتے اردو میں ان کی شاعری کا اقرار تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔ بلکہ اگر ان کے شاگرد کے بیان کو تسلیم کیا جائے تو وہ اردو میں بھی صاحب دیوان تھے۔ ان کا اپنا بیان ہے:

”من اگرچہ دو دیوان دارم عربی و فارسی لکن شعر ہندی را
نوب می فہم و از چاشنی آن حظ مستوفی دارم“ (خزانہ عامرہ
بذیل مسعود سعد سلمان)

نثری کتابوں میں اردو کی ایک تالیف ”گر بہ نامہ“ بھی ان سے منسوب ہے۔ لیکن فی الحقیقت اس کتاب کے مصنف آزاد امر و ہوی ہیں (ملاحظہ ہو ڈاکٹر نجم الاسلام کے دو مقالے بعنوان ”گر بہ نامہ“ درسہ ماہی صحیفہ لاہور) تاہم اس میں شبہ نہیں کہ عربی اور فارسی کے علاوہ اردو سے بھی علامہ کو ایک گونہ تعلق رہا ہے۔ اور ان کے شاگردوں نے ادب اردو کی آب یاری میں بڑی اہم خدمات انجام دی ہیں۔ آثار الکرام جلد اول بلگرام کے صوفیاء و اکابر کے حالات پر مشتمل ہے جلد دوم جو عام طور پر سر و آزاد کے نام سے یاد کی جاتی ہے، شعراء کا تذکرہ ہے شعراء کے تذکرے اور بھی ان کے قلم سے نکلے ہیں، یہ بیضا بھی زبور طبع سے آراستہ نہیں ہوا خزانہ عامرہ میں ہندو ایران کے شاعر ہیں جو دربار شاہی سے فیض یاب ہوئے۔ تذکرہ نگاری میں تاریخی واقعات کی طرف کا جو التزام علامہ آزاد نے کیا ہے۔ اس سے یہ تذکرے تاریخی معلومات کا گنجینہ بن گئے ہیں۔ خصوصاً آثار الکرام کے ہر دو حصے معاصر تاریخی حالات کا نادر و نایاب ذخیرہ ہے۔ بظاہر حصہ اول صرف

بلگرام کے مشاہیر کا تذکرہ ہے، لیکن ضمناً بعض اشخاص کے حال میں ہند اور بیرون ہند کے واقعات بھی رقم ہوئے ہیں۔ مولوی عبداللہ صاحب کے حیدر آبادی ایڈیشن میں متن کی صحت کا اہتمام تھا، لیکن ایک کمی یہ رہ گئی تھی کہ حواشی نہ تھے، جن میں معاصر اور متاخر کتب سے علامہ کے بیانات یا احصائے ہو سکتے۔ زیر نظر ایڈیشن میں مولانا محمد عبدہ صاحب نے اسی کمی کو پورا کیا ہے۔ جا بجا دیگر کتب حوالہ سے زائد معلومات مہیا کی گئی ہیں۔ بیشتر متاخر کتابوں کے صفحات کی نشان دہی کر کے وہ بجا طور پر اہل علم سے داد کے طالب ہیں۔ کتاب عرصے سے کم یاب بلکہ نایاب تھی، عزیز می شمس الحق جو عربی فارسی کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں اور ایسے علمی مضموں کے محرک و موید رہے ہیں۔ اب اسی کتاب کو علمی حلقوں تک پہنچانے کا سبب ہوئے ہیں۔ کتاب کے صورتی حسن کے علاوہ معنوی حسن بھی ان کے ذوق نظر کا کرشمہ ہے۔ آغاز کتاب میں مولانا عبدالحق کے دیباچے کے علاوہ انہوں نے عبدالرزاق قریشی کا مقالہ بھی شامل کر دیا ہے۔ جس میں علامہ آزاد کے حالات کو تفصیل سے پیش کیا گیا ہے۔ اردو دائرۃ المعارف کے مقالہ نگاروں کے مقابلے میں فارین کو اس مقالے میں کئی نئی باتیں ملیں گی۔

وحید قریشی

آزاد بلگرامی

از جناب عبدالرزاق صاحب قریشی انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بمبئی
آزاد بلگرامی کا سلسلہ نسب عیسیٰ موقم الاشبال بن زید شہید بن امام زین العابدین پر منتہی ہوتا ہے
چنانچہ خود آزاد کہتے ہیں۔

گرچہ باشد موقم الاشبال عیسیٰ جد من عیسیٰ جان بخش منیر انم بامداد نفس
چونکہ عیسیٰ اکثر شیر کا شکار کیا کرتے تھے اس لئے موقم الاشبال کے لقب سے مشہور ہوئے ایک
اور شعر میں اپنے سلسلہ نسب کی طرف اس طرح اشارہ کیا ہے۔

مرا بہ تیغ ستم کشت و گشت از سرناز چراغ دودہ زید شہید روشن شد
آزاد بلگرامی کا بیان ہے کہ اکابر طریقت ہیں خواجہ عماد الدین اور سید محمد صغریٰ پہلے بزرگ ہیں
جنہوں نے بلگرام کو اپنا وطن بنایا ایک دوسری جگہ وہ لکھتے ہیں کہ اس وقت وہ بلگرام میں سادات
حسینی واسطی کے خاندان آباد ہیں ان کے جدِ اعلیٰ ہی محمد صغریٰ ہیں ان کا لقب ”صاحب الدعوت
الصغریٰ“ تھا کثرت استعمال سے صغریٰ ہو گیا۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے

سید محمد صغریٰ بن سید علی بن سید حسین بن سید یحییٰ بن سید زید بن سید علی بن سید حسین بن سید
علی العراقی بن سید حسین بن سید علی بن سید محمد بن سید عیسیٰ موقم الاشبال بن زید شہید بن الامام
زین العابدین بن الامام حسین الشہید بن انہام اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب زوج فاطمہ الزہرا
بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ آزاد بلگرامی: خزائنہ عامرہ (کانپور ۱۸۷۱ء) ص ۱۲۳

۲۔ ایضاً: آثار الکرام (اگرہ ۱۹۱۰ء) ص ۸

۳۔ ایضاً: ص ۱۱

سید محمد صفری خراسان سے ہندوستان آئے وہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید تھے سلطان شمس الدین التمش کو ان کی ذات سے عقیدت تھی اس زمانہ میں بلگرام پر سری نام کا ایک ہندو راجہ راج کرتا تھا وہ بہت متعصب اور مغرور تھا۔ سلطان نے اس کی تنبیہ کے لئے سید محمد صفری سے درخواست کی کہ راجہ مع اپنے اعیان واقارب کے قتل ہوا اور بلگرام پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا لفظ "خدا داد" سے اس فتح کی تاریخ (۶۱۴ھ) نکلتی ہے۔

سید محمد صفری نے بلگرام ہی میں سکونت اختیار کر لی، شیوخ فرشوری اور ترکمان بھی جو ان کے ساتھ آئے تھے یہیں رہ پڑے اس عہد کے دستور کے مطابق غلام کی پیداوار کا دسواں حصہ انہیں ملتا تھا اور یہ سلسلہ سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر کے عہد تک جاری رہا۔

سید محمد صفری نے (۶۲۰ھ) میں سلطان شمس الدین التمش کے حکم سے ایک بلند ٹیکرے پر جو وسط شہر میں تھا۔ ایک قلعہ بھی تعمیر کرایا تھا امتداد زمانہ سے جب قلعہ کی دیواریں ٹوٹ گئیں تو اس کے کتبہ کے پتھر کو محلہ سید واڑہ کی مسجد میں نصب کر دیا گیا، کتبہ کی عبارت یہ ہے:

” حامی البلاد داعی العباد ذی الامان لاهل الامان وارث ملک سلیمان

صاحب الخاتم فی ملک العالم ظل اللہ فی الخائفین ابوالمظفر ایلتمش السلطان

ناصر امیر المؤمنین ادام اللہ تمکینہ فی شہور سبع و عشرين و ستا متہ “

سید محمد صفری فتح بلگرام کے بعد ۳ سال زندہ رہے انہوں نے ۱۴ شعبان (۱۶ نومبر) ۶۴۵ھ

۶۱۲۴ھ

کو وفات پائی۔

آزاد بلگرامی نے فتح بلگرام سے متعلق جو کچھ لکھا ہے ان کے اس بیان اور بعض دوسرے

بیانات پر خود ان کے زمانہ میں اعتراضات ہوئے تھے چنانچہ شیخ غلام حسن ثلین نے جو اپنے عہد

کے بلگرامی شیوخ فرشوری کے نامندہ ہیں۔ آزاد کے آزادانہ اور غیر محتاط بیانات سے متاثر ہو کر

شراف عثمانی تصنیف کی

سے آزاد بلگرامی، ناثر بلگرام ص ۱۵ سے آزاد نے قاضی عبدالمنقوب بلگرامی کے حالات میں مننا لکھا ہے کہ بلگرام فتح ہونے کے بعد مناسب شرعیہ مثلاً افتاء قضا وغیرہ شیوخ فرشوری سے متعلق تھے اور زمینداری سادات کے حصے میں آئی ناثر بلگرام ص ۱۵ سے ایضاً ص ۱۳ تا ۱۴۔

ویسا چہ ہیں وہ لکھتے ہیں کہ جب آزاد نے اپنی دو کتابیں مآثر الکرام اور سرو آزاد، دکن سے بلگرام بھیجیں اور وہ فضلا اور روسائے بلگرام کی نظر سے گزریں تو وہ حیران و ششدر رہ گئے۔ کیونکہ مآثر الکرام کے اکثر بیانات "تاریخ و اسناد و تائق و فرامین" کے خلاف تھے، اس کتاب کے متعلق اس کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ یہ "ساقط از اعتبار" ہے، آزاد کے ناموں اور استاد سید محمد بلگرامی سے رجوع کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ خود آزاد سے اس سلسلہ میں دریافت کیا اور وہ اپنی غلطی تسلیم کرتے ہیں۔

شیوخ بلگرام کا دعویٰ ہے کہ ان کے آباؤ اجداد سلطان محمود غزنوی کے ساتھ جب اس نے قنوج پر چڑھائی کی، آئے تھے اور ۱۰۱۴ھ میں رانگواروں کو شکست دی اور سری نگر کو فتح کر کے اس کا نام بلگرام رکھا وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں مندرجہ ذیل اشعار پیش کرتے ہیں۔

مسلمان رسیدہ بہ ہندوستان ز قوماں ہیں بود صدیقیان

جنود و جلس بود انصاریان ترکمان و اعوان و انصاریان

ز چار و صد و خمس ہجری تمام سہی نگر رانام شد بلگرام

یوپی کے ڈسٹرکٹ گزیٹر (ضلع ہر دوتی) کا مرتب اس سلسلہ میں لکھتا ہے کہ یہ ممکن ہے کہ محمود غزنوی کی فوجیں سری نگر سے گزری ہوں اور غارت گری ہوئی ہو اور چند شیوخ وہاں رہ گئے ہوں لیکن گمان غالب یہ ہے کہ مسلمان سید سالار کے ساتھ آئے اور بلگرام کو صحیح معنوں میں شیخ محمد فقیہ عراقی نے اطمینان کے زمانہ میں فتح کیا، انہی شیخ صاحب کے ساتھ سید محمد صغریٰ بھی جو بلگرام کے تعلقہ داروں کے جد اعلیٰ کہلاتے ہیں آئے تھے۔

۱۔ شیخ فلام حسن ثنین، شرائف عثمانی، قلمی ایشیاک لائبریری کلکتہ سے مقبول احمد صوفی، حیات خلیل دارالہ آباد

۱۹۲۹ء) حصہ اول ص ۴۳ سے نیول ایچ آر: ڈسٹرکٹ گزیٹر یوپی، جلد ۴ (ضلع ہر دوتی) زمینی تال ۱۹۲۳ء ص ۱۰۰

۲۔ سید مسعود سالار غازی شہید ۱۹۰۵ء از خزینۃ الاصفیاء مفتی فلام سرو طبع لکھنؤ ۱۹۰۳ء ص ۲۱۲ جلد دوم

یہ موضوع جس قدر دلچسپ ہے اس سے زیادہ تحقیق طلب ہے، اس لئے اس وقت ہم اسے
 نظر انداز کر کے آزاد بلگرامی کے سوانح و حالات زندگی کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔
 آزاد کے سوانح و حالات لکھنے سے پہلے چند لفظ ان کی وطنیت کے متعلق لکھنا ضروری معلوم
 ہوتا ہے۔

مشہور انگریز مورخ ولیم ارون شیخ غلام حسن ثنین کی روایت پر آزاد کے دعوائے بلگرامیت کو
 صحیح نہیں مانتے، وہ کہتے ہیں کہ ثنین آزاد کے دعوائے بلگرامیت کا مذاق اڑاتے اور ان پر طنز کرتے
 ہیں، ثنین کا بیان ہے کہ اگرچہ آزاد بلگرامی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن حقیقتاً وہ سمدن (ضلع فرخ آباد)
 کے رہنے والے تھے، ان کی والدہ بلگرام کی تھیں نہ کہ ان کے والد۔
 سید مقبول احمد صمدنی (سمدنی) مصنف حیات جلیل بھی ولیم ارون کے سہموا ہیں وہ ثبوت ہیں
 ثنین کا مندرجہ ذیل بیان پیش کرتے ہیں۔

”بزرگ حضرات آزاد مذکور از قصبہ سمدن در عہد ملک بہلول لودی در بلگرام برائے
 تحصیل علم برآمدہ، بعد چندی بوجہ اخلاق ابا لیاں بلگرام طرح توطن انداختہ، این معنی برچہود
 قدمائے بلگرام پیدا ہوید است۔“

نثر الف عثمانی ہمارے سامنے نہیں ہے صرف اس کے دیباچہ کا ایک اقتباس ایک عزیز کی
 وساطت سے ہم کو مل گیا تھا۔ جب تک پوری کتاب سامنے نہ ہو یقین و تفصیل سے گفتگو نہیں ہو سکتی
 اس لئے اس موضوع پر بھی ہم آئندہ کبھی لکھیں گے، لیکن اس وقت اتنا ضرور کہا جاسکتا
 ہے کہ اگر ثنین کے مندرجہ بالا بیان کو صحیح مان لیا جائے تب بھی آزاد کے بلگرامی ہونے
 میں کوئی شک و شبہ نہیں، بہلول لودی کا عہد حکومت ۱۸۵۵ء سے ۱۸۸۴ء تک ہے اور

۱۰۔ ولیم ارون INDIAN CULTURE جلد ۳۶ (جنوری ۱۹۰۶ء) ص ۱۰

۱۱۔ سید مقبول احمد: حیات جلیل، حصہ دوم ص ۳

آزاد کا سال پیدائش ۱۱۱۴ھ ہے، یعنی آزاد کی پیدائش کے وقت ان کے خاندان کو بلگرام میں آباد ہوئے (بقول ٹین) تقریباً ڈھائی سو سال ہو چکے تھے، ڈھائی سو سال کسی کی وطنیت کو معین کرنے کے لئے کافی ہیں اس لئے یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ آزاد بلگرامی تھے،

علامہ علی آزاد بن سید محمد نوح ۲۵ صفر ۱۱۱۴ھ (۲۵ جون ۱۷۰۲ء) کو انوار کے دن محلہ میدان پورہ (بلگرام) میں پیدا ہوئے، بلگرام ہمیشہ سے تعلیم و تربیت کا ایک بڑا اور اہم مرکز رہا ہے اس کے علاوہ آزاد ایک نہایت مہذب و تعلیم یافتہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے، اس لئے ان کی تعلیم و تربیت کا بہت باقاعدہ انتظام ہوا۔ خود آزاد کا بیان ہے کہ درسی کتابیں ابتدا سے انتہا تک انہوں نے ”استاد المحققین“ میر طفیل محمد بلگرامی سے پڑھیں، وہ اس شاگردی پر اس طرح فخر کا اظہار کرتے ہیں۔

شاگرد خاص میر طفیل محمد اور علوم عقلی و نقلیست رہبرم

عروض و قافیہ اور بعض فنون ادب اپنے ماموں سید محمد سے حاصل کئے، ۱۱۳۲ھ میں ان کے نانا فاضل اجل میر عبد الجلیل، بلگرامی ۶ سال کے بعد بلگرام آئے، اس وقت آزاد کی عمر ۱۷ برس کی تھی آزاد اور ان کے حقیقی خالہ زاد بھائی میر محمد یوسف نے ان سے شرف تلمذ حاصل کیا اور ”سند حدیث مسلسل بالاولیہ و حدیث الاسود بن و اجازت اکثر کتب احادیث، ان سے حاصل کیں۔ ۱۱۳۴ھ میں جب میر عبد الجلیل شاہ جہان آباد جانے لگے تو یہ دونوں بھائی بھی ان کے ساتھ گئے ۱۱۶۲ھ

اس محلہ کا نام میدان پورہ اس لئے پڑا کہ یہ ایک وسیع اور ہموار قطعہ زمین پر آباد ہے جو دریائے گنگا کے بازگشت و گریب سے پیدا ہو گیا تھا۔ ڈسٹرکٹ گزیٹر ہردوئی ص ۱۷۷، ان کے حالات کیلئے ملاحظہ ہو ماثر الکرام ص ۲۵ تا ۱۵۸، سرو آزاد ص ۲۵۱ تا ۲۵۲، تذکرہ علمائے ہند ص ۹۸، آزاد بلگرامی، سرو آزاد (لاہور ۱۹۱۳ء) ص ۲۹۳، لکھی نرائن شفیق، گل رعنا قلمی اور نیل سبک لائبریری ٹینہ، ان کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو ماثر الکرام ص ۲۹۳ تا ۲۹۶، سرو آزاد ص ۲۸۹ تا ۲۹۱، ہنستان شعرا ص ۲۵۲ تا ۲۵۷، سرو آزاد ص ۲۹۳، ان کے حالات میں سید مقبول احمد مدنی نے ایک مستقل کتاب حیات جلیل کے نام سے لکھی ہے۔ ان کے حالات کیلئے دیکھئے ماثر الکلام ص ۲۹۶ تا ۲۹۸، سرو آزاد ص ۲۹۳

اور تین سال وہاں رہ کر ”بعض کتب حدیث، برخی از کتاب قاموس و فنون دیگر“ ان سے حاصل کئے
آزاد اپنے اکتساب فیض کا اس شاعرانہ انداز میں اعتراف کرتے ہیں۔

آزاد ما کہ فضل و کمال رساند خدمت نمود حضرت عبدالجلیل را
آزاد کو تحصیل علم اور کسب کمال کا کس قدر شوق بلکہ لگن تھی، اس کا اندازہ لچھی نراتن شفیق
کے اس بیان سے ہو سکتا ہے۔

”آزاد) می فرمودند در ایام جوانی از بسکہ ہمت مصروف کسب کمال بود التزام
داشتم کہ ہر روز فائدہ نوی معلوم کنم، اگر روزی خالی می گزشت می گفتم این روز را از
عمر نتوان شمرد،“

اسی ذوق و شوق اور جدوجہد کا نتیجہ تھا کہ آزاد نے بقول صاحب تذکرہ بے نظیر۔
”در تحصیل علوم عقلی و نقلی کسب و کار را بکری تکمیل نشانده و از صحبت اکثری بالانشیان
مجالس فضل پایہ خود بعراج رسانده۔“

آزاد چونکہ طبعاً درویش مزاج تھے۔ اس لئے عین جوانی ہی کے زمانہ میں (۱۱۳۶ھ) میر سید
طف اللہ عرف شاہ لدھا بلگرامی سے بیعت ہوئے۔ ۱۱۸۶ھ (۱۷۷۸ء خزانہ اصغیاء)
آزاد کے ماموں سید محمد سیوستان (سندھ) میں پیشگاہ بادشاہ دہلی کی طرف سے میر بخشی اور وقائع نگار
تھے ۱۱۴۲ھ میں (غالبا ماموں کے بلاؤں پر) آزاد نے سیوستان کا سفر کیا وہ ذی الحجہ ۱۱۴۲ھ
میں بلگرام سے روانہ ہوتے اور شاہ جہاں آباد لاہور، ملتان ہوتے ہوئے ربیع الاول ۱۱۴۳ھ

۱۱۴۲ھ آزاد و ماثر اکرام ص ۲۹۲ شفیق گل رعنا ۱۱۴۳ھ ایضاً ۱۱۴۳ھ عبدالوہاب افتخار دولت آبادی: تذکرہ بے نظیر (قلمی)
ملوکہ سکتا۔ نجات محمد عمر آردی ۱۱۴۳ھ ان کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو ماثر اکرام ص ۱۰۵ تا ۱۱۳ سفینہ خوشگوس ص ۵،
۱۱۴۳ھ آزاد و ماثر اکلام ص ۱۰۲ ۱۱۴۳ھ میر سید محمد سے پہلے آزاد کے والد سید محمد نوح بکرو سیوستان کی بخشی گری و
وقائع نگار پر میر عبدالجلیل کی جگہ، سال نیابت کر چکے تھے (ماثر اکرام ص ۲۹۶)

کے پہلے عشرہ میں وہاں پہنچے، میر سید محمد انہیں اپنا قائم مقام کر کے خود بلگرام چلے آتے اور چار سال کے بعد واپس ہوتے، ان کے واپس آنے کے بعد آزاد نے وطن کا رخ کیا ۱۱۴۴ھ میں وہ سیوستان سے شاہ جہاں آباد آتے یہاں انہیں خبر ملی کہ ان کے والد اور خاندان کے دوسرے افراد الہ آباد میں ہیں وہ آگرہ ہوتے ہوئے الہ آباد پہنچے اور شہر میں ٹھیک اس وقت داخل ہوئے جب لوگ ہلال رمضان دیکھنے میں مشغول تھے۔ انہوں نے یہاں تین سال قیام کیا۔ یہاں کے قیام کے دوران میں دو دفعہ بلگرام کا سفر کیا۔

سیوستان کے دوران قیام میں آزاد کی پہلی تصنیف وجود میں آئی، انہوں نے فارسی شعراء کا ایک تذکرہ ید بیضا کے نام سے لکھنا شروع کیا جو ۱۱۴۵ھ میں مکمل ہوا۔ اہل سیوستان نے اس کی متعدد نقلیں لیں، ایک شخص اس کا ایک نسخہ دہلی لے گیا۔ آزاد جب سیوستان سے وطن لوٹے تھے تو لاہور میں محمد فقیر اللہ آفریں لاہوری سے ملاقات ہوئی انہوں نے بڑی خواہش سے اس کتاب کا ایک نسخہ آزاد سے لیا، مختصر یہ کہ تذکرہ ید بیضا بہت جلد پھیل گیا اور مقبول ہوا لیکن الہ آباد کے دوران قیام میں آزاد کو ”مواد تازہ“ ملا اور انہوں نے پہلے نسخے کو منسوخ کر کے ایک نیا نسخہ تیار کیا۔ یہ نسخہ ۱۱۴۸ھ میں تکمیل کو پہنچا۔ طبع کلیم ید بیضا نمود، خود آزاد نے اس کی تاریخ کہی تھی۔

۱۱۵۰ھ میں آزاد نے حرمین شریفین کی زیارت کا قصد کیا۔ یہ سفر ان کی زندگی کا ایک اہم واقعہ ہے اور اسی لئے انہوں نے لطف لے کر اسے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے سفر کی تفصیل جاننے سے پہلے سفر کے محرکات خود آزاد کی زبانی سن لیجئے۔

”من فدائے جلوہ احمدی و صید سبتہ فتراک محمدی در سفر سن خوابی دیدم کہ در مسجد

سے آزاد خزانہ عامرہ ص ۱۲۴، شفیق: گل رعنا سے آزاد بلگرامی: ید بیضا دقلمی اور نیل سبک

لابیبری پٹنہ۔

مکہ معظمہ زادہ اللہ تعظیماً حاضر م و جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم در محرابی از مسجد
 قائم اند۔ فقیر شرف ملازمت اقدس در یافتہم، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم التفات
 فراوان نمودند و لب بہ تبسم شیریں کردہ حرفہا پر سیدند، ہنوز جمال با کمال خصوص لمعان تبسم مبارک
 در نظر من است، ازاں وقت ہر گاہ این رویا بیاد می آمد سلسلہ شوق می صناند۔ آخر جذبہ
 عنایت محمدیہ مرا از خود دور بود و نشاء نا توانی را بہت برق آسماں سیر کر امت نمود۔
 اس شوق پر مندرجہ ذیل واقعہ نے تاریانہ کا کام کیا۔ شفیق لکھتے ہیں کہ میں نے خود آزاد کی زبان
 سے یہ واقعہ سنا کہ۔

اس زمانہ میں (آزاد کے الہ آباد کے دوران قیام میں) نواب مبارز الملک سر بلند خاں توفی صوبہ
 الہ آباد کے ناظم تھے۔ وہ اپنے لڑکے میر محمود مخاطب بہ شاہنواز خاں کو اپنا نائب بنا کر محمد شاہ کے
 پاس دہلی گئے۔ میرے والد محمد نوح نواب شاہنواز خاں کی سرکاری میں میر سامان تھے۔ ایک دن وہ
 مجھے اور میرے چھوٹے بھائی میر غلام حسین کو نواب کی خدمت میں لے گئے، نواب بنگلہ میں بیٹھے
 تھے۔ اور میرے والد ان کے قریب کھڑے کاغذات ان کے دستخط کے لئے ان کے سامنے پیش
 کرتے تھے۔ ہم دونوں بھائی کچھ فاصلہ پر "سلام گاہ" میں کھڑے ہوتے انتظار کرنے لگے کہ نواب اس طرف
 نگاہ کریں تو ہم انہیں ادب بجالائیں۔ نواب دستخط کرنے میں اس قدر منہمک تھے کہ دیر تک اس کا موقع
 نہ آیا، چوہداروں کا قاعدہ ہے کہ ٹھہر ٹھہر کر اپنے آقا کو اشارہ کرتے ہیں مثلاً مجرائی کے لئے بلند آواز سے
 کہتے ہیں، با ادب با قاعدہ چوہدار نے دو تین مرتبہ صدا لگائی، لیکن نواب متوجہ نہ ہوئے، میری غیرت
 بوش میں آئی کہ مخلوق کے دروازہ پر اس قدر سماجت و لجاجت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔
 چنانچہ میں وہاں سے واپس چلا آیا، والد صاحب گھر پر آئے تو مجھ سے پوچھا کہ تم نواب کو ادب بجالائے

بعیر کیوں چلے آئے؟ آخر تمہارا ارادہ کیا ہے؟ میں نے جواب دیا، جو آپ سمجھیں اسی دن میں نے
 عہد کر لیا کہ فوراً مخلوق کے دروازہ سے کنارہ کنشی کر کے خالق کے دروازہ پر چلنا چاہیے۔
 آخر وہ ساعت سعید آگئی، جب آزاد نے درمخلوق سے منہ موڑ کر در خالق کا رخ کیا۔ رجب
 ۱۱۵۰ھ (اکتوبر ۱۷۳۷ء) کی تیسری تاریخ تھی اور دو شنبہ کا دن کہ وہ اس مبارک سفر پر روانہ
 ہوئے "سفر خیر" مادہ تاریخ ہے جو خود آزاد نے نکالا تھا، چونکہ انہیں خدشہ تھا کہ اگر ان
 کے اعزہ و احباب کو ان کے ارادہ کی خبر ہو جاتے گی تو وہ مانع ہوں گے، اس لئے انہوں نے
 کسی کو اپنے ارادہ سے آگاہ نہیں کیا اور تنہا بلگرام سے پیادہ پاروانہ ہو گئے۔ انہوں نے
 اپنے سفر حج کے تقریباً سارے واقعات ایک شنوی کی شکل میں لکھے ہیں اور اس کا تاریخی نام
 "طلسم اعظم" رکھا ہے اس کی تمہیدیں لکھتے ہیں۔

| | |
|----------------------------|----------------------------|
| دم صبحی کہ مہر عالم تاب | سمر بر آوردان نشیمن خواب |
| جلوہ گر شد بگرسی بینا | بادل گرم و دیدہ بینا |
| داورنگ صفا بہ چہرہ زرد | کہ و صنوی ز آب شبنم کرد |
| بکہ در سجدہ سو و پیشانی | کرد سیمائی خویش نورانی |
| گرم شد دورہ خدا طلبی | بست احرام جانب عزنی |
| شد جلوریز سوئی بیت اللہ | بہ سرو دیدہ زو قدم در راہ |
| طرفہ بانگی بگوشش ماند | اند پس پردہ این ندا آمد |
| کامی بیاں بستہ در مقام ادب | آتش تازہ نسیم طلب |
| گوہرت شبی سست قابل دید | خیز از جا کہ خواندت خورشید |

سے شفیق: گل رعنا

بادل برہم زن از طپیدن دل رشتہ بر پا اگر بود بگس
 این صدا شور عشق در جان ریخت صد گل داغ در گریبان ریخت
 دامن ہمتی دوم بہ کمر جستم از قید سنگ ہچو شریح

آزاد کے گھر سے نکلنے کے تیسرے دن ان کے اقرباء و اعزہ کو علم ہوا تو وہ سخت حیران و
 یشان ہوئے ان کے بڑے بھائی غلام حسن نے تین منزل تک ان کا تعاقب کیا، لیکن
 نیکانہوں نے اسی خیال کے پیش نظر عام راستہ چھوڑ کر غیر متعارف راہ اختیار کی تھی
 لہٰذا ان کے بھائی انہیں نہ پاسکے بڑے اٹنائے راہ سے انہوں نے اپنے عزیزوں کو ایک
 لکھا، جس میں یہ شعر بھی درج تھا۔

رفشہ ام از خود چہ می پرسی دگر از حال ما کعبہ می آید در این وادی با استقبال ما
 آواز سرو بخ تک جو حدود مالوا میں واقع ہے پیدل گئے۔ چونکہ پیدل چلنے کی عادت نہ
 تھی، پانوں میں آبلے پڑ گئے بلکہ ایک شوق تھا جو انہیں کھینچنے لگے جا رہا تھا۔ خود فرماتے ہیں۔

می بریدم رہی بہ بی پانی بار منبیتی کہ بود تنہائی
 صبح تا شام می رفتم خون چکان تر ز آہ می رفتم
 ہمہ کہسار و دشت و نامہوار قدم مورداں رہ دشتوار
 ہر قدم رد و ہا و ججو ہنا چون دم تیغ تشنہ خود نہنا
 موج خون ناب و جوش آبیا ریخت در راہ رنگ سلسہ

اتفاق سے انہی دنوں میں نواب آصف جاہ لشکر لے کر مالوا میں موجود تھے، لشکریوں میں
 ایک نیک دل نے آزاد کو اپنے مہمان خانے میں مہربانیاں خاطرمدارت کی اور نواب

آزاد: آثار الکرام ص ۳۰۳، ۳۰۴ سے آزاد: آثار الکرام ص ۳۰۵ سے آزاد: یاد بیضا ص ۳۰۳ سے آزاد: آثار الکرام

۳۰۳ سے ایضاً۔

آصف جاہ کی خدمت میں تقریب کا موقع بہم پہنچایا، ۲۲ شعبان ۱۱۵۰ھ (۲۱ نومبر ۱۹۳۶ء) کو انہیں نواب آصف جاہ کی خدمت میں حاضر کا شرف حاصل ہوا، اس موقع پر انہوں نے نواب کو مخاطب کر کے مندرجہ ذیل رباعی پڑھی۔

امی حامی دین مجب جو دو احسان حق داو ترا خطاب آصف شاملان

اونخت بدرگاہ سلیمان آورد تو آلی نبی را بہ در کعبہ رسان

آزاد کہتے ہیں کہ یہ رباعی بیت اللہ کی زیارت کے شوق نے مجھ سے کہلوائی ورنہ شاعر ہونے

کے باوجود میں نے کسی کی مدح میں شعر نہیں کہے۔ خزائن عامرہ میں لکھتے ہیں کہ

”در حقیقت نظم این رباعی برای تحقیق مضمون آیت کریمہ

است نہ برای جلب حطام دنیوی“

نواب آصف جاہ پورے رمضان بھر مرہٹوں سے نبرد آزمانی میں مصروف رہے اور سواد بھوپال

جنگ و قتال کا مرکز بنا ہوا تھا۔ آزاد نے بھی اس معرکہ آرائی میں حصہ لیا تھا، چنانچہ ثنوی طلسم اعظم میں لکھتے ہیں۔

من ہم آن روز در صف اسلام با یکی ذوالفقار خون آشام

قدم پر دلانہ افشہ دم حملہ با بر محافلان بروم

تشنگیہای روزہ رمضان کردہ از کام تا جگر بریان

سفر کعبہ و صیام و جہاد این سہ دولت ہم مراد و داد

چونکہ انہی دنوں میں نادر شاہ کی آمد کی خبر مشہور ہوئی اس لئے نظام الملک نے مرہٹوں

سے صلح کرنے میں مصدق سمجھی، چنانچہ آخر رمضان میں صلح ہو گئی اور نظام الملک نے وکن کا رخ کیا۔

۱۔ آزاد، آثار الکرام ص ۳۰۶، ۳۰۷ سے ایضاً ص ۳۰۸

۲۔ آزاد، خزائن عامرہ ص ۱۲۹

روانگی سے پہلے انہوں نے آزاد کے سفر کا خاطر خواہ انتظام کر دیا۔ اور وہ اوائل شوال میں بھوپال سے نکل کر برہان پور آئے، ۱۰ ذیقعد کو وہ سورت پہنچے، جہاں سے ۲۴ ذیقعد کو جہاز پر سوار ہوتے ۱۸ محرم ۱۱۵۱ھ (۲۸ مارچ ۱۷۳۸ء) کو ان کے جہاز نے جدہ میں لنگر کیا، یہاں ان کی ملاقات شیخ محمد فاخر الہ آبادی سے ہوتی جو پہلے سے جدہ میں موجود تھے اور ان کے آنے کی اطلاع پا کر ان کے منتظر تھے۔

۲۳ محرم کو انہوں نے ارض پاک پر قدم رکھا اور ان کی جبین نیاز نے آستانہ خداوندی کے سجدہ سے تسکین حاصل کی، حرم محترم میں ان کی زبان نیاز نے یہ ترانہ چھیڑا۔

| | |
|--------------------------------------|-------------------------------------|
| الہی نالہ گرمی دل دیوانہ سمارا | کرامت کن نہال آتشینی رانہ مارا |
| مدہ درد دست زنگار ہوس ایستہ دل را | ز حسن خویش کن آباد حیرت خانہ مارا |
| کریبان را نظر بزمزشتی مہمان نمی باشد | مہرا ز باغ بیرون سبزہ بیگانہ مارا |
| درین نرم کہن از دست مردم آبروشکن | تو گردش وہ بزمگ آسمان پیمانہ مارا |
| دل مادر چرغان تجلی رنگ می بازو | سمندر ساز و در آتش نشان پروانہ مارا |
| تہی نگذار یک دم سینہ را از جنبش آہی | باین سنبل سراسر سبز کن دیوانہ مارا |

صریر خامہ آزاد را شور و عالم کن

نمک وہ از قبول خویشتن افسانہ مارا

اس کے بعد کے مراحل کا ذکر خود آزاد کی زبان سے سننا زیادہ مناسب ہوگا تاکہ حالات کے علم کے ساتھ ساتھ ان کے جذبہ بے اختیار شوق کا بھی اندازہ ہو جائے وہ لکھتے ہیں کہ۔

ہذا آنجا کہ شوق مدینہ سکینہ جلوہ ریز بود، طاقت صبر در خود نیافتہ بست و ششم منہ روز جمعہ

۱۔ صاحب شریف عثمانی کا بیان ہے کہ پانچ سو روپے دیئے تھے۔ ان کے حالات کے لئے دیکھئے سرو آزاد، ۱۰ تا ۲۸، ۲۸

پیر بیضا، سفینہ خوشگوش ۲۹۵ تذکرہ بینظیر وغیرہ ۱۷۷۸ آزاد، آثار الکرام ص ۳۰۸ آزاد، پیر بیضا۔

روبراہ مدینہ مقدسہ آوردم، بست و پنج ماہ صغر کہ درین تاریخ از کتب عدم بہ شہرستان ہستی وار سیدہ ام۔۔۔۔۔ وقت سحر از سواد مدینہ منورہ سرمہ سوادت و چشم کشیدم و دیدہ آرزو مندر بر قبہ روضہ اقدس مالیدم۔“

چونکہ یہ حکایت لذیذ ہے اس لئے آزاد کی تکرار سے لطف حاصل کرتے ہیں، خزانہ عامرہ میں لکھتے ہیں۔

”چون موسم حج و درلود سہ روز در مکہ معظمہ ماندہ رو بدینہ منورہ آوردم و غبار آستان رسالت را کحل الجواہر چشم نیاز ساختم و عید الفطر و حضور اقدس کردہ بام القریٰ صرف عنان نمودم۔۔۔۔۔ سالم کشمیری حسب حال خود و فقیر گوید۔“

عید فطر است بر در پیغمبر
شبیا اللہ گفتم بس یاور
ابن عید و مدینہ نجات من طابع من
انشا اللہ مکہ و عید و گرس

اگرچہ آزاد نے با کمال اساتذہ سے تحصیل علم کر لی تھی اور درجہ اسادی کمال پر پہنچ چکے تھے۔ لیکن ان کی تشنگی علم ہنوز باقی تھی، چنانچہ مدینہ منورہ کے دوران قیام میں انہوں نے شیخ محمد حیات سندھی سے صحیح بخاری کا درس لیا اور صحاح ستہ اور سائر مفردات کی اجازت لی ان کی شغولیت و بے تابی کا حال خود اپنی کی زبان سے سننا زیادہ مناسب ہو گا۔ وہ لکھتے ہیں کہ

”در شہور اقامت این بلدہ طبیبہ صحیح بخاری را خدمت مولانی و اسادی شیخ محمد حیات السنی المدنی نور اللہ فریجہ سند کردم و اجازت صحاح ستہ و سائر مفردات مولانا بر گرفتہ شبہا و مسجد نبوی مابین بیت و منبر والامی نشستم و بمطالعہ صحیح بخاری می پرداختم و این غزل در مدح اقدس بزبان نیاز ادا شد۔“

لے آزاد، مآثر الکرام ص ۳۰۸، خزانہ عامرہ ص ۲۲۵۔ ان کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو، مآثر الکرام ص ۱۶۴ تا ۱۶۶، مجتہد المرجان ص ۹۵ تا ۹۶، انخاف العیال المتقین (مصنف نواب صدیق حسین خاں) ص ۴۰۳، تذکرہ علمائے ہند (مصنف رحمان علی) ص ۱۸۶ تا ۱۸۷ وغیرہ۔

آزاد کی تحصیل علم کا سلسلہ جاری رہا، یہاں انہوں نے شیخ عبدالوہاب طنطاوی مصری سے فن حدیث میں کسب فیض کیا، آزاد کہتے ہیں کہ شیخ کو میرے تخلص کا علم ہوا اور مجھ سے اس کے معنی پوچھے تو فرمایا: "یا سیدی انت من عتقار اللہ"۔

اس مقدس فریضہ کی ادائیگی کے بعد ربیع الاول میں آزاد طائف کی سیر کے لئے گئے، سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کے مزار مبارک پر پہنچے تو اپنے جذبہ اخلاص و عقیدت کا اس طرح اظہار کیا۔

اے صبار و مزار سپہ عم نبیؐ خاک آن روز نہ کم از عنبر نشناسی
کردہ ام خوب تماشای چمن طائف را نرسد بیچ گل او بہ گل عباسی

آخر ماہ ربیع الثانی میں آزاد مکہ واپس آئے اور طوائف و دواعی بجالانے کے بعد جدہ کو روانہ ہوئے جدہ میں وہ ۳ جمادی الاول کو جہاز پر سوار ہوئے جو آٹھ روز بعد مناپہنچے جو مین کی ایک مشہور بندرگاہ ہے یہاں جہاز نے چار دن لنگر کیا اس لئے انہوں نے شہر کی خوب سیر کی اور حضرت شیخ شاذلیؒ کے مزار مبارک پر حاضری دی، ۲۹ جمادی الاول کو ان کا جہاز سورت پہنچا، ۲ جمادی الآخر کو وہ شہر سورت میں داخل ہوئے، اس طرح آزاد کا یہ سفر ریا بقول آزاد سفر حجاز فیض طرازا انجام کو پہنچا، خود انہوں نے "سفر بخیر" سے تاریخ معاودت نکالی تھی، سورت پہنچ کر ایام ام القریٰ اور تذکرہ محمود حمی کی یاد میں ان کے زبان قلم پر یہ ترانہ آیا:

من از بوس حجر در کعبہ دل را شاد میگردم مسی مالیدہ با قوت کسی را یاد می گردم
زیارت می نمودم کعبہ را از گردش رنگی بحکم شوق طوف تازہ ایجاد می گردم
دین دارالامان مشتاق تیغ قاتلی بودم زیتابی طواف خانہ تصیاد می گردم
چو آواز جرس از کاروان ہم پیش می رفتم بیادیلی محل نشین فریاد می گردم

لہ آزاد: آثار الکلام ص ۳۰۹۔ آزاد: سر و آواز ص ۲۹۳۔ آزاد: آثار الکرام ص ۲۱۰۔ ان کا نام علی بن عبداللہ ہے، اسکندریہ کے

رہنے والے تھے ان کا شمار اولیائے کبار میں ہوتا ہے۔ ۱۵۵۲ میں ذوات پالی اجامی، نفحات الانس کا پورے ۱۹۳۳ء ص ۳۶۰

بصحر اباغزالاں را سلام از دور می گفتم بہ گلشن لایزین بوس گل و شمشاد می کردم
 ز عکس غیر صافی داشتتم آئینہ دل را بصاحبخانہ آبن خانہ را آباد می کردم

اگر آزاد پامی سعی من از کار و ماندی
 بیائے بہت والای خود امداد می کردم

اس کے علاوہ ایک اور غزل بھی تھی جس کا مطلع یہ تھا:

از حرم آورد سوی دیر ہندوستان مرا گردش چشم سیاہت کرد سرگردان مرا

آزاد کہتے ہیں کہ میرے ہندوستان لوٹنے کا سبب یہ تھا کہ اہل و عیال اور خصوصاً والدین کی محبت مجھے اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ دوسرے میں نے یہ خیال کیا کہ چل کر ان کی خدمت کروں اور ان کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کروں، لیکن سورت پہنچ کر انہوں نے اولاً پانچ مہینے وہیں قیام کیا اور پھر جب وہاں سے نکلے بھی تو دکن کا رخ کیا، شیخ غلام حسن ٹہین نے شراف عثمانی کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ نظام الملک نے آزاد کو حج کے لئے رخصت کرتے وقت ان سے استدعا کی تھی کہ واپسی پر وہ اسی راستے سے آئیں، ممکن ہے کہ سورت پہنچ کر انہیں نظام الملک کی "استدعا" یاد آئی ہو اور جذبہ احسان مندی نے انہیں دکن کا رخ کرنے پر مجبور کیا ہو۔

۱۔ آزاد آثار الکرام ص ۳۱۱، ۳۱۰ - ۲۔ آزاد: یاد بیضا سنہ آزاد: ہیبتہ المرمان ص ۱۲۱ -

نمود جلوة اعجاز شمع مطلبی
نماد شوخی چشم شرار بولہبی
قدای خاصیت وادی عقیق شدم
کہ گردریگ روانش علاج تشنہ بی
زیارت تو کند آفتاب ہر شب نذر
رود صباح جلو ریز جانب غربی
ز بسکہ ذوق شکست تو داشت سالنماہ
گرفت رنگ نراکت ز شیشہ جلیبی
خوش است حسن تقاضا ز باغبان کریم
نصیب فائقہ ام کن حلاوت ربی
بآفتاب نبوت رساندہ ایم نسب
توان ز ذرۃ ما دید نور خوش نسبی

بملک ہند چون نیست طوطی آزاد

کہ کرد تربیت من شکر لب عربی

۱۴ سوال کو آزاد مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے ہیں، روانگی کے وقت ان کے دل کی جو کیفیت

تھی اسے خود انہی کے الفاظ میں سننا زیادہ مناسبت ہوگا۔

ثم جاء موسم الحجيج ودنا ان يتعطوا المشام بالاربع ناخذت الرخصة من الخنا
الرحيب وطلبت الاجازة من المرعي الخيب وعيني قهمل هبلان العارض وفوادي
يخفق خفقان الواهن وبت كمن فقد سراجا في ليلة ليلا، اور جمع صا ديا عن
سلسال الصدا، واتفق الوداع في الرابع عشر من شوال وفي هذا الملت على لسان الحال :

عليك سلام الله يا شرف الوري لقد سال ومعنى وداعك فانيا

وما انا الا كالذي جار منهلا فذاق ولكن عاد ظمان باكيا

۲۶ سوال کو آزاد مکہ معظمہ پہنچے اور حج مکہ ادا کرتے ہیں، خود انہوں نے اپنے حج کی تاریخ

”مسل اعظم“ سے نکالی تھی، مکہ میں ان کا قیام شیخ عبداللطیف کے مکان پر تھا، یہاں بھی

۱۔ آزاد، آثار الکرام ص ۳۰۸ تا ۳۰۹ ۲۔ آزاد بلگرامی، سبحة المرجان (بمبئی ۱۳۰۳ھ) ص ۱۲۰، ۳۔ آزاد، آثار الکرام

ص ۳۰۹ ان کے حالات کے لئے دیکھئے آثار الکرام ص ۱۰۶ تا ۱۰۷ ۴۔ آزاد، آثار الکرام ص ۱۶۲،

۱۱ ذیقعدہ ۱۱۵۲ھ (۳ نومبر ۱۷۳۹ء) کو آزادوکن کے لئے روانہ ہوئے اور ۲ ذیقعدہ کو اورنگ آباد پہنچے اورنگ آباد میں انہوں نے بابا شاہ مسافر نقشبندی کے تکیہ میں قیام فرمایا۔ اس خانقاہ میں انہوں نے مختلف اوقات میں سات سال گزارے۔ پہلی بار تقریباً دو سال قیام کرنے کے بعد ۲ رمضان المبارک ۱۱۵۴ھ (۳ اکتوبر ۱۷۴۱ء) کو اورنگ آباد سے نکلے اور قلعہ، محمد آباد، بیدر، بنگالہ (۹)، خاندیش، برار وغیرہ کی سیاحت کے بعد اس شہر میں پہنچے جو سلاطین بہمنیہ کا دارالسلطنت رہ چکا ہے۔ اس شہر کے متعلق آزاد لکھتے ہیں کہ آجکل خستہ حالت میں ہے۔ اور شاہی عمارتوں کے کھنڈر آنکھ رکھنے والوں کے لئے عبرت کا سامان مہیا کرتے اور دنیا کی ناپائیداری کا مرثیہ ٹپھتے ہیں۔ ۲ محرم الحرام ۱۱۵۵ھ (۳۰ جنوری ۱۷۴۲ء) کو وہ حیدر آباد پہنچے۔ حیدر آباد کے متعلق انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ عمارتوں کی کثرت، بڑکوں کی کسادگی، پانی کی فراوانی اور درختوں اور کھیتوں کی شادابی کے لحاظ سے کم شہر ایسے دیکھنے میں آئے۔ ۱۹ صفر تک وہاں قیام کرنے کے بعد ۱۵ جمادی الاول کو وہ اورنگ آباد لوٹے ۱۱۵۶ھ میں نواب آصف جاہ نظام الملک نے اپنے صاحبزادہ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ کو اورنگ آباد کی صوبہ داری پر مامور کیا ۱۱۵۹ھ میں آزاد کی ان سے ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات کی تقریب کے سلسلہ میں شفیق لکھتے ہیں کہ آزاد نے ایک دن انہیں بتایا کہ حجاز سے لوٹنے کے بعد میں سورت ہوتا ہوا اورنگ آباد پہنچا۔ یہاں میں نے دس سال توکل میں گزار دیئے۔ اب میری عمر چالیس سے متجاوز ہو چکی تھی۔ قوائے جسمانی میں انخطاط آچکا تھا اور میں لازمی ضرورتوں کے لئے اپنے آپ کو دوسروں کا محتاج پانے لگا۔ میں نے کہ اب توکل سے کام نہیں چل سکتا۔ انہی دنوں میں نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید نے مجھ سے خواہش رفاقت ظاہر کی۔ میں نے اسے قبول کر لیا، شفیق کہتے ہیں کہ اس کے بعد آزاد نے فرمایا کہ نواب موصوف کی رفاقت اختیار کرنے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ کسی ایک شخص کی ملازمت میں رہنا توکل اختیار کرنے سے بہتر ہے۔ کیونکہ ایک ہی شخص پر نظر رکھنا

۱۷ ان حالات کے لئے ملاحظہ ہو مآثر الکرام ص ۴۱، ۵۱، ۱۷۱ آزاد سرو آزاد ص ۲۹۴ ید بیضا لہ آزاد سجتہ المرجان ص ۱۲۲

بہ نسبت ہزار لوگوں پر نظر رکھنے کے بہتر ہے۔ جب نظر ہر طرف سے ہٹ کر ایک ہی شخص پر جم جاتی ہے تو جمعیت دل اور سکون خاطر نصیب ہوتا ہے۔ اور ہر کام خواہ دینی ہو یا دنیوی بلا تشویش خاطر انجام پاتا ہے۔ انہی خیالات کا اظہار آزاد نے مندرجہ ذیل اشعار میں بھی کیا ہے۔

توکل را نظر ہر روز بر تو خدمتی باشد ہمان بہتر کہ این کس یا رخصا دولتی باشد

اگرستی میان را در کشاد کار مخنا جان تقرب با خداوندان دولت طاعتی باشد

سواد فقر را از پر تو دولت چراغان کن ترازین جامعیت با سلیمان نسبتے باشد

توکل کے متعلق آزاد کی یہ تاویل کہ ایک ہی شخص پر نظر رکھنا بہ نسبت ہزار لوگوں پر نظر رکھنے کے بہتر ہے۔ ممکن ہے قابل قبول ہو حالانکہ توکل تو حقیقت میں خدا کے سوا کسی پر نظر نہ رکھنے کا نام ہے، لیکن سواد فقر کو پر تو دولت سے روشن رکھ کر سلیمان سے نسبت پیدا کرنے کی صورت میں قابل قبول قرار نہیں پاسکتی۔

نواب نظام الدولہ کو آزاد سے ربط خاص پیدا ہو گیا تھا۔ اگلے سال نواب آصف جاہ نے نواب نظام الدولہ کو حیدرآباد طلب کیا تو نواب نظام الدولہ نے آزاد کو مجبور کیا کہ وہ بھی ان کے ساتھ حیدرآباد چلیں۔ آزاد نواب کے حسن اخلاق اور اصرار سے مجبور ہو کر ۲۷ ذیقعدہ ۱۱۵۹ھ ریکم اکتوبر ۱۸۴۶ء کو اورنگ آباد سے نکلے اور سری رنگ پٹن تک کی جوہا راجہ میسور کی عملداری میں تھا، سیاحت کی۔ صفر ۱۱۶۱ھ جنوری ۱۸۴۸ء میں وہ اورنگ آباد واپس آئے۔ اسی سال کے دوران انہوں نے روضۃ الاولیاء تصنیف کی۔ یہ کتاب خلد آباد کے اولیائے کرام کے حالات پر مشتمل ہے اسی سال وہ برہان پور کی سیر کو گئے۔

اسی سال رمضان کے مہینہ میں آزاد کو دوبارہ دیار عرب جانے کا خیال ہوا، وہ لکھتے ہیں:

در عشرۃ اخیر رمضان ۱۱۶۱ھ اگست ۱۸۴۸ء مزاج بندہ را وحشتی بہم رسید۔ بخاطر افتاد کہ

علمہ شفیق: گل رعنا ۳۷۰ ایضاً _____ لہ آزاد بلگرامی: روضۃ الاولیاء اورنگ آباد ۱۳۳۷ھ ص ۱۷

از ہمہ قطع نظر باید کرد و بار دیگر سری بیدار عرب باید کشید۔

لیکن پھر ارادہ ترک کر دیا۔ اس کا سبب یہ تھا۔

”ناگاہ شب بیست و ہفتم ماہ مذکور طرف سحر در عالم رویانڈیشیہ ام متوجہ شعر گردید، بیٹی موزون ساختم و معاً از خواب بیدار شدم، بیت یاد ماند و آن اینست؛“

چرخش گفت گوئیہ نامدار مکش دست از دامن روزگار

لحقی بتامل رفتم۔ دانستم کہ گوئیہ سروش غیبی است و مخاطب بندہ، اثنال امر غیب واجب دیدم و

ارادہ کہ تعمیم یافتہ بود فسخ نمودم و میرالہام آنست کہ حجی کہ فرض بود پیش ازین بتقدیم رسید۔

اگر دست از دامن علائق ظاہری می کشیدم و بہ تحصیل نافلہ شتا فتم چذین حقوق واجب الادا

فوت می شد۔

ترک واجب نتوان کرد چنانکہ ناقلہا

۱۱۶۲ھ میں آزاد دوبارہ برہان پور گئے۔ اسی سال ۱۲۱۰ شمسی کو ارکاٹ کے لئے روانہ ہوئے۔

اور ایک سال اور چند مہینے اس دیار میں گزارے۔ شمامتہ العنبرنی ماوردنی الہند من سید البشر انہول

نے یہیں تالیف کی، تفسیر و حدیث کی کتابوں میں ہند کا جو ذکر آیا ہے۔ اس کو اس رسالہ میں جمع

کیا ہے۔ ۱۱۶۳ھ میں نواب نظام الدولہ کی شہادت کے بعد وہ اورنگ آباد چلے آئے۔ اگلے

سال ”قلک ہمیشہ خرام“ نے پھر سامان سفر پیدا کر دیا۔ نواب نظام الدولہ کی شہادت کے بعد

شاہ نواز خاں بہادر بقرب وجوار خویش مکانی بھرت بود و باش این درویش صفائش مقرر ساختہ

۱۱۶۵ھ میں نواب مصمام الدولہ شاہ نواز خاں حیدر آباد گئے تو انہیں بھی ساتھ لے گئے۔ ۹ رجب کو وہ اورنگ

سے نکل کر شعبان کو حیدر آباد پہنچے ۱۶ ذی القعد کو وہاں سے چلکر ذی الحجہ کو اورنگ آباد واپس آئے۔

بیت اللہ جانے سے پہلے آزاد نے اپنے وطن، بلگرام، کے علماء و فضلاء اور فقراء و

کے حالات میں ایک تذکرہ لکھنا شروع کیا تھا۔ اور اس کا کچھ حصہ لکھ بھی چکے تھے لیکن ۱۱۵۰ھ

۲۹۲۳ھ ایضاً ۱۱۵۰ھ تحفۃ الشعراء، علمی کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد

حرمین شریفین کی زیارت کے لئے چلے گئے۔ اس لئے یہ کام ادھورا رہ گیا۔ حرمین سے لوٹنے کے
 جب دکن میں مستقل قیام کیا تو نامکمل مسودہ کو وطن سے منگوا کر اس کی تکمیل میں لگ گئے اور
 مسودہ کو انہوں نے دو جلدوں دماثر الکرام اور سرو آزاد ۱۱۶۶ھ میں مکمل کیا۔ "قتامہ مسک" سے
مثر الکرام کی اور نشانہ آزاد سرو سبز تازہ سے سرو آزاد کی تاریخ نکالی تھی۔ دماثر الکرام دو حصوں میں
 ہے۔ پہلے حصہ میں ۸۰ فقرے اور دوسرے حصہ میں ۳۷ علماء کے حالات ہیں۔ سرو آزاد بھی دو حصوں
 میں ہے۔ پہلے حصہ میں ۱۲۳ فارسی شعرا اور دوسرے حصہ میں ۸ ہندی شعرا کا تذکرہ ہے۔ یہ دونوں
 کتابیں حیدرآباد سے شائع ہو چکی ہیں۔

ان تذکروں کے جواب میں آزاد کے ایک ہوموطن شیخ غلام حسن تمین صدیقی نے شرائف عثمانی
 میں جس میں آزاد کی تاریخی غلطیوں کی طرف اشارے اور شیوخ بلگرام کا تذکرہ ہے۔ اس کا مختصر سا
 ترجمہ ابتدائے مضمون میں کر آئے ہیں۔ ایک دوسری کتاب جو دماثر الکرام اور سرو آزاد کی تنقید میں لکھی
 گئی "تحقیق السداونی ندلۃ الآزاد" (۱۱۶۶ھ) ہے۔ یہ بلگرام کے ایک غیر معروف شاعر محمد صادق
 محمد حسن اللہ متخلص بہ سخنور کی تالیف ہے۔ اس میں تاریخی غلطیاں نہیں بتائی گئی ہیں۔ بلکہ آزاد
 کے اسلوب بیان اور شاعری پر تنقید کی گئی ہے۔ چونکہ یہ کتاب ذاتی مخالفت کی بنا پر لکھی گئی ہے
 اس لئے اس کا لہجہ بہت درشت ہے۔ اس کے جواب میں آزاد کے ایک شاگرد عبدالقادر سمرقندی
 بلوچی نے نادیب الزندلیق فی تکذیب الصدیق لکھی۔ اس کے لہجہ میں متانت و معقولیت پائی جاتی ہے
 ۱۱۶۶ھ میں نواب امیر الممالک سید محمد خاں خلیف نواب آصف جاہ نے نواب سمصام الدولہ
شاہ نواز خان کو جو اورنگ آباد میں تھے اپنا وکیل متعین کیا۔ جب وہ نواب امیر الممالک سے
 ملنے حیدرآباد گئے تو انہوں نے بڑے اشتیاق سے آزاد کو بھی حیدرآباد بلوایا۔ وہاں سے آزاد
 ۱۱۶۸ھ میں اورنگ آباد لوٹے۔ اسی سال بلگرام میں ان کے اکلوتے صاحبزادہ نور الحسن

۲۔ آزاد سرو آزاد ص ۲۹۴، ۲۹۵۔ آزاد دماثر الکرام ص ۳۔ ایضاً ۶۱۱ سرو آزاد ص ۴

۳۔ ریو: فہرست مخطوطات فارسی: ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، کلکتہ ۱۹۲۳ء، ص ۱۶۲

ایک تالاب میں غسل کرتے وقت عین شباب میں غرق ہو گئے۔ آزاد نے ان کا نہایت درد انگیز مرثیہ لکھا ہے۔

قیامت برسر ایں بوستان رفت کہ یک گل داشت آن ہم نوجواں رفت
اس کے بعد کے حالات کی تفصیل ہمارے پاس نہیں۔ ممکن ہو کہ کہولت سن کی وجہ سے
آزاد نے سیر و سیاحت کا سلسلہ ختم کر دیا ہو۔ شفیق ان کے مذکورہ بالا آخری سفر حیدرآباد کا ذکر
کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

تا حال ت تحریر ۱۱۸۱ھ، ۱۱۸۲ھ اور ہمیں گل زمین اورنگ آباد و سادہ آرائی افادہ اند
خود آزاد کے مندرجہ ذیل بیان سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے:

”چند بار بتما شائے اطراف ملک دکن بر خاستم، اکنون در دارالامن اورنگ آباد گوشہ گیرم“
ولیم چیمبرز آزاد کے ایک ہم عصر تھے، انہوں نے خزانہ عامرہ کے بعض حصوں کا انگریزی میں
ترجمہ کیا تھا۔ ترجمہ کے مقدمہ میں وہ لکھتے ہیں کہ

”آزاد اس وقت تک اورنگ آباد دکن میں بقید چہات ہیں اور سالہا سال تک علمی و ادبی
مشاغل اور سیر و سیاحت میں مصروف رہنے کے بعد اب عزت و احترام اور کسی قدر شان کے
ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔ اس وقت ان کی عمر ۸۵ برس ہے۔ موجودہ نظام دوبارہ ان سے
ملنے اورنگ آباد آچکے ہیں۔ مترجم ولیم چیمبرز کے پاس اس خط کی جو غازی الدین نے انہیں
۱۱۸۵ھ میں لکھا تھا۔ ایک نقل موجود ہے۔ اس خط میں غازی الدین خاں نے آزاد
کی بڑی مدح و ستائش کی ہے۔“

اپنے سیر و سفر پر آزاد نے یہ مختصر مگر بلیغ تبصرہ کیا ہے۔

”حق سبحانہ علیم است کہ ہلال دار مقصود ازین سیر و سفر نہ تن پروری باشد حاشا و کلا بلکہ مانند

۲ شفیق: گل رعنا ۳ سید مقبول احمد: حیات جلیل، حصہ دوم ص ۱۷۴

۳ شفیق: گل رعنا ۳ آزاد، خزانہ عامرہ ص ۱۲۵

بدر شکست بود۔“

اوپر ہم لکھ آئے ہیں کہ آزاد نے شعرائے فارسی کے دو تذکرے دید بیضا اور سرو آزاد لکھے۔ لیکن یہ تذکرے کسی مخصوص نقطہ نگاہ سے نہیں لکھے گئے تھے۔ آزاد کے بھتیجے میر اولاد محمد نے ان سے خواہش کی کہ اب وہ ایک ایسا تذکرہ ترتیب دیں جس میں صرف ان شعرا کے حالات ہوں جنہوں نے ارباب کرم کی مدح گسٹری کی ہو اور اپنے مدد و عین سے صلہ پایا ہو۔ آزاد بھتیجے کو بہت عزیز رکھتے تھے، اس لئے آمادہ ہو گئے۔ اس طرح خزانہ عامرہ ^{۱۱۶۶ھ} _{۱۷۶۳ء} میں وجود میں آیا۔ خود آزاد نے قطعہ تاریخ کہا تھا:

آزاد رقم نمود نو تذکرہ در جیب ورق ریخت نقود سرہ

گنجور خرد گوہر تاریخ فتاند حق دادہ عجب خزانہ عامرہ

اس تذکرہ میں ایران و ہندوستان کے ۳۵ شعرا کے ذکر کے علاوہ نظام الملک آصف جاہ، نظام الدولہ ناصر جنگ، امیر الممالک سید محمد خاں اور بعض دوسرے معاصر امراء کے حالات اور مرہٹوں اور ابدالی کی جنگ کی روداد بھی عمدگی سے لکھی گئی ہے۔ یورپین مؤرخین اس کے مستند تاریخی مواد کی وجہ سے اس کی قدر کرتے ہیں۔ یہ تذکرہ ^{۱۸۶۱ء} میں مطبع نول کشور کانپور میں طبع ہوا تھا۔

^{۱۱۶۶ھ} _{۱۷۶۳ء} میں آزاد نے سجتہ المرجان فی آثار ہندوستان (عربی، تصنیف کی۔ یہ کتاب چار فصلوں پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل احادیث و تفاسیر میں ہندوستان کے ذکر سے متعلق ہے۔ حقیقت میں شامۃ العبر کو جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ پہلی فصل کے طور پر شامل کر لیا ہے۔ دوسری فصل علمائے ہند کے حالات میں ہے۔ یہ فصل بڑی حد تک ان کی ایک اور تصنیف تسلیمۃ الفواد سے ماخوذ ہے۔ تیسری فصل محسنات کلام (صنائع و بدائع) سے متعلق ہے۔ چوتھی فصل عاشق و

۱۱۶۶ھ، ۱۷۶۳ء، اسٹوری، پرنسین لٹریچر لندن، ۱۹۵۳ء جلد اول حصہ دوم ص ۸۵۷، ۸۵۸

۱۱۶۶ھ، ۱۷۶۳ء، سرو آزاد ص ۲۹۵، خزانہ عامرہ ص ۳

مشوق کی خصوصیات سے متعلق ہے۔ اس کتاب میں آزاد نے ہندوستان کی موسیقی اور ناٹک بھید پر تفصیل سے لکھا ہے۔ یہ کتاب ۱۳۰۳ھ میں بمبئی سے شائع ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ مصر سے بھی شائع ہوئی تھی۔

سیحۃ المرجان کے تیسرے اور چوتھے باب کا ترجمہ خود آزاد نے غزلان الہند کے نام سے ۱۱۶۸ھ میں فارسی میں کیا تھا۔ اسٹوری کا بیان ہے کہ آزاد نے یہ ترجمہ اپنے دوست رشاگرد عبدالقادر مہربان اورنگ آبادی اور کچھی نرائن شفیق کی فرمائش سے کیا تھا۔ لیکن خود شفیق اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ عبدالقادر مہربان کی خواہش پر کیا تھا۔

سیحۃ المرجان کے پہلے اور دوسرے باب کا فارسی ترجمہ سید شمس الدین بن شاہ وارث علی حسنی ایلینی بنارسی نے بنارس کے راجہ مہاراج ایسری پرشاد کی فرمائش پر کیا تھا۔ سید شمس الدین مہاراج ایسری پرشاد کی ملازمت میں تھے۔

نواب مصمام الدولہ شاہ نواز خاں کون سیرت سے بڑی دلچسپی تھی۔ سلاطین تیموریہ اور تیموری عہد کے امراء کے حالات ان کے نوک زبان تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس عہد کے امراء کے حالات لکھنے شروع کئے اور بڑی حد تک اس کا مکمل کر لیا تھا۔ لیکن ۱۱۶۱ھ میں وہ ایک معرکہ میں کام آئے۔ ان کا گھر لٹ گیا۔ کتاب خانہ برباد ہو گیا۔ مسودہ کے اجزاء منتشر ہو گئے۔ آزاد نے بڑی جدوجہد کے بعد انہیں ڈھونڈ نکالا اور ترتیب دینا شروع کیا۔ بعض مشاہیر کے حالات تلف ہو گئے تھے۔ انہیں لکھا۔ بعض امراء کے حالات نامکمل تھے۔ انہیں مکمل کیا خود مصنف کے حالات لکھے، اس طرح یہ یادگار زمانہ کتاب آثار الامراء کے نام سے ۱۱۹۲ھ میں تکمیل کو پہنچی۔

زہے ادیب آثار الامراء سے اس کی تاریخ نکلتی ہے۔ یہ ۱۱۸۱ھ میں کلکتہ سے شائع

۲۱ سیحۃ المرجان ص ۱۲۲ لالہ سری رام، خزانہ جاوید لاہور ۱۹۰۸ء جلد اول ص ۲۶

۲۲ شفیق، گل رعنا ۳۱ عبدالقادر فہرست مخطوطات اور نٹیل پبلک لائبریری دہلی

۱۹۲۵ء جلد ۸ ص ۸۷۷

ہوتی تھی۔

آزاد کی کئی تصانیف کا ذکر اور پران کے حالات میں آچکا ہے۔ ان کے علاوہ بعض اور تصانیف ہیں جن کا ذکر ان کا زمانہ تصنیف معلوم نہ ہونے کی وجہ سے مناسب موقع پر نہ ہو سکا۔ ان کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔

۱۔ عربی: ضوء الدراری۔ آزاد کو ادب و تاریخ کے علاوہ حدیث سے بھی دلچسپی تھی۔ اس لئے صحیح بخاری کا مطالعہ ان کے لئے ناگزیر تھا، اس مطالعہ کا نتیجہ یہ کتاب تھی، جو صحیح بخاری کی کتاب اول سے لے کر کتاب الزکوٰۃ تک کی شرح ہے۔ اسے سید مقبول احمد مدنی لکھتے ہیں کہ یہ شیخ شہاب الدین کی ارشاد الساری کا بزیادت بعض فوائد ملخص ہے۔

۲۔ دیوان۔ ان کا ذکر خود آزاد نے سبحة المرجان میں کیا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ مجھ سے پہلے کسی ہندوستانی کا عربی دیوان مرتب نہیں ہوا اور نہ کسی ہندوستانی نے اس اسلوب کے عربی اشعار کہے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے یہ دونوں دیوان مدینہ کے بعض فضلا کو بھیجے۔ انہوں نے ان کو گنبد خنزا کے سامنے رکھا بلکہ مزار اقدس کی جالیوں کے اندر ڈال دیا۔ مجھے امید ہے کہ میرے ان دو دواوین کو قبول عام حاصل ہوگا۔ یہ دیوان حیدرآباد سے شائع ہو چکے ہیں۔

۳۔ السبعة السیارة۔ یہ سات دواوین کا مجموعہ ہے۔ اس میں ۱۱۴۹ھ سے ۱۱۹۲ھ تک کا کلام ہے۔ سید مقبول احمد مدنی کا بیان ہے کہ اس کا انتخاب ”مختار دیوان آزاد“ کے نام سے مطبع آسی لکھنؤ سے ۱۳۲۸ھ میں شائع ہوا تھا۔

۴۔ تسلیتہ الفواوین قصائد آزاد، قصائد کا مجموعہ ہے جس میں زیادہ تر نعتیہ قصیدے ہیں۔ اس کا کچھ حصہ آزاد نے تراجم علماء کے عنوان سے سبحة المرجان میں شریک کر لیا ہے۔

۱۔ شاہ نواز خاں، آثار الامراء، کلکتہ ۱۸۸۸ء، جلد ۱ ص ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰

۵۔ مظہر البرکات - ایک صوفیانہ مثنوی سات دفتروں میں ہے۔ پہلا دفتر ۱۱۹۲ھ میں اور دوسرا تیسرا اور چوتھا ۱۱۹۵ھ میں پورا ہوا۔ دوسرے دفتروں کے آخر میں تاریخ نہیں ہے۔

۶۔ شفا العلیل فی اصطلاحات کلام ابی الطیب متنبی۔ اس میں متنبی کے کلام کی مخصوص اصطلاحات کی شرح ہے،

۷۔ کشکول۔ کتب خانہ آصفیہ کے کٹیلاگ میں اسے عربی کتابوں میں رکھا گیا ہے، اور شمس اللہ قادری صاحب قاموس العالم فارسی کتاب بتاتے ہیں۔ اسٹوری کا خیال ہے کہ اس میں دونوں زبانوں کے اشعار کا انتخاب ہوگا۔

۸۔ مکاتیب حضرت مجدد۔ سید مقبول احمد صدیقی کا بیان ہے کہ آزاد نے حضرت شیخ مجدد سرہندی کے مکاتیب میں سے بعض کا عربی ترجمہ کیا تھا،

فارسی: ۱۔ شجرہ طیبه۔ اس کتاب میں آزاد نے سادات بلگرام کے احوال و انساب لکھے ہیں۔

۲۔ مرآة الجمال۔ اس میں ۱۰۵ اشعار ہیں۔ جن میں معشوق کا سراپا کھینچا گیا ہے۔ مسلمان یونیورسٹی علی گڑھ کے کتب خانہ میں رجسٹریشن، ایک مخطوطہ "مثنوی سراپائے معشوق" ہے۔ اسٹوری کا خیال ہے کہ یہ مثنوی اور مرآة الجمال ایک ہی چیز ہے۔

۳۔ دیوان فارسی۔ حیدرآباد میں ۱۳۰۱ھ میں طبع ہو چکا ہے۔

۵۔ سید مقبول احمد حیات جلیل حصہ دوم ص ۱۷۵ رجاشیہ، ۱۷۵ آزاد سجدۃ المرجان ص ۱۲۲ اسٹوری
پرشین لٹریچر جلد اول حصہ دوم ص ۸۶۱ نواب صدیق حسن خاں: اتحاف النبلاء والمتقیں دکانپور
۱۳۸۸ھ ص ۲۲۱ اسٹوری: پرشین لٹریچر جلد اول حصہ دوم ص ۸۶۲ سید مقبول احمد: حیات جلیل حصہ دوم
ص ۱۷۵، ۱۷۶ ایضاً حصہ اول ص ۶۱ نواب صدیق حسن خاں: اتحاف النبلاء ص ۱۳۳ اسٹوری:
پرشین لٹریچر، ج اول حصہ دوم ص ۸۶۲

۴۔ سند السعادات فی حسن خاتمة السادات۔ یہ ۳۲ صفحے کا رسالہ ہے جس میں آزاد نے سادات کے فضائل و مکارم بتائے ہیں۔ اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ سادات کا خاتمہ لازمی طور پر اچھا ہوتا ہے۔ یہ رسالہ مکتبہ ملی میں ۱۳۰۸ھ میں چھپ چکا ہے۔

۵۔ ثنوی بجواب ثنوی میر عبد الجلیل بلگرامی بلکہ میر عبد الجلیل کی ثنوی فرخ سیر کی کتھائی ۱۱۲۶ھ سے متعلق ہے۔

۶۔ چند منظومات اور رسائل۔ ان رسائل کا ذکر خود آزاد نے سجتہ المرجان میں (ص ۱۲۲) کیا ہے۔ منظومات میں بہت ممکن ہے کہ ثنوی بجواب ثنوی میر عبد الجلیل بلگرامی بھی شامل ہو۔

۱۔ دیوان اردو۔ آزاد کی کسی تحریر سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ انہوں نے اردو میں بھی اشعار کہے تھے۔ تذکرہ نگار بھی بالعموم اس بارہ میں خاموش ہیں۔ سید مقبول احمد صمدی نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اردو میں شعر کہنا آزاد اپنے مرتبہ عالی سے پست و دروں سمجھتے تھے۔ لیکن اسد علی خاں تننا اور نگ آبادی نے اپنے تذکرہ میں ان کے اردو دیوان کا ذکر کیا ہے اور ان کے دو شعر بھی نمونہ کے طور پر نقل کئے ہیں۔ چونکہ تننا آزاد کے شاگرد تھے اس لئے ان کے بیان پر اعتماد نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

۲۔ گریہ نامہ۔ سید مقبول احمد صمدی لکھتے ہیں کہ بازاروں میں ایک چند ورقہ رسالہ گریہ نام کا ملتا ہے، اس میں آزاد نے، جو ہے، بلی کا قصہ عوام یا نو عمروں کی تفریح خاطر کے لئے اردو میں قلم بند کر دیا ہے بلکہ لیکن سید وجاہت حسین کا خیال ہے کہ یہ نظم نپید و نصیحت کا کام کرتی ہے۔ یہ لوگوں کو ریاکاروں سے جو فطرۃ بُرے ہیں، بچنے کی ہدایت کرتی ہے۔

۱۔ اسٹوری: پرنسپل نظریہ ۱ حصہ ۲ ص ۸۶۲۔ سید مقبول احمد: حیات جلیل حصہ ۲ ص ۱۶۶۔ ایضاً ص ۱۵۵۔

اسد علی خاں تننا اور نگ آبادی، گل عذاب راونگ آباد ۱۶۹۳ ص ۳۔ سید مقبول احمد: حیات جلیل حصہ دوم ص ۱۶۶۔

ان کی لٹے میں پچھلے ڈیڑھ سو برس میں اردو زبان نے جو ادب پارے پیدا کئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ نظم بھی ہے، وہ اس کا نام بی نامہ بتاتے ہیں بچے

آزاد کی زندگی کے تقریباً ۴۸ سال دکن میں گزرے۔ اس طویل مدت میں بیسیوں حادثات پیش آئے مثلاً ان کے والدین اللہ کو پیار سے ہوئے، ان کے ماموں اور استاد سید محمد نے وفات پائی۔ نوجوان اکلوتا بیٹا ڈوب کر مر گیا۔ خالہ زاد بھائی اور خواجہ تاش محمد سید محمد یوسف کا انتقال ہوا۔ اور بھی بہت سے عزیز دنیا سے اٹھ گئے۔ لیکن دکن کی مٹی نے ان کا کچھ ایسا دامن پکڑا کہ یہ وہاں سے نہ نکل سکے۔ اپنے بھتیجے میرادلاد محمد ذکا اور اپنے پوتے امیر حیدر کو اپنے پاس بلا لیا اور ان کی تعلیم و تربیت کی تکمیل کے بعد بلگرام واپس بھیج دیا۔

شاہ نواز خاں نے آزاد کے نام وقتاً فوقتاً خطوط لکھے تھے۔ ان میں سے دو خط اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ (آخر عمر میں) آزاد مختلف عوارض کا شکار رہا کرتے تھے۔ ایک خط کے ذریعہ شاہ نواز خاں انہیں تسلی دیتے ہیں۔

”حدیث تپ قویج و رفع آن و بقیہ نقاہت و پرہیز از نوشتہ ایشان معلوم شد دنیا محل مکاہ است، عاقبت بخیر باد“

دوسرے مکتوب میں وہ آزاد کی گونا گوں شکایتوں اور عوارض پر اپنے غم و ملال کا اظہار کرتے ہیں

”از نوشتہ رائے سدھاری لال معلوم شد کہ از پیش و خون و بلغم مزاج دشمنان مہربان کسل دارد و اگر چه خون کم شدہ تقاضا و غلش قویج و فتق و اضطراب از ہمان قسم است باستماع این معنی موجب تردد و تفکر شد، حکیم علی الاطلاق از فضل خود و شفائے کامل عطا فرماید“

۱۷ سید و جاہت حسین: جرنل رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال دہلی ۱۹۳۶ء ص ۱۳۱۔ ان کے حالات کے لئے دیکھئے گل عجائب ص ۵۲ تا ۵۶ سفینہ ہندی ص ۸۰ وغیرہ۔ ان کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو محبوب الزمن ج ۱ ص ۲۱۹، ۲۱۸

۱۸ سید مقبول احمد: حیات جلیل حصہ ۲ ص ۱۶۸۔ شاہ نواز خاں، منشآت شاہ نواز خاں (دقلمی)، بمبئی یونیورسٹی لائبریری۔ لے منشآت شاہ نواز خاں (دقلمی)، بمبئی یونیورسٹی

صاحب محبوب الزمن تیسرا شاہین بی بلائی حضرت محبوب سبحان مولفہ غلام علی درویش کے
حاصل سے لکھے ہیں۔

آپ نے اپنے بیٹے پر ۱۹۵۵ء میں عرصہ جسم کیا کہ اس سے فرزند نہ آیا بعد اسے در سرور
نیا پیدا کیا اور رحمت فریاد سے جس کا زور تھا کہ فرزند چاہیے اس وقت دن گذار
غیر و فعال پسندیدہ کئے جاتے تھے۔ اور مکان میں در زمین بد زور عرف جہنم کے
نے منع دیتے تھے آپ نے جموں کے درن کے لئے ایک قطعہ زمین روئے محمد آباد
میں قریب حجاز حضرت شاہ بہار بن مدین غریب خرید کیا اور وہاں قبر بنوائی تاکہ کس
قالب سے دس گھر آمد گونے کے بعد ساری سے جموں کو س میں دفن کریں اور
آپ نے اس کا نام عاقبت خاندان رکھا۔ عاقبت خاندان کو بد زور تعمیر کا جشن بزرگ و
عرس عظیم شان منعقد فرمایا۔ جشن میں شعراء و مرثیہ گویندوں کو دعوت دی، حمد و ثناء
کھانے پوائے اور طرح طرح کے کھانے ہوئے۔ ہرگزین دعوت کو خا مرد مدت و
تواضع میں ایک دقیقہ فرودداشت نہیں فرماتے تھے۔ در کہتے تھے یہ جشن در ملی ہے
غنیمت ہے خدان با صفا و دوستان با وفا کا مجمع۔ آپ ہر ایک سے فرماتے تھے ہذا
فراق بنی و جنگ۔ آپ کے اس فقرہ سے ہر ایک کے دس پر حسرت و رقت سوز سوتی تھی
آپ بشاش بشاش تھے، فرماتے تھے، یہ جہان چند روزہ ہے آخر ہم سب عقبی میں با ہم
میں گے۔ یکے بعد دیگرے اسی مقام اصل میں پہنچ جائیں گے۔ فرق اتنا ہے کہ کوئی آگے
کوئی پیچھے پہنچے گا۔ طعام سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے تمام حاضرین جشن کا شکریہ
ادا کیا۔ اور ہر ایک سے معافی چاہی۔ شعراء نے آپ کے عاقبت خانہ کی تعمیر کی تاریخیں کہیں
ادب آپ کی مدح سرائی میں قطعاً مدحیہ و دعائیہ لکھے۔

مے صاحب محبوب الزمن لکھتے ہیں کہ یہ کتاب رو دھوئی کی طفیلی میں تلف ہوئی محبوب الزمن ۱۹۸۶ء کے انکے حالات
پنستان شعراء شفیق، گل مجاہد (تانا، و غیرہ میں ملتے ہیں لیکن بہت مختصر لے عبد الجبار خاں ملکا پوری محبوب الزمن جلد اول ص ۲۸۵، ۲۸۶

اس جشن کے بعد آزاد پانچ سال اور زندہ رہے انہوں نے ۸۶ سال کی عمر میں ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۰۰ھ
 ۱۵ ستمبر ۱۷۸۵ء وفات پائی اور اپنی وصیت اور خواہش کے مطابق روضہ شریفہ خلد آباد میں جو اورنگ آباد
 بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ابدی نیند سو رہے ہیں۔ لوح مزار پر مندرجہ کتبہ ہے۔

ہوالی القیوم

حسان الہند میر غلام علی آزاد حسینی واسطی بلگرامی

ولادت : ۲۵ صفر المظفر ۱۱۱۶ھ آہ غلام علی آزاد

وفات : ۲۴ ذیقعدہ الحرام ۱۲۰۰ھ

بیگ کا بیان ہے کہ والدین اپنے بچوں کو ان کے مزار پر اس غرض سے لے جاتے ہیں کہ وہ
 ان کی قبر پر سے شکر کی ایک ڈلی اپنے منہ سے اٹھا کر کھالیں تاکہ انہیں علم اور علم کے حاصل کرنے
 کی صلاحیت نصیب ہو۔

صاحب نشتر عشق نے آزاد کا سال وفات ۱۱۹۴ھ لکھا ہے اور ان کے ایک ہم وطن غلام رسول
 بلگرامی کا مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ وفات بھی دیا ہے۔

شاعری نکستہ سنج معنی یاب یعنی آزاد بی عدیل و مثال

سال تاریخ ہم صفیرش گفت بلبل ہند طوطی خوش طلال

شیر علی افسوس نے آرائش محل میں اور نیول نے یو۔ پی کے ڈسٹرکٹ گزٹیر رہروٹی میں ان کا
 سال وفات ۱۲۰۲ھ دیا ہے۔ یہ دونوں تاریخیں صحیح نہیں۔ بجز خارا تذکرہ علمائے ہند محبوب الزم

۱۷۰۰- ڈبلیو بیگ : ہنٹارک لینڈ مارکز آف دی ڈکن (HISTORIC LAND MARKS

OF THE DECCON) (الہ آباد ۱۹۰۶ء ص ۱۸۵) حسین قلی خاں : نشتر عشق

جلد اول رقلی، اور نیل پبلک لائبریری، پٹنہ۔

بایوگرافیکل ڈکشنری وغیرہ میں ۱۲۰۰ھ سال وفات دیا ہے۔ اس کے علاوہ متعدد تاریخین جو ان کی وفات پر کہی گئی ہیں، وہ بھی اسی تاریخ کی تائید کرتی ہیں۔ مثلاً مندرجہ ذیل دو تاریخیں :-

۱۱) امام اہل سخن فخر اتقیا آزاد کہ بود سید والا نثار اد نیک نہاد

چو رخت سرفرست ز دنیا بہ عالم عقبی ”بیا برو صنف قدسی فلک نہاد واد

۱۲۰۰ھ

۱۲) آہ غلام علی آزاد

۱۲۰۰ھ

آزاد کے حالات زندگی کے مطالعہ سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ انہیں سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا اور ان کی عمر کا کافی حصہ سیر و سفر میں گزرا لیکن ارض پاک سے لوٹنے اور وکن میں قیام کرنے کے بعد ان کی سیاحت وکن کے علاقہ تک محدود رہی دوسری خاص بات جو ان زندگی میں نظر آتی ہے وہ ان کی بے نیازی ہے اگرچہ ان کی عمر کا بڑا حصہ نظام الدولہ ناصر جنگ کی رفاقت میں گزرا لیکن انہوں نے اس رفاقت سے نہ کوئی اعزاز حاصل کیا اور نہ جاگیر، نواب کے ساتھ ان کی رفاقت حقیقت میں خود نواب کی ان سے عقیدت کی بنا پر تھی وہ خزانہ عامرہ میں لکھتے ہیں کہ

ہر چند با امر ارتباط دارم و بار و سا اختلاط، اما سررشتہ استغناء نگسیختہ ام و آب روی
فقر بردر غنا زرخیتہ، بلے عند لیب راز مصاحبت گل زری و با ہی راز مجالست صند
گوہری مطمح نظر نمی باشد و درین معنی زمرہ می بنم

جیام مشت من از گوہری منت ہی آمد نباشد عیب گر خود را بدریا آشنا کردم

اس سلسلہ میں ان کا ایک بیان جو شفیق نے اپنے تذکرہ میں ویلے نقل کرنا چھپی سے خالی نہ گا وہ کہتے ہیں کہ ”بیت اللہ کی زیارت سے لوٹنے کے بعد میں نے اپنے دل میں سوچا

سے آزاد، خزانہ عامرہ ص ۳

آزاد کا یہ بیان دلچسپی سے پڑھا جائے گا کہ لسان الغیب نے ساڑھے تین سو برس پہلے میرے نام اور تخلص کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا تھا۔

فانش می گویم و از گفتم خود و شادم بندہ عشقم و از ہر دو جہان آزادوم
اس کی تائید یوں کرتے ہیں کہ اصطلاح صوفیہ میں عشق عبادت ہے ذات
حق سے اور امیر المؤمنین حضرت علیؑ، منظرہ کامل ذات الہی و نسخہ شامل صفات نامتناہی
ہیں اس لئے عشق کا اطلاق ان پر (حضرت علیؑ پر) بھی ہوتا ہے اور اس طرح غلام علی
اور بندہ عشق ایک ہی ہے؛

ایک مقطع میں فرماتے ہیں

گرچہ غلام علی از ہمہ آزاد شد فہم کن از نام او بندہ حیدر بود

نواب نظام الدولہ ناصر جنگ سے آزاد کے بڑے گہرے تعلقات تھے۔ خود

آزاد کے الفاظ ہیں ”فقیر ابانواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید..... ربط عجیبی

اتفاق افتاد و موافقتی کہ بالاترازان متصور نباشد دست بہم داد“

خزانہ عامر میں لکھتے ہیں کہ

باقی نواب نظام الدولہ محبت و اخلاص فوق البیان بود و از ابتدای طانعات

تا انتہای ایام حیات مثل من آزاد را اور و ام حسن خلق خود مقید داشت ہر چند

خواستہم کن رہ گیرم نگذاشت غفرلہ، ہے

نواب لن کا بڑا احترام کرتے تھے ان کی سفارشوں کو اکثر و بیشتر قبول کر لیا کرتے تھے۔ لیکن

ان تعلقات کے باوجود انہوں نے نواب کی مدح میں کوئی قصیدہ نہیں کہا ایک موقع پر ایک

قطعہ ان کی تعریف میں لکھا تھا جو حقیقت میں اظہار اخلاص تھا اس کی شان نزول خود

آزاد کے بیان کے مطابق ہے کہ ایک دن میں اور نواب ہاتھی پر سوار جا رہے تھے ہم دونوں کے

علہ آنا وید بیضا ۱۷۳۱ آنا و آئینہ الکریم ص ۱۷۳ ۱۷۳۱ آنا و خزانہ عامرہ ص ۵۵

ہاتھی برابر برابر چل رہے تھے اور آپس میں باتیں کرتے جا رہے تھے دوران گفتگو میں جبل احد کی حدیث کا ذکر آگیا۔ میں نے حدیث کے الفاظ کو نظم کر دیا اور اس طرح نواب کو مجھ سے جو اخلاص ہے اسے الفاظ حدیث کے ذریعے ظاہر کیا وہ قطعہ یہ ہے:

هو ناصر الاسلام سلطان المودى ابقاه فى العيش المخلد ربه ،
حاز المناقب و المآثر كلها جبل الوقار يحبنا و حبه

اس طرح آزاد نے ساری عمر میں ایک رباعی اور ایک قطعہ کہا جسے عام زبان میں مدح گسٹری کہا جاسکتا ہے لیکن خود ان کی تاویل کے مطابق رباعی زیارت بیت اللہ کے شوق کی بے تابی کا نتیجہ تھی۔ اور قطعہ سے اظہارِ خلوص و محبت مقصود تھا۔ دنیاوی منفعت نہ پہلے سے مقصود اور نہ دوسرے سے۔

اگر آزاد چاہتے تو اپنے رسوخ و اثر سے بڑے سے بڑا منصب حاصل کر کے دولت کا انبار لگا سکتے تھے کیونکہ فرمانروایان و کن ان کے بڑے معتقد تھے اور ان کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ لیکن ان کی طبیعت میں ایسا استغنا تھا کہ انھوں نے جاہ و حشمت اور دولت و ثروت کا کبھی خیال ہی نہیں کیا، نواب آصف جاہ کے انتقال کے بعد جب نواب نظام الدولہ کن کے فرمانروا ہوئے تو ان کے دوستوں نے کہا اب جو منصب تم چاہو تمہیں مل سکتا ہے اور اس موقع سے تمہیں فائدہ اٹھانا چاہیے آزاد نے جواب دیا "آزاد شدہ ام بندہ مخلوق نئی تو ازم شدہ" اور یہ شعر پڑھا :-

دین دیار کہ شاہی بہر گدا بخشند غنیمت ست کہ مارا ہمیں بیا بخشند

صاحب تذکرہ بے نظیر لکھتے ہیں کہ دارستہ لاہوری نے آزاد کو نوکر پادشاہی لکھا ہے جو غلط ہے آزاد نے کبھی کسی بادشاہ یا امیر کی ملازمت نہیں کی صاحب تذکرہ بے نظیر کی دارستہ پڑھائی بے جا ہے آزاد اپنی بے نیازی و استغنا کے باوجود بہر حال نواب نظام الدولہ، نواب صمصام الدولہ سہ سراجدین علی خان ارزو، مجمع النفائس سہ آزاد، آثار الکرام ص ۱۶۳، افتخار دولت آبادی تذکرہ بے نظیر

دیگرہ سے تعلق رکھتے تھے اور اکثر و بیشتر ان کے ساتھ رہتے تھے اور وہ ان کی کفالت کرتے تھے اس لئے وارستہ کے بیان کو کلیتہً غلط نہیں کہا جاسکتا۔

آزاد نے جس طرح ارباب اقتدار و ثروت سے جلب منفعت کا خیال نہیں کیا اور انکی دولت سے بے نیاز رہے، اسی طرح اپنے اثر و رسوخ پر نازاں نہ ہوئے، صاحب مردم دیدہ کے قول کے مطابق ان کی زندگی فقیرانہ شان سے گذری، ان میں غرور بالکل نہ تھا۔ لوگوں سے خلق و تواضع اور خندہ پیشانی سے پیش آتے اور غریبوں اور فقیروں کو اپنے فیض و کرم اور اخلاق عظیم سے ممنون اور خوش رکھتے تھے ان کا یہ قول تھا کہ جو اس عالم میں سب سے کم درجہ کا ہے اس عالم میں سب سے اونچا درجہ رکھے گا اور حسن تعلیل کے طور پر فرماتے کہ کتاب (قلبی) کا آخری لفظ اگر ایک صفحہ پر سب سے مؤخر ہوتا ہے تو دوسرے صفحہ پر سب سے مقدم، اسی خیال کا اظہار انھوں نے ایک شعر میں بھی کیا ہے:

سرفراز آں جہان باشد دلیل این جہان
حرف ختم صفحہ تاج صفحہ آئندہ است

اگرچہ آزاد نے امر اور باب اختیار سے تعلقات کا نائدہ اپنی ذات کے لئے نہیں اٹھایا لیکن اپنے اثر و رسوخ سے دوسروں کو فیض پہنچانے سے دریغ نہیں شفیق نے ان کی ہمدردی و فیض رسانی کا ذکر ان مبالغہ آمیز الفاظ میں کیا ہے :-

انجام حوائج عالم و فیض رسانی و دلسوزی خلق و کلمۃ الخیر و دستگیری غرباء
و حفظ الغیب ہر کہ ام کہ در مزاج اقدس یافتہ می شود از سلف و حلف دیدہ
و شنیدہ نشدہ

آزار کے ایک شاگرد ضیا برہانپوری نے ان کی مدح میں ایک مثنوی لکھی تھی اس میں ان

کی فیض رسانی اور خاص و عام کے ساتھ عملی ہمدردی کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے :

بہر حصول غرض خاص و عام
بمشت زبانش متحرک دوام

۱۹۱۶ء (لاہور) ص ۳۵ شفیق نے اسد علی خان تانا اورنگ آبادی۔ گل مجاہد
اورنگ آباد ۱۹۳۳ء ص ۶۹

ہمت عالیہ سحاب است و بس رستم نشان بر گل و بر خار و خس
فیض رسائی عمل خاص او جملہ جہان بندہ اخلص او
بس کہ ماد او کمر بستہ است خانہ امان ہرختہ است
تو خود آزاد نے اپنے جذبہ خلق اور عملی ہمدردی کی توفیق پر جو خدا نے انہیں دی تھی حیرت اور
طمینت کا اظہار کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ

”مدار نیست این خادم الخلائق بر آنت کہ اگر دست کوتاہ را قدرت رسائی نیست
باری قدم طریقی اعانت محتاجان پیاید و اگر انگشت ناتوان را طاقت گرہ کشائی نیست
بہر حال قلم بسفارش مستمندان زبان کشاید
شفیق کا بیان ہے کہ آزاد کے سفارشی خطوط اکیر کا حکم رکھتے تھے اور خود آزاد کی زبان سے
سنا ہوا مندرجہ ذیل واقعہ اپنے مندرجہ ذیل نقل کیا ہے:

جب نظام الدولہ ارکاٹ تشریف لے گئے اور مظفر جنگ پر فتح پائی تو وہاں کے
عمال کو حضور میں طلب کیا گیا نواب صمصام الدولہ کے دروازہ پر خمیہ نصب کیا گیا اور
اس میں ان لوگوں کو ٹھہرایا گیا، ایک دن میں نواب صمصام الدولہ کے خمیہ سے باہر
نکلا تو ایک شخص دوڑتا ہوا میر سے آیا اور کہنے لگا کہ حاجی عبدالشکور عامل معزول کہتے ہیں
کہ میں نہراولوں کے اختیار میں ہوں اور اپنی جگہ سے مل نہیں سکتا آپ تکلیف کر کے
یہاں تشریف لے آئیں۔ اگرچہ میں عامل مذکور سے واقف نہ تھا لیکن ان کے پاس
نہ جانا شیوہ مروت کے خلاف سمجھا چنانچہ میں ان کے پاس گیا، انہوں نے مجھ سے
محاسبہ اور قید کی شکایت کی، میں نے اسی وقت نواب صمصام الدولہ کے پاس دوبارہ
گیا اور ان سے کہا کہ حاجی عبدالشکور نام کے ایک عامل آپ کے دروازہ پر ہیں، انہیں
حاضر ہونے کا موقع دیجئے۔ نواب نے کہا کہ عامل محاسبہ وار کو رو رو آنے کی اجازت نہیں
دی جا سکتی، میں نے کہا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ انہیں محاسبہ سے درگزر کیا جائے، میں

آزاد: خزانہ عامرہ ص ۲۳۷ شفیع گل رعنا:

صرف یہ چاہتا ہوں کہ انہیں ایک بار آپ کے روبرو آنے کی اجازت مل جائے،
 نواب کی طرف سے انکار تھا اور میری طرف سے اصرار، آخر نواب نے انہیں روبرو
 آنے کی اجازت دی، جب ان پر نگاہ پڑی تو ان سے بڑی شفقت سے پیش آئے
 اور کہا کہ کل نواب نظام الدولہ کی ڈیوٹی پر حاضر ہو جائیں، اور ایک چوبدار کو تاکید
 کی کہ فلاں شخص جب آئے تو فوراً ہم کو اطلاع دی جائے دوسرے دن حاجی عبدالشکور
 ڈیوٹی پر حاضر ہوئے اور چوبدار نے اطلاع دی، نواب صمصام الدولہ نے نواب
 نظام الدولہ سے عرض کی کہ حاجی عبدالشکور نام کے ایک عامل محاسبہ دار عمالی میں شامل
 ہیں، میر غلام علی نے مجھ سے سفارش کی کہ ایک بار انہیں، آپ کے روبرو پیش ہونے
 کا موقع دیا جائے، میں نے بہت انکار کیا لیکن انکا اصرار جاری رہا، مجبوراً میں نے انہیں
 روبرو بلا لیا، اب وہی عرض آپ سے میری ہے، ایک ان کو اپنے روبرو حاضر ہونیکا
 موقع دیکھے، نواب نظام الدولہ نے حاضر ہونے کی اجازت دی، وہ اندر داخل ہوئے
 اور نواب کی نگاہ ان پر پڑی تو انہوں نے دیکھا کہ نوے سال کا ایک پیر مرد معنی، کرتہ
 پہنے، پگڑی باندھے، ہاتھ میں عصا اور تسبیح لئے، صورت ولایت، اور عمل رحم کھڑا ہے
 نواب نظام الدولہ نے انہیں اپنے قریب بلایا اور بٹھالیا، ان سے باتیں کیں اور ان کی
 فرد محاسبہ پر رقیب میں ہزار رپی (معافی نامہ لکھ دیا، ان کا یومیہ مقرر کیا اور اپنی رکر
 سے انہیں سواری دے کر رخصت کیا،

شفیق لکھتے ہیں کہ ایک دن آزاد مولوی قمر الدین اورنگ آبادی کے پاس بیٹھے تھے ایک شخص
 مولوی صاحب کے لئے ایک کتاب ہدیہ لایا، اس شخص کی حقیقت میں ایک نوحی تھی وہ ناظم شہر
 کے نام مولوی صاحب سے ایک سفارشی خط چاہتا تھا، مولوی صاحب نے کتاب کو ذرا شہرت گزار
 دے کے لینے سے انکار کر دیا، آزاد نے اس شخص سے کہا کہ تم یہ کتاب ہدیہ مجھے دے دو، اس نے دیدی
 آزاد نے وہ کتاب مولوی صاحب کی خدمت میں پیش کی اور کہا کہ اب یہ کتاب میری ہے اور اسے

لے شفیق: محل رفا

میں آپ کو ڈرے رہا ہوں، اب شائبہ رشوت باقی نہیں رہا، مولوی صاحب مسکرائے اور کتاب لے لی، حاضرین مجلس بھی بہت شگفتہ ہوئے،

اس فیض رسائی اور دلسوزی کے ساتھ ساتھ ان میں یہ خوبی بھی تھی کہ نہایت صلح کل اور مرخباں مرخچ انسان تھے، طبیعت میں ضبط و تحمل تھا اگر کوئی ناگوار بات سنتے تو اسے پی جاتے ان کا عمل واذا خالہم الجاہلون قالوا سلاماً پر تھا فرمایا کرتے تھے کہ اندمال زخم ہوسرے اور انقطاع بے ہمتی، دانشمند کو چاہیے کہ عمارت کو گرنے سے بچائے، ڈھانے کا کام تو ایک بچہ بھی کر سکتا ہے، اسی افتاد طبیعت کا نتیجہ تھا کہ وہ کبھی کسی سے انتقام نہیں لیتے تھے اور بدی کے بدلے میں بھلائی کرتے تھے، ان کا قول تھا کہ سب سے بڑا انتقام یہ ہے کہ مخالف تم سے التجا کرنے پر مجبور ہو جائے، ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

آزاد من بدشمن خود بدنی کنم
نامنصف ست ہر کہ دغای دہمرا

ان کی اسی صلح پسند اور انسان دوست طبیعت کا نتیجہ تھا کہ جب کبھی دو آدمیوں میں تلخ کلامی یا کشیدگی پیدا ہو جاتی تو وہ اپنے حسن تدبیر سے ان کی کشیدگی کو دور کرتے نواب مصام الدولہ شاہ نواز خان آزاد کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ

بررشتہ دوستی ناگرہی عجب افتادہ بود، بناخن تدبیر شما داشتہ

شفیق نے اپنے تذکرہ میں دو واقعے ذکر کیے ہیں، جن سے آزاد کی صلح جوئی اور حسن معاملہ کا اندازہ ہوتا ہے، ایک واقعہ یہ ہے کہ

”ایک دن سید غلام حسن اور مولوی فخر الدین میں نغمہ و سرور کے مسئلہ پر بحث چھڑ گئی، سید صاحب جائز کہتے تھے، اور مولوی صاحب مخالف تھے، حاجی حسام الدین نام کے ایک شخص جو صرف عالم ہی نہ تھے بلکہ بڑے سیاح بھی تھے اس مجلس میں موجود تھے وہ سید صاحب کے طرفدار ہو گئے، مباحثہ نے طول کھینچا، آخر آزاد نے ایک تدبیر سوچی انہوں نے حاجی صاحب سے کہا کہ آپ نے تو سیاحت بہت کی ہے یہ بتائیے کہ حضرت ہود کی قبر کہاں ہے؟ انہوں نے

سہ ایضاً سہ ایضاً سہ ایضاً شاہ نواز خان: منات شاہ نواز خان

جو اب دیا، یمن میں آزاد نے کہا جی نہیں، شام میں ہے، حاجی صاحب نے پھر کہا
 یمن میں ہے، میں نے اس قبر کی زیارت کی ہے، آزاد نے کہا میں نے ایک نہایت
 معتبر کتاب میں پڑھا ہے کہ شام میں ہے، کچھ دیر تک دونوں میں بحث ہوتی رہی
 سید غلام حسن اور مولوی فخر الدین اپنی بحث کو بھول کر اس بحث کی طرف متوجہ ہو گئے
 جب آزاد نے دیکھا کہ مناقشہ و نغمہ تمام ہو چکا ہے تو حاجی صاحب سے کہا کہ آپ
 صحیح فرما رہے ہیں، حضرت ہمدانی کی قبر یمن میں ہے۔

آزاد نے اس حکمت عملی سے دو مولویوں کے جھگڑے کو ختم کر دیا دوسرا واقعہ یہ ہے
 ایک رات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے عرس کی تقریب کے سلسلہ میں
 سید غلام حسن کے مکان پر عیان شہر جمع تھے، شاہ محمود تشریف لائے تو سید غلام حسن
 کشیدگی کی وجہ سے ان کی تعظیم کے لیے کھڑے نہیں ہوئے، شاہ محمود کو یہ بات ناگوار
 گذری اور وہ کبیدہ خاطر ہوئے سید صاحب نے بھی خاموشی اختیار کی، بڑی دیر تک
 مجلس میں سناٹا چھایا رہا، آزاد اس خیال سے کہ دونوں بزرگوں میں مصالحت کرا
 دیں ان کے قریب آ کر بیٹھے، اس دن سید صاحب نے ہزارہ پہن رکھا تھا، ہزارہ
 اس کپڑے کو کہتے ہیں جس کا ہر بڑا مختلف انداز کا ہوتا ہے آزاد نے دونوں حضرات کو
 مخاطب کر کے کہا کہ اس کپڑے سے سلوک کے ایک مسئلہ کا مشاہدہ ہوتا ہے اور وہ
 یہ کہ تجلی حق کی تکرار نہیں ہوتی، یہ بات سن کر دونوں بزرگ مسکرا پڑے، انکا انقباض
 انبساط میں تبدیل ہو گیا اور دونوں آپس میں باتیں کرنے لگے،

آزاد نے اپنے بعض اشعار میں بھی اپنی اس افاد طبع کی طرف اشارہ کیا ہے، مثلاً

ہچو گل رنگین لباس صلح کل پوشیدہ ایم تار و پود شعلہ و آب است در دامن ما
 در وسعت مشرب نتوان یانت بجز صلح آئین تنازع روش سنی و سنی است

لہ شفیق گل رعنا سے شفیق گل رعنا

آزاد کی اسی صلح جو دامن پسند فطرت کا نتیجہ تھا کہ ان کے مزاج میں تشگفتگی اور طبیعت میں لطافت و بذلہ سنجی تھی، اور بقول شفیق ان کے وجود سے مجلس میں زندگی پیدا ہو جاتی ہے، وہ خود فرماتے ہیں

ساقیا آزاد مارا ہر کجا باشد نجوان
بی حضور اور سردری نیست در میخانہ^۱

شفیق نے اپنے تذکرہ میں ان کے بہت سے لطفے لکھے ہیں، ان میں سے دو ایک کا یہاں نقل کرتا دلچسپی سے غالی نہ ہوگا، لطیفوں کے نقل کرنے کے پہلے یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آزاد کے اکثر و بیشتر لطیفوں سے محض خوش طبعی کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ ان سے اعلیٰ درجہ کی ظرافت اور نکتہ آفرینی پائی جاتی ہے، مثلاً

”جس زمانے میں آزاد تکیہ شاہ محمود میں قیام فرما تھے، ایک مغل نجار سے آیا، اسے آزاد کے پہلو والے کمرے میں ٹھہرایا گیا، صبح کو وہ آزاد کے کمرے میں آیا اور نہایت بے تکلفانہ انداز سے کہنے لگا کہ میں تازہ دار و جہان ہوں، آپ نے میری دعوت نہیں کی آزاد نے برجستہ جواب دیا اتنی قدیم آشنائی کے باوجود آپ میرے لیے کوئی تحفہ نہیں لائے۔“

”ایک دن آزاد نواب آصف جاہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک ہندو مسلمان ہونے کے ارادہ سے آیا اور مشرت باسلام ہوا، عرض بیگی نے عرض کی کہ وہ نام کا امیدوار ہے، نواب نے آزاد سے کہا کوئی ایسا نام تجویز کرو جو مشعوذین اسلام ہند آزاد نے کہا دین محمد، نواب نے کہا کہ ابھی کل ہی ایک ہندو مسلمان ہوا اور اس کا نام دین محمد رکھا گیا، آزاد نے برجستہ کہا کہ دین محمد جس قدر زیادہ پھیلے بہتر ہے، نواب بہت خوش ہوئے اور یہی نام رکھا گیا۔“

”فرماتے تھے کہ سفر عیسور میں ایک دن میں اور نواب نظام الدولہ ہاتھی پر سوار جا رہے تھے، ہمارا گڈر ایک ہمارا صحرا سے ہو، جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی سوار اور پیادے ہی نظر

۱۔ ایضاً ۱۰ شفیق: گل رعنا

سید صاحب نے خالی الذہن ہو کر کہا کہ القہوۃ محسنة عند بعض العلماء۔
 نواب نے آزاد کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ کا اس مسئلہ کے متعلق کیا خیال ہے؟ آزاد نے
 کہا کہ مولانا کا مفہوم ہے کہ قہوہ بعض عملاء کے نزدیک معظّم ہے، کیونکہ محترم کا مادہ
 احترام ہے، نواب چپ ہو گئے اور سید صاحب بھی بات کو پاگئے، جب مجلس
 برخواست ہوئی تو انہوں نے آزاد کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ نے میرے قول کی نہایت عمدہ توجیہ کی ہے۔
 ایک رات آزاد کو ایک مجلس میں ساری رات بیٹھنے کا اتفاق ہوا تو انہوں نے کہا
 کہ اگر بیٹھے بیٹھے انسان کو تھوڑی دیر کے لئے سفنودگی آجائے تو نیند کا نما رہتا رہتا
 ہے اور راحت محسوس ہوتی ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ روح ہمیشہ مبدأ فیاض
 کی مشاقق رہتی ہے، بیداری اسے عالم ارواح سے دوور کھتی ہے اور نیند نزدیک
 پہنچاتی ہے، کیونکہ نیند کی حالت میں اس عالم سے اس کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے اور
 اور وہ روحانی دنیا میں پہنچ جاتی ہے، حالت بیداری میں اسے عالم ارواح سے
 مفارقت رہتی ہے اس لئے اس پر طلال طاری رہتا ہے اور نیند کی حالت میں اسے
 تھوڑی سی قربت حاصل ہوتی ہے اس لیے تسلی ملتی یا انبساطی کیفیت طاری ہوتی
 ہے اور وہ کلفت سے راحت کو بدل دیتی ہے۔“

ان لطائف سے آزاد کی شگفتگی طبع، بذلہ سنجی، حاضر دماغی اور نکتہ آفرینی کا اچھی طرح اندازہ
 ہوتا ہے، لیکن شفیق ہی کا بیان ہے کہ ان کی بزم میں ہزل کا گزرنہ تھا، ان کے قلم یا زبان سے کبھی
 تلخ اور بتدل لفظ سننے میں نہیں آیا، خود فرماتے ہیں:

زحرف تلخ میرا ست خامہ آزاد کہ زہر ریختن از نیشکر نمی آید

اسی طرح آزاد خزانہ عامرہ میں لکھتے ہیں کہ

”از خواص من است کہ با وصف گرم اختلاطی تکریم من بجاست و با وجود سیرا متراہی

سے آزاد: سر و آزاد ص ۱۹۱ شفیق گل رعنا سے ایضاً

تعلیم من و وبالاً گوہر غلط نام از ابتداء مصنون و ہلال نا تو انم قدر من روز افزون

امید وارم کہ در نشاۃ آخری ہم بقرب بساط عزت مسرور شوم

شفیق نے اپنے تذکرہ میں مندرجہ ذیل واقعہ لکھا ہے، جس سے آزاد کے رکھ رکھاؤ اور تمکنت

کا اندازہ ہوتا ہے۔

ایک بار اورنگ آباد میں آزاد کی ایک شمال چوری ہو گئی، چند دنوں کے بعد ان کے ایک

دوست نے بازار میں دیکھا کہ ایک آدمی اسے بیچ رہا ہے انھوں نے وہ شمال خریدنے کے بہانے

سے اس سے لے لی اور لا کر آزاد کو دکھائی، اور کہا کہ اس آدمی سے مواخذہ ہونا چاہیے کہ یہ شمال اسے

کہاں سے لے آیا اور نہ کہا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ ایک چھوٹے آدمی کے سامنے عدالت میں کھڑا ہوں

شمال لوٹا دی گئی ہے

اگرچہ آزاد میں استغناء اور بے نیازی تھی اور ان کی زندگی ایک حد تک درویشانہ تھی لیکن

رسم درہ خائفی کے ساتھ ساتھ وہ راہ و رسم دنیا سے بھی خوب واقف تھے، ان کے شاگرد و مدد

شفیق کا بیان ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ آدمی خواہ دنیا دار ہو یا فقیر، جس شہر میں رہے اس کے حاکم سے

راہ و رسم رکھے، کیونکہ کاموں میں اکثر حاکم کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے، بلکہ بعض اوقات کوئی ایسی

بلائے ناگہانی منزل ہو جاتی ہے جو حاکم کی مدد کے بغیر رفع نہیں ہو سکتی ہے۔

آزاد کے حالات زندگی ہمیں بتاتے ہیں کہ ان کا یہ قول محض نظریہ کی حد تک نہ تھا بلکہ اس

پر ان کا عمل بھی تھا، نواب صمصام الدولہ شاہ نواز خان کے خطوط جو انھوں نے آزاد کے نام لکھے

ہیں، اس کے شاہد ہیں کہ آزاد کو دکن کے سیاسی حالات سے بھی عملی دلچسپی تھی اور نواب نظام الدولہ

نواب صمصام الدولہ وغیرہ معاملات ملکی میں ان سے مشورہ کیا کرتے تھے، ۱۷۵۷ء میں جب

صمصام الدولہ شاہ نواز خان کو ان کے عہدہ سے معزول کر دیا گیا تو آزاد ہی تھے جنہوں نے شاہ نواز

خاں کی وکالت کی اور آخر کار وہ اپنے عہدہ پر بحال ہوئے۔

سے آزاد: خزانہ عامہ ص ۳۷ شفیق گل رعنا سے ایضاً شاہ نواز خان: آٹا کرام جلد اول ص ۲۸، ۲۹

مندرجہ ذیل واقعے سے آزاد کی عاقبت مبینی اور دورانیدیشی کا پورا اندازہ ہوتا ہے :

اوپران کے سفر ارکاٹ کا ذکر آچکا ہے، ایک دن وہ خمیمہ میں چند اجباب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک درویش شاہ جمیل ان کے پاس آئے، آزاد ان کی تعظیم میں سر و قد کھڑے ہو گئے اور ان سے خوش اخلاقی سے باتیں کیں، جب وہ چلے گئے تو حاضرین مجلس نے کہا کہ آپ نے بھی کس کی تعظیم کی، یہ تو فلاں شخص کا باورچی ہے، آزاد نے جواب دیا، میں نے لباس فقیر کی تعظیم کی، شاہ جمیل کی آمد و رفت کا سلسلہ جب تک جاری رہا، آزاد نے اسی طرح ان کی تعظیم کی جیسے پہلے دن کی تھی اتفاق سے نواب نظام الدولہ، ہمت خاں کے ہاتھوں قتل ہوئے اس کے بعد شاہ جمیل آزاد سے ملنے آئے اور اپنے ساتھ ہمت خاں کے مدارالمہام امانت اللہ خاں کو بھی ساتھ لائے، امانت اللہ خاں نے پچاس ہون طلائی مسکوک دینی ان کی خدمت میں پیش کئے اور کہا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمت خاں کی ذات سے آپ کوئی حزر نہیں پہنچے گا۔

شفیق کا بیان ہے کہ جن دنوں نواب نظام الدولہ، مظفر جنگ سے جسے فرانسیسیوں نے کمک دی تھی، نبر آزماتھے، ایک روز آزاد نے نماز مغرب میں سورہ اذا جاء نصر اللہ والفتح کی تلاوت کی، شرکائے نماز بہت خوش ہوئے اور آزاد سے کہا کہ آپ نے یہ سورہ بہت موقع سے پڑھی، انشا اللہ ہماری فتح ہوگی اور فوج نصاریٰ یدخلون فی دین اللہ کے قول کے مطابق قطع ہو جائے گی، آزاد نے کہا کہ میں نے یہ سورہ بالقصد قال لینے کے ارادہ سے پڑھی ہے، دوسرے روز نواب نظام الدولہ کی فتح کا اعلان ہوا اور آزاد کی مثال نے حقیقت کی شکل اختیار کر لی۔

شفیق ہی کا بیان ہے کہ اگرچہ احمد شاہ ابدالی نے ۱۷۶۰ء میں پانی پت کے میدان میں مرہٹوں پر فتح پائی، لیکن آزاد کی دور بین نگاہ چھ ماہ پیشتر اس فتح کا منظر دیکھ رہی تھی، اس فتح کا ان کو اتنا یقین تھا کہ انھوں نے ایک قطعہ احمد شاہ کی آمد اور مرہٹوں کی ہزیمت مندرجہ ذیل ہے۔

شاہی رسید و ہند یہ نام را گرفت
ماہی طلوع کرد و سر شام را گرفت

۱۔ شفیق: گل رعنا سہ ایضا

آ رہے تھے، نواب نے مجھ سے کہا کہ شکر کا یہ منظر دیکھنے کے لائق ہے، میں نے کہا کہ مسئلہ
جبر و اختیار جو مشکل ترین مسئلہ ہے یہاں حل ہوتا ہے، ان تمام سپاہیوں کے حرکات
ایک شخص کے تابع ہیں اور وہ اس کے ارادہ (حکم) سے حرکت کرتے ہیں۔

”ارکاٹ کے دوران قیام کا ذکر ہے کہ ایک دن ایک ہرن نواب نظام الدولہ کے خیمہ
کے پاس لاکر بٹھایا گیا، نواب نے حاضرین مجلس کو مخاطب کر کے کہا: کیا رائے ہے
اسے ذبح کیا جائے یا آزاد کر دیا جائے؟ چونکہ نواب کو ہرن کے شکار کا بہت شوق
تھا، حاضرین مجلس نے کہا کہ ذبح کرنا چاہیے، نواب نے آزاد پوچھا تو انہوں نے کہا
کہ مجھے ایک قصہ یاد آگیا، اگر حکم ہو تو سناؤں نواب نے کہا سناؤ، آزاد نے کہا کہ
ایک بار بادشاہ نے ایک قیدی کے قتل کا حکم دیا، ضابطہ کے مطابق قتل کرنے
سے پہلے اس شخص سے پوچھا گیا کہ تمہاری کوئی خواہش ہے؟ اس نے کہا کہ میری یہ
خواہش ہے کہ قتل ہونے سے پہلے تھوڑی دیر کے لئے بادشاہ کی مجلس میں مجھے باریابی
نصیب ہو، بادشاہ کو اس کی اطلاع دی گئی تو اس نے حکم دیا کہ اسے دربار میں لے
آیا جائے، لانے کے بعد اس سے پوچھا گیا کچھ کہنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کچھ نہیں، جب
بادشاہ اٹھنے لگا تو قیدی نے کہا، بادشاہ سلامت میں قصور وار اور قتل کا مستحق ہوں
لیکن چند لمحوں میں نے آپ کی صحبت میں گزارے ہیں، اس طرح آپ پر میرا حق صحبت
ثابت ہوتا ہے، بادشاہ اس حسن ادا سے بہت خوش ہوا اور اسے معاف کر دیا، یہ
قصہ سنانے کے بعد آزاد نے کہا یہ ہرن بھی آپکی صحبت میں بیٹھ چکا ہے، آگے آپکی
مرضی، نواب مسکرائے اور ہرن کو آزاد نام دے کر آزاد کر دیا،“

”ایک رات کو نواب نظام الدولہ نے سادات عرب کی دعوت کی کھانے کے
بعد قہوہ کا دور چل رہا تھا، نواب کو قہوہ بہت پسند تھا، دینہ مندرہ کے ایک

سے ایضاً ”شہ شفیق“ گل رعنا۔

چوں ریش خویش شد علف خام را گرفت
آں برہمن کہ سلطنت عام را گرفت
شکر خدا بے یقین حک نمود
نقش غلط کہ صفحہ ایام را گرفت
آخز تیغ خسرو غازی بریدہ شد
زلف ایاز گر دل خود کام را گرفت
انجام کار غیر ہدایت چہ صرف بود
فیلی کہ راہ خانہ احرام را گرفت
نازم باقیدار سلیمان کا مہکار
از دوست دیو کشور اسلام را گرفت
آمد خبر ز وہلی محروس در وکن
آزاد مابھی کہ ہ گل جام را گرفت

اوپر ہم لکھ آئے ہیں کہ آزاد شاہ لدھا بلگرامی کے مرید تھے شاہ لدھا کا تعلق سلسلہ چشتیہ سے تھا، اس لئے آزاد طریقہ چشتی اور وحدت وجود کے قائل تھے، شیخ کا بیان ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ اس دنیا سے نہیں لیکن اس کے جزو میں موجود ہیں اور اس کی مثال یہ دیتے تھے کہ علمائے حساب کی رائے میں واحد کا شمار اعداد میں نہیں مگر وہ ہر عدد میں موجود ہے اس مضمون کو بعضوں نے مندرجہ ذیل رباعی میں بھی ادا کیا ہے۔

اللہ برون ز عالم ایجا داست
لا بد آن جملہ افراد است
شک نیست کہ واحد نبود اعداد
لیکن موجود در ہمہ اعداد است

عبدالوہاب افتخار دولت آبادی جو آزاد کے شاگرد تھے کہتے ہیں کہ آزاد درویشی و سخن طرازی میں امیر حسن کے مانند تھے اور طرفہ یہ کہ امیر حسن بھی دکن گئے تھے، چنانچہ آزاد کہتے ہیں:

زہد آمدہ با فقر و شاعری بدکن
عجب تشابہ آزاد با حسن باشد

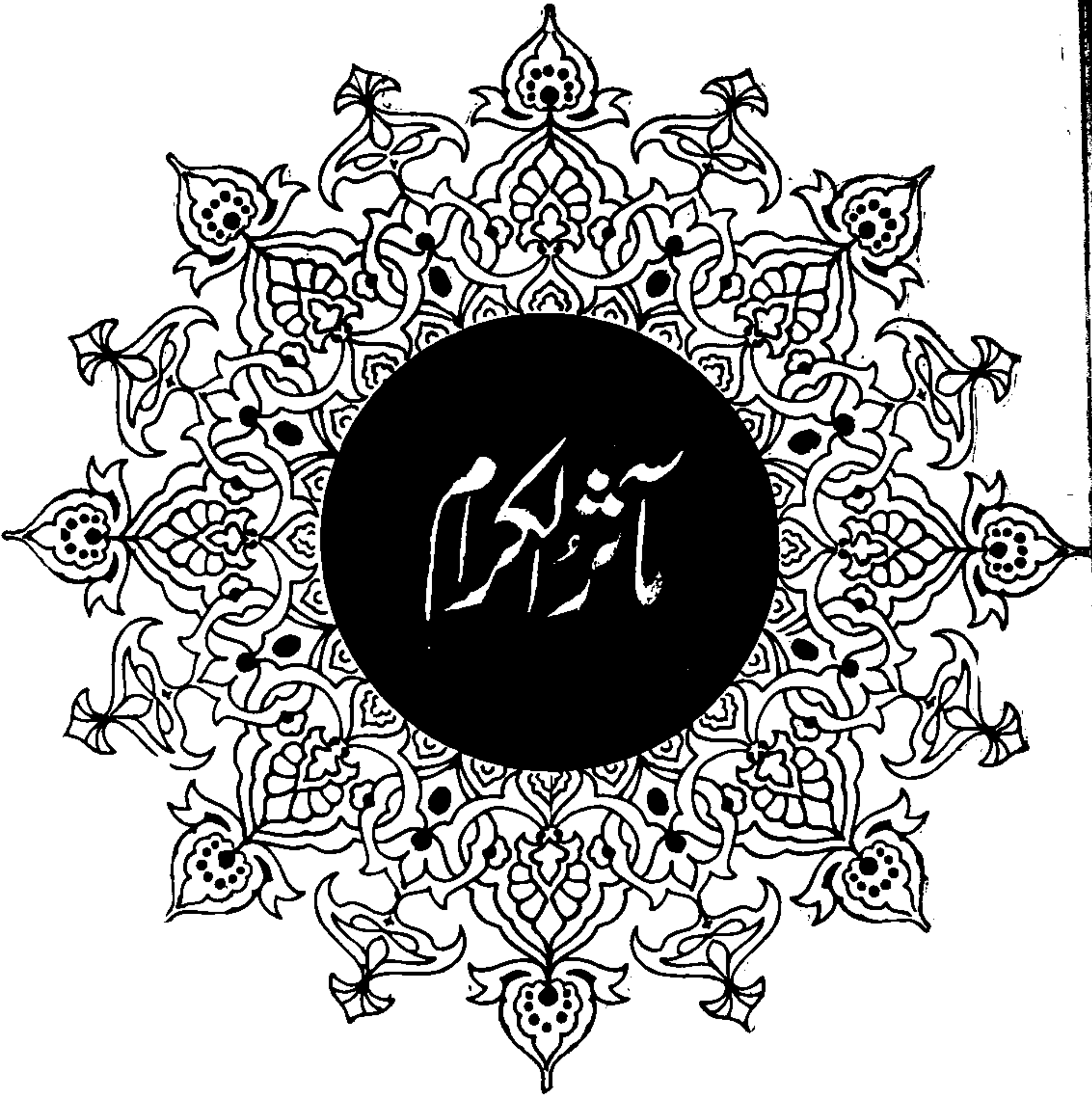
”صاحب گل عجبائب بھی آزاد کے شاگرد تھے“ وہ اپنے استاد کی مدح میں کہتے ہیں کہ خاموش ناگزار
در تحریر فضائش الکن و نامہ اوصاف آثار در احصائے حسن خصائل خاق الفضا ہما الکن ^{بشکر} ^{معارف}

لہ لفظ پڑھا نہیں گیا ہے شفیق: گل رعنا سے شاہ لطف اللہ عرف لدھا کے حالات کے لئے دیکھو
”خزینۃ الاصفیاء غلام سرور“ جلد اول طبع ۱۸۷۳ء سے شفیق: گل رعنا ہے افتخار دولت آبادی
تذکرہ بے نظیر سے تمنا اورنگ آبادی: گل عجبائب اس مقالہ پر مولانا غلام رسول صاحب مہری تنقید معارف
مئی ۱۹۶۲ء میں شائع ہوئی تھی ص ۳۹۵

بلگرامی

از فرقہ طالبان مولیٰ رنگینی بزمِ وصفِ اولیٰ
وحدت نگہان کثرت آثار از باوہ نفی غیر سہ شمار
اطوار وجود و دید یک سیرت بنگاہ کردہ ہم سنگ
میںا شیکنان بزمِ مستی مدہوش شرابِ حق پرستی
دل کردہ زہر بار خود فروش الشیخ استوی علی العرش

طے ساختہ وادی شریعت جا کردہ بہ منزل حقیقت
وا کردہ شریعت حسیں جاوید از دیدہ سرمہ سا توحید
سرگرم طواف کعبہ دل قربانی نفس کردہ سبیل
تایافتہ گنج کنت کنتا داوہ دل وین زکوٰۃ ازکی



تصحیح و حواشی

شیخ الحدیث مولانا محمد عبدہ صاحب لاکھپوری

۴۲

فہرست فصل اول فقہاء

| نمبر شمار | رقم نمبر | د | نمبر شمار | رقم نمبر | ا | نمبر شمار |
|-----------|----------|------------------------------------|-----------|----------|-------------------------------------|-----------|
| ۴۲ | ۱۶ | سید درگاہی بلگرامی | ۱۶ | ۵۶ | ستید آل محمد | ۱ |
| ۴۷ | ۱۷ | شیخ درویش عزیزاں | ۱۷ | ۲۹ | ستید ابراہیم المعروف بہ سید میاں | ۲ |
| ۴۶ | ۱۸ | سید دین محمد | ۱۸ | ۸ | سید اجمل بلگرامی | ۳ |
| | | س | | ۴۰ | میر سید احمد بن میر سید محمد کالیوی | ۴ |
| ۶۳ | ۱۹ | شاہ رحمت اللہ | ۱۹ | ۶۹ | شیخ فرید الدین احمد ماکپوری | ۵ |
| ۳۲ | ۲۰ | شاہ کون الدین المعروف بہ شاہ اتاوی | ۲۰ | ۳۰ | شیخ ازہن شیخ الاسلام بلگرامی | ۶ |
| | | س | | ۷۰ | میر سید اسماعیل بلگرامی | ۷ |
| ۴۸ | ۲۱ | سید سعادت اللہ | ۲۱ | | ب | |
| ۷۸ | ۲۲ | بابا شاہ سعید پلنگ پوش | ۲۲ | ۱۰ | سید بدیع بلگرامی | ۸ |
| | | ش | | ۵۵ | سید برکت اللہ الملقب بہ صاحب البرکت | ۹ |
| ۳۶ | ۲۳ | سید شریف صاحب مہرۃ المتدین | ۲۳ | ۸۰ | بی بی خرد | ۱۰ |
| | | ص | | | ت | |
| ۱۶ | ۲۴ | سید عبید اللہ بھروچی | ۲۴ | ۳۳ | سید تاج الدین حجرہ نشین | ۱۱ |
| | | ط | | | پ | |
| ۱۱ | ۲۵ | سید طاہر بلگرامی | ۲۵ | ۷۶ | مولانا پاپنہ خسیکی | ۱۲ |
| ۶۸ | ۲۶ | میر طفیل بلگرامی | ۲۶ | | ح | |
| ۶۲ | ۲۷ | میر شہر قلوب | ۲۷ | ۱۲ | شیخ حسین ساکن سکندرہ | ۱۳ |
| ۲۵ | ۲۸ | شاہ طیب | ۲۸ | ۲۸ | میر سید حسین دہلی وال بلگرامی | ۱۴ |
| | | ع | | | خ | |
| ۱۹ | ۲۹ | میر سید عبد الجلیل | ۲۹ | ۷۵ | مولانا میر خرد عزیزاں بلخی | ۱۵ |

| ترتیب شمار | ع | ترتیب شمار | ف |
|------------|--|------------|-----------------------------|
| ۳۰ | شیخ عبد الحفیظ القشوری بگرامی | ۵۰ | سید فرید الدین |
| ۳۱ | شیخ عبدالرحیم بگرامی | ۵۱ | شیخ فخر الدین احمد تانکپوری |
| ۳۲ | شیخ عبدالصمد صفی الدین | ۵۲ | میر سید فیروز شاہ |
| ۳۳ | سید عبدالقناح العسکری بگرامی | | ق |
| ۳۴ | شیخ عبدالقادر بدایونی ^{حسب المنتخب} | ۵۳ | سید تقاسم اسرار |
| ۳۵ | خواجہ عماد الدین بگرامی | ۵۴ | سید حامدی بگرامی |
| ۳۶ | پیر عبداللہ بگرامی | | ک |
| ۳۷ | خواجہ عبداللہ المعروف بخواجہ خرد | ۵۵ | غازی کمال بگرامی |
| ۳۸ | سید عبدالنبی | ۵۶ | سید کرم اللہ |
| ۳۹ | خواجہ عبدالمنتخب بگرامی | ۵۷ | شاہ کلیم اللہ حشتی دہلوی |
| ۴۰ | میر عبدالواحد | | ل |
| ۴۱ | میر عبدالواحد اصغر | ۵۸ | سید لطف اللہ بگرامی |
| ۴۲ | سید عمر بگرامی | ۵۹ | میر لطف اللہ خرد میر |
| ۴۳ | خواجہ علی اللہ المعروف بخواجہ کلان | | م |
| ۴۴ | میر عظمت اللہ | ۶۰ | میر سید مبارک محدث بگرامی |
| ۴۵ | شاہ عبدالرزاق | ۶۱ | سید محب اللہ بگرامی |
| ۴۶ | شیخ عبداللطیف | ۶۲ | میر سید محمد ترمذی الکالیوی |
| ۴۷ | سید عین الدین | ۶۳ | شیخ محمد حافظ |
| | ع | ۶۴ | شیخ محمد حیات سندھی |
| ۴۸ | سید غلام مصطفیٰ | ۶۵ | مخدوم محمد کن الدین بگرامی |
| ۴۹ | سید غلام علی بگرامی | ۶۶ | شیخ محمد سلیم |
| | ~~~~~ | ۶۷ | سید محمد صفرتی بگرامی |

| نمبر شمار | م | نمبر شمار | ن | نمبر شمار |
|-----------|--------------------|-----------|-----------------------------------|-----------|
| ۴۸ | سید محمدی | ۵۴ | سید نجات اللہ المعروف بہ شاہ میاں | ۵۷ |
| ۴۹ | سید محمد بلگرامی | ۶۴ | میر سید نعمت اللہ | ۶۶ |
| ۵۰ | حافظ محمود بلگرامی | ۳۳ | میر سید نور الحق | ۵۷ |
| ۵۱ | سید محمود اصغر | ۲۷ | سید نور اللہ | ۵۳ |
| ۵۲ | سید محمود اکبر | ۹ | میر نواز شش علی | ۵۱ |
| ۵۳ | سید مرینی | ۴۷ | | |
| ۵۴ | بابا شاہ مسافر | ۷۹ | میر سید یحییٰ | ۲۱ |
| ۵۵ | علامہ مہین بیاری | ۱۸ | | |

فہرست فصل ثانی ذکر فضلاء

| نمبر شمار | رقم نمبر | رقم نمبر | نمبر شمار |
|-----------|----------|----------|-----------|
| ۱ | ۱۶ | ۱۶ | ۱۶ |
| ۲ | ۷ | ۷ | ۱۸ |
| ۳ | ۳۰ | ۳۰ | ۱۹ |
| ۴ | ۵۷ | ۵۷ | ۲۰ |
| ۵ | ۴۳ | ۴۳ | ۲۱ |
| ۶ | ۱۲ | ۱۲ | ۲۲ |
| ۷ | ۳۷ | ۳۷ | ۲۳ |
| ۸ | ۲۸ | ۲۸ | ۲۴ |
| ۹ | ۴۷ | ۴۷ | ۲۵ |
| ۱۰ | ۱ | ۱ | ۲۶ |
| ۱۱ | ۳۶ | ۳۶ | ۲۷ |
| ۱۲ | ۳۵ | ۳۵ | ۲۸ |
| ۱۳ | ۲ | ۲ | ۲۹ |
| ۱۴ | ۶ | ۶ | ۳۰ |
| ۱۵ | ۵۰ | ۵۰ | |

| نمبر شمار | رقم نمبر | ع | نمبر شمار | رقم نمبر | ق |
|-----------|----------|-------------------------|--------------|----------|----------------------------|
| ۳۱ | ۲۶ | ملا عبدالحکیم سیالکوٹی | ۵۰ | ۲۶ | سید قطب الدین شمس آبادی |
| ۳۲ | ۲۰ | شیخ عبدالکریم بلگرامی | ۵۱ | ۲۰ | مولوی قطب الدین گوپاموی |
| ۳۳ | ۲۱ | مولوی عبدالغفور | ک | | |
| ۳۴ | ۲۲ | ملا عبد السلام دیوبی | ۵۲ | ۲۲ | سید کرم اللہ بلگرامی |
| ۳۵ | ۲۵ | ملا عبد السلام لاہوری | ۵۳ | ۲۵ | شیخ کمال بن مکرم |
| ۳۶ | ۵۳ | سید عبداللہ بلگرامی | ۵۴ | ۵۳ | شیخ کمال الدین محمد سہالوی |
| ۳۷ | ۵۵ | میر عبدالبہادی | ل | | |
| ۳۸ | ۵۸ | میر عبد الجلیل بلگرامی | ۵۵ | ۵۸ | مخدوم لعل شہباز بن حسن |
| ۳۹ | ۶۳ | سید عبدالواحد بلگرامی | مزیدی | | |
| ۴۰ | ۶۸ | شیخ عثمان احمد بلگرامی | م | | |
| ۴۱ | ۲۳ | ملا عصمت اللہ سہارنپوری | ۵۶ | ۲۳ | قاضی محب اللہ بیاری |
| ۴۲ | ۹ | شیخ علی بن احمد ہانچی | ۵۷ | ۹ | میر سید محمد بلگرامی |
| ۴۳ | ۱۳ | شیخ علی متقی | ۵۸ | ۱۳ | میر محمد اشرف المعروف |
| ۴۴ | ۵۴ | قاضی علیم اللہ کچندوی | بے سیدو گاہی | | |
| ۴۵ | ۳۸ | قاضی عنایت اللہ بلگرامی | ۵۹ | ۳۸ | سید محمد باقر بلگرامی |
| ۴۶ | ۲۹ | سید عنایت اللہ بلگرامی | ۶۰ | ۲۹ | میر محمد جان بلگرامی |
| غ | | | ۶۱ | ۲۲ | میر محمد زاہد الہروی |
| ۴۷ | ۲۹ | شیخ غلام نقشبندی لکھنوی | ۶۲ | ۲۹ | سید محمد فیض بلگرامی |
| ف | | | ۶۳ | ۶۶ | میر محمد یوسف بلگرامی |
| ۴۸ | ۲۶ | امیر فتح اللہ شیرازی | ۶۴ | ۲۶ | ملا محمود جوہر پوری |
| ق | | | ۶۵ | ۱۶ | شیخ مبارک بن شیخ خضر ناگدی |
| ۴۹ | ۲۵ | ملا قطب الدین سہالوی | ۶۶ | ۲۵ | شیخ محمد بن طاہر الفتنی |

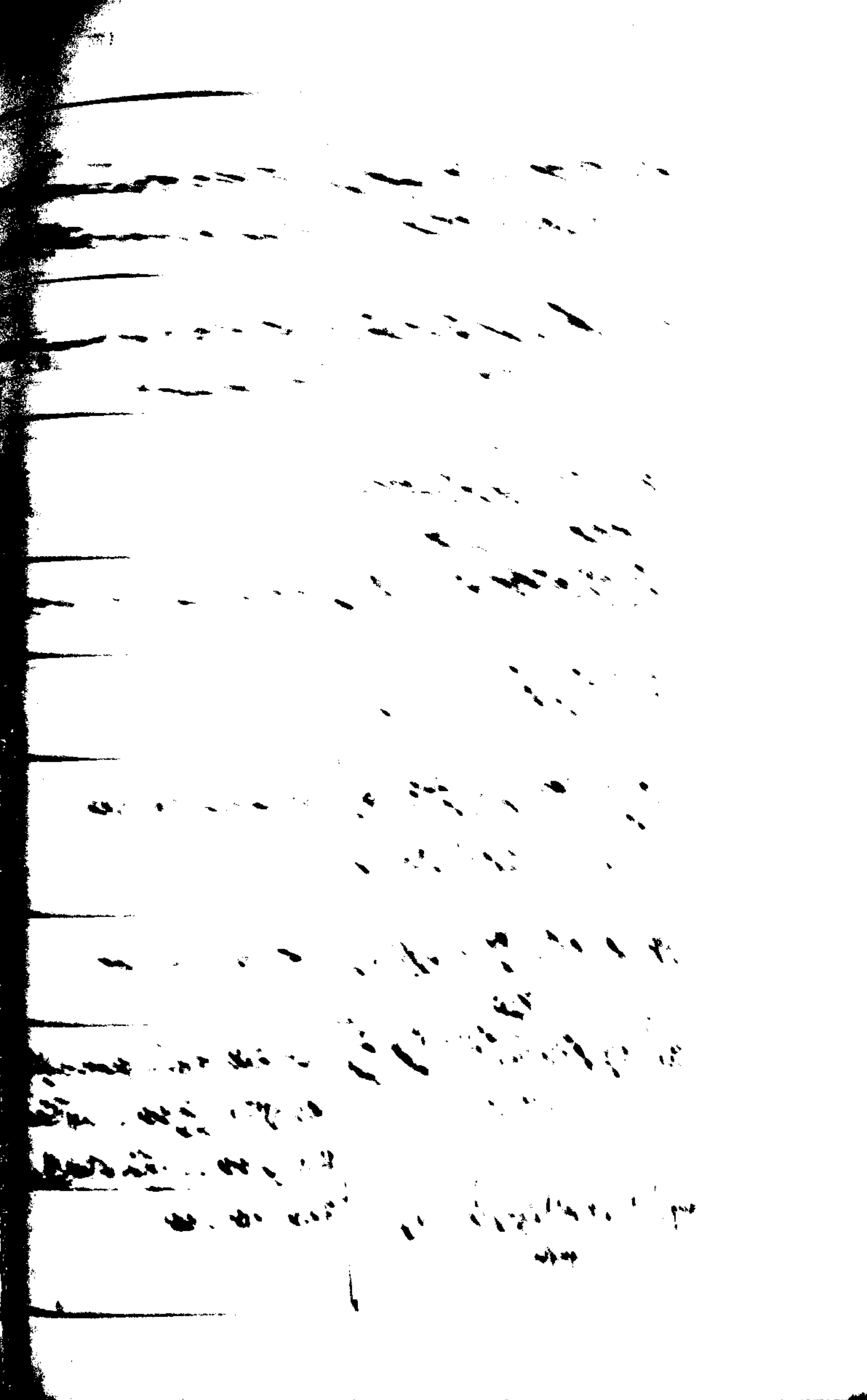
| صفحہ | نمبر شمار | ن | صفحہ | م | نمبر شمار |
|------|-----------|-----------------------------|------|--------------------------|-----------|
| ۱۹ | ۶۹ | شیخ نور الحق دہلوی | ۵ | مولانا معین الدین عمرانی | ۶۷ |
| ۲۲ | ۷۰ | مولانا نور الدین احمد آبادی | | دہلوی | |
| ۱۵ | ۷۱ | شیخ وجیہ الدین گجراتی | ۳۳ | ملا نظام الدین سہالوی | ۶۸ |

فصل اول فقراء

| | | |
|--|--|----------|
| نزهة الخواطر ج ۶ رقم ۱ - تقصار للنواب ۲۱۶ ورضمن تذکرہ سید برکت اللہ پدراو۔ | سید آل محمد ^ا ۱۱۶۲ھ | ۱ ۵۶ |
| | سید ابراہیم المعروف بہ سید میاں ۱۱۱۴ھ | ۲ ۶۹ |
| تقصار للنواب ۱۹۵ - ۱۹۶ | سید اجمل بلگرامی حوالی ۹۴۵ھ ۹۴۵ھ | ۳ ۸۰ |
| نزهة الخواطر ج ۵ رقم ۸۳ تقصار للنواب ۲۰۶ | میر سید احمد بن میر سید محمد کالیوی ۱۰۸۲ھ | ۴ ۹۱ |
| نزهة الخواطر ج ۶ رقم ۹ - ۱۰ | شیخ فخر الدین احمد مانپوری بعد ۱۱۴۲ھ | ۵ ۹۹ |
| نزهة الخواطر ج ۴ رقم ۶ - تقصار للنواب ۲۰۳ | شیخ ادریس بن شیخ الاسلام بلگرامی | ۶ ۱۰۰ |
| نزهة الخواطر ج ۶ رقم ۶۳ | میر سید اسماعیل بلگرامی ۱۱۶۲ھ | ۷ ۱۰۱ |
| تقصار للنواب ۱۹۶ | سید بدیع بلگرامی ۹۹۵ھ | ۸ ۱۰۲ |
| نزهة الخواطر ج ۶ رقم ۶ مفتاح التواریخ ۳۱۲ تقصار للنواب ۲۱۶ من آزاد ۲۴۸ - ۲۵۰ | سید برکت اللہ لقلب صفا البرکات وفات ۱۱۴۲ھ | ۹ ۱۰۳ |

| | | |
|---|---|----------|
| تقصار للنواب ۲۲۵ | ب بی بی خورد | ۱۱ ۶۳ |
| | ت سید تاج الدین حجرہ نشین | ۱۱ ۶۳ |
| | پ مولانا پاپا پندہ اخیسکتی ۱۰۲۰ھ | ۱۲ ۶۴ |
| تقصار للنواب ۱۹۹ - اذکار برار ۳۱۰ | ح شیخ حسین ساکن سکندریہ | ۱۳ ۶۵ |
| تقصار للنواب ۲۰۲ | میر سید حسین و بی وال بلگرامی | ۱۴ ۶۶ |
| | خ مولانا میر خرو عزیز زوال بلخی | ۱۵ ۶۷ |
| نزهت الخا طرج ۶ رقم ۱۵۸ - تقصا لنواب ۲۰۶ | د سید درگاہی بلگرامی بعد ۱۱۱۰ھ | ۱۶ ۶۸ |
| | ش شیخ ورویش عزیز زوال مجدوانی حوالی سنہ ۱۱۱۰ھ | ۱۷ ۶۹ |
| | سید دین محمد بن شاہ طیب بن سید نعمت اللہ | ۱۸ ۷۰ |
| تقصار للنواب ۲۲۲۰ | س شاہ رحمت اللہ ۱۱۰۳ھ | ۱۹ ۷۱ |

| | | |
|--|--|----------|
| | شاہ رکن الدین لغزب شاہ اولی | ۲۷ ۳۷ |
| نزعۃ الخواطر ج ۶ رقم ۱۹۰ تذکرہ رحمان علی ۷۳ | س سید سعد الدین سید مرتضیٰ ۱۱۹ھ | ۲۱ ۴۸ |
| نزعۃ الخواطر ج ۶ رقم ۱۹۵ البحر الزخار | بایا شاہ سعید پتک پوش ۱۱۰ھ | ۲۷ ۷۸ |
| تقصیر للنواب ۲۰۵ | ش سید شریف صاحبہ امراۃ المبتدین | ۲۳ ۳۶ |
| تذکرہ کوثر ۳۳۹-۳۴۱-۳۴۱-۳۴۱ عراق الخنقیہ ۱۰۴-۱۰۴-۱۰۴ یاد ایام ۶۷-۶۷-۶۷ نزعۃ الخواطر ج ۵ رقم ۲۸۳-تذکرہ رحمان علی ۹۱-۹۲ تقصیر للنواب ۲۰۰ | ص سید صبغۃ اللہ بھروچی ۱۰۱۵ھ-۱۰۱۶ھ | ۲۲ ۱۶ |
| تقصیر للنواب ۱۹۷ | ط سید طاہر بلگرامی ۹۵ھ | ۲۵ ۱۱ |
| مفتاح التواریخ ۲۱۷-نزعۃ الخواطر ج ۶ رقم ۲۳۶-۲۳۶-۲۳۶ تذکرہ رحمان علی ۹۸-۹۹ عراق الخنقیہ ۲۲۲-گلشن ابرار-تقصیر ۲۲۲ ۲۲۳-سر و آزاد ۲۵۱-۲۵۲ | میر طفیل محمد بلگرامی ۱۱۵ھ | ۲۶ ۶۸ |



| | |
|--|---|
| | میر عبدالشہ بلگرامی |
| نزعہ الخواطر ج ۵ رقم ۴۰۷ - تقصار ۲۰۹ - الامریہ - | خواجہ عبدالشہ العزیزہ خواجہ خرو ۱۰۷۲ |
| | سید عبدالنبی بن میر سید طیب ۱۰۹۴ |
| | قاضی عبدالمنتخب بلگرامی |
| تقصار للنواب ۱۹۷ - ۱۹۸ - نفائس المآثر - گلزار ابرار - مفتاح التواریخ ۲۱۹ - عمر آزاد ۲۲۷ - ۲۲۸ - نزعہ الخواطر ج ۵ رقم ۴۲۷ | میر عبدالواحد بلگرامی ۱۰۱۷ |
| | میر عبدالواحد اصغر بن سید طیب بن میر عبدالواحد عبد اللہ |
| | سید عمر بلگرامی بن سید بدین المعروف بہ سید بدلی |
| نزعہ الخواطر ج ۵ رقم ۴۲۲ - تقصار ۲۰۹ - امریہ | خواجہ عبدالشہ المشہور بہ خواجہ کلال ۱۰۷۳ |
| نزعہ الخواطر ج ۶ رقم ۵۳۳ - تقصار للنواب ۲۱۴ - ۲۱۵ - سو آزاد ۳۱۵ - ۳۲۵ - شمع انجن ۸۸ - ۹۲ - | میر عظمت اللہ دینجرا ۱۱۲۲ |

| | | |
|--|--|----------|
| نزهتہ الخواطر ج ۶ رقم ۲۶۹ | شاہ عبدالرزاق بانسوی ۱۱۳۶ | ۴۵ ۴۱ |
| نزهتہ الخواطر ج ۶ رقم ۳۰۸ - تقصیر للیواب ۲۲۵ - | شیخ عبداللطیف امرودی ۱۱۵۰ | ۴۶ ۴۲ |
| تقصیر للیواب ۲۱۸ - ۲۱۹ - | سید عین الدین درحوالی ۱۱۶۰ | ۴۷ ۵۰ |
| نزهتہ الخواطر ج ۶ رقم ۴۰۱ - تقصیر للیواب ۲۲۱ سر و آواز ۳۲۸ - ۳۳۲ - | سید غلام مصطفیٰ بن سید عبداللہ حوالی ۱۱۶۳ | ۴۸ ۴۵ |
| تقصیر للیواب ۲۲۳ - ۲۲۴ مقالات رقم ۴۲ نزهتہ الخواطر ج ۶ رقم - اتحاد انسداد ۳۳۰ - سبحة المرجان ۱۱۸ - خزائن عامرہ ۱۲۳ - حدائق جہلی ۴۵۲ - تذکرہ رحمان علی - | سید غلام علی بلگرامی | ۴۹ ۴۲ |
| نزهتہ الخواطر ج ۶ رقم ۴۱۵ | سید فرید الدین | ۵۰ ۴۶ |
| | شیخ فخر الدین احمد ماہکپوری دکنی لائف | ۵۱ ۴۹ |
| نزهتہ الخواطر ج ۵ رقم ۵۱۱ | سید فیروز شاہ بن میر عبدالواحد ۱۰۶۶ | ۵۱ ۴۰ |
| تقصیر للیواب ۲۰۴ - ۲۰۵ - | سید قاسم ابرار البگرامی شمس آبادی | ۵۲ ۳۲ |

| | |
|--|--|
| <p>نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۲۸ - تقصار للنواب ۲۲۱ - ۲۲۲</p> | <p>۴۴ سید قادری بلگرامی ابن سید ضیاء اللہ ۱۱۲۵ھ</p> |
| | <p>۴۵ غازی کمال بلگرامی</p> |
| <p>تقصار للنواب ۲۰۵ - سرو آزاد (۲۲۸ - ۳۲۶)</p> | <p>۴۵ سید کرم اللہ بلگرامی وفات ۱۱۶۹ھ</p> |
| <p>نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۲۸ - ج ۷ رقم ۱۸ ۱۳۸ - ۱۳۹ - خزینۃ الاصفیاء ۱۹۵۲۹۲ تقصار للنواب ۲۰۰ - مشایخ چشت ۳۶۶ ۲۹۵ - تقصار للنواب ۲۰۰ -</p> | <p>۴۶ شاہ کلیم اللہ بلوی چشتی ۱۱۳۳ھ</p> |
| <p>تقصار للنواب ۲۱۳ - ۲۱۴</p> | <p>۴۶ سید العارفین میر سید لطف اللہ بلگرامی للعروبہ شاہ لدھا ۱۱۳۳ھ</p> |
| <p>تقصار للنواب ۲۱۹</p> | <p>۴۸ میر سید لطف اللہ خرد میر ۱۱۳۲ھ</p> |
| <p>نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۲۵ - تقصار لنواب ۲۰۴ - ۲۰۹ - تذکرہ رحمان علی ۱۴۲</p> | <p>۴۹ میر سید مبارک محدث بلگرامی ۱۱۱۵ھ</p> |
| <p>تقصار ۲۱۸</p> | <p>۴۹ سید محب اللہ بلگرامی</p> |

| | | |
|---|----------|--|
| نزهة الخواطر ج ۵ رقم ۵۴۷ ضیاء محمدی تقصار للنواب ۲۰۶ - ۲۰۵ | ۴۱ ۳۹ | م سید محمد بن ابی سعید ترندی الکالیبری ر. ک. ا. م. |
| نزهة الخواطر ج ۶ رقم ۵۶۲ - تقصار للنواب ۲۲۰ - ۲۱۹ | ۴۲ ۴۲ | شیخ محمد حافظ ۱۱۲۳ھ |
| اتحاف للنواب ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ تاریخ سندھ جلد ششم حصہ دوم ۱۰۰ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۳ - ۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۱۰ ۵۹۸ نزهة الخواطر ج ۶ رقم سبعة المرجان ۹۵ - ۹۶ - اجد للنواب ۸۴۹ تذکرہ رحمان علی ۱۸۶ - ۱۸۷ - الیایع الجنی ۳۳۳ تقصار للنواب ۲۲۴ - ۲۲۵ حواشی مقالات الشعراء ۳۵۶ - ۳۵۷ | ۴۳ ۴۳ | شیخ محمد حیات سندھی ۱۱۶۳ھ |
| نزهة الخواطر ج ۵ رقم ۲۲۰ | ۴۴ ۳۱ | مخدوم محمد کن الدین بلگرامی |
| تقصار للنواب ۲۱۹ | ۴۵ ۴۱ | شیخ محمد سلیم بلگرامی ۱۱۱۲ھ |
| نزهة الخواطر ج ۱ رقم ۱۱۱۱ الطبعة السابعة رجال السند الہند ۲۳۲ تقصار للنواب ۱۹۵ | ۴۶ ۲ | سید محمد صغریٰ بلگرامی |
| تقصار ۲۲۰ - ۲۲۱ | ۴۷ ۵۴ | سید محمد بن سید بیع الدین عرف سید ۱۱۲۳ھ |
| | ۴۸ ۴۲ | سید محمد بلگرامی |
| تقصار للنواب ۱۹۵ - اخبار الاصفیاء | ۴۹ ۳ | حافظ محمود بلگرامی |

| | | |
|--|--|----------|
| تقصار للنواب ۲۰۱ - ۲۰۲ | سید محمود اصغر ۱۰۲۲ھ | ۴۶ ۲۶ |
| تقصار للنواب ۱۹۶ - ۱۹۷ | سید محمود اکبر ۱۰۳۳ھ | ۴۶ ۲۶ |
| نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۶۹۸ - تقصار لنواب ۲۰۹ - ۲۱۰ | سید مر بی بن سید عبدالبنی ۱۱۱۷ھ | ۴۶ ۲۶ |
| نزہتہ الخواطر ج ۶ - ۷۰۲ | بابا شاہ مسافر النجد والی ۱۱۲۶ھ | ۴۶ ۲۶ |
| نزہتہ الخواطر ج ۵ رقم ۶۷۹ گنج ارشدی | علامہ مبین بہاری (رحمی الدین) ۱۰۶۸ھ | ۴۶ ۱۸ |
| تقصار ۲۱۶ - ۲۱۸ | سید نجات اللہ العزیز شاہ میاں بن برکت اللہ تولد ۱۱۷۷ھ | ۴۶ ۵۶ |
| نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۷۳۲ | میر سید نعمت اللہ ۱۱۴۵ھ | ۴۶ ۲۲ |
| | میر سید نور الحق | ۴۶ ۵۲ |
| نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۷۲۸ - تقصار لنواب ۲۱۵ - ۲۱۶ | سید نور اللہ بلگرامی ۱۱۱۳ھ | ۴۸ ۵۳ |
| مقتلح التواریخ ۳۳۵ - ۳۳۶ - سیرت آزاد ۳۲۵ ۳۲۶ | میر نواز ش علی ۱۱۶۷ھ | ۴۹ ۵۱ |
| نزہتہ الخواطر ج ۵ رقم ۷۵۰ | میر سید کئی بن میر عبدالواحد ولادت ۱۰۹۸ھ وفات حوالی ۱۱۹۵ھ | ۴۸ ۲۱ |

فصل ثانی

اسماء فضلاء مراجع

۱۱۱
ابوالفیض فیضی
م ۱۰۰۰

تذکرہ رحمن ص ۱۱۱ المنتخب بدایونی - شمع انجمن
۳۶۱ ہدیۃ العارفین: ۱۲۲ - ابجد للنواب
۱۹ - ۱۹۸ طبقات اکبری ۲۲۵ - ۵۱۶
بزم تیموریہ ۶۳ - ۷۷ سرآزاد رقم ۲ رود کوثر
۱۲۸ - ۱۶۰ - نزہتہ ۵: رقم ۹ سبحة للرحمان
اخبار الشعراء شیخ عبدالحق حدائق جہلی ۳۹
انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ۲/ ۳۳ - ۲۲
ادکار ابرار ۲۵۳ - ۲۵۴ -

۱۱۲
مولانا احمد قحطانگیری
م ۸۲۰

اخبار الاخيار ۱۲۲ - ۱۲۶ تذکرہ رحمن ۱۸
ادکار ۱۲۶ - ۱۳۷ نزہتہ ۳ رقم خزینتہ
۳۶۹ - ۳۸۰ حدائق جہلی ۳۱۳ سبحة ۳۷
۳۸ ابجد للنواب ۸۹۲ - ۸۹۳ تقصیر
للنواب - ۱۵۲ -

۱۱۳
شیخ احمد المعروف ببلایہ جیون ایچوی
م ۱۱۳۰

تذکرہ رحمن ۲۵ - بزم تیموریہ ۷۲۲ - ۷۲۵
حدائق جہلی - ۲۲۶ نزہتہ ۶ رقم ۱۱
خزینتہ ۳۶۵ - ۳۶۶ سبحة ۷۹ ابجد للنواب
معجم الطبوغا العربیہ ۱۱۶۲ - ۱۱۶۵ تاریخ جوئیہ ۱۵
۶۶۷ قصیدہ امینی مرتبہ شیخ خادم حسین

| | | |
|--|--|----------|
| نزہتہ الخواطر ج ۵ / ۷۲ | میر احمد بن عبداللطیف بلگرامی ۱۰۹۶ھ | ۴ ۵۷ |
| نزہتہ الخواطر ۵ رقم ۹۹، تبرعۃ الناظرین، مفتاح التواریخ - ۲۸ ماہ یاؤدہم | میر سید اسماعیل بلگرامی ۱۰۸۸ھ | ۵ ۴۳ |
| ۱۔ نزہتہ الخواطر ۴ رقم ۷۷، ۲۔ سبحۃ المرجان ۳۴ ۳۔ ابجد للنواب ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، تجلی نور ۲۹-۳۹- ۴۔ اخبار الاخیار ۱۹، ۲۰، عدائق حنفیہ ۳۴۴-۳۴۵- گنج ارشدی از شیخ غلام رشید تذکرہ رحمان ۲۵ تجلی نور ۳۹-۴۰، بحوالہ تاریخ جوئیور ۶۳۰-۶۳۱ خزینۃ اصفیاء ۱۲ کشف الظنون - | شیخ الشہداء جوئیوری ۹۲۳ھ | ۶ ۱۲ |
| نزہتہ الخواطر ۵ رقم ۱۰۶ | قاضی الشہداء البگرامی ۱۱۳۳ھ | ۷ ۳۷ |
| تذکرہ مشائخ بنارس ۲۹-۲۷ تذکرہ رحمان علی ۲۷ عدائق جہلمی ۳۳۷-۳۳۸ سبحۃ المرجان ۷۸ ابجد للنواب ۹۰۶ نزہتہ الخواطر ۶ / ۸۰ | حافظ امان الشہنارسی ۱۱۳۳ھ | ۸ ۲۸ |
| نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۹۹ | ب ملک بہاء الدین فاضل عالی شانلہ | ۹ ۴۴ |
| نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۱۱۹ | ج شیخ جمال الدین فشوری ۱۱۳۶ھ | ۱۰ ۵۶ |

| | |
|--|---|
| نزہتہ الخواطر، مقالات الشعراء، رقم ۱۴۰ | ۱۱ میر جان محمد بلگرامی |
| تذکرہ رحمان، نزہتہ الخواطر، ج ۱، الطبقتہ السابعہ، رقم ۲۵ - تاریخ اولیاد ۱۱۱ تذکرۃ الواصلین ۹۶ - ۱۰۰ - حدائق الخفیہ ۲۵۴ - ۲۵۵ سبجۃ المرجان ۲۸ - ۲۹ - علامہ حسن صغانی کا وطن "از مولانا ضیاء اللہ بدایونی - ذوالقرنین بدایول نمبر ۱ اپریل ۱۹۵۶ ابجد للنواب ۸۹۰ - ۸۹۱ - معارف اعظم کرم جنوری تا ستمبر ۱۹۵۹ - بیعتہ الوعاة ۱۲۲۷ ۶۲۸ - الفوائد البہیہ ۶۳ - ۶۴ - فوائد الفوائد - | ۱۲ مولانا حسن صغانی متولدہ ۱۵ صفر ۱۲۵۵ھ - ۱۳۵۰ھ |
| نزہتہ الخواطر، ج ۱، ۱۹۴ | ۱۳ سید حسن بن نوح البگرامی بعد ۱۲۶ |
| حدائق الخفیہ ۲۹۱ تاریخ الاولیاد ۱۲/۱۳۱۷ تذکرہ رحمان - ۵۳ - نزہتہ الخواطر، ج ۲، رقم ۵۹ برنی؟ کشف الطنون ضمن شریح ہدایہ - ادکار ابرار - ۳۷ - ابجد للنواب ۸۹۱ | ۱۴ شیخ حمید الدین دہلوی ۱۳۶۲ - ۶۳ |
| تذکرہ رحمان علی - ۵۸ - اخبار الاخیر ۱۳/۱۴۱۳ گلزار ابرار - ۳۵۹ - ۶۶۰ تاریخ الاولیاد ۲۱۰/۲۱۱ خزینتہ الاصفیاء ۳۷۸ - ۳۷۹ نزہتہ الخواطر، رقم ۷۰ - تاریخ جنوری ۶۵۸ - ۶۵۹ | ۱۵ مولانا خواجگی دہلوی ۱۳۰۹ھ |

| | |
|---|---|
| <p>نزہتہ الخواطر ج ۶ - ۱۵۳</p> | <p>خ میر سید خیر اللہ بلگرامی ۵ شوال ۱۱۴۲ھ</p> |
| <p>تذکرہ رحمان علی ۱۵۴ حدائق الخفیه ۲۵۲-۲۵۶ نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم خزانه عامر ۱۲۳-۱۲۵ سبحۃ المرجان ۱۱۸ روضۃ الاولیاء ۲۵-۲۶ تذکرہ بے نظیر ۲-۱۵۔ اتحاد للنواب ۳۳-۳۵ مقالات شبلی ۵/۱۱۲-۱۲۸۔</p> | <p>س راقم این سواو بندہ آزاد ۲۵ صفر ۱۱۴۲ھ متوفی ۱۲۰۰ھ ۶۱۶۸۵-۶۱۶۰۲-۵</p> |
| <p>نزہتہ الخواطر ج ۵ رقم ۲۳۶</p> | <p>سید رفیع الدین بلگرامی ۱۸/۳۲</p> |
| <p>نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۷۶ اشرف عثمانی مفتاح التواریخ ۳۲۱، ۲۸۹</p> | <p>روح الامین خان ۱۹/۴۴ ۱۱۵۲ھ</p> |
| <p>تذکرہ رحمان ۶۵-۶۶ نزہتہ الخواطر ج ۳/۹۳ حدائق الخفیه ۳۳۶ اخبار الاخیار ۱۹۳-۱۹۴ خزینۃ الاصفیاء ۱/۴۰۱-۴۰۲ ابجد العلوم ۸۹۴ سبحۃ المرجان ۴۲ انوار العارفين ۸-۲۵ ۴۵۹ تقصیر ۱۴۶-۱۶۸ ہدیۃ العارفين ۱: ۳۸۵-۳۸۶۔</p> | <p>س شیخ سعد الدین خیر آبادی ۲۰/۲۰ ۸۸۲ھ</p> |
| <p>حدائق خفیه ۴۰۷ بنزم تیموریہ ۲۵۲-۲۵۳ تذکرہ رحمان۔ نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۱۸۹ سبحۃ المرجان ۸۹-۹۰ ابجد للنواب ج ۱ اقتضای</p> | <p>سید سعد اللہ سلونی بن غلام محمد عبد الشکور ۲۲ محرم ۱۱۳۸ھ ۶۱۶۸۵-۶۱۶۰۲-۵</p> |

| | |
|--|--|
| <p>۲۰۸-۲۰۷ منتخب اللباب خانی خان الحدیقہ الاحمدیہ - تحفۃ الکریم ج ۲ ص ۳۳۳ سرو آزاد ۲۳۶ گلستہ صلحائے سمورت نزہتہ الخواطر ج ۶ - رقم ۱۸۷</p> | <p>۲۲ ۴۷ سید سعد الدین بلگرامی</p> |
| <p>تذکرہ ۸۶-۸۷ سیر الاولیاء ۲۲۳-۲۳۵ حدائق جہلمی ۲۸۴-۲۸۵ - اخبار الاخیار ۹۸-۹۷ سبحة المرجان ۲۹ ابجد للنیاب ۸۹۱ گلزار ابرار - ۱۰۸ - اذکار ابرار ۱۰۸-۱۰۹ نزہتہ الخواطر -</p> | <p>۲۳ ۳ مولانا شمس الدین سحی اودھی منیر فی ۱۹۷۷</p> |
| <p>تذکرہ رحمان ۸۸-۸۹ اذکار ابرار ۱۲۲-۱۲۵ نزہتہ الخواطر ج ۳ رقم ۳۰ لطائف اشرقی بحر ذخار - کشف الظنون - سبحة المرجان ۳۹ ابجد للنیاب ۸۹۳ قضاء الارب ۱۹۵-۱۹۶ حدائق حنفیہ ۳۱۹ اخبار الاخیار ۱۸۰-۱۸۱ - تجلی نور ۲/۳۳۳ - خزینۃ الاصفیاء ج ۱ - ۳۹۰ - ۳۹۱ -</p> | <p>۲۴ ۸ قاضی شہاب الدین ملک العلماء دولت آبادی ۲۵ رجب ۸۶۹ھ ۱۶۲۵ھ اسمہ راجہ بن عمر دولت آبادی</p> |
| <p>نزہتہ الخواطر ج ۶ - رقم ۲۲۹ خال حاجی صفت صاحب محدث از فخر الحسن النساب ابتداء الشیخ نظام در سالہ تراجم الفضلاء من سیر العلماء حکیم جی بہاول الدین عہد ننگش ۳۱۲-۳۱۳ -</p> | <p>۲۵ ۱۵۷ حاجی صفت الشیر آبادی ۱۵۷ھ ابن مدینہ الشیر</p> |

| | |
|--|---|
| <p>تذکرہ رحمان علی ۹۸ نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۲۲۲ مفتاح التواریخ ۲۸۷-۲۸۸ تذکرہ بی نظیر ۸۴ سرو آزاد ۲۵۰-۲۵۱-</p> | <p>صف سید ضیاء اللہ بلگرامی ۱۱۰۴ھ ۱۵۹۵ء</p> |
| <p>تذکرہ ۱۳۳۳ تقصار للنواب ۱۵۵-۱۵۶ بجد لنواب ۸۹۲ نزہتہ الخواطر ۲ رقم ۱۳۷</p> | <p>ع قاضی عبدالمتقربین قاضی</p> |
| <p>اخبار الاخیار ۱۶۰ حدائق الحنفیہ ۲۹۹-۳۰۰ سبحة المرجان ۲۹-۳۶ قضاء الارب ۱۹۵</p> | <p>رکن الدین شریح اللندی ۲۶ محرم ۱۳۸۸ھ</p> |
| <p>تذکرہ ۱۰۱ نزہتہ الخواطر ج ۶ - رقم ۳۳۱ شرح میزان المنطق، حدائق للجمالی ۳۶۲- ۳۶۳ بجد للنواب ۸۹۲ سبحة المرجان ۴۲-</p> | <p>مولانا عبدالملک تلمبئی (بن الہ داد) ۹۲۲ھ ۱۵۱۶ء</p> |
| <p>تذکرہ رحمان علی ۱۰۹-۱۱۰ مفتاح التواریخ ۲۶۴ اذکار ابرار ۵۹۸-۶۰۰ تذکرہ شیخ عبدالحق از سید احمد قادری - مرآة الخفا لق از برکت علی مطبع عزیز می رام پور ۱۳۲۲ھ جیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی خلیق احمد نظامی - شاہ جہاں نامہ ۳۳۷-۳۷۸ حدائق حنفیہ ۴۰۹-۴۱۲ منتخب التواریخ ۴۲۸-۴۲۹ رود کوثر ۲۹-۳۱ آثار الصادقہ سید ۷۵ سبحة المرجان ۵۲-۵۳ نزہتہ الخواطر ج ۵ رقم ۳۱۹ اخبار الاخیار ۳۱۰-۳۱۸ خزینة الاصفیاء ج ۱۶ ۱۶۵-۱۶۶ اتحاد النبیا ۳۰۳، ۳۰۵-</p> | <p>۲۹ ۱۸ شیخ عبدالحق دہلوی - ۱۰۵۲ھ ۱۶۴۳ء</p> |

| | | |
|--|--|------------------|
| <p>تذکرہ ۱۱۹ . نزہتہ الخواطر ج ۵ - رقم ۱۱۱ عدائق للجمالی ۴۵۶ - ۴۵۷ خزینتہ الاصفیاء ۴۴۳ - ۴۴۴ سبحة المرجان ۶۶ - ۱ بجد للنواب ۳۱ -</p> | <p>ع شیخ عبدالرشید جوہوری الملقب بہ شمس الحق قدس سرہ ۱۰۸۳ھ</p> | <p>۳۰ ۲۱</p> |
| <p>ایجد للنواب ۹۰۲ - ۹۰۳ خزینتہ الاصفیاء ج ۲ ۳۵۱ دود کوثر ۳۲۴ - ۳۲۵ عدائق جمالی ۴۱۴ - ۴۱۵ سبحة المرجان ۶۶ نزہتہ الخواطر ج ۵ رقم ۳۲۰ تذکرہ رحمان علی ۱۱۰ - ۱۱۱ - طرب الامثال تراجم افاضل ۲۶۳ - ۲۶۴ - تواریخ سیالکوٹ از عبدالصمد غلام محمد ۱۳۰ھ ۸۳۳ - ۸۳۴ شاہ جہاں نامہ ۳: ۳۶۶ - ۳۶۷ -</p> | <p>ملا عبدالحکیم سیالکوٹی المعروف بہ فاضل لاہوری ۱۰۶۶ھ</p> | <p>۳۱ ۲۲</p> |
| <p>نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۳۰۴</p> | <p>شیخ عبدالکریم بلگرامی فی ادبک ۱۰۸۱ھ</p> | <p>۳۲ ۲۳</p> |
| <p>نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۲۸۸</p> | <p>مولوی شیخ عبدالغفور صاحب بعد ۱۲۰ھ</p> | <p>۳۳ ۲۴</p> |
| <p>شاہ جہاں نامہ ۳۸۲ - ۳۸۳ ج ۳ مرآة الاعلام فی مآثر الکرام المعروف بتذکرہ کاکوری ۲۵۲ - ۲۵۳ بادشاہ نامہ الرسالة القطیبیہ از عبدالاعلی بن عبدالعلی الکصنوی -</p> | <p>ملا عبدالسلام دیوبندی بعد ۱۰۶۶ھ</p> | <p>۳۴ ۲۵</p> |
| <p>نزہتہ الخواطر ج ۵ رقم ۳۵۰ تذکرہ رحمان علی ۱۲۰ - عدائق حنفیہ ۴۰۶ تذکرہ علماء والمشائخ ۶ - ۷</p> | <p>ملا عبدالسلام لاہوری ۱۰۳۶ھ</p> | <p>۳۵ ۲۵</p> |

| | | |
|---|---|----------|
| نزهتہ الخواطر ج ۶ رقم ۳۲۰ | ع سید عبداللہ بلگرامی ۱۱۳۲ھ | ۳۶ ۵۳ |
| نزهتہ الخواطر ج ۶ رقم ۳۳۵ | میر عبد الباقی بن میر عبد الواحد ۲۰ ربیع الاول ۱۱۳۳ھ | ۳۷ ۵۵ |
| نزهتہ الخواطر ج ۶ رقم ۲۵۴ تذکرہ رحمان علی ۱۰۸-۱۰۹ مفتاح التواریخ ۳۱۰-۳۱۱ حدائق حنفیہ ۳۳۷ خزائنہ عامر ۳۵۲-۳۶۱ سبحة المرجان ۷۹-۸۴ ابجد للنواب ۹۰۶-۹۰۸ قضاء الارب ۲۰۵-۲۰۶ حیات جلیل مقبول حمدانی (۱۹۲۹ء الہ آباد) سرو آزاد ۲۵۳-۲۸۶ مقالات الشعراء رقم ۳۳۳-۳۳۴ وحواشی آن از سید بلادی | میر عبد الجلیل بلگرامی ولادت ۱۱۳۸ھ وفات ۱۶۲۵ھ | ۳۸ ۵۸ |
| نزهتہ الخواطر ج ۶ رقم ۳۳۰ | سید عبد الواحد بلگرامی تولد ۱۰۹۵ھ وفات ۱۱۶۱ھ | ۳۹ ۶۳ |
| نزهتہ الخواطر ج ۶ رقم ۳۴۱ شرف عثمانی | شیخ عثمان احمد بلگرامی حمالی ۱۱۶۱ھ | ۴۰ ۶۸ |
| حدائق حنفیہ ۲۰۷ تذکرہ رحمان علی ۱۲۰ نزهتہ الخواطر ج ۶ رقم ۳۴۸ سبحة المرجان ۱۵۲ ابجد للنواب ۹۰۰ تبصرة الناظرین قضاء الارب علماء الخواطر ادب ۱۹۷ - | ملا عصمت اللہ شہار پوری ۱۰۰۶ھ ۱۱۳۳ھ ۱۶۷۰-۱۶۷۱ھ | ۴۱ ۶۳ |
| ابجد للنواب ۸۹۳-۸۹۴ سبحة المرجان ۳۹-۴۰ ۴۱-حدائق حنفیہ ۳۱۷ نزهتہ الخواطر ج ۶ رقم ۳۰۴ تذکرہ رحمان علی ۱۲۷ خزینة الاحصیاء | شیخ علی بن احمد ہاشمی قدس سرہ ۱۱۳۵ھ | ۴۲ ۶۹ |

| | |
|---|---|
| <p>۳۰۹/۲ معجم الطبوعات العربیہ والمغربیہ ۱۷۱۷ مضامین فزوقی ۱۲۹ - ۱۳۷</p> | <p>ع</p> |
| <p>حدائق الخفیه ۳۸۲ - ۳۸۳ مفتاح التواریخ ۷۷ خزینۃ الاضیاء ج ۱ / ۲۲۹ - ۲۳۱ تاریخ برلمان پور ۱۱۶ - ۱۱۹ - اخبار الاخبار ۲۵۷ ۲۶۹ رود کوثر ۳۰۵ - ۳۳۱ سبحة المرحان ۲۳ ابجد للنواب - ۸۹۵ تذکرہ رحمان علی ۱۲۶ - ۱۲۷ حدیقة الاسرار رقم ۱۷۱ ص ۱۱۱ تاریخ جوہر ۷۳۵ - ۷۳۶ اتحاد التقی فی فصل الشیخ علی المتقی از شیخ عبدالوہاب المتقی ذکرہ النواب فی الابد سنیۃ الاولیاء / ۱۹۱ - ۱۹۲ -</p> | <p>شیخ علی متقی قدس سرہ بریلوی ثم البحرینوی متولد ۸۸۵ھ ۹۷۵ھ ۱۵۶۷ھ</p> |
| <p>نزہۃ الخواطر ج ۶ - رقم ۳۶۶ تقصیر ۱۰۹</p> | <p>قاضی علیم الشد کچندوی ۱۱۵ھ</p> |
| <p>نزہۃ الخواطر ج ۵ - رقم ۲۷۹</p> | <p>قاضی عنایت الشدین قاضی الہدای الصدیقی بلگرامی بعد ۱۰۲۸ھ</p> |
| <p>نزہۃ الخواطر ج ۶ - رقم ۳۷۲</p> | <p>شیخ عنایت اللہ خلیف الصدق شیخ عبدالکریم فی حوالی ۱۱۲۰ھ</p> |
| <p>نزہۃ الخواطر ج ۶ - رقم ۳۷۱</p> | <p>شیخ عنایت بلگرامی ۱۱۲۰ھ</p> |
| <p>حدائق جمالی ۳۵۵ تذکرہ ۱۵۸ - ۱۵۹ نزہۃ الخواطر ج ۶ رقم ۳۷۳ سبحة المرحان ۷۸ ابجد للنواب ۹۰۶</p> | <p>ع شیخ غلام نقشبند لکنوی ۱۱۲۶ھ</p> |

| | | |
|---|--|------------------|
| <p>مراجع نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۲-۴ سرو آزاد ۳۱۲، ۳۱۴ -</p> | <p>غ شیخ غلام نبی بلگرامی متولد سال ۱۱۶۳ھ</p> | <p>۴۹ ۶۹</p> |
| <p>تذکرہ ۱۶۰ مفتاح التواریخ ۱۹۳، ۱۹۴، نزہتہ الخواطر ج ۴ رقم ۳۹۲ بزم تیموریہ ۹۱، ۹۲ منتخب التواریخ بدایونی ۴۶۷، ۴۶۸، دربار اکبری ۸۰۴، ۸۱۶</p> | <p>ف امیر فتح اللہ شیرازی</p> | <p>۵۰ ۲۶</p> |
| <p>تذکرہ ۱۶۷-۱۶۹ نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۴۳۲-احوال علمائے فرنگی محل ۱-۱۱ مقالات شبلی ۱۰۲/۳-۱۱۴ حدائق الحنفیہ ۲۹- سبحۃ المرجان ۷۶-ابجد للنواب ۹۰۴-۹۰۵ تذکرہ علمائے فرنگی محل (۱۰-۱۱)</p> | <p>ق ملا قطب الدین شہید بہاولوی نور اللہ مرقدہ ۱۱۶۳ھ</p> | <p>۵۱ ۲۵</p> |
| <p>تذکرہ ۱۶۹ سبحۃ المرجان ۲۳۱، ۲۳۲ حدائق الحنفیہ ۴۳۴-ابجد العلوم ۵-۹ نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۳۳۳</p> | <p>سید قطب الدین شمس آبادی ۱۱۲۱ھ</p> | <p>۵۲ ۲۶</p> |
| <p>نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۳۳۱ تذکرہ نساب رقاضی مصطفیٰ علی خاں گوپاموی،</p> | <p>مولوی قطب الدین گوپاموی ۱۱۶۰ھ</p> | <p>۵۳ ۲۶</p> |
| <p>نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۴۴۶</p> | <p>سید کرم اللہ بلگرامی ۱۱۳۳ھ</p> | <p>۵۴ ۶۰</p> |

| | | |
|---|---|-----------------|
| مراج نزہتہ الخواطر ج ۴ رقم ۲۳۳ | ک شیخ کمال بن مکرم بعد ۹۹۲ھ | $\frac{55}{39}$ |
| تذکرہ ۱۶۲-۱۶۳ تذکرہ علماء فرنگی محل نزہتہ الخواطر ج ۶ رستم | شیخ کمال الدین محمد سہالوی ۱۱۴۵ھ - ۱۶۱۰ھ | $\frac{54}{48}$ |
| نزہتہ الخواطر ج ۱/۱۳۶ تحفۃ الکلام ۱۳۶/۳ خزینۃ الاصفیاء ۲/۲۶ - ۲۷ تعلیقات | ل مخدوم لعل المعروف بہ شہباز | $\frac{54}{41}$ |
| منظر شاہجہانی سید حسام الدین راشدی ۲۵۹-۲۶۴ در احوال شیخ مرندی احاط جمع ماخذ کردہ است۔ | بن الحسن المرندی ۶۴۳ھ (عثمان بن الحسن المرندی) | |
| حدائق جہلمی ۳۳۱ نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم تذکرہ ۱۶۵-۱۶۶ سبحۃ المرتبان ۶۶ ابجد للنواب ۹۰۵ بزم تیموریہ ۲۵۲ ہدیۃ العارفین ۵۱۲ | م قاضی محبت اللہ بہاری ۱۱۱۹ھ | $\frac{58}{42}$ |
| نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۲۸۸ سبحۃ طریحان ۸۶ سر و آزداد ۲۸۹-۲۹۱ مقامات الشعراء رقم ۳۲۲-تذکرہ ۵-۸۳ | میر سید محمد بلگرامی ۱۱۸۵ھ | $\frac{59}{45}$ |
| نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۵۱۴ | میر محمد اشرف المعروف بہ سید رگاہی ۱۱۶۵ھ | $\frac{40}{42}$ |
| نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۵۲۶ | سید محمد باقر بلگرامی ۱۱۳۱ھ (عمر ۶۰ سال) | $\frac{41}{52}$ |

| | | |
|--|---|------------------|
| <p>مراج مقامات الشعراء رقم ۱۴۰ حدائق الحنفیہ ۴۴۱ تذکرہ ۳۹۰-۴۰۰ بجہ للنواب ۹۲۲</p> | <p>میر محمد جان بلگرامی تولد ۱۰۸۳ھ ۱۱۴۹ھ</p> | <p>۴۲ ۵۹</p> |
| <p>نزهتہ الخواطر ج ۶ رقم ۵۸۲ سبحة المرجان ۶۷ تذکرہ علمائے ہند ۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹ بجہ للنواب ۹۰۳-۹۰۴</p> | <p>میر محمد زاہد الہروی ۱۱۰۱ھ ۱۴۸۹-۹۰ھ</p> | <p>۴۳ ۲۴</p> |
| <p>نزهتہ الخواطر ج ۶ رقم ۶۴۹</p> | <p>سید محمد فیض بلگرامی ۱۱۳۰ھ</p> | <p>۴۴ ۵۱</p> |
| <p>مفتاح التواریخ ۳۳۹-۳۴۰ سبحة المرجان ۹۹-۱۰۰ تذکرہ رحمان علی ۲۱۹-۲۲۰ بجہ لنواب ۹۱۸ سرد آزاد ۳۰۷-۳۱۲</p> | <p>میر محمد یوسف بلگرامی تولد ۱۱۰۶ھ ۲ جمادی الاخریٰ ۱۱۷۲ھ</p> | <p>۴۵ ۶۶</p> |
| <p>نزهتہ الخواطر ج ۵ رقم ۶۷۶ رود کوثر ۳۳۶ عمل صالح ۳۸۳-۳۸۴ بیانات الاسلام سبحة المرجان ۵۳-۶۵ اخبار الاخیار تذکرہ علمائے ہند ۲۲۱-۲۲۲ بجہ للنواب ۹۰۱-۹۰۲ شاہجہان نامہ ۳۸۳-۳۸۴ تجلی نور ۲/۵۸ ۵۱ بحر ذخار، توڑک جہانگیری گنج ارشدی بحوالہ تاریخ جونپور (۶۸۸-۶۹۰)</p> | <p>ملا محمود جوہر پوری ۹ ربیع الاول ۱۰۶۲ھ</p> | <p>۴۶ ۲۰</p> |
| <p>نزهتہ الخواطر ج ۶ رقم ۵۳۸ - المنتخب للبدایونی ۴۳۰-۴۳۱ تذکرہ علمائے ہند ۱۷۴ بزم تیموریہ ۸۰ دربار اکبری ۴۰۷-۴۰۵ حدائق الحنفیہ ۳۹۴ بوستان اخبار ہدیۃ العارفین ۳۰۲</p> | <p>شیخ مبارک بن شیخ خضر ناگوری ۱۷ ذیقعد ۱۰۰۱ھ</p> | <p>۴۶ ۱۶</p> |

| | | |
|--|---|------------------|
| <p>مراجع</p> <p>”للنواب صدیق حسن رسالہ مستقلہ فی ترجمہ ملحقہ فی اوائل مجمع البحار“</p> <p>حضرت النواب ذکر آں رسالہ در تقصیر (۱۸۰) کردہ ذیل الفوائد البہیہ ۱۶۴-۱۶۵ حدائق للجہلمی ۳۸۵-۳۸۶ اخبار الاخیار ۲۸۰ سبحۃ المرجان ۴۲-۴۵- ایجد للنواب ۸۹۵ ۸۹۶- اتحاف النبلاء ۳۹۶-۴۰۰ رود کوثر ۳۳۶-۳۳۸- تزیینۃ الخواطر ج ۴ رقم تقصیر ۱۶۹ ۸۰ تذکرہ علمائے ہند ۱۹۵- انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۲/۶۹۶ و قد اطال المقرنی فی الخطط شرح احوال بوسرہ ”والیضاً انظر فی حالات الرحمن للبحار رفیع الدین خان مراد آبادی“</p> | <p>۴</p> <p>شیخ محمد بن طاہر الفسفی</p> <p>۹۸۶</p> | <p>۶۸ ۱۶</p> |
| <p>گلزار ابرار ۶۹-۷۰ تزیینۃ الخواطر ۲/۱۶۵ حدائق الخفیہ ۴-۳-۵-۳- اخبار الاخیار ۱۴۴ تذکرہ علمائے ہند ۲۲۸-۲۲۹- ایجد للنواب ۸۹۲ سبحۃ المرجان ۳۶- تقصیر</p> | <p>مولانا معین الدین عمرانی دہلوی</p> | <p>۶۹ ۵۰</p> |
| <p>احوال علمائے فرنگی محل ۹-۱۰-۱۱- سبحۃ المرجان ۹۵-۹۴ مقالات شبلی ۳/۹۱-۱۰۱ ۱۱۴-۱۱۶ حدائق الخفیہ ۴۴۵- ایجد للنواب ۹۱۱ تذکرہ ۲۴۱-۲۴۲</p> | <p>ن</p> <p>ملائ نظام الدین سہالوی</p> <p>۹ جمادی الاولیٰ ۱۱۶۱ھ ۱۶۷۸ھ</p> | <p>۵۰ ۳۲</p> |

| | | |
|------------------|---|---|
| <p>۴۱ ۱۹</p> | <p>ن شیخ نورالحق دہلوی ۱۰۶۳ھ ۱۶۶۲-۳ھ</p> | <p>مراجع تذکرہ اخبار الاخیار ۲۱۱-۲۱۳ حدائق الحنفیہ ۴۱۸- سبحة المرجان ۳ ۵ ابجد للنواب ۹۰۱- اتحاف للنواب ۲۲۶ ۲۲۷- تذکرہ رحمان علی ۲۲۶</p> |
| <p>۴۲ ۳۲</p> | <p>مولانا نورالدین احمد آبادی ۱۱۵۵ھ ۱۶۴۲ھ تولدہ ارجاوی الاول ۱۰۶۳ھ وفات ۹ شعبان ۱۱۵۵ھ</p> | <p>ابجد للنواب ۹۱۱- اتحاف للنواب ۲۲۷ ۲۲۸ سبحة المرجان ۹۴ حدائق الحنفیہ ۴۴۴ نزمیتہ الخواطر ج ۶ رقم تذکرہ علمائے ہند ۲۴۷ ۲۴۸</p> |
| <p>۴۳ ۱۵</p> | <p>و شیخ وجیہ الدین گجراتی ۹۱۱ھ ۱۵۰۵ھ ۹۶۸ھ ۱۵۷۰ھ</p> | <p>حدائق الحنفیہ ۱۸۸- ۳۸۹ رود کوثر ۳۳۸-۳۳۹ ۳۳۹- مفتاح التواریخ ۱۹۴ نزمیتہ الخواطر ج ۴ رقم ۵۶۸ سفینۃ الاولیاء ۳۰۶ رارو ابجد العلوم ۸۹۶- ۸۹۷ مقدمہ عمدة الرعاية ۲۶ تقصار ۱۵۸-</p> |

فہرست المراجع

| | | | |
|------------------------|----|-------------------------------------|----|
| منتخب التواريخ | ۱۹ | نزہۃ الخواطر | ۱ |
| الفوائد البیہ | ۲۰ | تذکرہ علمائے ہند | ۲ |
| الذراکامنه | ۲۱ | کشف الظنون | ۳ |
| معجم المطبوعات | ۲۲ | خزینۃ الاولیا | ۴ |
| دائرة المعارف | ۳۳ | مقالات الشعراء | ۵ |
| مفتاح السعادة | ۲۳ | حواشی مقالات . سید حسام الدین راشدی | ۶ |
| الفضول الامع | ۲۵ | تکلمہ مقالات | ۷ |
| ماثر الامراء | ۲۶ | روضۃ الصفا | ۸ |
| بغیۃ الوعاة | ۲۷ | ہدیۃ العارفين | ۹ |
| آداب اللغة | ۲۸ | البدر الطالع | ۱۰ |
| التیموریہ | ۲۹ | بزم تیموریہ | ۱۱ |
| عنوان الدراریہ | ۳۰ | خدا لوق الخفیہ | ۱۲ |
| الروضۃ الغامیہ | ۲۱ | اسجد العلوم | ۱۳ |
| اسرار الخفیہ | ۳۲ | مفتاح التواریخ | ۱۴ |
| الروایۃ | ۳۳ | تقصیر جنود الاحرار | ۱۵ |
| الفتح الربانی للشوکانی | ۲۴ | ثقافتہ ہند | ۱۶ |
| التاج للذوب | ۳۵ | تاریخ علمائے جوہپور | ۱۷ |
| لسان المیزان | ۲۶ | شمع انجمن | ۱۸ |

| | | | |
|---|----|-----------------------------|----|
| رسالہ جام جہاں منادی شمس الدین تاجرتب لاہور | ۵۸ | نفع الطیب | ۳۷ |
| قوم بوسہ از نواب | ۵۹ | شذرات الذہب | ۳۸ |
| ریحانہ الالباب ختاجی | ۶۰ | مرآة الجنان بافعی | ۳۹ |
| گلزار البرار اردو | ۶۱ | اعلام زندگی | ۴۰ |
| فوائد الصوا و | ۶۲ | خوات الوفيات | ۴۱ |
| تاریخ ہند سید ہاشمی فرید آبادی | ۶۳ | میزان الاعتدال ذہبی | ۴۲ |
| بزم مملو کینہ سید صباح الدین | ۶۴ | تاریخ فرشتہ | ۴۳ |
| معجم البلدان عمومی | ۶۵ | آئین اکبری | ۴۴ |
| المنجد الاعلام | ۶۶ | حیات عبدالحی نظامی | ۴۵ |
| وفیات | ۶۷ | فہرست کتب خانہ اصفیہ | ۴۶ |
| تاریخ علمائے اسلام | ۶۸ | المنادی | ۴۷ |
| قضاة اندلس | ۶۹ | سر و آزاد | ۴۸ |
| التکلمۃ لابن ابار | ۷۰ | ہدیہ مہدیہ | ۴۹ |
| طبقات الاطباء | ۷۱ | سلسلہ کوثریہ شیخ محمد اکرام | ۵۰ |
| ابن رشد محمود عماد | ۷۲ | فہرست کتابتے چانی فارسی | ۵۱ |
| طبقات الشافعیہ | ۷۳ | النور المسافر | ۵۲ |
| المرزبانی | ۷۴ | خلاصۃ لآثر محشی | ۵۳ |
| تاریخ بغداد | ۷۵ | روضات الجنات | ۵۴ |
| ارشاد الاریب | ۷۶ | اشواق النبلاء | ۵۵ |
| النجوم الزاہرۃ | ۷۷ | ذیل الفوائد البہیہ | ۵۶ |
| آثار الصنادید | ۷۸ | اخبار الاخیار | ۵۷ |

| | | | | | |
|------------------------------|-----|-------------------------------|-----|-----------------------------|-----|
| صفحہ الصفوة | ۱۲۱ | تاریخ خطہ بگرام | ۱۰۰ | فہرست کتاب عربی، اردو، ہندی | ۷۹ |
| یعقوبی | ۱۲۲ | شہزاد عثمانی | ۱۰۱ | لوائح الانوار | ۸۰ |
| تختہ اکرام | ۱۲۳ | سلک الدار | ۱۰۲ | فوائد سعیدیہ | ۸۱ |
| تاریخ فیروز شاہی | ۱۲۴ | التاج العروس | ۱۰۳ | عمل صالح | ۸۲ |
| ماثر رحیمی | ۱۲۵ | الجواہر المضمیہ | ۱۰۴ | تذکرۃ الحفاظ | ۸۳ |
| تاریخ سیالکوٹ | ۱۲۶ | سندھی اولیاء | ۱۰۵ | طبقات المدینین | ۸۴ |
| ابن سعد | ۱۲۷ | سبحۃ المرجان | ۱۰۶ | تہذیب التہذیب | ۸۵ |
| المساجد لابن تیمیہ | ۱۲۸ | الیانح اعجمی | ۱۰۷ | الکامل لابن الاثیر | ۸۶ |
| بادشاہ نامہ | ۱۲۹ | تزک جہانگیری | ۱۰۸ | الرسالة المستطرفہ | ۸۷ |
| مولانا محب علی سندھی ازراشی | ۱۳۰ | آمد نامہ خیر آبادی برہان دہلی | ۱۰۹ | تاریخ الخمین | ۸۸ |
| برہان پور کے سندھی اولیاء | ۱۳۱ | اعلام الانام | ۱۱۰ | مقدمہ ابن خلدون | ۸۹ |
| تاریخ آئینہ آودہ | ۱۳۲ | شاہ جہان نامہ | ۱۱۱ | مقالات شبلی | ۹۰ |
| نفعات الانس | ۱۳۳ | ماثر مالگیری | ۱۱۲ | المسعودی | ۹۱ |
| تفہیم الکلام | ۱۳۴ | عہد نگہش | ۱۱۳ | معجم الاعلام | ۹۲ |
| صيد الخاطر | ۱۳۵ | فہرست العہدات | ۱۱۴ | صحیح مسلم | ۹۳ |
| طبقات خانبہ | ۱۳۶ | خزانۃ الادب بغدادیہ | ۱۱۵ | مرعاة المصایح لزرجمانی | ۹۴ |
| فہرست ابن الذہبی | ۱۳۷ | بلوغ الادب آلوسی | ۱۱۶ | دول الاسلام قہیبی | ۹۵ |
| تذکرۃ الاولیاء | ۱۳۸ | الاصابہ | ۱۱۷ | حلیۃ الاولیاء | ۹۶ |
| اشعۃ اللمعات | ۱۳۹ | تہذیب ابن عساکر | ۱۱۸ | الشعرانی | ۹۷ |
| تفاسیر الماثر | ۱۴۰ | شرح المقالات للشریسی | ۱۱۹ | الديباج المذہب | ۹۸ |
| الناس العین فی مشایخ الحرمین | ۱۴۱ | معابد التعمیر | ۱۲۰ | تاریخ قصبہ امشی | ۹۹ |
| رسالہ قشیریہ | ۱۴۵ | دہراد اکبری | ۱۴۳ | لطف السمر و قطف الثمر | ۱۴۲ |

یافتاح

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَسَائِكُ الْمُحَامِدِ سَارِيَّةً إِلَى الْحَمِي السَّرْمَدِي وَأَزْهَارِ التَّصَلِيَّةِ
وَالتَّسْلِيمِ بِاسْمِهِ عَلَى الْعَرْشِ الْأَحْمَدِي وَقَوَافِلِ التَّحِيَّةِ وَأَصْلَهُ
إِلَى مَوَاطِنِ آلِهِ النَّجْبَاءِ وَسَحَابِ الرِّضْوَانِ مِنْهُمْ عَلَى مَسَاكِنِ
صَحْبِهِ الرَّحْمَاءِ بِرِضْمَانِ رَابَابِ بَصَائِرِهِ هُوِيْدًا اسْتَكْرَامًا فِي جِهَانِ أَفْرِينِ جِلِّ شَانِهِ وَعَظْمِ
بِرْهَانِهِ بِهَيْتِ عَالَمِ رَا بِاسْلُوبِي بَدِيْعٍ وَتَرْبِيْعِي اِيْتِقَافِيْدٍ وَمِيَاكِلِي رَاكِهِ مَحْتَاَجِ تَحِيْرُنْدِهِ بِرَاكَمْتِهِ
مَنْسَابِ تَعَلُّقِ نَجْمِيْدٍ وَطَبَالُغِ جَمِيْعِ اَشْيَاءِ عَاشِقِ حِيْرَ اَصْلِي سَاخْتِ، وَحُبِّ الْوَطْنِ وَرَوْلِ
سَائِرِ عُلُوبَاتِ وَسَفَلِيَّاتِ اِنْدَاخْتِ، اَسْمَانِهَا بِرِجْنِ دَجْرِيْخِ مِي زَنْدِ جَا كَرِ وَا نَدْنِ اَمْرِ مَحَالِ، وَ
سِيَارِهَا، بِرِجْنِ لِسْمِي فِلْطَنْدِ، بِيْرُوْنِ اَزْ دَاوْرَةِ نُوْرِ فِتْنِ جِهْمِ مَحَالِ - اَتَشِيْكِهِ مَحْصُورِ عَارِيْسْتِ
پَهْلِ رَاةِ نَجَاتِ مِي رِيَا بَدِ بَالِ پَرِوَا زِ لِسْمَتِ عُلُوِي مِي زَنْدِ، وَنَفْسِي كِهْ دَرِ ضَبْطِ نَوَاصِي اَسْتِ، چُوْنِ
بِهَقْدِ رِيَا فَرُو مِي رُو و كُنْدِ فِمْوَقِ بَرِ هَامِ اِيْوَامِي اَفْكَنْدِ، اَبِي كِهْ اَزْ چَشْمِهِ تَرَا و رَقْطَرِهْ زَنَانِ
جَانِبِ مَحِيْطِ شَتَا بَدِ وَخَاكِي كِهْ دَرِ وَسْتِ هُوَا اَفْتِ - اَخْرِ عَنَانِ بِرِ مَرْكَزِ سَفَلِي تَابِدِ، مَرْغِ
نَفْسِ و رِيَا و اَشْيَانِ كَرِيْمِ بِيْتِيَانِي، وَا هِي صِيْدِ و رِخَاكِ سَا حِلِ كَشْتِ بِي اَبِي مَانَسَانِ
كِهْ مَجْمُوعَةُ عُلُوْمِ مِتْفَرِّقَةٍ اَسْتِ مَحَبَّتِ اَوْ هَامِ مَحَبَّتِ اَفْتَادِهْ - وَا لَوْ فَالْتَشِ اَزْ هِمْمِهِ بَدِيْشْتَرِ
اَسْتِ لَاجِرِمِ الْفِتْرِ اَوَا زِ و جُودِهْ فِرَاوَانِ وَسْتِ وَاوَدِهْ،

روایت کردہ اند کہ ابان رضی اللہ عنہ از مکہ معظمہ بہ مدینہ منورہ شتافت و شرفیلازمت
 سید البطحی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دریافت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود یا ابان
 کیف ترکت مکة قال ترکت الاذخر وقد اعدتق والنامر قد خاص قد رفرت
 عینا رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اے ابان چگونہ گذاشتی مکر را؟
 گفت گذاشتم ورمالیکہ شاخ و برگ بر آوردہ و تمام را در حالیکہ بکمال نشود نما
 رسیدہ پس روان شدایب چشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

و عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت می کند قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 لکة ما اطيعک من بلدة واحبک الی لولا ان قومک اخرجونی ما سکت
 غیرک خطاب کرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکر را و فرمود چہ خوبی اے شہر و دوست
 تری سوی من اگر قوم تو بر نمی آوردند مرا ساکن نمی شدم غیر ترا۔

و بخاری روایت میکند قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اللهم حی
 الینا المدینة کحبنا مکة او اشد حیاً خداوند دوست گردان سوی ما مدینہ را مثل
 دوستی ما مکر را یا زیادہ از ان۔

و بلال رضی اللہ عنہ چون از مکہ ہجرت کردہ بہ مدینہ رسید تپ محرق عارض
 گردید و در آن حالت ہر گاہ و ماغ ہوشی میرساند این دو بیت با و از بلند می خواند
 الایت شعری هل ابیتن لیلۃ بواد و حولی اذخر و جلیل
 و هل اردن یوما ہیا کمجنة و هل یبدون لی شامۃ و طقیل
 جلیل بفتح جیم گیا ہیست خوشبو مرادف تمام و مجتہ بفتح جیم و جیم و تشدید یون موضعی از بطلحا

عہ ابان بن سعید بن العاص الذی اجار عثمان زمن الحدمینۃ فبلغ رسالۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام
 خیبر و شہد صامع النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اختلف فی وفاتہ قبیل قیل قیل یوم اجنادین سنۃ ثلاثہ عشر و فی
 قول ابن اسحاق یوم الیرموک و الحدیث فی مکہ رواہ بکرم عبد اللہ بن عباس جیر الامۃ من اصحاب
 الفتوی والمتونی ۴۸ و الحدیث رواہ البخاری فی باب فضل المدینۃ و فی مواضع اخر من حدیث عائشۃ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا بکرم بلال بن ابی رباح المؤذن مولی ابی بکر الصدیق مات بدمشق سنۃ عشرین و اربع
 ایضاً رواہ البخاری ج ۱ ص ۲۵۳ من حدیث عائشۃ طویلی

وشامه طفیل و کوہی است بہ مکہ ولایت شعری عبارتہ است مستعمل در مقام تمثیلی یعنی آیات خواہم گذرانید شبی در وادی مکہ و گردین باشد از نعر و جلیل و آیا و آدمی شوم روزی آہامی مجتہد را و آیا نمایان خواہد شد مرا شامہ و طفیل بہ حاصل ہر دو بیت اشتیاق مکہ مقدسہ و یا و اما کن و نباتات آنجا است و ازینجا برخی از مالوفات انسانی ہمویدامی نمود۔

بناءً اعلیٰ ہذا من آوارہ و شت گمنامی آزاد بلگرامی را حب الوطن سلسلہ جنبان شد کہ تذکرہ در ذکر صاحب کمالان بلگرام صانہ الشد عن طوارق الایام بہ پروازم و پرتوی کہ از چراغان این انجن در آئینہ علم فقیری تجلی نمودہ، ساحت افروز قرطاس سازم۔ شاید کہ تذکرہ وطن جسمانی رفتہ رفتہ بہ تذکرہ وطن روحانی کشد و این کس را از تنگنا طی مکان بہ وسعت کدہ لامکان برد لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ لَا تَسْمَعُ لِحَمْدِ الْمُنْتَهَىٰ كَرِهَ اللَّهُ الْمُشْرِكِينَ بلوغ و جہد وافر پیریزاد تمنایا بہ انسون قلم تسخیر کردم و تصویرمی کہ وحشیانہ پیرامن خاطر می گردید، بہ گردید، بہ کلام تصویر و تحریر در آوردم و برای دریافت از منہ قدما تدبیر عجیبہ بخاطر فرارسید و جادہ مستقیمی بہ ولایت تلے صائب طے گردید یعنی با الالی و موالی شہر بر خوردم و سجلات شمر عیبہ کہ از اسلاف و اماندہ حاصل کردم، و ستخط بعضی از مشائخ و علما جلوہ نمود و از منہ این طائفہ از رتے تواریخ سجلات چہرہ کشود۔ چنانچہ در طی کتاب بجایہ اشعار آن پروانختہ ام، و عہد نامہ ہر کدام را بہ مہر اذغان مزین ساختہ و پیش از من اعدی آستین سعی باین درجہ نہ شکستہ، و کمر خدمت بزرگان سلف و عنف باین ہمد و جہد نہ بستہ، نمودما خوردم تا کل بہ حقیقتہ در دامن ورق رختم زرد و زرد نگاہ ختم تا بیک تفصیلی در گوی قلم آویختم۔ جز من از یاران کیست کہ این قدمت ہدایا و اسم و رسم وطن ہر حرف کردہ و این ہمہ انجبار و دیر سال و نورس را یک لخت بہ آب بقا پورہ امید نام کہ چنین قبول بزرگان نیاز مند را بہ خطاب ددگان سغیکم متفکورا، نوازہ، و دوش مشناسی عزیزان خادم با اخلاص را بنوید هل جزاء الاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ مسرور سازد۔ قضا را وقتیکہ صورت اندیشہ تصور ہر این کتاب نقش می بست۔ و صیاد قائل در کسین

لَا يَدْرِي جَبَلُ الْوَطَنِ مِنَ الْاِيْمَانِ قَالَ السَّخَاوِيُّ فِي الْمَقَاوِدِ ۱۸۳۔ لم اقف عليه ومعناه صحيح

غزالان مطالب می نشست، سفر حرمین محترمین شرفها اللہ تعالیٰ اتفاق افتاد و دوست
 سرگرم کار را از سرعت قدم حالت تعطل رو داد. قائد ازل عز شانه امشت خاک مراب اماکن
 قدسیه رسانید. و بعدا فاضله این دولت سردی به گلگشت ممالک و کن مامور گردانید و این
 ایام مسوده را از وطن طلبیم، و در میزان تعدیل به قدر توانائی سنجیدیم، و اشخاصی که بذكر اینها
 باید پرداخت، در آیات ماثر ایشان توان افراخت، پنج طائفه اند: مشایخ و فضلا و شعراء
 عربی و شعراء فارسی و شعراء هندی. این صحیفه مخصوص مشایخ و فضلا است. و مرآت
 عکوس این سرد و طائفه والا. و برائے شعراء السنه ثلاثه رنگ سواد علحدہ ریختیم، و از بعضی بجه
 فصلین را با فصول شعر انبیا میختمیم، و نام این نسخه ماثر الکرام تاریخ بلگرام است.
 و مطالب این کتاب مستطاب، و در دو فصل تمام فصل اول در ذکر فقراء قدس اللہ
 امرار هم فصل ثانی در ذکر فضلا و نور اللہ مضامین، توقع از سابقان باوہ الطاف، و
 سرخوشان نشاء انصاف، آنکه اگر سرے بسیر این میکرده کشند. خاکسار را به جود
 دعائے یاد آزند ۵

وَلِلْأَرْضِ مِنَ كَأْسِ الْكِرَامِ نَصِيبٌ

و اگر لغزشی بنظر در آید به مقتضائے نشاء بشریت و انستہ معاف دارند ۵

وَالْعُدْرُ عِنْدَ كِرَامِ النَّاسِ مَقْبُولٌ

فصل اول

در ذکر فقراء قدس اللہ امرار هم

بر طباع کواکب شعاع هویدا است که وجود اولیاء امت در ہر اقلیم بر وفق فتح بلاد و

جلوہ افروزی شعاع اسلام است. و فتح ہندوستان در عہد ولید بن عبد الملک از

۵ ولید بن عبد الملک. بعد از وفات والد خود در ۸۶ھ بر سریر خلافت جلوس نمود و در عہد خلافت خود بسیار

ملک تسخیر نمود و در ۹۶ھ در گذشت و مدت حکومت او نہ سال و نہ ماہ نوشتہ شد و در عہد او محمد بن

قاسم (۹۳ھ) بر ہندوستان حملہ کرد و تسخیر شدہ نمود. ۵ ۵ ۵ ۵ ۵

دست محمد قاسم ثقفی صورت نسبت - و اواسط ۹۲۰ شمسی تا ۹۳۰ شمسی تا آغاز ۹۹۵
 خمس و تسعین ہجری را بابت محمدی از حدود ولایت سند تا اقصائے قنوج فراموش نمود. و مکر کشان
 ملک لا مطیع و منقاد ساخت. انان عہد تا مدایہ خامسہ گماشتگان خلفاء مروانیر و عباسیہ
 از محیط سند تا حدود و بیالپور بہ حکومت می پرداختند و ممالک مشرقی را بدستور بیان ہند
 قابض بودند و چون سلطان محمود غازی انارالشد بر مانہ بر تخت غزنین برآمد و او آخر
 مایہ رابعہ جہاد ہند پیش نہاد ہمت ساخت. بارہا با قوج ظفر موج در آمدہ آتش کارزار
 برافروخت. و رایان بلند اقتدار را مغلوب و منکوب ساخت و غنائمی کہ در وسعت آباد
 خیال نہ گنجد بدست آورد. و ملک سند ہرادر ۱۰۰۰ سبقتہ عشر و اربعہ مایہ از دست حکام
 القادر بالشہ بن المقتدر بالشہ عباسی انتزاع نمود. اما سلطان محمود در کشور ہند قدم
 اقامت نیفشرد و اولاد او تا لاہور دست تصرف داشتند تا آنکہ نوبت وارا سے غزنین
 بہ سلاطین غوریہ رسید و سلطان معز الدین سام مشہور بہ سلطان شہاب الدین غوری
 ہمت بہ تسخیر ہند گماشت و بر سر لاہور آمدہ خسرو ملک را کہ آخر ملوک غزنویہست

۱۰ پسر سلطان ناصر الدین سبکتگین (۳۸۴ھ) بعد از وفات پدر خود در غزنین سریر سلطنت و
 ایالت رارونق بخشید و بعد از سلطنت سی و چہار قمری و در ۴۱۱ھ مطابق سنہ ۱۰۲۰م ازین جہاں تانی
 رحلت نمود. ۱۱ آورده اند کہ سلطان محمود غزنوی و فائزہ مرتبہ در ہند آمدہ و فتوحات عظیمہ نمودہ
 قیمت بے کراں بدست آورد. و در ۴۱۶ھ بقصد تسخیر متوجہ گردید و بعد جنگ قلندر را مفتوح ساخت
 بت خانہ را از بیخ و بنیاد برکنند و بت سیمنات را بغزنی بردہ برد و مسجد جامع انداخت
 و درین مسجد جامع گفتہ شد کہ کج محراب قبلہ راست. ۱۲ القادر بالشہ بن اسحاق
 بن المقتدر بالشہ العباسی بہت ہنتم خلیفہ از خلفاء عباسیہ بود و بعد از معزول الطالع بالشہ
 بن مطیع اللہ در ۳۸۱ھ امراء اورا بر سند سلطنت نشانید و در ۴۲۲ھ بعد خلافت جہل
 و یک سال و سہ ماہ رحلت نمود رحمہ اللہ. ۱۳ او برادر غیاث الدین محمد بادشاہ غور و غزنی
 است در ۴۵۰ھ غیاث الدین برادر خود را حکومت غزنی داد و در ۴۵۸ھ در ہند و ستان
 سلطنت ہند از خانوادہ سبکتگین سلب کرد و بعد از وفات محمد غوری برادرش شہاب الدین
 غوری بادشاہ غور و غزنی و ہند گردید و در ۶۰۲ھ وفات یافت.

در ۵۸۲ شین و ثمانین و خمس مائت بدست آورد و اکثر ممالک ہند را بظرب شمشیر ضبط کرد
 و در ۵۸۹ تسع و ثمانین و خمس مائت دہلی را دار الملک ساخت از ان تاریخ تا زمان حال
 ممالک ہند در قبضہ فرمانروایان ملت اسلام است و رایان ہنود مطیع و باجگزار می باشند
 و پیدا است کہ از ابتدائے طلوع آفتاب جہاں تاب اسلام درین آفاق بروج عصر خالی از
 وجود اولیاء امت و اصفیاء ملت نباشد احوال این طائفہ از مبادی مائت سالہ مضبوط
 است . و آثار اکابر المقدم بوجہ شتی در نقاب خفا ماند و حکم هل آتی علی الانسان
 حین من الذہر لکم یکن شیئاً مڈاً حوراً (سودۃ الدہود) بہم رساند مگر حال
 بعضی در لباس قال برسبیل ندرت یافت میشود مثل ابو حفص ربیع بن صبیح السعدی البصری
 کہ از اتباع تابعین و ثقات محدثین است صدوق بود و عابد و مجاہد و اول کسی کہ در اسلام
 بتصنیف پرداخت ؟ شنیدہ حدیث را از حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ و عطار روایت کرده اند از سفیان

طی و بہ اول من صنف بالبصرۃ و فی روایتہ للحدیث ضعف در جوع کن : تہذیب التہذیب ۳ : ۴۷۰ و حلیۃ
 الاولیاء ۴ : ۳۰۴ و الامام للزرکلی ۳ : ۳۹ و الحسن للبصری بن ابوالحسن مولی زید بن ثابت و ملتوی
 سلسلہ و روضہ ام المؤمنین ام سلمتہ امام سیوطی سماع اواز حضرت علی اثبات کردائمہ سلوک لبس خرقہ
 از حضرت علی نیز روایت می کنند حافظ ابن حجر روایت مجلس خرقہ را بے اصل قرار دادہ ابطال کرد و گفت
 گو جمہور صوفیہ قائل اند بخرقہ مگر درین باب اعتماد بر خواص محدثین است نہ بر قول صوفیہ و لبس خرقہ بصوتہ
 معتادہ بدعت است برعکس آن شیخ احمد قشاشی در کتاب "العقد الفریذ فی سلسل اہل التوحید" صوفیہ را
 انتقاد کرد و رسم خرقہ پوشی بوجہ شتی ثابت کرد و محمد یحیی الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ المعروف بشاہ حویلی
 نیز در سالہ خود کہ برائے شیخ عبدالکریم بصری نوشتہ نقلاً عن السیوطی نیز صوفیہ را حمایت کرد و مگر نزد عارف
 این جملہ درجہ مخدوش اندر ما خود از تقصیر اللغویاب ۲۴ - ۲۷ و ک تہذیب التہذیب و و فیات الامیان
 و میزان الاعتدال ۱ : ۳۵ و حلیۃ الاولیاء ۲ : ۱۳۱ ذیل المنذیل ۹۳ و مالی المر تظنی ۱ : ۱۰۶ و احسان عبدی
 را کتاب سنت ز "الحسن البصری" ط و حضرت شاہ فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ در مناقبہ و فی رسالہ تالیف
 کرد بنام "فخر الحسن" و مولانا حسن الزمان حیدرآبادی بر این رسالہ شرح است القبول المستحسن فی شرح
 فخر الحسن و قصہ ابن تالیف طریل است در ک مفتاح چشت ۲۹ - ۴۰ (۴۶۰) و رحمۃ اللہ علیہ عطاء بن ابی بباح
 (۲۶ - ۱۱۴) تابعی است من باجلۃ الفقہار محدث مکہ و مفتی آنبارک التذکرۃ الحفاظ للذہبی
 ۱ : ۹۶ تہذیب الحفاظ ۱ : ۹۹ صغۃ الصفوۃ ۲ : ۱۱۹ فلک الحمیان ۱۴۹ میزان الاعتدال ۲ : ۱۹ و در سہ
 و نارت آن اختلاف است و الوفیات ۱ : ۳۱۸

ثوری و کعب و ابن ہمدی صاحب معنی گوید مات بارض السند سنة ستین و مائة و
 صاحب کشف المحجوب علی بن عثمان الجویری المتوفی فی خمس و ستین و اربع مائة ^{۱۶۰} ۴۶۵ هـ و شیخ محمد الدین
 الجبائی پیر ارشاد شیخ سعد الدین حموی کہ ہر دو بزرگوار و ملاحور اسودہ اند و شاہ یوسف گرویزی کہ در

۱۷ سفیان ثوری (۹۷ - ۱۶۱ھ) کو فی امام فقہ و اجتہاد و از "النیفات او کتاب الجامع الکبیر والصغیر فی الحدیث و
 کتاب فی "الفرق فی مشہور اند ابن جوزی در مناقب وی تصنیف و ارد در سبک: دول الاسلام ۸۴۱ ابن الندیم
 ۱۲۵: ۱ بن خلکان ۲۱۰: ۱ الجواهر المصنفة ۲۵۰: ۲ و طبقات ابن سعد ۲۵۷: ۶ و المعارف ۲۱۷ و حلیتہ ۶: ۲۵۶
 تہذیب التہذیب ۴: ۱۱۱ - ۱۱۵ ذیل المنزل ۱۰۵ صید الخاطر ۷۵ بغدادی ۶: ۱۵۰ و کعب بن الجراح ۱۲۹ -
 ۱۹۷ھ) الرفاسی و نسبتہ الی رؤاس بطن من قیس عیلان) رک: تذکرہ ۱: ۲۸۲ حلیتہ الاولیاء ۸: ۳۳۸ و مفتاح
 السعادة ۲: ۱۱۷ و الجواهر الطیبر ۲: ۲۰۸ و طبقات حنابلہ ط فقی ۱: ۳۹۱ میزان الاعتدال ۳: ۲۷۰ تاریخ بغداد
 ۱۳۶: ۱۴۶ ہدیۃ العارفين ۲: ۵۰۰ قال فی الاعلام وکان لیکن ولد ہنات: ۳ عبد الرحمن بن ہمدی بن حسان
 اللؤلؤی البصری (۱۳۵ - ۱۹۸ھ) من کبار حفاظ حدیث بود و درین فن تصانیف وارد و قال الشافعی
 لا عرف لہ نظیر ادرک: تہذیب ۶: ۲۷۹ حلیتہ ۹: ۳ بغدادی ۱۰: ۲۴۰ و الشعرانی ۱: ۶۳ و اللباب ۳: ۱۷۷
 صاحب معنی - محمد طہر الفتنی الصدیقی (۹۱۰ - ۹۸۶ھ) الہندی من کتبہ مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل
 و لطائف الاخبار ط فی اربعة اجزاء و تا کرہ الموضوعات ط و المعنی فی اسماء رجال الحدیث قال فی لفقار

۱۷۹ - ۱۸۰ - المعنی رسالۃ البیت مختصراً ان تصحیح اسماء رجال کریمے تعرض ببيان احوال بغایت
 مفید رک اجدالعلوم ۸۹۵ - ۸۹۶ و شذرات ۸: ۱۰۷ و النور السافر ۳۶ و الخزانة التیوریتہ ۳: ۲۲۵
 و معجم المطبوعات ۱۶۷: ۱۷۵ المتوفی سنة ۶۰۰ھ در لاہور و اما تلمیذ وی شیخ سعد الدین حموی؛ نام وی محمد بن التوید
 بن ابو بکر بن ابی الحسن بن محمد بن حمویہ است من اصحاب الشیخ نجم الدین کبری در برود و شیخ
 حموی مصنفات بسیار دارد چوں کتاب محبوب و سجنجیل الارواح و غیر آن و در مصنفات وی سخنان مراد
 کلمات مشکل و ارتقام و اشکال و دوائرہ کہ نظر عقل و فکر از کشف و حل آن عاجز است بسیارند
 شیخ صدر الدین قونوی (۶۰۰ھ) بصحبت وی رسیدہ است در روز عید الاضحی سنة خمسین
 و ستامة از دنیا رفتہ است و قبر وی در آباد است ر مفتاح التواریخ ۶۱: ۶۱
 ۱۷۷ شاہ یوسف گرویزی از گرویز در بلتان تشریف آورد و در توطن نمود وی معاصر

مخدوم شیخ بہاؤ الدین زکریا ۶۶۶ھ (بود اخبار الاخبیر

۱۶۱ تذکرۃ الاولیاء شیخ

عین الدین بیجاہدی

۵۵۰ خمسین و خمس ماٹھ از گرویر کابل بہ ملتان آمدہ طرح اقامت ریخت وغیر ہم و اول کسی از اولیاء اللہ کہ در اقلیم ہند سلسلہ ولایت بر پا کرد و انوار شریعت و طریقت نشر ساخت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری [ؒ] است قدس سرہ و لاشک بزرگان چشت غزنی حقی است قدیم بر قبیلہ ولایت ہند چہ سلطان محمود غازی غزنوی دست توسل بہ دامان حضرت چشتیہ زود بہ استمداد ہم قدس سرہ بہ غزاء ہند بر بست و در غزلے سومنات خواجہ محمد چشتی قدس سرہ بذات مبارک خود با سلطان متوجہ ہند گردید و این سر زمین را بہ قدم میمنت لزوم شرف اندوز جاوید ساخت شرح این واقعہ آنکہ چون سلطان محمود عازم غزلے سومنات شد خواجہ رادر واقعہ نمودند کہ بہ اعانت سلطان سفر ہند اختیار باید کرد۔ خواجہ درس ہفتاد سالگی با درویشی چند قدم در راہ جہاد گذاشت و در میدان حرب بہ نفس نفیس مباحثہ قتال کفرہ فخر شد۔ در پیشہ صعبی پناہ گرفتہ جنگ انداختند و آثار غلبہ نظہور رسانیدند و قریب بود کہ چشم زخمی بہ لشکر اسلام رسد حضرت خواجہ را مریب می بود در چشت کاکونا نام آسیا بان خواجہ آواز داد و کاکو در یاب فی الحال کاکورا دیدند کہ اضطراب می کرد و قتال می نمود۔ تا نسیم فتح بر پرچم آیات دین متین وزید و شکست بر گروہ باطل پڑوہ افتاد۔ ہمان روز کاکورا در چشت مشاہدہ کردند کہ بلکہ آسپار ابرداشتہ بہ در و دیوار می زد و چون از کاکو استفسار کردند ہمین کیفیت را باز نمود۔ و ظفر یافتن سلطان شہاب الدین غوری بر پتورا والی دہلی بہمن انفاس خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ صورت گرفت تفصیل این اجمال آنکہ چون حضرت خواجہ از جانب غزنین بہ اجمیر تشریف آردانی فرمود و درین مقام با اقامت کشادہ وقتی مسلمانان را از طرف پتورا اذیتی رسیدہ خواجہ پیغام شفاعت کرد۔ پتورائے

۱۰ خواجہ معین الدین اجمیری۔ محمد حسن سجزی المتولی ^{۳۳۳ھ} المعروف بہ خواجہ چشتی مرید شیخ عثمان ہارونی است و بسیاری از بزرگان وقت مثل شیخ نجم الدین کبری ^{۳۷۸ھ} و بیانات بر خصت پیر خود در ہندوستان آمد خواجہ قطب الدین اوٹھی از خلفائے اوست۔ ^{۳۵۵ھ} خواجہ محمد چشتی بن ابوالاحمد چشتی ^{۳۵۵ھ} بعد از وفات پدر قائم مقام وی بود بموجب فرمودہ پدر۔ زہد و ورع تمام داشت (رک ۲۹۷ - ۲۹۸ نفحات جامی) ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

ناسعادت مندرتوفیق قبول نیافت وگفت این مرد ویرینجا آمده است و سخنها از غیب
 می گوید. توحید بر آشفست و بر زبان مبارک آورد و پتورا را زنده گرفتیم و داویم، همدران
 ایام سلطان شهاب الدین غوری از غزنین در رسید پتورا به غرور و مو نور و مقابل صف
 آرائی کرد و طعن و ضرب شدید در میان آمد سلطان ظفر یافت و پتورا را زنده گرفته به
 قتل رسانید. از آن وقت اساس اسلام درین دیار استحکام گرفت و بنیاد کفر
 روز بروز رو به انهدام آورد و لهذا حضرت خواجہ راقدس سره مجد و مایه سابعه گویند۔
 و اول کسی از اکابر طریقت که به مقدم گرامی بلگرام را شالشته اکر ام ساخت خواجہ
 عماد الدین و سید محمد صغری ہر دو مرید خواجہ قطب الدین دہلوی و جناب خواجہ معین الدین
 چشتی اجمیری قدس التراسرارہم۔

الحال عنان سخن می گردانم و زلف مقصود بر عارض و رقی می افشانم علامہ مرحوم
 میر عبد الجلیل بلگرامی قدس سره السامی در ثنوی امواج الخیال در مدح فقراء دار السلام
 بلگرام می طرز دے

| | |
|---------------------------|---------------------------|
| از فرقه طالبان مولے | رنگینی بزم و صف اولے |
| وحدت نگہبان کثرت آثار | از بادہ نفی غیر سرشار |
| اطوار وجود دیدہ یک رنگ | حیرت بنگاہ کردہ ہم سنگ |
| مینا شکنان بزم ہستی | مدہوش شراب حق پرستی |
| دل کردہ ز بہر یار خود فرش | الرحمن استوی علی العرش |
| طے ساختہ واوی شریعت | جا کردہ بہ منزل حقیقت |
| وا کردہ نظر بہ حسن جاوید | از دیدہ سر مرہ سائے توحید |
| سر گرم طواف کعبہ دل | قربانی نفس کردہ بسمل |
| تا یافتہ گنج کنت کنز | داوہ دل و دین ز کوۃ ازکی |

۱) خواجہ عماد الدین بلگرامی قدس سرہ

از مریدان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ و از قدما و اولیاء بلگرام
 و صاحب ولایت این مقام است امام عالیشان صاحب مقامات علیہ و حالات سنیہ
 مدۃ العمر بہ اقتضاء نشاء تنزیہ و امن از جلوہ ظہور برچید و خود را در نقاب اولیائی تحت
 قبائی لایعترہم غیری پنہان ساخت بمید شریف بن سید عمر الحسینی الواسطی البلگرامی
 در کتاب مرآة المبتدین می نویسد کہ :-

«خواجہ عماد الدین بلگرامی قطب وقت و صاحب ولایت بود و بیچ کس تا مزید و خلیفہ نہ گرفت
 و خود را پنہاں می داشت و از متقدمین است . چون ما بین بلگرام و قنوج دریا کے
 گنگ است بہ لباس طالب علمی از بلگرام بہ قنوج وقت سحر کہ کسے خبر دار نہ شود
 بر روئے آب می رفت و سبق می خواند و شام می آمد و بیچ کلام ازان اطلاعی نہ داشت . وقت
 جان دادن و صیت فرمود و رفلمان بلندی کہ جلے دیوان و پریان است مارا مدفون سازند
 تا آسیب دیوان و پریان از شہر بلگرام بر طرف شود» انتہی ۔

و اورا با حضرت علیہ السلام ملاقات دست داد و در آخر ایام زندگانی خارق عادتی از
 سر زد و سرش فاش گردید و سلطان شمش الدین التمش بحقیقت اطلاع یافت و در
 مقام اعتقاد و انقیاد درآمد و بعد ازان خواجہ بہ کثر فرصت دوّم شوال ۶۳۷ھ اثنین و
 تلشین و ستائے از عالم جسمانی بہ عالم روحانی پیوست . مزار فاضل الانوار زیارت گاہ
 صفار و کبار است ۔

مخفی نماں کہ طول البلد بلگرام یکصد و شانزده درجہ و پانزده دقیقه است و

صلح صاحب تنقیح الکلام فی تاریخ بلگرام نوشته : خواجہ عماد الدین مرید و خلیفہ خواجہ ابو محمد چشتی است و اثر الف
 عثمانی ص ۔ بحوالہ مرآة الاسرار و کشف المحجوب و روضة الصفا ، خواجہ ابو محمد صاحب محمود غزنوی بود
 در معرکہ سونمات و بغیضہ العظیم قاضی محمد یوسف کل و گانہ رونی ۔ ، بلگرام رفتح نمود پس بیان میر غلام علی
 و در از قیاس است نیز از احوال و قراین تشریح کا شود کہ وفات خواجہ عماد الدین در حدود ماہ خامسہ است پس توفی
 ایشان در ۶۳۷ھ قراودا و ن نیز صحیح نیست ؛ ۲۷ رجوع رقم ۳۶ ذکر فقراء ۳۷ المتوفی ۶۳۳ھ

” فی السایح والعشرین من ربیع الآخر سنة خمس وثمانمائة “

لقب سید محمد صفیری در اصل صاحب الدعوة الصغری است در کثرت استعمال جزو آخر
بر السنہ باقی ماند از قبیل شیخ نجم الدین کبری در نفحات الانس می آرد کہ ” و سے را کبری از ان
لقب کردند کہ در اوائل جوانی بہ تحصیل مشغول بود باہر کہ مناظرہ کردی غالب آمدی قلقبوه
بہذا السیب الطامة الكبرى ثم غلب علیہ ذلك اللقب فخذ قوا الطامة
فلقبوه بالكبری “

و او در سنة ۷۲۷ سبع و عشرين و ستامة بحکم سلطان شمس الدین قلچہ حاکم نشین بلگرام بر تل
بلندی کہ در وسط شہر واقع شدہ بنا نهاد۔ و بعد از مرور دہہ و عمارت قلچہ رو بہ شکست آورد
و سنگ کتابہ آن کہ بنام سلطان شمس الدین است از آنجا نقل کردہ و در دیوار مسجد مشہور
سید میان واقع محلہ سیدوارہ تعبیه کردہ اند۔ عبارت کتابہ این است :-

” حامی البلاد و داعی العباد ذی الامان لایل الایمان وارث ملک سلیمان صاحب الخاتم فی
طل العالم ظل اللہ فی الخافقین ابو المنظر ایلمش السلطان ناصر امیر المؤمنین
ادام اللہ تمکینہ فی مشہور سنة ۷۲۷ سبع و عشرين و ستامة “

سید محمد صفیری بعد از ان کہ بلگرام رافع کرد و درین محل قدم اقامت افشردی و یکسال
ایام زندگانی بسر آورد۔ و در تاریخ چهار و ہشعبان المعظم ۷۲۵ خمس و اربعین و ستامة
لمعالم قدس خرامید۔ مرقدش در بلگرام بجانب شمالی شہر و در باغیکہ الحال تعلق بہ اولاد سید
مبارک کلان دستار وار و از قدیم بر آن قبر لوجی بود از سنگ کہ بران آیتہ الکرسی و تاریخ
وفات آن جناب نقش کردہ بودند بنا بر تقاوم ایام سنگ دینختہ شد۔ و در اوائل ۱۱۵۱ھ
احمدی و خمیسین و مائہ و الف سید محسن بن سید محمد سعید بہ تجدید مزار فاضل الانوار توفیق

۱۱۵۱ھ شیخ نجم الدین کبری۔ نام وی احمد بن عمر الخبوتی و کنیت وی ابوالجناح است و این کنیت در خواب
از آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عطا شد بریں اشارتہ از دنیا تجر و اختیار کرد و در ۱۱۵۱ھ و رفتنہ چنگیز خا
تاکدی شہید شد۔ شیخ از تلامذہ محی السنہ و از مریدان شیخ نماز بن یا سر بود و مجد الدین بغدادوی خلیفہ او بود
و او نیز قبل ۱۱۵۱ھ شہادت یافت رجوع کن نقصار للنواب۔ ۹۰۔ ۹۱۔ مفتاح التواریخ ۵۳
نفحات الانس ۳۷۵ - ۳۷۹۔ و در خذرات قاد حبل جہ ۵ ص ۷۹ احوال ایشان مفصل مزبور اند۔

یافت۔ وقبر مطہرا با چھو ترہ از خشت و گچ درست ساخت۔ و این سید محمد حسن پسر زاده سید
خیر اللہ است کہ ذکرش در فضل فضلامی آید و دختر زاده سید احمد بن سید پدہ کہ درین فصل
در ضمن ترجمہ سید مرتبی قدس سرہ مذکور می گردد۔ سید محمد حسن از رفقاء با اقتبار نواب برمان
الملك سعادت خان نیشاپوری ناظم صوبہ او و ہر بود۔ در ۱۱۰۰ھ احدی و خمیسین و ایہ و
الف چون نادر شاہ از ایران بہ دیار ہند رسید و با پادشاہ این ولایت محاربه در میان آمد
مشارالیہ در معرکہ قتال مروانہ شہرت شہادت چشید۔

۳) حافظ محمود قرآن خوان بلگرامی قدس سرہ

از بزرگان قدیم و قافلہ سالاران صراط المستقیم بودہ و در سواد شمالی و زمین موضع قلع پور
آسودہ است شیخ عبدالصمد خواہر زادہ شیخ فیضی و شیخ ابوالفضل در کتاب اخبار الاصفیاء
می نویسند۔

» حافظ محمود قرآن خوان ممتاز وقت و سرآمد عصر بود۔ گویند از آن روز کہ او بہ روحانیات پیوستہ
ہر شب جمعہ نکتہ نبوشان خدا شناس از مرقد منور او آواز قرآن خواندن می شنوند و من بہ
زبان آن حق گوینان کہ خود بہ گوش ہوش شنودہ اند نوشتہ ام آرام گاہ بلگرام « انتہی

۴) پیر عبداللہ بلگرامی قدس سرہ

از بزرگان بالقدم و مقربان النور قدم است مرقد منورش در سواد جنوبی شہر طرف

۱۰ رجوع کن رقم ۵۰ ذکر فضلار ۱۰ ای در عہد شاہ عالم بہادر ابن غلام مکان و در ۱۱۰۰ھ پیش از قتل نادر
شاہی زہر خوردہ میرد و در شاہجہان آباد مدفون شد تاریخ وفاتش بزیادت یکصد جنس یافتہ اند۔ بیہ
سعادت نمک حرام برد « ۱۰۳۵ھ آمدن نادر شاہ برائے فتح ہند و در ۱۱۰۰ھ و محار بہ کرنال بہ شاہ عالم بہادر شاہ
در ۱۱۰۰ھ واقع شد و درین سال قتل عام و در ۱۱۰۰ھ واقع شد آخر الامر ۱۱۰۰ھ نادر شاہ بوطن خود مراجعت نمودہ
و در ۱۱۰۰ھ مقتول شد ۱۰ شہادت ایشان در معرکہ بہ راجہ سری ۱۱۰۰ھ واقع شد و در آن معرکہ حضرت
سالار ہفت جہی و حضرت غازی کمال نیز جام شہادت نوشیدند محل وقوع قبور ایشان در منبع
الکلام ص ۵۶ باید دید

میدان بیل واقع شده هر سال نهم ماه محرم آخر روز مردم در شهر به زیارت اشرف می روند و فیوض و برکات از خاک پاک بر می گیرند. احوال مقدس در کتابی بنظر ابن محضر نرسیده ناگزیر بر هم نامی اکتفا رفته. مصنفین سلف هم از بزرگی که احوال نیافتند نام فقط اثبات نموده اند. عارف جامی قدس سره السامی در نفحات الانس احوال خواجہ عارف دیوگروی و خواجہ محمود الحیري فغصوی که از اکابر سلسله علیہ نقشبندیہ اند اصلاً ذکر نه کرده و بلاسین شریفین اکتفا نموده است
 مرا از زلف او موی پسند است / فضولی می کنم بو موی پسند است

کتاب نفحات الانس عارف جامی مشتملست بر شرح احوال پانصد و هشتاد و دو تن از رجال بزرگان صوفیہ عظام صوفی و چهار تن از نسا عارفات که مجموعاً پانصد و شانزده ترجمه احوال را شامل است و قبل از شروع بترجمه احوال بزرگان تمهید و مقدمه مفصل دارد و در شرح اصطلاحات آن طائفه و بیان معرفت عارف و صوفی حقیقی و معجزات و کلمات و خوارق عادات آنان و پس ازین مقدمه شروع میکند بدکرا ابوالمشتم صوفی و منتہی می شود بدکرا خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی و سپس بیان زناں عارفه است. و بر کتاب نفحات یکے از شاگردان مقرب جامی و موسوم به رضی الدین عبدالغفور ساری سال ۹۱۲ هـ که از اجله تلامذہ و اعظم خلفائے جامی بود، حاشیه مشروعی نگاشته و آن را مخصوصاً بر لئے فرزند جامی ضیاء الدین تالیف کرده که در موقع مطالعه کتاب نفحات مشکلات آن را فهم کند و این حاشیه منتہی می شود بشرح احوال مبسوطی از جامی و ازین حاشیه نسخہ در موزه بریطانیا موجود است.

مؤلف در سال ۸۸۳ هـ با استدعای امیر نظام الدین علی خیر المتخلص به یوایی در ۸۴۴ - ۹۰۶) با مضای آن نیت آغاز کرد و در سال ۸۸۳ آن را با انجام رسانید چنانچه در این رباعی فرموده است.

این نسخہ مقتبس از الفاس کرام / کرد می نفحات آنست آید بمشام
 از بحسوت خیر بشر و فخر انام / در هشت صد و هشتاد و دو هم گشت تمام

باید دانست که خسر آنست که مدار کار حضرت جامی در ترتیب نفحات الانس انالی بر طبقات الصوفیہ پیغخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری میر پرت سال ۸۸۳ هـ بود و جامی نیز در ویجاچه نفحات خود همیں تصریح نموده است لیکن پس از مطالعہ لطائف اشرفی که تصنیف اشرف سمنانی رسد است (آنرا میر عبدالرزاق یکے از مصاحبین ایشان ترتیب داده) این امر راجع گردد که در اصل منی جامی در نفحات این کتاب بصحت بدیل آنکه این کتاب بر نفحات بیک صدی تقدم دارد و عبارات و مضامین نفحات را اکثر مواضع با آن توافق دارد. سال ۱۵۰۰ هـ این امر متحقق است که خواجہ عارف دیوگروی (۱۵۰۰ هـ) مرید و خلیفہ خواجہ عبدالخالق مجدانی (۱۵۰۰ هـ) است و سلسله نسب ارباب خواجہ پیرا مالق والدین نقشبند ازین جماعت خواجہ عارف می رسد و خواجہ تقی (۱۵۰۰ هـ) از خلفای خواجہ فارغ است زلفا ۱۵۰۰ هـ خواجہ عبدالخالق پیر صحبت و خرقه خواجہ یوسف سمدانی (۱۵۰۰ هـ) بود و خواجہ تقی و نسب پیغخ ابوالولاد ناندی و ابودیو پیغخ ابوبکر اللہ جوینی کشیخ حسن سمنانی نیز صحبت داشته است زلفات ۱۵۰۰ هـ

۱۵، غازی کمال بلگرامی قدس سرہ

از جملہ اصحاب حال و آریاب کمال بوده است. عملش از قصبہ بانگر مومن توابع کمال بود
کہ از بلگرام بر مسافت نہ کردہ است. صاحب مرآة المبتدین می نویسد کہ :-

“غازی کمال بانگر موسیٰ صاحب و بہ اخلاق ظاہری و باطنی آراستہ بیہمت طلب علم و تہذیب
را در بانگر موگذاشتہ خود در بلگرام آمد۔ روزی کافران بر مردم مسلمانان بلگرام حملہ کردند
و جمیع مسلمانان برائے جنگ برآمدند غازی کمال نیز در ان بود شمشیری از دست کافر
برگرفتند رسید کہ سرش از تن جدا گشت۔ بیک دست نیزہ و بدست دیگر بر خور
گرفتہ متوجہ شہر گرودید۔ ضعیفانے کہ بیہمت تماشاخانے جنگ برآمدہ بودند یکے از ان
میان گفت: اینک این مرد سر را در دست گرفتہ می آید و در ہما نجا نیزہ را بر زمین محکم
کرد و خود از اسب فرود آمد و جان بہ جان داد۔ و از جوش درختے عظیم بہ وجود آمد و
مزارش ہما نجا شد کہ بر پشت ہمد گاہ واقع است۔ یزاد و یتبرک بہ

۱۶، قاضی عبد المتحیب بلگرامی قدس سرہ

از قبیلہ شیوخ فرشوری است کہ از نجباء بلگرام و اعیان این مقام اند نسب ایشان بہ
قاسم بن محمد بن صدیق اکبر رضی اللہ عنہم منہی می شود۔ سید محمد صفری جد سادات واسطی و جد
اعلائے شیوخ فرشوری بہ اتفاق از جانب خراسان بہ دیار ہند آمدند و بعد از ان کہ بلگرام مفتوح
گشت درین محل توطن اختیار کردند۔ مناصب شرعیہ بلگرام مثل قضا و افتا و عدالت تولیت
از قدیم الایام بہ شیوخ فرشوری تعلق دارد۔ و زمینداری تعلق بہ سادات صاحب مرآة المبتدین
می آرد۔

۱۷، غازی کمال بن سید اعز الدین المعروف بہ لال پیر نسب ایشان بہ امام زین العابدین علی رضی اللہ عنہ و والد ایشان
سید اعز الدین از قریہ ساوس بمعیت سلطان محمود غزنوی ہند وارد شدند و حکم سید الشہداء سالار مسعود غازی
در نواح گویا منور بر فقلہ خود شہادت یافت قبرش در قصبہ گویا منور است (مرآة مسعودی) و پیش از غازی
کمال در مکر بہ راجہ مہری مشکہ شہید شد مزارش در بلگرام است (تقیح الکلام ۵۶-۵۸) ❖

” قاضی عبدالمنتخب مقتدائے وقت بودہ و حاکم شرع شہر خود روزی و کس می گفت شیخ قاسم
 در مدرسہ او آمدہ پشت دست و بہ جانبش گرم گرم نگاہ کرد و فرمود سبحان اللہ چراغ روغن
 و قندیلہ دار و ” کئے نیست کہ حرکت دہد تا روشنی زیادہ شود این سخن کہ بہ گوش اور رسید
 کتابہائے خود را در چاہ انداخت . و مسند قضا را ترک داد و عقب شیخ قاسم افتاد .
 و بہ درجہ کمال رسید ” انتہی ۔

مرقد قاضی عبدالمنتخب بالائے تل جائے معروف است . حریمی و مسجدی دار و بر پشت
 مسجد جامع و قبور دیگر ہم از اقربا و فرزندان قاضی عبدالمنتخب در ان حریم واقع شدہ ۔
 مخفی نماںد کہ چون قاضی عبدالمنتخب علیہ الرحمۃ مسند قضا را ترک داد قاضی یوسف
 عثمانی یہ امر قضا پر داخت و از ان وقت این منصب در شیوخ عثمانیہ انتقال کرد ۔ قبر
 قاضی یوسف متصل در گاہ پیر عبداللہ است ۔

اما شیخ قاسم پیر قاضی عبدالمنتخب قدس اللہ سرار ہما از اولیاء وقت بود
 صاحب مرآة المبتدین گوید :-

” شیخ قاسم قدس سرہ مردی بزرگ بود و از عشق چاشنی تمام داشت “ ملفوظات اولیاء
 نازک و بلند واقع شدہ کہ سالک را البتہ مطالعہ آن می باید و عمل بر آن باید کرد ۔ و حجرہ اش
 در قصبہ بابل است ۔ کہ از بلگرام بر مسافت وہ کردہ واقع شدہ و مزارش در قنوج ۔
 روزی شیخ قاسم در حجرہ خود نشستہ بود گرد باوی کلان ظاہر گشت خادم را فرمود برد
 دعلے ما برسان و بگو حصہ ما دادہ بر دید ۔ چون گرد باد بیشتر رفت و طرف رنگین برستہ
 از ان غبار پدید آمد پیش شیخ اور شیخ بکشا و طعامی شیرین نفیس برآمد ۔ باہمہ یا ۔ ان
 بخورد و بعد از چند روزے گرد باد سے بآن طرف گزشت ہمان خادم بے اذن مخدوم
 رفتہ گفت حصہ ما را بدہید ۔ از ان گرد باد مجروح و خراب برآمد ۔ چون شیخ رسید
 فرمود اے بے عقل ” آن روز از طوطی پسری رفتند امروند از جنگ ہر بیت خوردہ می
 رفتند ” انتہی کلام مرآة المبتدین ۔

۱۷) شیخ عبدالرحیم بلگرامی قدس سرہ

نبیرہ قاضی عبدالمنتخب است و از خلفائے شیخ صفی الدین سانی پوری و شیخ الہدیہ خیر آبادی قدس الشہ اسرار ہم مصاحب مرآة المبتدین نقل می کند کہ :-

«بعد از ارتحال قاضی عبدالمنتخب فرزندانش ہمہ سرید و خلیفہ شیخ سعد و شیخ صفی شدند»

چون وقت فرسخ عبدالرحیم در رسید - شیخ صفی فرمود خلافتی در مانده است بشیخ عبدالرحیم

بدہیم - او عرض کرد کہ مادر من زنده است از واجازت بیارم ، وقتیکہ نزد ما در رسید

ما در او را از جر کہ کہ چنین دولتے رو داده بود قدران ندانستی - زود برو شاید در بابی -

تا آن وقت پیر از عالم رفتہ بود - وقت جان دادن زیر لب فرمود ، اگر عبدالرحیم بیاید

بگوئید کہ نصیب تو نزد شیخ الہدیہ است - بدین سبب شیخ عبدالرحیم نزد شیخ الہدیہ

رفت و آنجا تربیت یافت پس بزرگ مقتدائے وقت بودہ - بعد از ولایت شیخ

سعد انقدر برادر زادہ اش شیخ بہیکن ہم مقتدائے وقت شدند»

محرر رسالہ دستخط شیخ سعد الشہ بر یکی از قبالات شرعیہ مشاہدہ کرد تاریخ تحریر قبالت

خمیس و عشرین و الف -

۱۸) سید اجل بلگرامی قدس سرہ

از سادات قبیلہ بچ بہیہ ساکن محلہ میدان پورہ است نسبش بہ سید محمد صغری می رسد

برین نوح سید اجل بن سید حسین بن سید فضل الشہ بن سید علاء الدین بن سید ابراہیم بن سید

ناصر بن سید مسعود بن سید سالار بن سید محمد صغری قدس سرہ

سید اجل اجل زمان و اکمل دوران بود - عالم عامل و درویش کامل بزرگی و کمالات او

متفق علیہ است و بر افواہ و السنہ متواترہ بعد از تکمیل فنون علم بزیارت حرمین شریفین

زاد ہما الشہ لغظیمًا و تکریمًا شتافت - و ہفت نوبت مناسک حج بجا آورد و در مدینہ

الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقامت گزید۔ و تزوج و تاہل اختیار کرد و اولادی بہم رسانید۔
والحال نسل او ہم در مدینہ منورہ موجودہ است و ہم در بلگرام۔ زمانہ او ۹۴۵ھ خمس و
سبعین و تسعمائہ از بعضے سجلات قدیمہ معلوم می شود و رحمتہ اللہ علیہ۔

(۹) سید محمود اکبر قدس سرہ

از اکابر سادات بلگرام ساکن محلہ میدان پورہ و از احفاد سید محمد صغری است نسبش پرین
طریق سید محمود اکبر بن سید خدا داد عرف سید داد بن شاہ لطف اللہ بن سید سالار بن سید
حسین بن سید نصیر بن سید حسین بن سید عمر بن سید محمد صغری قدس سرہ۔
سید محمود مقتدائے اعیان عصر بود و در علم و عمل و تصفیہ ظاہر و باطن عدیل و نظیر نہ
داشت در ریعیان شباب بقصد طلب علم از وطن مالوف رحلت اختیار کرد و در حلقہ
درس بعضی علماء و اہل الخلافہ دہلی اکتساب علوم نمود۔ و بعد از تکمیل تحصیل عازم حجاز فیض طراز
شد و بہ ادائے مناسک حج و عمرہ و زیارت مدینہ سکینہ علی قاطنہا الصلوٰۃ و التحیۃ و خیرہ
سعادت اندوخت۔ بعد چندی غنان مراجعت ہنرمعطوف داشت و از راہ احمد آباد
بہ مندر رسید و شرف خدمت شیخ بہاؤ الدین بن ابراہیم القادری الشطاریؒ دریافت
و مرید گردید۔ مجموع سہ روز در خدمت شیخ اقامت داشت بہ حضرت شیخ درین سہ روز
اوراد و خلوت نشانہ روز سیوم فرمود کارت تمام شد و بہ خرّہ خلافت و اجانت ممتاز
ساختہ بجانب وطن اصلی مرخص نمود۔

حضرت سید بہ بلگرام تشریف آوردہ بہ درس علم و نشر افادہ اشتغال داشت۔ و بہ
تکلیف بعضی لہراء معتقدین چندی در قنوج و اطراف آن اقامت در زید آخر بہ بلگرام خود
نمودہ انزوای کلی اختیار کرد۔ و ابواب اختلاط خلق مسدود ساخت۔ و عمری در زیافت۔ و
بعضے سجلات قدیمہ گواہی بخط تشریف مشاہدہ افتادہ تاریخ تحریر سہل ۹۲۵ھ خمس و عشرین و

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰

۱۵ مرید شیخ احمد الجلیل القادری الشافعی تونی ۱۱۹۵ھ و او سار رسالہ شطاریہ است در تصویف شیخ عبدالحق
دہلوی صاحب اخبار الاخیار خلاصہ این رسالہ نقل کردہ در ک (۱۵۸۴-۲۰۰) ❖ ❖ ❖

تسعمائہ و الحال ان کاغذ بجانہ قاضی محمد کافی بن قاضی عبدالرسول فرشتوری موجود است۔
 حضرت سید شب چہار شنبہ پنجم رجب المرجب ۹۳۳ھ اشہین و ثلاثین و تسعمائہ داعی حق
 را البیک اجابت گفت۔ و در ہمین سال ہفتم رجب بہ تفاوت دو روز از ارتحال ان جناب
 بابر بادشاہ بر سلطان ابراہیم لودھی ظفر یافت و سلطنت ہندوستان را متصرف گردید
 آورده اند کہ حاکم شہر در موسم انہ مردم خود را در باغ حضرت سید فرستاد۔ باغبان ہر چند
 عجز و الحاح کرد کہ این باغ از فلان سید است حکام سابق در آنجا سررشتہ رعایت و ادب
 نگاہ داشتہ اند۔ مردم حاکم بہ خاطر نیاورده قصد شوخی و دست اندازی کردند۔ حکم قادر مطلق
 سنگ بارانی از آسمان پیداشت و مضمون تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ (سورۃ الفیل ۱۰)
 بتازگی عبرت افزا گردید۔ تعدی پیشگان دست و پاگم کردہ کعصفت ماکول با کمال خشکی
 راہ گریز پیش گرفتند و نزد حاکم رفتہ سرگزشت خود را نمودند حاکم از ظہور این کرامت ثمرہ
 اعتقاد بر دامن دل برچید و شرف حضور دریافتہ غدر خواہیہا بتقدیم رسانید۔ و چون این
 خارق سمرزد و عاکر و آہی از زندگانی دنیا سیر آمدہ ام مرار و دوا از غوغائے خلق یک سوکن۔
 حق سبحانہ اجابت کرد و عنقریب از وحشت گاہ امکان بخلوت کدہ قدس انس بخشید قبر
 حضرت سید در ہمان باغ است کہ جانب گوشہ مشرق و شمال محلہ سیدوارہ واقع شدہ۔
 بخط شریف او در وصیت بعضے فرزندان نوشتہ یافتہ۔

”یا بنی علیک بتعمیر القلوب تنفیر الکردب ۱۷ فرزندانم است بر تو آباد کردن دلہا و در ساختن
 فان اللہ سبحانہ عند المنکسرۃ قلوبہم و غمہا پس بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نزول شکستگان
 علیک بحفظ النسبۃ مع المحافظۃ علی می باشد و عنایت خاص بہ حال اینہا دارد۔ و لازم است
 الکتاب و السنۃ و اعباد ربک کانک تواد و بر تو حفظ نسبت معنوی یا محافظت ظاہر شریعت و

۱۷ سلطان ابراہیم لودھی پسر سکندر شاہ لودھی در اوخر سال نہصد و پانزہ ہجری در دار السلطنت اگرہ
 بر تخت نشست و بر اکثر ممالک ہندوستان فرمانروائی کرد تا آنکہ ظہیر الدین محمد بابر شاہ بادشاہ غازی و متولد
 ۸۸۸ھ متوفی ۹۲۶ھ) از اولاد تیمور صاحبقرآن از ولایت آمدہ در ۹۳۲ھ نہصد و سی و دو ہجری در میدان پانی پت
 با او محاربت نمودہ اورا کشتہ بادشاہ ہندوستان گشت پس از آن سلطنت ہند از طبقہ افغانان بر
 دو ماں تیموریہ انتقال یافت

لا تقصد فی الاولی والاخرۃ الا ایثاراً عبادت کن پروردگار خود را به حیثیتی کہ گویا در حضرت
 بحسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ او تعالیٰ حاضر می و او را به چشم سر می بینی. و خواه
 ونعم النصیر و در دو جهان مگر ذات حق را تعالیٰ شانه.

وآن جناب در علم اسما و تفسیر بے نظیر بود و جانور را نمی آزد و. و این مذهب ابدال است
 چه ابدال حیوانات را نه کشتن تا به حدی کہ موفیات را نه رنجانند. عارف جامی قدس سره السامی
 در نفحات الانس می فرماید کہ امیر چہ سفال فروش کثروم از دکان برداشتی و به باره قلعه و دیوار
 آن بروی و آنجا بگذاشتی و شیخ الاسلام گفت کہ پدر من بیچ جانورانه کشتی. این مذهب ابدال
 بود و ایشان از ابدال بودند.

مردی را وقت خوش کشت فرشته نمود راوید. وے را گفت چه باید کرد تا کسی شمارا به
 بیند گفت بیچ جانور را نباید آزد. آن مرد بیچ جانور نمی آزد و فرشته می دید. روضے
 مورچه وے را بگزید چیزے بروے زد مورچه بیفتاد پس ازان هرگز فرشته را ندید انتہی
 کلام النفحات.

و در ملفوظ خواجہ عثمان ہرونی مسطور است کہ ہر کہ دو مادہ گاؤذبح کند یک خون کرده
 باشد و ہر کہ چہار مادہ گاؤذبح کند و خون کرده باشد. و ہر کہ وہ گو سفند ذبح کند یک خون
 کرده باشد انتہی. شیخ نصیر الدین محمود محدث سرہ انکار کرده است کہ این ملفوظ خواجہ
 عثمان نیست. اما بر تقدیر تسلیم می توان گفت کہ این قول بر مذہب ابدال واقع شدہ.
 و در کتاب مشکوٰۃ شریف در باب الامارۃ و القضا از ابن عباس روایت میکند کہ من
 اتبع الصید غفل، و شیخ عبدالحق دہلوی در بیان این حدیث می فرماید:

۱۰ رجوع کن نفحات الانس ۲۵۸ مراد از شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری پیر مرآۃ صابا امالی بر طبقاً الصوفیہ
 سلمی است ۳ پیمان در مطبوعہ است اما در نفحات بعد لفظ ابدال لفظ و ایل کرامات است ۴ شیخ نصیر الدین
 محمود المعروف بر چراغ دہلی ۵۴، ۵۵ از اعظم خلفائے طہنج نظام الدین اولیا راست و این قول را شیخ عبدالحق
 دہلوی نیز در اخبار الاخیار ۸۱ بحوالہ خیر المجالس نقل کر وہ را یضارک خیر المجالس ص ۳۰
 ۵۵ رک مشکوٰۃ ۳۷۷ رواہ احمد و الترمذی و النسائی باختلاف الفاظہ و لفظہ من سکن البانینغافون اتبع
 الصید غفل و من اتی السلطان اقتتن

”یعنی کسیکے ہمیشہ ور پے صید روو و فتکار کنڈ از جہت لہو و طرب۔ غافل می گردو و از طاعات
 و لزوم جماعت و از جہت التزام بادیہ و دورافتادوں از مقام رقت و رافت و این تنبیہ
 است کسی را کہ عادت کردہ بدان و منہمک است در ان بے نیت تحصیل قوت حلال و الا
 بعضے صحابہ صید کردہ اندو بے شک و شبہہ مباح و حلال است۔ ولیکن شاعری گفت است ۵
 بہ شرع گر چہ حلال از مردت نیست ہلاک صید کہ اونیز چون تو جانور است
 و گفتند اند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ نفس نفیس خود صید کردہ و کسے را منع ہم
 ازان نہ کردہ انتہی کلام الشیخ۔

و در حدیث آمدہ ”انقوا هذه المجازس فان لها ضراوة كضراوة الخمر“ مجز
 جائے ذبح حیوانات را گویند مجاز جمع و ضراوة بضاد معجمہ معنی عادت حضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم می فرماید کہ بہ پرہیزیدند ذبح حیوانات را پس بدستی این را عادتی است مثل
 عادت خمر کہ بعد از خوش دل ترک متعذر می شود۔ و مراد آن است کہ مشاہدہ ذبح حیوانات
 قسادت قلب می آرد۔ و رحمت را از دل می برد۔ کذا فی نہایتہ ابن الاثیرؒ
 و در بستان تصنیف میرزا ذوالفقار متخلص بہ مویذ مسطور است کہ :-
 در شخصے را کہ از جانور آزدون اجتناب داشت سوال کردہ اند کہ سبب این معنی چیست ؟
 جواب داد۔ خدا طلبان را اہل دل خوانند و دل را کعبہ حقیقی گویند پس آنچه بر محرم کعبہ
 آب و گل حرام است بر محرم کعبہ حقیقی بطریق اولیٰ روانیست ۵
 شنیدہ ام کہ یہ قصاب گو سفندی گفت۔ در ان زمان کہ ہر شس را بہ تیغ تیز برید
 سسرای ہر شس و خار یکہ خوردہ ام این است کسیکہ پہلوی چہر ہم خوردہ خواہد دید“

۵ و فی المطبوع صید کردہ و التصویب من اشعة السمعات ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ و ما فی النہایتہ موقوف
 علی عمرؒ ۳۱۵ در آثار الامراء نیز این کتاب را بہ میرزا ذوالفقار خان نسبت واوہ لیکن بعضے این کتاب را بہ محسن فانی
 راجعہ نسبت واوہ اندر رو و کوثر بحوالہ مقالات شبلی ۳۸۷ و ۳۹۲ - ۳۹۴ و برائے احوال شیخ فانی
 رجوع بہ مفتاح التواریخ ۲۷۵

الاولیاء شیخ محمد غوث گوالیاری قدس اللہ اسرارہم کلہ بزرگزید۔ وہ چند فصل ضیائے صحبت گلشن زندگانی بہار آگین ساخت۔ بنا گاہ فریفتہ عاکیشہ نام زیبا چہرہ رعنا منظر ہی گردید ننگت ترا نکہ اونیز دل بروریش و درویشی بہ گرد واداء القصد بہ دستوری و خوشنودی ہر دو سوئے رسم عقدہ بجا آمد۔ فراوان سال ہمارا زبوند۔ سید احمد قادری کہ یکے از ہمازان اوست پیوستہ بزرگزار کہ شیخ بدو مراقبہ شب بہ صبح آوردی و از زین النامس حب الشهوات مستثنی بودی زیرا کہ بیچ گاہ نظر او بزرگ آئینہ لباط روزگار از جان رفتی۔ و دل بر سیمائے ہنگامہ و ہر فریب نخوردی بلکہ بزبون ترین خوش و پوشش و واع گرسنگی و دلا سائے برنگی بکش اوہ پیشانی فرمودی و سال نہصد و نود و پنج خشبچی پیکر سخاک سپرد بہ اصلی موطن بازگشت۔ انتہی۔

۱۱) سید محمد طاہر بلگرامی ؒ

المعروف بہ سید طاہر ابن سید قطب الدین بن سید ماہر و بن سید بدھ مسطور قدس اللہ اسرارہم سید عالی نسب و الاحساب در کمال جہارت طینت و مقدس گوہر است پاس شریعت بدرجہ اتم داشت۔ بعد از کسب علوم رسمی بخدمت شیخ صفی الدین سانی پوری مرید شد۔ و مدارج سلوک طے کردہ بہ پایہ رفیع ولایت برآمد و در سن ۹۵۰ھ خمین تسعمائہ رو بہ دارالبتقا آوردہ۔ و در ہمین سال سید نوح بن سید محمود اکبر کہ ذکر شریفش گزشت در گذشت۔ آیہ کریمہ فَلَيْتَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلاَّ خَمْسِيْنَ عَامًا مِّبِيْنٌ این سال است اگرچہ این تاریخ انتقال ہر دو بزرگوار میتواند شد۔ اما چون در بارہ

۱۱) شیخ محمد غوث گوالیاری۔ ابوالمؤید محمد بن خلیف الدین بن عبدالطیف الملقب بالغوث الکوایری (۱۹۰۰ھ) از اعظم مشائخ متاخرین ہند است و سلسلہ نسب وی بر پنج واسطہ بہ شیخ فرید الدین العطار متصل می شود۔ جد دوم وی از سادات عظام نیشاپور بود و سلسلہ ارادت بخدمت حاجی حمید الدین الکوایری (۸۳۵ھ) درست کرد و حاجی حمید از اعظم خلفائے شاد قاون را شیخ قاضی خان الگواتی (۹۲۰ھ) بود و احوال وی در تذکرہ مزبور اند و خزینۃ الاصفیاء ۲/ ۳۳۲-۳۳۳ اخبار الاجیار ۲/ ۲۵۲-۲۵۳ گلزار ابرار ۱/ ۲۰۰ ترجمہ ۲۹۰-۳۰۲) نثر منہ الخواطر ج ۴م رقم ۴۵۴

نوح علیہ السلام نازل گشتہ برائے مید نوح لطفی دیگر دارد۔ میر عبد الواحد در کتاب سنابل
در سنبله اولی می آرد -

در عهد بابر بادشاہ چند مغل بملاقات پیر دستگیر مخدوم شیخ صفی قدس سرہ آمدہ بودند سخن
در صحت سیادت افتاد آنها منکر شدند کہ در ہندوستان ہیچ بیدی نیست ہر چند
مخدوم ایشان را معقول می ساخت اصلاً قبول نمی کردند۔ گفتند در ولایت ماساواتی اند۔
صحیح الاصل متقی۔ متدین زاہد۔ عابد۔ علامت سیادت ایشان آنست کہ اگر موی ایشان
را در آتش سوزان بہند نسوزد۔ مخدوم فرمودند در ہندوستان نیز این چنین سادات ہستند۔
آنها پنداشتند کہ شیخ سخن بہ گزاف میگید گفتند یکے را حاضر باید کرد۔ حضرت مخدوم عم
فقیر را کہ طاہر نام بود و سید طاہر گفتندی طلبیدند۔ چون سراپائے وجود ایشان مثل نام ایشان
طاہر بود۔ یک جعد ایشان بریدہ در آتش سوزان تا دیر می گذاشتہ ذرہ سوختہ نشد۔
چون از آتش کشیدند ہم چنان خنک بود و گرم ہم نشدہ منکران شرمندہ و پشیمان شدہ
گاہے پائے مخدوم میگرفتند و گاہے در پائے عم من افتادند و معذرتہا بسیار کردند
رحمتہ اللہ علیہ

(۱۲) میر عبد الواحد

بن سید ابراہیم بن سید قطب الدین بن سید ابرو بن سید شاہ بدھ مذکور قدس اللہ
امر اہم قطب فلک ولایت و مرکز دائرہ ہدایت بود۔ صاحب آیات ظاہرہ و کرامات باہرہ
از اجداد ایشان سید ابرو و بعلاقہ حکومت از بلگرام بہ قصبہ سرہ رفت و در آنجا محل اقامت
آگند و سرہ مع بست و چہار موضع از پادشاہ وقت در انعام او مقرر شدہ بعد زمانی
باز مینداران آنجا مخالفت روئے داد و مقابلہ در میان آمد۔ سید با بعضی اولاد شہرت
شہادت چشید۔ مرقد او در قصبہ سرہ است و ماہر و کہیرہ متصل سرہ مشہور و آثار قلچہ بنا
کرده سید در آنجا باقی است و بقیہ اولاد با دیگر متعلقان از قصبہ سرہ در مکان گووگہاٹ
آمدہ سکونت گرفتند۔ و آنجا ہم پائے اقامت افشردن نتوانستند تا چارہ از آن جابر آمدہ

در قصبہ ساندھی کہ از بلگرام بر چہار کردہ است با اقامت کشادندیکے از احفاد بیدار ہوں
 یہ تحصیل علم پروا خت و بعد فراغ تحصیل سند منصب قضا و قصبہ باڑھی از بادشاہ وقت
 حاصل کرد۔ سید ماہر و سہ لیسر عقب گذاشت از آن جملہ اولاد و لیسر بتقریب منصب
 قضا و قصبہ باڑھی رفتہ لنگر اقامت انداختند۔ و در عہد اکبر بادشاہ قصبہ باڑھی در انعام
 ایشان شد۔

میر عبد الواحد قدس سرہ از اولاد لیسر سیدیم است کہ در قصبہ ساندھی ماند و کہ خدائی
 ضیہ ایشان با سید محمود اصغر حیدر علامی ما اتفاق افتاد و بنا بر الفتی کہ با فرزند خود داشت
 فرمودہ فلان مرابہ بلگرام طلبیدہ و در موطن آبار کرام تشریف آورده اول در محلہ میدان پور
 قریب خانہ سید محمود ساکن شد۔ بعد چندی بر کنار آبگیر سلہدہ رفتہ قدم اقامت افشرد
 حق تعالی در ذریت او خیر و برکت پیدا آورد۔ و از اولاد او در ان محل بکثرت فرصت محلہ
 عظمی معمور شد۔ و در اوائل بیعت بخدمت مخدوم شیخ صفی الدین سانی پوری بجا آورد و مور
 التفت خاص گردید۔ و او ہنر وہ سالہ بود کہ شیخ صفی ازین عالم رحلت فرمود۔ بعد از واقف
 شیخ بخدمت شیخ حسین سکندرہ پیوست و تربیت ہائے فراوان یافت چنانچہ خود در سائل
 می گوید :-

”این فقیر مرید مخدوم شیخ صفی است و خلافت مخدوم شیخ حسین وارو۔ مخدوم شیخ حسین را
 با پدر این فقیر الفتی و محبتی تام بود و میان یک دیگر اختصاص کل داشتند۔ و پدر فقیر نیز
 خلیفہ مخدوم شیخ صفی بود بدین سبب این فقیر جموع بہ مخدوم شیخ حسین نیز عنایتہا و
 و نوازشہائے فراوان ارزانی داشتند کہ یازادہ ماست و جامعہ خلافت نیز پوٹانید
 اگر چہ فقیر لیاقت این جامعہ نبود۔ اما شکرانہ و رگاہ باری تعالی می گزارم کہ پیوند بیعت
 با ایشان دارم۔“

عہد من بالرب فی زمین و بہن ان بست خدا ہا ہمہ بندہ و این قوم خداوندانند“ انتہی
 شیخ عبد القادر بیدار معنی در منتخب التواریخ می نویسد :-

۱۰ رجوع کن رقم ۱۳ ذکر فقار ۱۰ رجوع کن رقم ۱۴ ذکر فقار ۱۵ منتخب التواریخ بلاونی ص ۳ طبع لکھنؤ ۱۸۸۱

دی شیخ عبدالواحد بلگرامی بسیار صاحب فضائل و کمالات و ریاضت و عبادات است و اخلاق سنیہ و صفات رضیہ دارد و مشرب او عالی است۔ پیشتر ازین بچند سال نقش و صورت بہ ہندی می بست و می گفت و حال می درزید۔ درین ایام خود را از ہمہ گذرانید و شرمی بر نثر ہمتہ الارواح نوشتہ محققانہ و همچنین در اصطلاحات صوفیہ خیلی رسائل نوشتہ از ان جملہ سنابل نام و غیر آن تصانیف لائقہ نیز دارد اگر مرید بجائے دیگر است اما بہرہ تمام از صحبت شیخ حسین سکندرہ یافتہ و ہر سالی از بلگرام بہت عرس شیخ می آمد۔ اکنون کہ ضعف بصر پیدا کردہ نمی تواند رفت و ورقنوج توطن مبداشت۔ در سال ۹۷۰ ہجری و ہفتاد و ہفت کہ فقیر از لکھنؤ بہ بلگرام رسیدم شبے بہ عیادت آمد۔ و آن ملاقات اول بار بود کہ حکم مرہم داشت و گفت این ہمہ گہائے عشق است۔ و محمد می شیخ عبداللہ بداونی نیز اتفاقاً چون رجال الغیب از بداونی ہما نجا تشریف آوردند و یقین شد کہ اگر شب قدر در یافتہ باشم آن شب خود ہد بود۔ و میر طبع نظم بلند دارد،

تا اینجا عبارت شیخ عبدالقادر صاحب منتخب التواریخ است۔ و او میر عبدالواحد را شیخ عبدالواحد نوشت بہ اعتبار مشیخت و بزرگی۔ چنانچہ شیخ عبدالقادر جیلانی گویند آخر خود می نویسد کہ میر طبع نظم بلند دارد۔ کلام شیخ کہ آن ملاقات اول بار بود۔ دلالت میکند کہ ملاقات او با میر عبدالواحد مکرر واقع شد و شیخ عبدالقادر در آغاز حال از رفقا میر حسین خان بود و حسین خان یکے از نوکران در گاہ اکبری است چنان ہی در لکھنؤ جاگیر داشت و شیخ عبدالقادر در لکھنؤ ہمراہ بود و ملاقات خود با میر عبدالواحد در سال نہصد و ہفتاد و ہفت نوشتہ و در ضمن سنوات در وقایع سال مذکور می نگارند کہ درین سال پرگنہ لکھنؤ از حسین خان تغیر شد و خان مذکور بہ تقریبی از رہ ولایت اودہ در حا و د کوہ سو الگ در آمد و با کفا کوہستان جنگ کرد اکثر فقار او شہید و مجروح شدند و فقیر درین سفر برخصت حسین خان از لکھنؤ بہ بداونی آمد و انتہی کلامہ ملخصاً۔

۱۷۰۰ شیخ عبداللہ بداونی مرید شیخ عبدالباتی چشتی بداونی و از مشایخ وقت فیض حاصل کرد و جموع کن منتخب ۲۹۷

۱۷۰۰ جموع کن بدایونی ص ۱۷۰۰ طبع لکھنؤ ۱۲۸۴

کسیکے از لکھنؤ قصد بداون کند بلگرام در عرض راه می افتد۔ ظاہراً در ہمین سفر در بلگرام
 با میر عبدالواحد ملاقات دست داد۔ و عبارت او کہ شبیہ بہ عیادت آدمی خواهد کہ بیمار باشد
 و نیز عبارت او کہ حکم مرہم داشت و گفت این ہمہ گلہائے عشق است میخواید کہ زخمی باشد۔
 اما کلام او در احوال حسین خان ناظر است برین کہ با حسین خان بکوہستان نہ رفت و از لکھنؤ
 برخصت حسین خان متوجہ بداون شد و برین صورت از زخمیان جنگ کوہستان نمی تواند شد
 و در وقایع ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱ و ۹۵۲ بیان می کند کہ فقیر از کانت کولہ بتقریب زیارت مزار
 فاضل الالوار بدیع الحق والدین شاہ مدار قدس سرہ یہ مکن پورہ رسید۔ و بدام عشق گمہفتار
 گشت۔ عزت الہی چندی از قوم معشوق را مسلط ساخت و نہ زخم شمشیر پیالہ بر سر و دست
 و دوش خورد و ہمہ پوست مال رفت مگر زخم سر کہ استخوان را شکستہ بمغز رسید و تہی مغزی
 بار آورد و رگ بصر اندکے بریدہ شد و آن جہان را سیر کردہ آمد و بخیر گذشت و جراحی حاذق
 در قصبہ بانگر موی پیدا شد و در عرض یک ہفتہ زخمها فراہم آمد انتہی کلامہ ملخصاً عبارت سابق
 یعنی حکم مرہم داشت و گفت این ہمہ گلہائے عشق است با این واقعہ مناسبت تمام دارد۔
 اما اختلاف سال ابا میکند و شیخ عبدالشکر کہ از بداون آمدہ در شب بملاقات میر عبدالواحد
 شریک صحبت شد و نسخہ بجائے شیخ عبدالشکر عبدالقادر بنظر و آد غلط کاتب است
 صحیح شیخ عبدالشکر است۔

و میر علاء الدولہ بن میر یحیی سیفی قزوینی در نفائس المآثر آورده کہ :-

۱۷ رجوع کن بلاؤنی ۱۷۸۰ ۱۷۸۱ ۱۷۸۲ بدیع الدین شاہ مدار اخبار الاخیار ۱۷۸۳ نفائس المآثر۔ تالیف میر
 علاء الدولہ متخلص بہ کامی است کہ از خانوادہ معروف علمی و ادبی قزوین بودہ و عصیت و شہرت این خاندان
 از ابرکن تا ہندوستان رسیدہ بود اسم پدرش میر یحیی بن عبداللطیف السیفی الحسینی قزوینی (۱۷۲۷ ۱۷۵۵ م)
 است کہ از مورخین بزرگ آن عہد بود کہ ہمایوں شاہ (۱۷۳۶ - ۱۷۶۳) از تاریخ وانی او حیرت کشید و غیر از
 رسائل مختلف یحیی تاریخی بنام "دلب التواریخ" برائے ابوالفتح بہرام مزار بن شاہ اسماعیل تالیف کرد پس
 او میر علاء الدولہ از کوچکی ذوق و شوق بشعر و علاقہ بہ خطاطی داشت و برین فن رسالہ بنام "صحیفۃ الارقام" تالیف
 نمودہ بود تالیف نفائس المآثر در ۱۷۸۱ آغاز کرد و علت غائی این کتاب را سلطان جلال الدین اکبر بادشاہ
 غازی قرار دادہ چنانچہ دو وصف اکبر این بیت را نوشتہ ۔

پیش رخت حکایت خوبان فسانہ ایست و مفصود ذکر تست و گرا بہانہ ایست : بقیہ حاشیہ ص ۲۹ پر لا ختم ہو

مناقب و آثار میرتاویر بیان کرد۔ و فرمود شبے در مدینہ منورہ پہلو بر بستر خواب گذاشتم و در واقعہ می بینم کہ من رسید صبغۃ الشدیر و حی معاد مجلس اقدس رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باریا شدیم جمعی از صحابہ کرام و اولیاء امت حاضرند و رہنہا شخصے است کہ حضرت با اولب تبسم شیرین کردہ حرفہای زین و التفات تمام دارند۔ چون مجلس آخر شد از رسید صبغۃ الشدیر استفسار کردم کہ این شخص کیست کہ حضرت با او التفات باین مرتبہ دارند گفت میر عبد الواحد بلگرامی و باعث مزید احترام او این است کہ سنابل تصنیف او در جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقبول افتاد حضرت میر در سنابل می گوید کہ :-

” روزی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جملہ اموال خود را راہ رضای خداوند تعالی تصدق کرد۔ حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام از او پرسید ما خلفت لعیالک فقال اللہ ورسولہ جبریل امین در رسید گفت یا رسول اللہ فرمان می شو و پیرس از ابو بکر من تنہا پسند نمودم کہ بانام من نام رسول را ہم ذکر کردی۔ سبحان اللہ و بجدہ کثیر این کدام منزلت و این چه رتبت و قرابت است کہ حق سبحانہ برگزفتن نام رسول غیرت می برد۔ و انشہادینمشہا این جا پیے گم کنن۔ بخاطر یکیک این ضعیف می رسد کہ سر عتاب آنست کہ لے ابو بکر پایہ معرفت تو بجائے رسیده است کہ رسول را از ماجدانمی بینی زیرا کہ او در ما نحو است و ما درو ثابت پس چرا جدا ذکر کردی کہ گفتہ اند از عرش تا فرش محمد ا غلام چون حق تجلی شد محمد کدام۔ و نیز بخاطر میرسد کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ جواب بر قدر مقام عیال و اہل بیت خود گفته است نہ بر وفق مقام خود چه رسول علیہ السلام از و ما خلفت لعیالک پرسیده بود و اگر ما خلفت لنفسک پرسیدی جواب از مقام معرفت خود وادی یعنی اللہ وحدہ گفتمی“

و نیز در سنابل می گوید :-

” یکے از یاران مولف شیخ نظام نام داشت و ختر مغلی را تعلیم می کرد۔ و ختر و رغایت جمال بود جوانی را نظر بر جمال او افتاد و شیفتہ شد و حال نامرادی و دردمندی خود شیخ نظام

لہ نظر رقم ۱۶ ذکر فقرا ۶

ہاز نمود شیخ نظام گفت تو ہر روز ہمراہ من بیا۔ من اور تعلیم میکنم تو آنجا بنشین و می نگر
برین ماجرا مدتی گذشت۔ روزی آن جوان دردمند با شیخ نظام آہستہ گفت این دختر را بگوئید
قد مے آب بمن دہد۔ شیخ نظام دختر را گفت قدح آب خوردن بیار دختر قدح پُر آب آورد۔
گفت بدست این جوان بدہ دختر قدح پیش جوان برد جوان قدح از دست او گرفت و جان
بہ جهان آفرین سپرد۔“

و از نو اور تصانیف او شرح کافیہ ابن عا جب است بطور حقائق تا مبحث غیر منصرف
درین مقام بندی از او اہل آن نسخہ بطریق اختصار ایراد میروند ”الکلمۃ لفظ ای
ملفوظی علی التناد وملحوظہما قلوبنا ومحفوظہ بہ بواہتتا
یعنی کلمہ توجید در مرتبہ اقرار بربانہائے ملفوظ است و در مرتبہ تصدیق ولہائے مارا ملحوظ
و در مرتبہ احوال باطنہائے ما از و محفوظ مصنف رحمۃ اللہ علیہ اکتفا یند کہ مرتبہ اقرار کرد
و در معطوف مخدوف فرو گذاشت بحکم آنکہ حکم کردن بر اسلام و سبب جریان تکالیف
احکام منبسط و مربوط بمرتبہ اقرار است و قرینہ حذف مفہوم از عبارت مصنف است
کہ می گویند وضع لمعنی مفرد نہادہ شدہ است یعنی لازم گردانیدہ شدہ است
قبول آن کلمہ توجید بر رقاب و لواصی بجهت تحصیل معنی کہ فرود مجرد است از کفر و نفاق
و معاصی پس لفظ مفرد قرینہ حذف است زیرا کہ افراد سہ مرتبہ دارد افراد از کفر و افراد از
نفاق و افراد از معاصی فالافراد من الکفر فی رتبۃ الاقرار والافراد من النفاق فی رتبۃ
التصدیق والافراد من المعاصی فی رتبۃ الاحوال لان من لقی ربہ تعالیٰ موحداً یہدل اللہ
سیاۃ حسنات وہی رسم و آن کلمہ توجید سہ نوع است یکے اسم چہ اقرار و تصدیق فقط
اسم توجید و صوت اوست و فعل دوم فعل توجید و عمل اوست و آن در یافت احوال است
و حرف بیوم حرف توجید است و این توجید عظمی است کہ از استعداد انسانی بر طرف است
و از علامات آن ہر دو توجید مذکور بے نشان و بے کیف کہ علامتہ الحرف خلوہ عن علامات
الاسم والفعل“

مخفی نماند کہ دو شرح دیگر عبارت عربی و فارسی تا مبحث غیر منصرف بطور حقائق در نظر

فقیر رسیدہ نام شاسح عربی میر ابوالبقا است ظاہر معاصر میر باشند و نام شارح فارسی مس
موہن بہاری کہ از میر متاخر است و چون صیت بزرگی میر عبد الواحد سامعہ افروز اکبر بادشا
گردید معتمدی رانزد میر فرستاد و از کمال تمنا و درخواست ملاقات نمود۔ میر قصد آرومی مع
کرد و چون بدرگاہ سلطانی رسید بادشاہ اعزاز و اکرام تمام بتقدیم رسانید و پانصد بیگمہ زمین
از بلگرام بطریق سیوریغال نیاز کرد۔

شبہ وزومی بخانہ حضرت میر در آمد نابینا گشت۔ فریاد بر آورد و حضرت میر اورا توبہ و
دعا کرد تا حق سبحانہ و تعالیٰ عاٹہ بصر اورا باز گردانید۔

ویکے از کفار جنیان بردست حضرت میر بدولت السلام شرف اندوز شد ہمیشہ حاضر
می بود و خدمت بجامے آورد۔ عمر گرامی از صد سال متجاوز بودہ و عمال ایشان در شب
جمعه سیوم ماہ رمضان ۷۱۰ سبقت افتادہ۔ عزیزی در تاریخ گوید
"چورفت واحد صوری و معنوی گفتم ہزار و ہفدہ و شب جمعه ماہ صوم سیوم"
مصرع ثانی تاریخ صوری و معنوی است اما بست عدد بحساب جمل زائد میشود آن را تعمیر
لطیف خارج کرد یعنی واحد صوری کہ نوزدہ است و واحد معنوی کہ یک است مجموع
بست عدد برآمد مرقد منور و بلگرام زیارت گاہ خاص و عام است۔

میر عبد الواحد را چہار پسر والا گہر بوجہ وجود آمد۔ درین مقام نخستین احوال شیخ صفی الدین
سانی پوری و شیخ حسین سکندریہ و شیخ عبدالقادر بداونی و سید صبغتہ الشد بروچی و شاہ
کلیم الشدشتی دہلوی و ملا موہن بہاری قدس الشد سراسر ہم کہ اسامی این اکابر در ضمن
ترجمہ میر عبد الواحد مذکور شدہ ثبت می کنم و بعد از ان تراجم فرزندان میر و اصحاب
سجادہ تحریر می سازم۔

شیخ صفی الدین عبد الصمد (۱۳)

بن شیخ علم الدین سانی پوری قدس سرہ از کمل اولیا و اکابر خلفاء شیخ سعد الدین خیر

آبادی است مرجع اتقاصی و ادانی بود و در کشف حقائق و تربیت طالبان شانی عالی داشت
 و بر طریقہ پیر حضور و مجرزیست۔ درس و از وہ سالگی از سانی پور بخیر آباد آمد۔ در خانقاہ
 شیخ سعد الدین جا گرفت و تحصیل علم مشغول گشت روزی نظر شیخ سعد الدین بر شیخ صفی
 افتاد پیش طلبید و احوال استفسار نمود۔ چون نام پدش شیخ علم الدین گوش کرد و شفقت
 بسیار فرمود از جهت سبق معرفتی کہ با شیخ علم الدین داشت و از کمال عنایت بہ نفس
 نفیس خود متکفل تربیت شد۔ شیخ صفی مدتها نزد حضرت شیخ تلمذ کرد و بسعادت ارادت
 مشرف گشت و خدمتہا بجا آورد۔

شبہ شیخ اور اور غیر موسم ترب فرمود درین وقت ترب از جائے پیدا خواهد شد شیخ
 صفی غدری نہ کرد کہ نیم شب است و ہوائے ترب نیست۔ عرض کرد کہ میروم و تفحص
 میکنم در مقام خیر آباد کوچہ بکوچہ می گشت و از محلہ بہ محلہ می دوید مردمان در ہائے خانہ
 بستہ بخواب رفته در آن وقت خبر ترب از کہ استفسار نماید در حیرت فرو ماند و جائے
 نشتمی گریست۔ مردے در خانہ خود بیدار شد گفت ورو مندی گریہ میکند خبرے
 باید گرفت۔ صاحب خانہ بیرون شتافت و پرسید کیستی و چرا گریہ میکنی؟ گفت مرا ترب
 در کار است۔ آن مرد گفت ہوائے ترب نیست دو کس دیگر حاضر شدند۔ زنی گفت من
 در صحن خانہ فلان کس دیدہ ام کہ ترب رستہ است ہمہ باتفاق آنجا رفتند و مردم آن خانہ
 را بیدار کردند و ترب درخواست نمودند۔ صاحب خانہ و ترب بر آوردہ بہ آبی پاک
 شست و شیخ صفی را حوالہ نمود۔ شیخ صفی ہر دو ترب را پیش شیخ آورد شیخ خوش وقت گردید
 و دعا فرمود کہ از تو ہر کارے دشوار و ہی صعب کہ کسے را رود ہد آسان خواهد شد انشاء اللہ
 تعالیٰ شیخ اور اور اربعین نشانہ روز سیوم فتح باب شد و علویات و سفلیات ہمہ یکشوف گشت
 و بہ جامہ خلافت مخلص گردید و از جمیع خلفا شیخ قدم پیش گذاشت و سالہا بر مسند ارشاد
 نشست و طالبان را بہ مطلوب رسانید۔ میر عبد الواحد بلگرامی در حل شبہات می آرد کہ:-

”در ابتداء حال بعضی مشکلات علم شریعت و طریقت از علماء کبار و مشائخ نامدار می پرسیدم
 و جواب شانی نمی یافتم۔ بخاطر قرار دادم کہ اقصائے عالم را بہ گردم تا مگر با مردے ملاقات

شود کہ حل این مشکلات نماید۔ چون روان شدم در منزل اول وقت قبولہ پیر و ستگیر یعنی
مخدوم شیخ صفی را بخواب دیدم و از عین عنایت التفاتہا یافتم بخاطر فقیر رسید کہ ملا حضرت
مخدوم حاضر اند بہ مسافرت احتیاج نیست پس بہ نیت تجدید و ضو از پیش مخدوم برخاستم
قاضی الہد او قدوائی کہ یکے از مریدان مخدوم است از عقب من آمد و گفت ترا حضرت
مخدوم می طلبند و می فرمایند خاطرمانی خواهد کہ فلان کس بجائے برو و فقیر شتاب برگشت
و بہ ملازمت شریف رسید و پیر رسید۔ قاضی الہد او از زبان مبارک این سخن بہ من رسانید
فرمودند بچنین است۔ چون بیدار شدم در میان سفر و اقامت متر و گشتم۔ آخر با خود
قرار دادم کہ اگر بار دیگر چنین خواب بہ بینم از سفر باز گردم۔ بار دیگر بہمان خواب دیدم
بالضرور باز گشتم و در خانقاہ پایان مرقد پاک چہل روز کم و بیش معتکف شدم آن ہمہ
مشکلات را جوابی شافی یافتم و درین نسخہ آن اصول و اجوبہ ثبت نمودم۔
و نیز عبد الواحد در سنابل گوید کہ :-

« در خانقاہ شیخ سعد قدس سرہ غلام بچہ بود صفیا نام ہر گاہ کسے اور اندا کردی شیخ صفی
قدس سرہ جواب دادی و حاضر شدی و اصلاً بخاطر شریعت ایشان نبود کہ مرا
بہیچ کس صفیا نخواہد گفت۔

« ہر کہ در خود دید و روے کس ندید مرد از خود رستہ را حق برگزید
شیخ صفی قدس سرہ فرمود راہ درویشی راہ مرگ است یعنی مَوْتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا
و خلق تدبیر زندگانی گرفتہ درین راہ قدم می نہند۔ و اکثر مردم خود سکہ درویشی را وسیلہ
جلب رزق دانند و بپر جوع و قبول خلق فریفتہ بمانند۔ شیخ فاضل و الشمند بر یکے از ملوک
رفتہ بود و زبان بر لہ نہ کرد و این بیت بر خواند

سرور اسر منگ را فرمان بدہ دست و زبان بشکنند یا پامی من
شیخ صفی قدس سرہ مصرع ثانی را بگردانید و گفت
دست و زبان نشکنند جز پائے من۔

وفات شیخ صفی نوزدہم ماہ محرم ۹۳۳ ۱۰۳۳ ثلث و ثلاثین و تسعمائہ میر عبد الواحد بلگرامی شیخ

(۱۴۷) شیخ حسین قدس سرہ ساکن سکندریہ

از اعظم خلفاء شیخ صفی الدین سانی پوری است نخست از اغنیاء روزگار بود و جوہر سخاوت بہ مرتبہ کمال داشت و مشق تیراندازی و گوی بازی و سایر حرفتہای سپاہ گہ می بجائے رسانیدہ بود کہ بادشاہ و امراء وقت می دانستند ناگاہ جذبہ عنایت الہی در رسید و اورا از آلائش دنیا مبرا گردانید۔ ہمہ اسباب دنیوی برانداخت و حشتی بہم رسانید آخر کار شباروزی برداختہ برآمدہ چون طائر سرزیر بال کشیدہ در عالم استغراق می بود۔ در ہمان حالت کمند جاویدہ جانب حریم شریفین کشید و باین سعادت عظمیٰ نایز گشت۔ شبے سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام در عالم رویا جلوہ نمود و فرمود و خودیہ ہند باید کرد و در مقام سانی پور بہ شیخ صفی الدین دست بیعت باید داد۔ شیخ حسین گفت چون بہ سانی پور رسیدم بخاطر گذشت کہ شیخ مراد خلوت یاد کند و کلاہ از میر مبارک التماس ناکر وہ مرحمت فرماید و مکانی برائے عبادت معین سازد۔ چون بہ عقبہ سعادت رسیدم۔ شیخ خادم را فرمود۔ شیخ حسین نامی برود۔ ایستادہ است اورا بگو کہ در آید۔ خادم برآمد و فریاد کرد کہ شیخ حسین کیست۔ من بطور قلندران پوست تختہ دربرداشتہم گفتم نام من حسین است اما شیخ ہیستم۔ بخادم برگشت و بہ عرض رسانید فرمود ہمان است خادم بان آمد و مرا بہ ملازمت اشرف برد۔ شیخ شفقت بسیار مبذول نمود و کلاہ خاص پوشانید و در خانقاہ ملائک پناہ جا داد۔ دو اربعین در خانقاہ کشیدم بعد از ان حکم شد و سکندریہ رفتہ باید شست و خلق خدا را ہدایت بایا کرد و او مدت پنجاہ سال در گوشہ عبادت قدم افشرد و برور مخلوقی آبروی فقر نہ ریخت۔

لے و از شیخ صفی اکابر علماء و مشایخ استفادہ کردند منجملہ آہنا شیخ فضل اللہ جوہری دہلوی۔
است کہ در ہمان پور مرجع انام گشت و دوم شیخ نظام الدین رضوی انجیر آبادی ۹۳۳ھ است
کہ از نسل سید محمود حسینی شیورانی بود۔

راقم الحروف در اینجا تقریب ملاقات شیخ حسین با شیخ صفی قدس اللہ سرار بہا مطابق روایت صاحب گلزار ابرار بحفظ معنی و تبدیل عبارت ثبت نموده است۔

میر عبد الواحد در سنابل گوید بہ

حضرت مخدومی قدس اللہ روحہ را چون جذبہ ہدایت الہی و کشش عنایت تا تنہا ہی در رسید باطن شان از لذات و شہوات و نیا سر و شد۔ جاہ و وسنگاہ دولت دنیا را بر انداختند و چون ابراہیم اوہم رحمۃ اللہ علیہ با فقر و فاقہ در ساختند و برین فقر کہ بعد از غنا حاصل شد چنان راضی و شاکرمی بودند کہ دیگران بر غفلتے کہ بعد از فقر حاصل شود و آنان کہ ایشان را در حالت توانگری دیدہ بودند چون خوشنودمی ایشان بر حالت فقر و بے نوائی می دیدند تعجب می کردند و می گفتند کہ آن توانگری و دولت و آن جاہ و شوکت و آن دلاوری و شیرمردی و صنعت تیر اندازی و حرفت گوئی بازمی بیندہا و بخششہا ہمہ را انداختہ این مرد بر بے نوائی خوشنوداست مخدوم بعضی را جواب می گفت کہ اگر خداوند تعالیٰ غریب نواز نہ بودی این غریب را از ان مرود اگر بانی می وہ پایہ صبر و قناعت کہ رسانیدی۔ و بعضی را جواب می گفت کہ اسے یاران شکر نعمت باری تعالیٰ بر من درین حالت افزون تر است کہ نام من از دفتر توانگران کشیدہ و جریدہ فقر و مساکین ثبت کرد۔ و در سلاک پیران طریقت مسلک گروانیدی کہ الدنیا ملعونۃ و ما فیہا الا ذکر اللہ الحاصل مرویاید کہ قدم در داہ فقر استوار

۱۔ ابراہیم بن ادہم بن منصور در ۱۷۱ھ۔ ۲۶۸ھ التیمی البخی ابو اسحاق: من کبار الزہار حالات او در بلاد اسلامیہ و اخذ علم از کبار اہل علم مشہور است و اخبارہ کثیرہ و فیہا اضطراب و اختلاط و فی المکتبۃ الظاہریہ بدشق "سیرۃ السلطان ابراہیم بن ادہم۔ ۴" قصد عامیہ و فی الطبقات الصوفیہ للسلہی۔ روی حدیث السجدۃ علی کور العمامۃ عن ابن عباسؓ ردک: حلیۃ الاولیاء، ۱: ۷۷: ۳۶۷ - ۳۹۵ ج ۸ ص ۵۸ - طبقات شعرانی ج ۱ ص ۸۱ الریالۃ القشیرہ: ۹ صفۃ الصفوۃ ۴: ۱۲۷-۱۳۲ شذرات لابن العما د: ۲۵۵ فوات الوفیات ج ۱ ص ۳ مرأۃ الجنان: ۱: ۲۹ تا ۳۰ نایخ کبیرا: ۲۰۰ الانساب تہذیب التہذیب: ۱: ۱۰۲ تہذیب ابن عساکر: ۲: ۱۶۷ و البدایہ و النہایہ: ۱۰: ۱۳۵ و الشریعی: ۲: ۸۲ و دائرۃ المعارف الاسلامیہ: ۳۳ و المناوی: ۱: ۳۷ و نفحات الانس ۲۲ - ۲۴: ۴

”نہد و از شدت فاقہ و بے نوائی نگریز و نہ رسد“

”چہیت دنیا خاکد ان کہتہ ویرانہ“
 خصہ جائے محنت آبادی ملامت خانہ
 ہر شبی نامنرائے ترک دنیا کے کند
 سرفرازی رارسد وریا ولی مروانہ
 و حضرت مخدوم را چون عمر بہ آخر رسید و آخرین آیام گاہ گاہ می فرمودند کہ از دے من
 آنست کہ وقت موت خوش الحافی این آیہ را در پردہ کوری وجیت سری کہ ہر وہ
 ان پردہ ہائے بندی است بخواند آیتہ این است رَبِّ قَدْ أَنْتَبَيْتِي مِنَ الْمَلِكِ وَ
 عَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَ إِلَهِي فِي
 الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَ الْحَقُّنِي بِالصَّالِحِينَ تَاوَرَ كَلِمَةً تَوَفَّنِي مُسْلِمًا
 وَ الْحَقُّنِي بِالصَّالِحِينَ۔ جان بدہم انتہی۔

و این ازان قبیل است کہ سلطان المشایخ نظام الدین دہلوی قدس سرہ را پردہ پور بی بسیار
 خوش آمدی وقتے بعضے از حاضران مجلس پرسیدند مخدوم پور بی را بسیار می شنوندند خوش می کنند فرمود آری
 روز میثاق ندای الست بویکم ازین پردہ شنیدہ ہوم۔
 آورده اند کہ چون وفات شیخ قریب رسید در فضلے مسجد کوری حضرت کرد و طرح عمارت ریخت باد و ستار
 حرف مدلع در میان آورده مردم در مقام حیرت شدند چون عمارت بہ اتمام رسید کشاوه پیشانی
 جان شیرین بجان آفرین سپرد و کان ذلک فی ۹۶۶ ست و سبعین و سہمائیہ۔

(۱۵) شیخ عبدالقادر بداونی

جامع فنون فضائل بود و امام اقران و امثال کسب کمالات از شیخ مبارک ناگوری و دیگر

۱۵ المتولد در ۹۱۱ھ، والمتوفی در ۹۸۲ھ از علماء روزگار بود در مبادی احوال پیش ابو الفضل کا زرونی
 و مولانا محمد الدین محمد طاری در بکرات کسب علوم نموده بدرس علوم دینیہ اشتغال داشت خصوصاً علم تصوف
 را خوب و نزدیک و در آخر عمرش تفسیر قرآن مرسوم بہ منبع نفائس العیون در چہار مجلد کبیرتالیف کرد این ہمہ شغف
 بہ نمودار و بطوریکہ یکدم بے استماع سرودے و سازے آرام نماند و بجائے قرآن قرأت قصیدہ ہائیمہ فارض و قصیدہ
 بدہ للہ بھتری وغیر ہما را در ولایم گرفت القصد شیخ سائلک اطوار مختلف۔ اوضاع متلون بود در رکبتخبہ التواریخ ۳۰۳-۳۰۴
 تذکرہ علماء ہند ۴، اہزم تیموریہ ۸۰۔ و بار اکبری ۲۰۰ - ۲۰۵ حدائق الحنفیہ ۳۹۴ بوستان اخبار ۱۴۴ - ۱۵۳ نثر ہند
 الخواطر ج ۵ رقم ۵۳۸

فضلا و عصر نمود و با فضیلت علمی طبع نظم و سلیقه انشاء عربی و فارسی و چیزے از نجوم ہندی
 و حساب و وقف لغہ ولایت و ہندی و شطرنج صغیر و کبیر نیز داشت و بین نوازی ہم
 بقدری می دانست و در شیوہ قناعت و راستی و درستی ممتاز می زلیست و اکثر
 مشائخ و علماء عصر خود را دریافت و صحبت داشت چندی با حسین خان کہ از متصبداران
 در گاہ اکبری بود بسر برد آخر بوسیلہ جلال خان قوچی و تعریف میر فتح اللہ شیرازی
 پہ منصب پیش امامی اکبر بادشاہ منصوب گردید و مدت چهل سال با شیخ فیضی و ابوالفضل
 مصاحب ماند اما در تاریخ خود چہا کہ بحال این ہا نہ پرداخت و ترجمہ شیخ فیضی مذمت
 او بسیار میکند آخر بہ معذرت زبان می کشاید کہ چہ توان کرد حق دین و حفظ عہد آن بالاتر از
 ہمہ حقوق است الْحُبُّ لِلَّهِ وَ الْبَغْضُ لِلَّهِ ہر چند سنین اربعین تمام در مصاحبت او
 گذشت اما بعد تغیر و ضاع و فساد مزاج آن نسبت بہ مرور خصوص در مرض موت مرتفع
 شد و صحبت بہ نفاق انجامید از یک دیگر خلاص یافتیم و ما ہمہ متوجہ در گاہی ایم کہ ہمہ
 داور بہا بہ آنجا بہ فضل رسد الْأَخْلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدَاؤُا إِلَّا الْمُتَّقُونَ
 و از جملہ راست مزاجی ہائے او این است کہ وقایع چهل سالہ اکبر بادشاہ پوست کندہ
 نوشتہ دور اطہار کلمہ صدق از مخالفت چنین بادشاہ صاحب واعیہ نہ اندیشیدہ و بر مضمون
 آیت صدق پیرایہ الیس اللہ بکاف عبدا عمل شود و مرید شیخ حاتم سنبہلی است . و اعتقاد

۱۵۰۰ ہمیشہ بود و در عہد اکبری بمنصب ہزاری رسیدہ بود و در غیرہ الخوانین (۱۳۷۲) اسم ایشان جمال خان قوچی مذکور است
 ۱۵۰۱ رک: رقم ۶۴ ذکر فضل ۱۳۰۰ برائے احوال ملک الشعراء شیخ فیضی ربیع کن رقم ۱۴ ذکر فضل او در او علامہ عمر شیخ ابوالفضل
 علامی (۱۰۱۱-۱۱-۱۰۵۸) پسر و دم شیخ مبارک ناگوری (۱۱۰۰) در عہد اکبری بعہد وزارت ممتاز و مرزا گردید و محسود لہر
 و شاہزادگان شدیدیونی او را متہم بالمجاد و زندقہ گردانید از آثار او اہم کتب شہرت دارند (۱) مکتوبات ابوالفضل جمع
 و تذوین شیخ عبدالصمد بن افضل محمد تمیمی اکبر آبادی (۲) ترجمہ فارسی حیاء الحيوان الکبری للدمیری (۳) ترجمہ الخلیل و
 فارسی (۴) عیار و انش (۵) ترجمہ کلیدہ و رمنہ (۶) آئین اکبری (۷) اکبر نامہ و غیر آن حاجی خلیفہ و کشف الظنون ہا
 این ہر دو کتاب امتیاز نہ کرد و آہنہا را یک کتاب شمار کرد . ۱۵۰۲ شیخ حاتم سنبہلی مرید و شاگرد شیخ عزیز
 تلمبانی سنبہلی (۱۵۰۵) بود و در عہد خود من حیث الجماعۃ بے ہمتا و یگانہ بود تا ہفتاد سال برسند و رس
 و ارشاد متمکن بود و در ۱۵۰۶-۷۹ از دارونیا و گذشتہ تذکرہ رحمان علی (۱۵۰۶) و منتخب التواریخ
 ۱۵۰۷ و مفتاح التواریخ

خاص بخدمت شیخ داؤد چینی وال داشت و فاش در حد و دست مبارک والف واقع شد۔

۱۶) سید صبغة الشین سید روح الشربجی

بروج از توابع گجرات احمدآباد است از کمل خلفاء و تلامذہ شیخ و حبیہ الدین گجراتی بود چند سال حسب الاشارہ مرشد و وطن خود بہ افادہ تحصیلین و امر معروف و نہی منکر اشتغال داشت۔ ناگاہ شوق زیارت حریم شریفین حفظہما اللہ تعالیٰ دامنگیر شد۔ و باین دولت کبری استسعا و یافت و محبت اولاد و رعایت صلہ ارحام عنان اورا جانب وطن اصلی منعطف ساخت۔ تا آنکہ در ۹۹۹ھ تسبیح و تسعین و تسعماتہ دل از ہمہ پر و اختہ مجرمانہ وار و مالوہ گرویدہ درین ایام شوق زیارت مدینہ مصطفوی علی صاحبہا السلام و التیجۃ بوش نزد جلوریز در سال ہزارم از راہ خاندیس بہ احمد نگر و کن رسید۔ و بہ تکلیف والی آنجا برطن الملک یک سال کتر در آن محل وقفہ واقع شد سال دیگر بعزم سفر دریا کر عزیمت بر بست و در بلدہ بیجاپور عبور افتاد۔ والی بیجاپور نیز چندی بہ تواضع و دلربائی تمام نگاہ داشتہ سامان سفر مبارک ہیسا ساخت و جہاز خاصہ گذرانید تا جمیع صوفیان و درویشان بہ فراغ خاطر ہگرائے منزل مقصود شونہ رسید بعد وصول اماکن قدسیہ و حصول زیارت بنویہ در کوہ احد سکونت وزید۔ و مرجع طلاب صوری و معنوی گردید و جوہر خمسہ را تعریف کرد۔ و احمد شنائی از تلامذہ

چینی قصبہ است از توابع بلاہر بعد از کودکی لاہور آمدہ پیش مولانا اسماعیل اچہ کہ تلمیذ جامی بود تلمذ نمود و بعد از ریاضتہائے کثیرہ کامل شد و سلسلہ قادریہ و چشتیہ را رولج داؤد و در ۹۸۲ھ وفات یافت۔

و منتخب التواریخ از ویادگار است کہ بر حق گوئی و خدا شناسی و فضل و کمال او دلیل واضح است میر ہجابر بلا تنقید کرد این کتاب را در ۱۰۰۰ھ بہ تمام رسانید و تاریخ آن بتعمیر این چنین گفت سال تاریخ نزل جستم گفت۔ انتخاب کرد و ثانی درک مفتاح التواریخ ۱۹۹-۲۰۰) ۳۵ بروج و بجزوج نام قصبہ است در میان سہت و ہرودہ ۳۵ متونی (۹۹۹-۱۵۹۰) ۳۵ بن علی بن عبدالقدوس بن محمد شنائی المہری ثم المدنی شنائی بر جوہر دو حاشیہ نوشتہ اند (۱) تجلیۃ البصائر علی کتاب الجوہر (۲) ضائر السرائر الالیہ و جوہر آیات جوہر الغوثیہ (۳۵۴-۱۰۲۸ھ) تلمیذ شمس الدین ربلی و نیز از شیخ محمد بن ابی الحسن بکری روایت کرد تواریخ وی مشہور تر اند درک۔ خلاصۃ الاثر للمہدی (۲۳۳-۲۳۶) ہدایۃ العارفین (۱۵۴) انسان العین فی مشائخ الحرمین تاج العروس و لغوی) ۳۵

از بران حاشیہ نوشتت و شناومی بکسر شین معجمه و تشدید لون نسوب به یکے از اکمنه و الآن معرب
 جواهر خمسہ مع حاشیہ در دیار عرب مروج است. مردم کثیر از خدمت سید اخذ طریقہ کردند و بطلب
 اقصی فائز گرویدند. شیخ محمد عقلیہ مکی قدس سرہ در کتاب لسان الزمان ترجمہ اورا چنین ذکر میکنند
 و التیغ الکبیر العالم الشهیر السید صبغۃ اللہ بن السید روح اللہ المحسنی شیخ
 مشائخ الطریقۃ الشطاریۃ العتیقہ رحمہ اللہ تعالیٰ و هو صاحب العلوم
 الجمیۃ و المعارف العظیمة انتفع بہ الناس و اخذوا عنہ و هو احد من اطهر
 اللہ تعالیٰ و اشہرہ اخذ طریقۃ سادۃ الشطاریۃ عن السید و جید
 الدین و هو عن الغوث سیدی محمد غوث صاحب الجواهر الخمسہ
 و قد انتفع بہ اناس کثیرون منهم السید اسعد البلخی المتوفی
 بالمدينة و التیغ الکبیر احمد التناوی - و السید صبغۃ اللہ مصنفات

الجواهر الخمسہ - تالیف حضرت خواجہ محمد غوث گوالیری (۱۹۰۰) و خزینۃ الاصفیاء ۲ : ۳۳۲ - ۳۳۴ اخبار الاخیار
 (۲۵۳ - ۲۵۶) و لغتناومی علیہ حاشیہ باسم تجلیۃ البصائر و ضمائر السرائر الالہیہ فی جواهر آیات العوالم
 محمد بن احمد بن سعید الحنفی المکی شمس الدین المعروف بعقیدہ مثل والد خود از علمائے تاریخ است کاشتغال
 بحديث و دارند کتاب اولسان الزمان فی التاريخ مرتب بحوادث سنین است تا سنہ ۱۱۲۳ھ و ایضاً
 المواسب الجزلیۃ فی مرویات ابن عقیدہ " و بدایۃ الطلاق الی الصوفیہ فی سائر الدقائق " و عقود الجواهر فی سلسل
 الاکابر " کہ ثبت او در علم تصوف ، از ویادگار اند و ایضاً فقہ القلوب و معارج الغیوب و غیرہ کتب از مشہور
 اندوفات او در (۱۵۳۴ھ) است درک : الرسالۃ المستطرفہ ۴۳ و فہرس الفہارس ۲۷۳ و النتاج
 للزیدی (۳۰ : ۸) و بروکلین (تعریف عبد العظیم بخار) و زر کلی (۲۳۹ - ۲۴۰) و ایضاً بر احوال
 سید صبغۃ السدر جوہر کن : لطف السمر و قطف الثمر للغزنی و خلاصۃ الاثر للہجری . سید ابوالموید محمد بن خلیفہ
 الدین بن عبد الطیف بن معین الدین بن خلیفہ الدین بن ابی یزید بن شیخ فرید الدین العطار الشطاروی الگوالیری
 الملقب بالغوث از اعظم مشائخ متاخرین ہندوستان است و جہر مروج ایشان از مساوات عظام بيشاپور
 بود . سلسلہ ارادت بخدمت حاجی حمید الدین الگوالیری (۸۳۵ - ۹۳۰) کہ از اعظم خلفائے شاہ
 فادون را شیخ قاضی خان الگجراتی (۲۰۹ھ) بود با درست کرد احوال وی و در تذکرہ زندہ بود اند و کتاب وی
 " الجواهر الخمسہ " مشہورتر و خزینۃ الاصفیاء ۲ : ۳۳۲ - ۳۳۴ اخبار الاخیار ۲۵۳ - ۲۵۶
 تذکرہ علمائے ہند ۲۰۶ منتخب التواریخ ۳۹۶ - ۳۹۸ و دو کوثر ۳۶ - ۴۰ نیز بہتہ الخوطبہ رقم

” منها کتاب الموحدة ورسالة اعادة الدقائق في شرح مرآة الحقائق و
 ما لا يسمع المریدات ترك كل يوم من سنن القوم توفى رضى الله عنه
 بالمدينة سنة ١١٤٠ هـ عشرة الف وقبره بها يزار ويتبرك به انتهى“

(۱۷) شاه کلیم اللہ چشتی دہلوی قدس سرہ

از مشاہیر مشائخ متاخرین است در علوم عقلی و نقلی پایہ بلند و در حقائق و معارف رتبہ
 ارجمند داشت. اسلافش به کسب معارفی اشتغال داشتند حق تعالی اورا بہ معارفی قلوب
 اختصاص بخشید و عالم عالم دہلہ را بہ ترویج ہمت مامور گردانید بعد از تکمیل تحصیل بہ جرین
 تشریف زانو ہما اللہ شرفا و کرامت شتافت و مدتها در آن دیار فیض آتار بسر برد و بخدمت شیخ
 یحیی مدنی دست بیعت داد و با فراوان نعمت بدیار ہند مراجعت نمود و در شاہجہان آباد
 در بازار خانم منزل گزید و بدکس کتب حقائق و تربیت ارباب ارادت مشغول گشت
 و تفسیری بر کلام اللہ در سلک تحریر کشید۔ امر او فقر حلقہ اعتقاد و در گوش داشتند و بہ
 مطالب دینی و دنیوی کامیابی اندوختند بیست و چہارم شہر ربیع الاول ۱۱۳۳ ہجری
 و اربعین و ماہ الف بعالم قدس آر میزد و در حویلی سکونت خود مدفون گردید۔

(۱۸) ملا موہن بہاری قدس سرہ

نام اصلی او محی الدین است مولد و منشا بلدہ بہار و در سن نہ سالگی کلام اللہ را حفظ کرد

لہ مرآة الحقائق۔ الشیخ علاء الدین علی بن احمد المہتمی در ۸۳۳ ہجری ذکر فضل او رقم ۱۰ رسالہ جامع جہاں نما
 را تعریف کرده آن را باسم ”مرآة الحقائق“ معنون کرد و من بعد بر آن شرح تحریر کرد و سہی بہ ”اراءة الدقائق
 فی شرح مرآة الحقائق“ و اما شرح الشیخ صبغۃ اللہ پس آن شرح دیگر است بر صاحب سان الزمان التباس
 شد و اللہ الدقائق را بنام سید صبغۃ اللہ نسب کرد و ثقافت الہند للید عبدالحی الحنی، ۱۱۳۵ نیز ”سراء السبل“ کتکول
 کلینی و مرقع از ویادگار اند ۱۱۳۵ ہجری از اعظم خلفائے شیخ محمد اعظم ر۔ چشتی است و سلسلہ او بچند
 واسطہ پوراغ و ہلی متصل میشود۔ مریدان وی بسیار از اہل کمال بودہ اند بسال اللہ وفات یافت (نہزینہ: ۱۰۷/۱۱۵)

۱۱۳۵ ہجری تاریخ وفات ”دہلوی و صہ“ است ہ

و بخدمت پدر خود ملا عبدالشکسب علوم نمود و در ہندہ ساگی فاتحہ فارغ خواند و چندی در وطن خود
 بہ درس و افادہ پرواخت۔ بعد از ان بہ ملازمت شاہ بہمان بادشاہ رسید و بہ تعلیم شاہزادہ
 محمد اورنگ زیب معین گردید۔ و بخدمت شاہ حیدر نیرہ شیخ و جیہ الدین گجراتی قدس الشد
 اسرار ہما بیعت کرد۔ عاقبتہ الامر از پیغمگاہ خلافت رخصت گرفتہ بہ وطن رشتافت بریافت
 و مجاہدہ کار بست و در عمر ہشتاد ساگی در سنہ ثمان و ستین و الف مرحلہ آخرت پیمود۔

۱۹) میر عبد الجلیل بن میر عبد الواحد قدس سر

میر عبد الواحد دو بار کد خدا شد و چہار پسر والا گہر و دو دختر متولد گردید۔ از حلیلہ اولی میر
 عبد الجلیل و یک دختر و از حلیلہ ثانیہ سہ پسر و دو دختر متولد گردید از حلیلہ اولی میر عبد الجلیل
 مشاہدہ کردم کہ تولد عبد الجلیل اول وقت ظہر روز پنجشنبہ بیستم ماہ رجب ۱۰۶۲ شنبہ شین و
 سبعین و تسعمائہ اتفاق افتاد۔ میر عبد الجلیل صاحب جذبہ قوی و کیفیات عالی بود۔

در آواز شباب و حشت دامن دل گرفت دست از ہمہ باز کشیدہ سر بہ صحرا زد و دروازہ
 سال در ولق و رویشی اقصائے عالم را سیاحت کرد۔ و اکثر اوقات در صحاری و بوادی بسر برد
 و قوت لایموت از اوراق اشجار و نباتات صحرائی ساخت و با مخلوق اختلاط نہ نمود۔ و درین
 مدت از ہر طرف خبرش گل نہ کرد۔ اقربا را مایوسی فر و گرفت بعد انقضائے دو از دہ سال در
 موسمی کہ عرس حضرت یدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ می شود و خلایق از اطراف و اکناف دور
 دست برائے زیارت می آیند۔ و جماعہ زوار وارد بلگرام شد۔ چہ مرقد منور شاہ مدار از بلگرام
 برووازہ کردہ است و گذارش بر سر کوچہ کہ در آنجا خواہر اعیانی او خانہ داشت افتاد۔ میر در آن حالت
 اکثر در عالم بیخودی می بود و نعرہ می کشید۔ اتفاقاً محاذی خانہ خواہر نعرہ از دوسر بر زد۔ خواہرش
 با وصف طول ایام جدائی و بایوس بودن از حیات بر اور آواز شناخت و گفت چنان معلوم
 می شو کہ این آواز عبد الجلیل است۔ و بے اختیار تا دہلیز خانہ و ویدہ آمد۔ و بر اور را در آغوش
 گرفتہ زاندر گریست۔ میر ہر چند نا آشنایانہ خواست کہ خود را کنارہ کشد۔ آخر صلہ رحم
 غالب آمد و حشت را بہ الفت مبدل ساخت آن عقیفہ میر را بخانہ برد۔ و رفتہ رفتہ

لباس پوشائند۔ میر بعد چندی متزوج و متاہل شد و در آخر عمر از بلگرام بہ قصبہ مارہرہ من تواج
اگرہ رفت و اقامت گزید۔ و ہما بخارخت سفر بہ دار عقیب کشید۔ و فاتش ہشتم ماہ صفر ۱۰۵۴
سبع و خمین و الف روز و شنبہ اتفاق افتاد۔ مزار فایض الانوار در آن مقام زیارت گاہ و
انام است رحمۃ اللہ علیہ۔

میر عبد الجلیل را سبب قدسی گہر بوجہ آمد۔ اصغر ایشان سید اویس قدس سرہ کہ بعد از حال
والد ماجد سجادہ ہدایت آراست۔ و آن جناب اویس بن ایمان و سہیل فلک عرفان بود۔ و شیوہ
ابدال برگزیدہ کرد۔ اذیت ہیچ ذی الروح نمی کرد تا بجائے کہ مؤذی را نمی رنجانید۔ و نوعی
شیمہ کریمہ ترجم داشت۔ کہ اگر مزہوری را کاری فرمود وقت شدت حرارت موسم تابستان
و صورت برودت ایام زمستان از شفقت عمل باز داشتہ و رطل عافیت جا میداد۔ و اجرت
تمام و کمال تسلیم می نمود بیستم رجب ۱۰۹۴ سبب و تسعین و الف در مزار قدس خرامید۔
خوابگاہ او در بلگرام سر راہ واقع شد۔ بحالت غریبانہ آسودہ است پشاه جلال بدخشی خرد
تخلص گوید۔

مقبول خدا اویس ثانی
تاریخ وصال او خرد گفت
از دار لال بست محفل
بر اوج سپہر یافت منزل

(۲۰) سید فیروز

خلف الصدق دوم میر عبد الواحد است قدس اللہ اسرارہما مرجع اکابر و اصاغر عصر
بود۔ و قدرے عظیم و شانے نجیم داشت۔ و در شیوہ بذل و سخا و انجام مطالب مستمنان
یگانہ می زیست۔ از ابتدائاً انتہا بخدمت پد بزرگوار تلمذ نمود۔ و کتب درسی را تمامہا
گذاند۔ چون میر عبد الواحد قدس سرہ ازین عالم رحلت فرمود۔ مردم نظر صاحب سجادگی
بر سید فیروز داشتند۔ سید فیروز برادر خرد و خود میر سید طیب را بر سجادہ اجلاس داد و فرمود
سجادہ را شمانگاہ داد۔ و خدمت در ایشان و اہل خانقاہ من بجامی آرم سید فیروز شبانہ
روز اطعمہ و اغذیہ برائے داد و صادر در مطبخ مہیا میداشت و چہار صد و ختر غرابا وضعفا کہ

استطاعت تزویج داشتند فراخور مرتبہ ہر کدام از طرف خود نقد و جنس سامان کرده کہ خدا ساخت۔ و قریب بہ صد سال در کمال عظمت و اقتدار زندگانی کرد و باین ہمہ یک نفس از یاد مولیٰ بہ غفلت نہ گذرانید۔ تمام شب احیامی کرد و مراقبہ و اوراد و وظائف مستغرق می بود۔ پنجم محرم ۱۰۶۶ سنہ است و سنین و الف سفر آخرت گزید و پہلو سے قبر میر عبد الواحد قدس سرہ جانب شرق مدفون گردید۔

میر سید طیب قدس سرہ بعد فوت برادر بسیار مغموم شد۔ چون اوراد و قہر گذاشتہ برآمد بسیار خوش وقت و شگفتہ برآمد۔ مردم متعجب شدند و سبب استفسار کردند گفت برادر من بامن وعدہ کرد کہ غم نخور بعد از شصت روز بہ من ملحق می شوی۔ آخر چنان شد و بعد شصت روز میر سید طیب ہم ازین عالم نقل کرد و رحمتہ اللہ علیہ۔

(۲۱) میر سید کجی

خلف الصدق ثالث میر عبد الواحد است قدس اللہ اسرارہما و گوشت کتابی بخط خاص میر عبد الواحد معائنہ کردم کہ تولد فرزندم کجی شب دوم از ماہ ذی القعدہ کہ شب اول ہفتہ بود وقت سحر ۹۸۵ خمس و ثمانین و سعمائہ و ست واد "سید کجی" ملکی بود بہ صورت انسان و مصداق آیه صدق پیرایہ و سلام علیہ یومہ و ولد و یومہ یموت و یومہ ینبت حیًا۔ عالم کامل و از پدایت تا نہایت تلمیذ والد ماجد بود۔ و کلام اللہ را از برداشت۔ و بہ الحان دلربا سامع را از خود می ربود۔ و از دنیا و مافیہا محترز و مجتنب می زیست و لیل و نہار بہ شغل ریاضت و ادائے طاعت و افادہ طلبہ ظاہر و باطن می پرداخت از انفاس متبرکہ اوست نسخہ میزان الاعمال و معیار الاحوال در سلوک قبرش بر چہ تیرہ علیحدہ از چہ تیرہ مرقد میر عبد الواحد جانب شرق قدس اللہ اسرارہما۔

(۲۲) میر سید طیب

صاحب سجاد و خلف الصدق رابع میر عبد الواحد است قدس اللہ اسرارہما بخط شریف

میر عبدالواحد مشاہدہ افتاد کہ تولد سید طیب روز یکشنبه مقدار یک ونیم پاس بود نہم ربیع الآخر
۹۱۶ھ است و ثمانین و تسعمائے وہی ذات مقدسی است کہ اگر تقلید باو نماز کنند می زید و اگر زمین
و زمان بر خود بالنسب می شاید صاحب مرآة المبتدین کہ معاصر حضرت میر است می طراز ذکر ہے۔

” میر سید طیب مائت و شصت و دو روز قوام عالم و برکت بنی آدم از ذات اوست در تہ قطبیت

و ابد الیت و غوثیت و اقامت و آنچه توان گفتن در ذات او موجود است و دولت ما و زاد

داد۔ و از کثرت عبادت گویا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ بعد کرامات ظاہر شہ اند و از ان

روز کہ شعور بہم رساند نماز را بقضا نخواند و اگر وجود ایشان قبل ازین می شد و در محبتین و سلف

صالحین می شمرند۔ و امروز کہ یکہ امہ سلف را خواهد بہ بین میر سید طیب را مشاہدہ کنند من

کہ ہاشم کہ احوال و مقامات ایشان را بیان کنم برائے این زبان می باید۔ و ولی و فہمی می شاید امروز

آن زبان کہ ثنائے ایشان کند کہ۔ و ولی کہ حقیقت ایشان در یاد و فہمی کہ واقف عال ایشان

باشد کہجا۔ ہمین قدر این داعی میداند کہ قوام عالم از ذات ایشان است و آنچه پیغمبر صلی اللہ

علیہ وسلم فرمود بعد از ہر صد سال مردی پیدا شود کہ سنت ما را تازہ گرداند امروز وجود میر است

” ہم برین نکتہ ختم شد مقصود اللہ الحمد ذی العلاء و الجود

تالیخا از مرآة المبتدین است۔

آن جناب کسب کمالات صوری و معنوی از خدمت پدر بزرگوار نمود۔ و بعد از ارتحال

پدر باستحقاق بر سجادۃ ارشاد نشست۔ و طالبان مولی را از مبادی سلوک بہ ہمتہای

وصول رساند و اتباع شمائل نبوی در جمیع حرکات و سکنات منظور داشت و مدت العمر

بہیچ سنت نبوی بقدر امکان فرو نہ گذاشت۔ بہر علوم رسمی نمی ازوریائے کمال ایشان

بود۔ ہموارہ بہ افادۃ محصلین می پرداخت۔ و بسا مردم را بہ میامن تربیت بر صدر استادی

نشانہ بعضے کتب درسی مثل ہدایہ فقہ و تفسیر قاضی بیضاوی و غیر ذلک محشی بخط خاص او

امروز موجود است کہ دلالت دارد بر کمال تبحر و جودت فطرت او۔ سید کرم اللہ پدر سید

العارفین میر شاہ لدلہ قدس اللہ امرار ہما می فرمود کہ اگر کسی خواهد ملک را بر روی زمین بہ بیند

میر سید طیب ما مشاہدہ کند۔ و سید العارفین از جناب ایشان استفادہ نمودند و بہ مرشدی خود

یاد می کردند می فرمودند۔

روزے عزیزے مشتاق شدہ بدیدن میر سید طیب آمد و مشکله از مسائل توحید پرسید حضرت میر خود را بہ تجاہل انداختہ فرمود من ازین مسئلہ خبر ندارم و از قصور خود در نظر مردم دستنی اعتقاد مسائل پروانہ کرد۔ چون مجلس منقضی شد و خلوت دست و او حضرت میر مسائل را فرمود۔ سخن خانہ بہ بازار نتوان گفت۔ حالاً آنچه میخواہی استفسار کن۔

در میان شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ و حضرت میر مجتبیٰ بیوٹی عظیم بود۔ شیخ عبدالحق بہ رعایت بزرگی اورا شیخ طیب می گفت۔ وقتے شیخ عبدالحق در ایام پیری درس می گفت۔ در مقامی از کتاب متاہل شد۔ در آن وقت میر سید طیب را یاد کرد و فرمود۔ اگر شیخ طیب درین وقت می بود۔ بہ آسانی این مقام را حل می کرد ناگاہ میر سید طیب کہ بہ ارادہ دہلی از وطن برآمدہ بود و رہمان ساعت کربتہ از راہ بخدمت شیخ عبدالحق رسید۔ شیخ بسا۔ خوش وقت گردید و فرمود مرحبا در یاد شما بودیم و قصہ را باز گفتہ کتاب در میان آورد۔ میر سید طیب کتاب را در دست گرفتہ لختہ تامل کرد۔ و عبارت را بہ نہجی خواند کہ مطلب بے آنکہ تقریر کنند خود بخود واضح گشت۔ شیخ با حاضران فرمود من نگفتہ بودم کہ شیخ طیب این مقام را بہ آسانی حل می کند۔ در آن ایام شیخ نورالحق خلف الصدق شیخ عبدالحق بہ تکلیف ہاوشاہ وقت متقلد قضا مستقر الخلافہ آگرہ شدہ بود۔ شیخ عبدالحق از میر سید طیب استفسار نمود کہ از کدام راہ آمدن اتفاق افتاد گفت از راہ آگرہ فرمود بانورالحق ملاقات شد۔ گفت از موانع سفر فرصت ملاقات دست نداد شیخ فرمود ہا ہرا ازینکہ او مترکب قضا شد اعراض بہ عمل آمد پس کلمہ چند در تعریف پسر بزبان مبارک آورد و فرمود اگر چہ پسر من است اما بجائے پدر۔ و اگر چہ شاگرد من است اما بجائے استاد و اگر چہ مرید من است۔ اما بجائے پیری دانم۔ میر سید طیب از پیش شیخ برخاست بعنوانی کہ گویا بر لے کرد و گردن می رود۔ و بے اطلاع شیخ ہمان طور کربتہ بر جمع القہقری راہ آگرہ گرفت۔ و با شیخ نورالحق ملاقات کردہ برگشت شیخ عبدالحق از حسن خلق میر خلیل خوشنود گردید و معذرت ہا بزبان آورد۔

۱۷ رجوع کن رقم ۱۸ ذکر فضائل ۱۹ رجوع کن رقم ۱۹ ذکر فضائل ۲۰

سید ضیاء اللہ بلگرامی ^{رحمۃ اللہ علیہ} کہ ذکرش در فصل ثانی می آید روزی سے عزم ملازمت میر سید طیب
 نمود و ارادہ کرد کہ اگر امر و ذ حضرت میر بدست خود مرا بیرو پان خوراند ولایت ایشان را معتقد
 می شویم۔ چون بہ حضور مجلس انور فایض گشت حضرت میر را اشراق شد۔ بہ خادم خود بلو نامی
 فرمود بیرو ہائے پان بیار۔ خادم بیرو ہا را حاضر ساخت حضرت میر بیرو ہا را بجمع حضار محفل تقسیم
 نمود۔ و سید ضیاء اللہ را ندا و چون مجلس برخواست و سید ضیاء اللہ تنہا ماند۔ حضرت میر
 بیرو ہا بدست مبارک خود و اکروہ بہ سید ضیاء اللہ حوالہ نمود۔ سید سخت الفعال کشید حضرت
 میر زجر فرمود کہ در ویشا نرا امتحان نباید کرد۔ مبادا سخط ایشان در حرکت آید۔

روزی سے وضومی کرد ناگاہ آفتابہ سفال کہ در دست داشت بہ دیوان زد۔ مردم ازین حرکت
 غیر متعاد متعجب شدند۔ بعد چند روز خادمی کہ اورا جائے فرستادہ بود باز آمد۔ و نقل کرد کہ در
 صحرائے می رفتم شیرے با من دو چار شد۔ و خواست کہ حملہ کند حضرت میر دستگیر یعنی میر
 سید طیب را یاد کردم۔ ازہوا آفتابہ پیدا شد ویر کلاہ شیر زد و شیر رواز من گردانندہ راہ صحرا پیش
 گرفت۔ و من از آن ہلکہ نجات یافتم۔ چون تاریخ ضبط کردند ہر دو قضیہ و یک آن واقع
 شدہ بود۔

حضرت میر در تاریخ پنجم شہر ربیع الاول ۱۰۶۶ ست و ستین و الف و را نجم قاس
 جلوہ افروز گردید۔ و از کمال تبعیت او این کہ در شہر ربیع الاول انتقال کرد۔ و این سنت
 کبے اختیار می بود نیز اورا حاصل گشت۔ عمرش ہفتاد و ہشت سال و یازدہ ماہ الّا اربع یوم۔
 مرقدا و قریب بہ مرقد میر عبدالواحد در محوطہ علیحدہ تاریخ وصال ایشان دستون دین انبیا
 و دین ایام میر محمد یوسف برادر ہم درس فقیر کہ ذکرش می آید این تاریخ قدیم را در سلاک
 نظم کشید

پنجم شہر انتقال نبی رفت طیب زوہر بے بنیاد
 ان پے ضبط سال تاریخش گفت ہالف ستون دین افتاد
 ۱۰۶۶ھ

۱۔ جمع کن رقم ۴۸ ذکر فضلہ علیہ سخط یعنی غصہ

(۲۳۳) میر عبدالواحد اصغر

خلف الصدق و صاحب سجادہ میر سید طیب بن میر عبدالواحد است قدس اللہ
اسم اور نسبت بہ جذا علی اصغر گویند۔ ان جناب بہ کمالات مورو فی موصوف بود
وزنگار طبیعت از آئینہ طالبان می زدود۔ وفاتش در عشرہ ثانی بعداۃ والفت قبرش
پہلو می قبر میر سید طیب قدس اللہ امرارہما۔

(۲۳۴) میر سید نعمت اللہ

بن سید محمد زاہد بن میر عبدالواحد اصغر قدس اللہ امرارہم۔ سید محمد زاہد بار صاحب
سجادگی برزہ تافت۔ قرعہ این دولت بنام سید نعمت اللہ زدند۔ در دانش صورتی پایہ
بلند و در حقائق و معارف رتبہ ارجمند داشت۔ ابتداءً حال نزو عم بزرگوار خود میر
عبدالہادی بن میر عبدالواحد اصغر کہ ذکرش در فصل ثانی می آید انشاء اللہ تعالیٰ تلمذ
نمود۔ بعد از آن بہ حوزہ درس ملاقطب الدین شہید سہالوی رسید۔ و تتمہ کتب تحصیل
بہ استعداد تمام گذرانیدہ فاتحہ فارغ خواند و بہ وطن مالوت آمدہ سجادہ نشین آباء گرام گردید۔
و مسند ارشاد را بہ اضافہ مشغول تدریس رونق و وبال بخشید۔ راقم الحروف اکثر بحضور صحبت
با برکت سعادت اندوخت۔ پیر متراض نورانی۔ صاحب اخلاق رحنیہ و سجاہت مرفعیہ
بود و جامع برکات از سببائے مبارک می تافت۔ برین حقیر عاطفت خاص می فرمود و نوبتی با
فقیر نقل کرد کہ روزی در حلقہ درس قطب المحدثین سید مبارک بلگرامی کہ ذکرش پیش
در ہمین فصل آید۔ حاضر شدم آیتے از کلام اللہ مذکور شد سید مبارک تتمہ آیت درخواست
من فی الفور تتمہ آیت فرخواندم۔ سید مبارک استفسار نمود کہ شما حافظاید۔ من بر
سبیل طبیعت جواب دادم۔ حافظ نیستم اما پدر حافظم۔ نام یک پسر ایشان حافظ بود۔
سید نعمت اللہ پنجم شہر رمضان سال ۱۲۸۰ ربیعین و ماۃ و الف بر ریاض رضوان

۱۲۸۰ رجوع کن رقم ۵۵ ذکر فضلار ۱۲۸۰ رجوع کن رقم ۳۳ ذکر فقار ۱۲۸۰

خرامش نمود. و پائین مرقد میر سید طیب بیرون محوطه بر زمین داخل مدفون گردید. مؤلف
اوراق گوید ۵

نعمت الشیخ العرفا در گلستان قدس آرا مید
پانفی گفت سال تاریخش صاحب نعمت ارم گوید
سنة ۱۰۷۰

(۲۵) شاه طیب

شمر آن شجر و وارث علوم اجلا و است. و در جمیع فضائل صورتی و معنوی صاحب استعداد.
برخی از کتب بخیمت والد ماجد گذرانند. بعد از آن در حلقه درس میر عبد الباقی بن میر عبد الواحد
اصغر تلمذ نمود. و متداولات درسی را به آخر رسانید. و حدیث از قطب المحدثین سید مبارک
قدس الشیخ سند کرده. و خط عربی و فارسی او اگر چه طبعی است اما بسیار شیرین و بخت و پر
رونق واقع شده که مشاهده آن نور بصری افزاید. و سرعت کتابت او نسخه حیرت عقول است.
شرح ملا جامی را در یک هفته من اوله الی آخره نوشت و بهجت المحافل که کتابی است ضخیم در سیر
نبوی تصنیف یحیی بن ابی بکر العامری ^ط الیمینی در بیست و سه روز کتابت کرد. و کتب خانه
عظیمی از خط خوش نمط خود یادگار گذاشت. در ایام شباب چندی بعالم نوکری گذرانند.

۱۵ بن فخر الدین الحسینی الواسطی البیگلر می کتب متداوله بر حواجه عبد الله بن عبد الباقی نقشبندی قرأت کرد و حدیث
از شیخ نور الحق بن عبد الحق البخاری الدیوبی اخذ کرد و نیز از شیخ ابوالرضا بن اسماعیل سبط شیخ عبد الحق المزبور استفاد
کرد و عمر عزیزش در افاده علوم و ینیه خاصه فن حدیث و درس طایفه صرف نمود بسال ۱۰۷۰ و طائر در عشق از نفس
عنصری پمیده بشا خسار روزنه رضوان نشین گرفت در سرت نزهتة الخواطر ج ۴ رقم ۴۶۵ -
۱۶ الشافعی المتوفی (۸۱۴ - ۸۹۳ هـ) محدث یمن و شیخ آن دیار بود سماع حدیث در مکة مکرمه بر ابوالفتح
الحرانی ^{رحم} کرد و منجمه شیوخ وی ابن فهد المکی را سید محمد بن محمد بن القاسم ^{رحم} (۸۰۶ - ۸۶۱ هـ)
صاحب تحفة الاشراف و ذیل تذکره ^{رحم} بود بسیار آثار مهمه ترک کرد منجمه آنها "غریب الزمان" فی التاریخ
"ریاض المستطاب" فی معرفة من روی فی الصحیحین من الصحابة "تحفة الجامع بمفردات الطیب النافذ" ط
والعدد فیها لا یتغنی عنه احد و کتابش بهجت المحافل فی السیرة والمعجزات و الشمائل مطبوع است در مکة الحاج للذیاب
۳۷۸ و البیدل للشوکانی (۲: ۱۳۲۶) الدر المنیر ۴۲ و تحفة الإخوان ۴۸ و معجم المطبوعات ۱۲۷۱ و فهرس الغبارس (۲: ۲۲۵)
دانظر ۲۲۶-۲۲۵-۲۲۴: B.R.O.C.K-S-8 و فیه ذکر المآخذ

یا وصف شوغل و نبوی از تصفیہ و تجلیہ باطن و شغل کتاب خود را معاف نداشت۔ وقت ارتحال پدر بزرگوار در گجرات احمد آباد بود۔ بہ مجر و استماع این خبر علاقہ نوکری قطع کرده خود را بوطن رسانید۔ و بر سجادہ اسلاف کرام متمکن گشت و بتقدیم طاعت و ریاضت و درس روزگار خوش گذرانید و ہفتم ربیع المرجب روز چہار شنبہ ۱۱۵۲ھ اثنین و خمین و ماہ و الف جانب نزہت کدہ اخروی شتافت۔ قبرش در چبوترہ پائین چبوترہ مرقد میر عبد الواحد کبر قدس سرہ متصل دیوار شرقی حریم میر سید طیب قدس اللہ اسم را تم الحروف آیہ کریمہ و ہُو م ک ر م و ن فی جنات النعیم تاریخ استخراج کرد۔

مخفی مانند کہ شیخ حسن بن علی العجمی و شرح قصیدہ لامیہ شیخ ابن فارض مصری نوشتہ کہ

۱۱۳۳ھ تولد آں در مکہ دو فات در طائف است و از آثار ایشان خبایا انزایا و اول اللطائف و رسائل و علم و فضل و تصوف است و جمع لہ شیخ تاج الدین الدیمان ذکر فیہ اشیاخہ و سموعاتہ و ابو طاہر مدنی استاذ شاہ ولی اللہ دہلوی از تلامذہ وی است و تقصار ۱۰۴ و رک: الاعلام للزرکلی ۲: ۲۲۳) ۱۱۳۳ھ ابن الفارض المصری (۵۷۶ - ۶۳۲ھ) ۱۱۸۱ھ - ۱۱۸۵ھ) کنیت وی ابو حفص و ابو القاسم و نامش عمر است از قبیلہ بنی سعد قبیلہ حلیمہ سعدیہ بر صغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم است۔ پدر وی علی بن مرشد بن علی الطہوی از علمائے اکابر مصر بود از حماة و شہر لیست و رشام و مصر وارد شد و پیش حکام فریض نسا در رجال اثبات می کرد ثم ولی نیابتہ الحکم فغلب علیہ التلقیب بالفارض۔ ابن الفارض اولاً اشتغال بفقہ شافعیہ اختیار کرد و حدیث از ابن عساکر اخذ کرد و علامہ منذری صاحب "الترغیب والترہیب" در حدیث تلمیذ است بعدہ طریقی صوفیہ اختیار کرد و ایام زندگی در خرابات و محجرات بسر برد پانزدہ سال در مکہ مکرمہ بسر کرد و اکثر شعر در اینجا نظم کرد و کان یعشق الجمال و کان یحب السماء، قال النادی: و لیس سماء کسماع الفساق و قال الذہبی کان سید مصرہ و شیخ الاتحادیہ و مثل ابن عربی و القونوی و امثال آنہا در شان ابن الفارض نیز در فریق متخارب آمد۔ و ابن الفارض را دیوان است مشتمل بر عیون و معارف و فنون لطائف کہ یکے از قصائد آن قصیدہ ماییدہ است مشتمل بر مقصد و پتجاہ بیت کما بیش سبی بہ لوارح الجنان و رواج الجنان و بیان کردہ اند کہ آنحضرت مؤلف را در خواب اشارہ نمود کہ این قصیدہ را "منظوم السلوک" التسمیہ کن فسمای بذالک و قد اشہرت ہذہ القصیدۃ بین مشایخ الصوفیہ و غیر ہم من الفضلاء و العلماء و اہل الحقیقۃ و دیوان ابن الفارض مطبوع است در آن چند علامہ شروع نوشتہ اند منجملہ آنہا شرح عبد الغنی نابلسی رح، المعروف بسر الغامس فی شرح دیوان ابن الفارض و شرح آخر شاید حسن بن محمد البورینی (۹۶۳ - ۱۰۴۴ھ) مطبوع اند مصطفیٰ علی ہاسم ابن الفارض، الحب الالہی، کتاب نوشتہ نیر ابن الفارض، یرضاقیر نیز مطبوع است رک: و نیات الاعیان ۳۸۳، ۱ و میزان الاعتدال ۲: ۲۶۶ و تذرات ۵: ۱۲۹ - ۱۵۳ و لسان المیزان ۴: ۳۱۶ و مفتاح السعادتہ: ۲۰۱ و التاج المنوب ۶۱۰ - ۶۱۱

بخط شیخ علامہ سیدی شہاب الدین احمد المیورقی الطائفی یافتہ شد کہ من ادخ دفاعة فینہ کان
فی شفاعتہ یعنی ہرگز تارخ گفست وفات بزرگی را۔ باشد فدائے قیامت و شفاعت او۔ بناءً
علیٰ بذاتہ و دین نسخہ نو اسخ اکثر بزرگان بہ آیات قرآنی و نظم و نثر ضبط کردہ ام امیدوارم کہ برکات
ارواح طیبہ قدسیہ عائد حال این شکستہ بال شود۔

۱۲۶) سید بن محمد سلمہ اللہ تعالیٰ

بن شاہ طیب بن سید نعمت اللہ قدس اللہ اسرارہما و دین ایام برو سادہ اجداد
کرامت نثار و متکی است۔ بہ طریقہ اینقرہ اسلاف ستودہ اوصاف مقتدی اللہم انصر
مَنْ نَصَرَ دِينَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَاذَقْنَا مَحَبَّةَ عِبَادِكَ
الصَّالِحِينَ وَاَوْلِيَاءِ الْمُقَرَّبِينَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا عَاوَنَاتِكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

۱۲۷) سید محمود اصغر

بن سید حسین بن سید نوح بن سید محمود اکبر قدس سرہ اور اصغر نسبت بہ جد او سید محمود اکبر
گویند کہ ترجمہ اش گذشت۔ و ترجمہ پدرش سید حسین در سلک فضلامی آید سید محمود عنصر
لطیفش ملکی بود و در صورت انسان متورع، متعبد، صاحب فضائل صوری و اشرفیات
معنوی۔ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل فراید

محمود و فضائل کسبی و موہبی ہمتا اونزادہ زارحام عنصری
و رمبادی حال بہ ارادہ تحصیل علم بہ فنون رفت و نزد علماء آنجا کتب درسی گذراند
و کمال استعداد بہم رساندہ و در ایام تحصیل با وجود قرب مسافت گاہی میل وطن نہ کرد چہ
مسافت ماہین بلگرام و قنوج پنج کردہ است۔ و ہمت بر آلتساب فنون علم گذاشتہ و اندک
فرصت فراغ حاصل کرد و تصحیح نسخہ ظاہر و باطن بہ کمال رساندہ آنگاہ جانب وطن عطف
عنان نمود و دین ایام میر عبد الواحد قدس سرہ و قصبہ سانڈی اقامت داشتند بخدمت حضرت

طہ میورقہ جزیرہ ایست در بحر ہند نزدیک اتالی۔

میرزفتہ رسم بیعت بجا آورد۔ و ریاضات شاقہ کشید حضرت میر اور اشمول عنایات خاصہ
 ساختند۔ و صبیہ محترمہ خود را در سلک تزویج او کشیدند۔ و از بس الفتی کہ با جگر گوشہ خود
 داشتند۔ با اہل و عیال و بندگان تشریف از رانی داشته بہ توطن خود این مقام را از دست نہینت
 بخشیدند۔ سید محمود و عمر عزیز تا دم آخر بہ انز و انگذرانید و قدم از حجرہ طاعت بیرون نہ گذاشت
 الا یک مرتبہ بہ ارادہ زیارت مزارات مشائخ قدس اللہ اسرارہم سفر و ملی اختیار کرد بہ زیارت
 خاک پاک آسودگان حضرت دہلی نور اللہ مضاجعہم قاین گشتہ انوار انواع برکات اقتباس نمود۔
 و صحبت شیخ عبدالحق دہلوی و دیگر اکابر علیہم الرحمۃ دریافت۔ و بہ وطن اصلی معاودت فرمود۔
 و پادروا من عزلت کشیدہ بہ یاد مولیٰ تعالیٰ اوقات معمور داشت و بیست و یکم رمضان ۱۲۷۱
 اربع و عشرین و الف بہ عالم روحانی پیوست۔ میر سید طیب قدس سرہ این مصدع
 تاریخ یافت ع

ولی عاقبت محمود باشد

قبر او در باغ کُنار است۔ در گوشہ شمال و مغرب۔ و باغ محمود تین باغ است۔ نسوب
 بنام نامی و از آثار انامل فیض قنواہل او امروز نسخہ کلام اللہ موجود است کہ در صحت اقتدا بہ
 قرآن امام دارد۔ تاریخ تمام قرآن سلخ ذی الحجہ ۱۰۴۹ تسعہ عشر و الف ثبت فرمود۔ اور از دختر
 میر عبد الواحد چہار پسر تولد یافت۔ سید عبد اللہ۔ سید عبد اللطیف۔ سید امان اللہ۔ سید
 محمد اعظم۔ نسب مولف اوراق بہ ۳ واسطہ بہ سید امان اللہ میرسد۔

(۲۸) میر سید حسین دہلی وال بلگرامی

لقب بہ سید السادات قدس سرہ بن سید ابراہیم بن سید نظام الدین
 بن سید محمد ماہ بن سید میزان عرف سید ماہ میر بن سید بدصہ بن سید جمال الدین
 بن سید ابراہیم بن سید ناصر بن سید مسعود بن سید سالار بن سید محمد صغری قدس سرہ
 نقاوہ و دوران سیادت و سلالہ اہل علم و عبادت بود۔ و در مدرس بہ ارادہ تحصیل علم
 از وطن مالوف ہاجر ت اختیار کرد و طالع رسایش بخدمت شیخ عبدالعزیز بن شیخ

حسن کمال الحق دہلوی قدس اللہ اسرارہما رسائید و رطل رفت شیخ جاگرفتنہ تلمذ اختیار نمود۔
 و کتب معقول و منقول بہ استعداد تمام گذرانید و قدم برزودہ کسالات عظیم گذاشت۔ درین
 هنگام شیخ اورا بہ خلعت خلافت ممتاز ساخت و بہ شرف دامادی خود اختصاص بخشید
 و بہ تقریبی رخت سفر بہ جانب ملک و کن کشید و عمری در آن دیار بسر برد۔ و بہ دہلی عطف
 عنان نمود و قدم در کنج عزلت افشرد۔ و آخر بہ حکم شیخ تشریف بہ بلگرام آورد۔ و مقتدای
 عصر گردید۔ و این بقعہ را بہ اشاعت فیوضات صومی و معنوی معمور ساخت و عمری دراز
 یافت و ہم در بلگرام بعد الف ہجری رخت سفر عالم علوی بر لبست۔ مرقد منور و محلہ سیدوارہ
 جای با فیض است۔ و جہت تلقب او بہ دہلی دال از سباق کلام سمت و ضیح یافت۔ و
 چون میر سید حسین بہ بلگرام تشریف آورد بار دیگر در عشرہ بیج بہیہ تزوج نمود۔ و از دختر شیخ
 عبدالعزیز و دختر قبیلہ است صاحب مرآة المبتدین می نویسد کہ :-

” وہی بس بزرگ عالیشان گذشتہ۔ انوار مجتہدوی و آثار مرتضوی از جبینش جلوہ می کرد۔
 مردم اورا سید السادات وقت می گفتند۔ جامع اصول و فروع علم بودہ و شاگرد و مرید
 و داماد شیخ عبدالعزیز دہلوی شیخ بارہا بر سر مہر و مجمع عام فرمود یا سیدی ہر امانتی کہ مارا
 از جہد شمار سید بہ سلامت نیاز شما کردیم و اکثر مدرسان و مستعدان در دس میر حاضر می شدند۔
 و استفادہ برمی داشتند۔ و مجتہد زمانہ می پنداشتند۔ و می گفتند۔ چگونہ باشد حال کہے
 کہ ویش ہوس نفس او بود؟ و ہمنش گرد آوردی دنیا باشد؟ نہ نیک کردار است کہ از خلق
 گزیدہ بود؟ و نہ عارف کہ از خلق بریدہ باشد؟ آوردہ اند و فتنیکہ میر بعد از تحصیل علم
 و تکمیل نفس بانشارہ پیر خود بہ وطن آمد و خانہ موردی خود را از ہمسایہ ہا طلب داشت۔ آنہا
 گفتند انہر جا کہ میر نشان دہد ہمان حد خانہ اوست۔ چون از خوردی بر آمدہ بود۔ و تمام

علامہ بن ہاشم العباسی الدہلوی از کبار مشائخ چشتیہ است تولد ۹۹۸ھ بمدینہ جوینور تلمیذ شیخ محمد بن
 عبدالوہاب الحینی البخاری۔ و شیخ ابراہیم بن معین الحینی الابرجی و بالآخر محبت شیخ قاضی خان بن یوسف
 احمی یافت لازم گرفت و در طریقہ چشتیہ شیخ تاج محمود جوینوری مفاتیر مجاز شد و از وی ۲۲ تالیفات
 یادگار دارند ۹۹۵ھ در جوع کن نزہتہ الخواطر ج ۴ رقم ۳۵۹ مفتاح التاریخ ۱۶۶ بدایونی و تقصیر

زمین را مسایہ با داخل خانہ لای خود ساختہ بودند۔ بدین سبب حدود خانہ خوب معلیم نمی شود۔ آن جائے
 را ترک داد۔ و بجائے دیگر خانہ ساخت کہ بہا داد زمین دیگرے گرفتہ بود۔ و در بیان نقصان
 راہ یاب۔ داد پیوستہ کلمہ حق گفتن لاحتظہ کہ نمی کرد و خوش آمد و بد آمد مردم دنیا سانی دانست۔
 بے محابا بر دوسے مردم کلمہ حق بزرگان می راند۔ حتی کہ خلومان و فرزندان منع می کردند کارگر نمی شد۔
 و میر عادت داشت کہ ہر مردے کہ در شہر و قبیلہ فوت می شد روز سیدیم بخانہ او می رفت و
 بہ زن متوفی می گفت "جزع و فرزع کم کنید۔ رخصت نبوی است شوہر دیگر بگوید تا بنان و
 نفقہ خبر دار باشد" چون در ہندوستان شوہر دیگر نمی کنند مرد و زن ازین معنی بد می بروند و
 نامزای گفتند۔ میرا اگران نمی آمد۔ و گرو پیش خانہ میر مردم سادات از قوم و خویشانش
 متوطن بودند۔ اگر پسری بدان راہ می رفت۔ تمام قدر می خواست و اگر مرصعہ طفل را از
 سادات بخدمت می آورد تا دعا خواندہ برود۔ بر پا خواستہ دعای امید و میر عمر بسیار یافت
 تا زندہ بود حالش ہمین بود۔ و نیز در مجلس خاص عام می فرمود کہ اولاد فاطمہ ہمہ بشر بہ جنت اند
 ہر چند مردم منع می کردند کہ سادات بسیار اند از عبادت باز خواهند ماند این چنین گفتن مصلحت
 نیست۔ جواب می داد۔ اگر مصلحت نمی شد۔ نمی نوشتند۔ ما نوشتہ آہنار نقل می کنیم۔ تا دم آخر
 ہمیں کلمہ از زبانش جاری می شد " انتہی کلام مرآة المبتدین -

مخفی ماند کہ قول میر سید حسین قدس سرہ کہ اولاد فاطمہ ہمہ بشر بہ جنت اند۔ موافق مذہب
 شیخ محی الدین ابن العربی است نور اللہ صریحہ کہ در باب بست و نہم از فتوحات مکیہ بیان
 نمودہ۔ و شیخ ابن حجر مکی روح اللہ در صواعق محرقة احادیث نبوی و قول علماء دین باب

۱۰ شریعتہ قلیدہ باین جانب رفتہ لکن ولال صحیحہ و براہین فاطمہ کتاب و سنت مطہرہ منادی اند با علی صوت
 برخلاف آن و صدور پھو دعاوی از علماء و مشایخ بنی بر غلبہ محبت اہل بیت نبوی است کہ جبک الشیعی
 و بیسم۔ رجوع کن تقصیر للنواب ۲۱۲: ۱۵ و شیخ کمال الدین بن محرز الدین ابن کتاب را یا مرد لا و رھاں
 بسال ۹۵۰ھ در عہد ابراہیم عادل شاہ بیجا پوری بزبان فارسی مسمی بہ "براہین طاہرہ" ترجمہ کرد
 در زمبئہ الخواطر ج ۵ رقم ۵۲۹ بحوالہ محبوب الالباب

نقل کرده۔ مذہب قاضی شہاب الدین ملک العلماء طاب مضجعہ ہمیں است کہ در کتاب
مناقب السادات قلمی ساخته ان شدت ذلك فاطب هنالك وفقير هم این مجت را
در رسالہ سند السعادت بہ تفصیل نوشتہ ام۔

الحال عند لیب ناطقہ احوال شیخ عبدالعزیز دہلوی قدس اللہ سرہ می سراید
تیمناؤ بہ این وسیلہ سعادت جاودانی کسب می نماید۔

شیخ قطب عالم فرزند ارجمند و صاحب سجادہ شیخ عبدالعزیز دہلوی قدس اللہ سرہ ہما
احوال آباء کرام خود و رسالک تحریر کشیدہ منتخبات آن بدست آمدہ۔ درین کتاب مختصری
از آن انتخاب درج نمودہ می شود۔

شیخ طاہر حقیق عبدالعزیز قدس اللہ سرہ ہما از ولایت ملتان بہ تقریب علم رو بہ دیار
شرقی آورد۔ رفتہ رفتہ در بلدہ بہار رسید۔ و در پنجاد و در اثنا از راہ علم از فضلاد عصر کسب نمود
قاضی بہار و دختر خود را در حبالہ نکاح او آورد۔ و توالد و تناسل بہ ظہور رسید۔ بعد چند سے
شیخ بلابل و عیال از انجا بہ جوئیور نقل کرد و در ہمیں جا بہ جواری رحمت آسود قبر شریف اور
جوئیور است یزار و تبرک بہ۔

شیخ حسن خلف الصدق شیخ طاہر قدس اللہ سرہ ہما در ۹ سالگی کلام اللہ را حفظ کرد و در
ہزردہ سالگی اکثر کتب متداولہ را تحصیل نمود۔ و از آن عمر مشغول بہ حق گشت۔ و در ۲۵
سالگی در لیشی را بہ کمال رسانید و مرید راجی سید حامد شہ گروید و خرقہ خلافت و کمال الحق خطاب
یافت۔ راجی سید حامد شہ می فرمود۔ اگر فردای قیامت بپرسند کہ بہ درگاہ عالم پناہ ما چہ تحفہ
آوردی۔ گویم فرزند می مثل شیخ حسن و اکثر می فرمود شیخ حسن حجت موجدہ ماست۔

سلطان سکندر لودھی با شیخ فائبانہ اعتقاد بہم رسانید۔ و استدعا و قدم نمود در آن وقت
اردوی سلطان در آگرہ بود۔ شیخ حسن از جوئیور بہ آگرہ رسید سلطان غاشیہ خدمت بردوش
کشید۔ شیخ چند می در آگرہ اقامت داشت۔ آخر رخت بہ جانب دہلی کشید۔ و در بدیع منزل
رحل اقامت افگند۔ بدیع منزل برجی است۔ از حصار بنا کردہ سلطان تغلق بہ تغیر السنہ
آن مابجی مندل گویند۔ روز سے قوال این رباعی سر اسند۔

Handwritten text in Urdu script, appearing as a series of dark, overlapping strokes on a white background. The text is mostly illegible due to the high contrast and heavy blacking out of the original image.

گنجینہ بروجان بہ جانان تسلیم نمود۔ تصانیف ایشان بست و ۲۳ رسالہ است۔ صاحب
مرآة المبتدین گوید:-

و شیخ عبدالعزیز دہلوی بزرگ وقت بود اورا بحر مواج می نامیدند عقلش بر علمش غالب بود
بدین سبب حفظ مراتب را ہرگز قطع نکرد و پا از جا دہ ادب بیرون نہ نهاد و ستر حال بر خود فرض
دانستی۔ و اکثر بزبان راندے چنانچہ پیغامبران را علیہم الصلوٰۃ والسلام واجب است
اظهار معجزات امت را فرض است اخفائے کرامات۔ جامع فروع و اصول گذشتہ و چند
بار آن سرور را صلی اللہ علیہ وسلم در خواب دیدہ و فوائد حاصل کردہ و از روحانیت بزرگان
دہلی تمتع برداشتہ چنانچہ در نفس الامر ایسی توان گفت شکستگی نفس بہ حدی داشت
کہ ہرگز خود را اعتبار نہ نہادے و بر کس اعتراض نہ کردی مگر بہ واسطہ غیرت دین۔ وے گفتہ
”ہر چیزے را خدمتگاری باید تا حفظ آن کند حافظ دین ادب است“ و ہم گفتہ ”بندہ
را تا رسیدن بہ حق یک کام توان گفت و آن از خود رستن باشد“ و جملہ خود را در سنت
نبوی محو کردہ بود۔ اعتقاد و اخلاص با خاندان نبوت زیادہ از ہمہ چیز داشت۔ تا بہ حدی کہ
در محلہ شیخ بعضے ارباب حرفت می ماندند آنہا خود را سید می گرفتند۔ چون شیخ برائے
درس بر می آمد و از وہام طلبہ می شد و در آن میان اگر خورد سالی از آن مردم بازی کنان
بہ نظرش در می آمد بے توقف درس را باز داشتہ بر پامی خاست۔ و تا آن طفل بازی
می کرد او بہ ادب تمام ایستادہ می ماند و از نزد خود نمی راند۔ طالب علمان از بسکہ بتنگ
آمدند نگاہبانان بر سر کوچہ گذاشتند تا بیچ طفل این طرف نہ آید۔ و قلیکرا این خبر بہ شیخ
سید طالب علمان راز بر نمود۔ تا زندہ بود ہمین حالت داشت۔ خلفا و او ہمہ صاحب
لفظ و کرامت شدند۔ انتہی کلام مرآة المبتدین۔

مولانا عالم کابلی گوید:-

۱۵ بن عارف الحنفی از علمائے ممتاز بود، بدایونی اورا در تاریخ خود ذکر نمودہ صاحب تالیفات بود تعلیقات
بر شرح مقاصد در کشکول خود نوشتہ و حاشیہ بر مطول و مجموعہ فی اخبار الایلیا با اسم فوارخ الولاية نیز جمع کرد
در ۹۹۲ھ وفات یافت در زہبتہ اقوا طرح رقم ۲۷۳

دومین ۹۶۴ھ ہندو شخصیت و بہت در ذہلی بخدمت وے رفتہ و خواستم کہ معنی این دو بیت

عارف جامی را قدس سرہ پیرسم کہ ۵

دو عاشقم بے دلم اسیر و غریب کارم از دست رفتہ دستم گیر
ماہ یا تو تھ زندہ سے مانم ورنہ بجران نمی کند تقصیر

قبل از آن کہ استفسار نمایم مناسب معنی ابیات چند ان معارف بیان فرمود کہ حاجت
یہ سوال نہ ماندہ انتہی ۔

جمع اعیان و امراء اکبری در خدمت شیخ می رفتند و تبرک می جستند خصوص بیہم خان خان
خانان و راعراسی کہ شیخ می کرد حاضر می شد۔ و کمال نیاز مندی بجامی آورد۔
شیخ عبدالقادر بدایونی گوید :-

دو در ایام فترت بیہم خان مسطور بہ حضرت دہلی افتادم ۔ و در آن ایام ہر روز بہ استفادہ و استفادہ
بعضی کتب تصوف نزد شیخ می رفتم ۔ اوقاتی دست می داد کہ بہ چہ زبان ذوق آن را بیان
نمایم ۔ و بہ طور می از آن کلمات معجز بیان ایشان لذت گرفتہ ام کہ مدتے از آن گذشت
و بنویز عداوت آن از دل نمی رود ۔ وفات ایشان روز و شب ششم جماد می الآخر ۹۶۵ھ
خمس و سبعین و تسعمائے واقع شد قضی نخبہ تاریخ است ۔ مرقد مبارک در صحن خانقاہ
انشاء رحمة اللہ علیہ ۹۶۰ھ

(۲۹) سید ابراہیم المعروف بہ سید میان

بن سید غلام محمد بن سید عبدالحق بن سید حسین دہلوی وال بلگرامی قدس سرہ از مشایخ کبار
شہر است نشاۃ فقر بلند داشت ۔ و در زاویہ خدایپستی می گذرانید مسجدی و خانقاہی در
جوار مرقد میر سید حسین سیدالساوات قدس سرہ بنا کردہ ۔ و شیوہ نان وہی و خدمت فقر اشعار

۱۵ یکی از خواہن اعظم و رگاہی بہایوں بادشاہ بود از ابتدای جلوس اکبر شاہ تا پنج سال بعدہ جلیل القدر و کالت و
ذرات سر فرازی داشتہ بعد از ان معزول شد آخر الامر در ۹۶۸ھ در گجرات بدست مہارک خان افغان
شہادت یافت ۱۵ رجوع کن رقم ۵ اذکر فقراء :

آید آورده اند روز سے حاکم معزول شہر بہ جنت و طاع بخدمت شیخ آمد وید کہ بدست خود خشت
برائے مسجد می سازد۔ حاکم التماس نمود کہ اگر من بحال بماتم این را درست بکنم تا تصدیع نہ رسد۔
فرمود چون نیت خیر در دل آوردی بحال خواهی ماند۔ و فاتحہ خواندہ بہمان روز در مجلس صاحبش کے
ستایش عملش کرد و پروانہ بحالی برائے اورانچہ گروید۔ چون بدور رسیدہ مرموم ملاحظہ کردند تاریخ
و وقت بہمان برآمد کہ شیخ فاتحہ خواندہ بود۔ و قنیکہ و ولایت حیات سپرد پسر کلان او کہ شیخ
عبد الجلیل نام داشت جانشین گشت۔ و ورنہ اندک زمانے ازین عالم رفت۔ خلفا و پیروی
قبر پدرش قبر گذاشتند آن قبر از جانب قبر پدر کج شد چنان کہ کسے تو اضع بزرگی کند و بعد
از ان برادر خوردش کہ شیخ ابوالمعالی نام داشت جانشین شد چون از وار بقار حلت فرمود
در آنجا دفن گروید۔ قبر او نیز تو اضع کنان است ہر چند است می کنند بہمان طور است۔
انتہی کلام مرآة المبتدین۔

و بعد از شیخ ابوالمعالی بہلام پیش از یا خلف الصدق او شیخ ابوالمعالی بہنون پیش
از یا ملقب بہ شیخ الاسلام ثانی بر سجادہ خلافت نشست بزرگوار بلند مقدار بود و از دولت
صوری و معنوی حظی وافر داشت۔ مدتی مسند ارشاد را رولق داد۔ و ابواب ہدایت بروٹے
طالبان خدا کشادہ۔ آخر در صدر حیات فرزند خود شیخ صوفی را بر جائے خود نشاند۔ و خرقہ خلافت
آباء کرام پوشاند۔ و رخت سفر بہ دار الخلافہ شاہجہان آباد کشید و شرف زیارت آسودگان
دہلی نورا شد مضاجعہم دریافت و حجرہ عبادتی در مسجد آدینہ اختیار کرد و مدتے اقامت و زرید۔
داو کلام اللہ را از برواشت و از حسن الحائش دل مستمع می گذاخت۔ یکے از امرائے معتقد
تعریف او نزد صاحبقران شاہجہان انار اللہ بر بانہ کرد و بہ صحبت پادشاہ رسانید۔ اتفاقاً ایام
رمضان بود پادشاہ فرمود آیتے در حق رمضان المبارک باید خواند آیت کریمہ شہر رمضان
الذی انزل فیہ القرآن شروع کرد و نوٹے بہ آواز و فریب خواند کہ پادشاہ رارفتے دست
داو و استدعا اعادہ نمود۔ نوبت ثانی در قراوت و بگر خواند۔ پادشاہ خیلی محفوظ گشت و قریہ سیر
حاصل از توابع بلگرام کرولی نام حسب الاستدعا شیخ بہ طریق مدومعاش مرحمت فرمود۔ تاریخ

صاحب این مکان غلام حسن زیب افزائی مسند برکات
گفت تاریخ این بنا آزاد مسجد تازه منزل حسنت ۱۱۶۶
شیخ صوفی قدس سره صاحب عظمت و جلالت بود و قواعد سلسلہ علیہ خوزیر و جہد احسن نگاہ
داشت۔ آورده اند کہ افغانی بر شیخ دعوی خلاف واقع کرد کہ شما پانصد روپیہ نقد از من بطریق
قرض گرفتہ اید۔ شیخ شہود طلبید۔ گفت شہود ندارم۔ قسم باید خورد و شیخ خاموش ماند و برخاستہ
و دون خانہ رفت و زیور زوجه و اثاث البیت فروختہ پانصد روپیہ نقد او ساخت۔ افغان
زر را قبض کردہ راہ خود گرفت و بعد مدتی باز آمد و در قدم شیخ افتاد و عرض کرد کہ من کہ مفلس
بودم چون نفس من گواہی صادق می داد کہ شما قسم نمی خورد و زرمی دبید۔ بد دعوی خلاف واقع
زر از شما گرفتہ۔ و آن را سرمایہ سود و پر بود خود ساختہ بہ تجارت پرداختہ زمانہ موافقت کرد و مرا
نسخ بسیار بدست آمد و بدولت آن پانصد روپیہ صاحب ثروت شدم و مبلغ ہزار روپیہ نقد
و برخی اقمشہ برائے شیخ آورد۔ شیخ دست زد۔ و فرمود چیزے کہ داوہ باشیم نمی گیریم و بلند تر از
اول درین مرتبہ ہمت را کار فرمود۔

برہمنی از بلگرام بلبدر نام کتابی در نورس سنگار بنام شیخ نوشتہ و آن را صوفی است
نام کردہ۔ دور اوائل کتاب چند دوہمہ و مدح شیخ پرداختہ این دو دوہمہ از آنجا است
جولی جنکم سادھ رکھ را جارا نارائی تے لچھے سون بہت کریں سویر ویت لٹائی
دیگر

کرے کامنان کوت کوئی کہے اپنوحال بروے سیرے پلک میں صوفی کلیپ تمال
بعد از رحلت او فرزند ارجمندش شیخ عبد الجلیل قدس سره قائم مقام گردید و در رسالہ
اورا اوراک نمود۔ سر تا پائے شریعت و طریقت مجسم بود و در عشرہ ثالث بعد ماتہ الف جہان
گذران را وواع نمود و بعد از وپسرش شیخ غلام مشائخ قدس سره جانشین گشت۔ و بر سبب
رضیہ گذشتگان زندگانی بہ انجام رسانید۔ قبور این ہمہ بزرگان در مقبرہ شیخ اڈہن است روح
الساد و اجہم والآن شیخ حسن پسر شیخ غلام مشائخ جانشین آباے کرام و اجداد عظام است۔
حضرت حق جل شانہ در عمر و مرتبہ اش بیفرزاید۔

(۳) مخدوم محمد رکن الدین بلگرامی قدس سرہ

وانائے حقائق کیانی والہی است و شناسائے رموز بیدار دلی و آگاہی کمالات معنوی را
 بافضائل صورتی فراہم داشت۔ و شکستہ دلان درو طلب را بہ مومبائی وصل مداومی کرد آن
 جناب برادرزادہ سحقی و مرید و خلیفہ شیخ الہدیہ خیر آبادی است قدس سرہ کہ مناقب اولاد
 نورخان روزگار اجمالاً و تفصیلاً گذارش نموده اند۔ میر میران جد مخدوم محمد رکن الدین را و خلف
 رشید بہ وجود آمد میر نصیر الدین و میر نظام الدین المعروف بہ شیخ الہدیہ قدس اللہ اسرارہما و
 برادر اعیانی انداز بطن دختر میر تید جان پدر مخدوم سید غلام الدین صاحب ولایت قصبہ سندیلہ
 قدس سرہ مخدوم محمد رکن الدین فرزند ارجمند میر نصیر الدین است ولادت باسعادت او در دارالار^{شاد}
 خیر آباد واقع شد۔ و ہما نجا نشو و نما یافت و دست ارادت بہ دامن عم بزرگوار قدس سرہ زد۔
 مدارج بلند و معارج او جہند حاصل کرد۔ تقریب قدم میمنت لزوم او بہ خطہ بلگرام این است
 کہ چون سید عمر بن سید بدر الدین جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سیدوارہ بخدمت شیخ ابوالفتح
 خلف الصدق شیخ الہدیہ قدس اللہ اسرارہما سرید گردید۔ و پیوند معنوی باین خاندان گرفت
 درست کرد۔ چنانچہ از مرآة المبتدین کہ تصنیف سید شریف بن سید عمر شارالیہ است صراحتاً
 معلوم می شود۔ سید عمر بجناب شیخ ابوالفتح عرض کرد کہ شیوخ و ضعفا و وطن ما از بعد مسافت
 کسب فیض حضور نمی توانند کرد یکے از مخدوم زاد ہا را رخصت بلگرام باید فرمود کہ مردم
 آنجا اقتباس انوار سعادت نمایند۔ شیخ ابوالفتح رجوع بہ روحانیت شیخ الہدیہ قدس سرہ نمود
 و بہ رخصت مخدوم محمد رکن الدین مامور گردید۔ لهذا حضرت مخدوم قدس سرہ از خیر آباد بہ بلگرام
 تشریف آورد۔ و این خطہ را از مقدم گرامی بہ فروان برکات معمور ساخت معاشر میر علی الہاد
 اکبر صاحب سنابل است قدس سرہ و یکے از قبالات شرعیہ مشاہدہ افتاد کہ این عبارت
 بخط مبارک خود ثبت نمود۔

• اقوال المقرورن المذكورون بالقسمۃ المسطورۃ فی الصدر عندی کتبہ

خویدم العلماء و محمد رکن الدین بخطہ

لہ اسید نظام الدین المعروف بہ شیخ الہدیہ الترنی ۹۹۳ھ

تاریخ تحریر قبلاً نوزدہم شہر محرم الحرام ۱۲۸۸ھ ثمان والف محل اقامت ایشان در جوار محلہ میدان پورہ در گوشہ شمال و مغرب و مرقد منور و محفوظہ محاذی مسجد شریف یزار و بہترک بہ ولدان شد آن جناب حضرت شیخ محمد قدس سرہ جامع علوم شریعت و طریقت بود و ابواب مرادات بروے طالبان می کشود۔ از صغیر سن در ظلِ پدربزرگوار قدس سرہ تربیت یافت و بہ شرف ارادت و خلافت والا سعادت اندوخت و بعد از انتقال والد ماجد رونق افزائے سجادہ کرامت گردید شبہ در عالم رؤیا غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اورا اشارہ فرمود کہ در مقام بہتہ رفتہ از فرزندم عبدالقادر جیلانی خرقہ خلافت حاصل کن و شیخ عبدالقادر اسم در محافلہ بالباس خرقہ امر شد۔ حضرت شیخ محمد قدس سرہ حسب الارشاد کرامت بنیاد از بلگرام بہ موضع بہتہ مشتافت و خدمت شیخ عبدالقادر قدس سرہ را دریافت و خرقہ خلافت پوشید۔ و بہ عنایات خاص الخاص ممتاز گردید۔ و بعد چندی بوطن اعلیٰ معاودت نموده و بقیہ عمر بہ ہدایت و ارشاد گذرانید و طالبان بسیار را بہ مطلوب رسانید۔ اکنون برخی از ذکر شیخ عبدالقادر ہستی قدس سرہ امدار وقت می شود۔

شیخ عبدالقادر بن سید عمر بن سید حسین جیلی قدس اللہ سرہ ہم نسب ایشان بہ دو لادہ واسطہ بہ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ منتہی می شود۔ خرقہ از پدربزرگوار خود پوشید و اکثرے از مشایخ کبار ہندوستان را دریافت و در موضع بہتہ من توابع وہلی طرح اقامت ریخت و بہ رفاقت شیخ سلیم چشتی فتحپوری^۳ بہ سفرے رفت و سعادت زیارت حرمین شریفین کہ بہما اللہ تعالیٰ اندوخت و عنان جانب ہند عطف نمود و بہ اشارہ شیخ دراج میر قریب روضہ خواجہ معین الدین سجری قدس اللہ سرہ اربعین کشید و چندی در آن مقام سعادت انجام کسب برکات نمود۔ بہ اشارہ حضرت خواجہ قدس سرہ باز بہ موضع بہتہ عود کردہ رحل اقامت انگلند و خلقی

۱۵ کذافی المطبوعہ دنی نر بہتہ الخواطر ج ۵ رقم ۴۰۶ سید حسن۔ ایضاً مجموع کن خزینتہ الاصفیاء ۱۵۳۳ سفینتہ الاولیاء رقم ۶۹ : ۱۵ المتون فی ۳۷۷ نہ صفتہ ۵ رقم ۵۰۶ : ۱۵ شیخ سلیم چشتی فتحپوری بن بہاؤ الدین از اولاد امجا و فرید الدین گنج شکر دم ۶۶۹ (۱۵۷۶) ولادتش در سال ۸۸۴ھ است و وفاتش ۹۷۹ھ واقع شد اخبار الانبیاء۔ خزینتہ الاصفیاء ۴۳۲ - ۴۳۵ بدیونی ۲۸۱ - ۲۸۲ گنج شکر برائے احوال مجموع این اکبری ۳۶۹ : ۲۶۹

کثیر را بہ شرف ارادت و ہدایت مخصوص ساخت ہمہ وقت با وضو مستغرق و مراقب می بود۔
 جہانگیر بادشاہ بہ سعایت بعض مردم ایشان را از موضع غضب طلب کرد۔ چون رو برو شد
 دعائے خواند و سنگریزہ پرتافت۔ پادشاہ پرسید این چہ بود گفت برائے دفع بلیات خواندم۔
 بادشاہ را از استماع قول حضرت سید دل نرم شد و بہ تعظیم و توقیر تمام رخصت کرد۔ عمر گرامی
 از صد سال متجاوز بود مدوہ جمعہ و ہم شہر ربیع الاول ۱۰۳۶ ہجری قمری و الف بہ نزیہت گاہ
 اخروی خرامید آرام گاہ بہتہ عرس شریف مجمع عظیمی می نمود۔

آدم بر سر اصل مطلب بعد از ارتحال حضرت شیخ محمد قدس سرہ فرزند ارجمند آنجناب
 مخدوم تاج معین الدین قاسم سرہ صدر ارشاد را زیب و زینت بخشید و او والاقدسے
 است از بس گذشتگی روح پیمائے مرتبہ احدیت و از کمال سبک روحی بلند پرواز عالم
 قدوسیت و رشیدیہ تقوی کامل عیار۔ و در دعوت سماویکمائے روزگار و ہر گاہ او بہ کشور باقی انتقال
 نمود۔ گو کہ آن آسمان شاہ امام الدین قدس سرہ در مقام آباد کرام پر تو افکن گردید۔ و عمر گران بابہ
 را بر یاد الہی و تلقین اصحاب صرف ساخت و فائش در عشرتہ ثانی بعد ماتہ و الف واقع شد۔ قبور
 سرہ نور این اکابر و جوار مزار مخدوم محمد رکن الدین است۔ و شاہ لیس قدس سرہ نخل برومند حلیقہ
 شاہ امام الدین قدس سرہ مسند طراز از آباد کرام و چراغ افروز اجداد عظام است نور مضموی از
 جنبش جلوہ افروزہ بود و عرصہ روزگار از وجودش شرف اندوز۔ مزاجش بانکلف نا آشنا و
 سلوکش با ہمہ کس بیک ادا۔ خفا کہ سر پا خلق مجتہم بود و لطف مصور۔ و جوہر ممتش لبس بلند افتادہ
 بود فتوح را و جہوئی ساخت۔ و بہ خبر گیری فقرا و اردو و صادر شہرت پرداخت۔ اکابر و
 اہل شہر سررشتہ نیاز بدست داشتند و مردم شہر و اطراف پیش از حضر بہ سعادت ارادت
 بہرہ گرفتند۔ چہارم جمادی الاولی ارسال حال یعنی ۱۱۶۶ ہجری قمری و ما یہ و الف بہ نزیہت گاہ
 قدس خرامید۔ و بیرون حرم مخدوم محمد رکن الدین قدس سرہ قریب زینہ مدفون گردید۔
 اوراق گوید

شاہ لیس آیت عرفان از جہان رفت آن بزرگ مرثت
 دو بخش پیمانہ در انجمنے گفت تا بیخ شمع بزم بہشت

و خلف الصدق او شاه محمد حافظ سلمه اللہ تعالیٰ در مقام پد بزرگوار جلوہ نمود و بجاوہ
 آباد کرام را بہ تازگی رونق افزود۔ مبد و فیاض جل شانہ آن مقبول و بہار الی یوم القیام زینت
 پیرائے این مقام دارد۔ بعد حتم کتاب شاه محمد حافظ ملقب بہ حافظ میان بتاریخ بست و ہشتم
 ذی قعدہ ۱۰۳۱ھ ثلاث و سبعین و مائہ و الف و امن از خارزار امکان برچید۔ و در باغچہ خود متصل
 پورہ حیدر آباد جانب شمال محلہ میدان پورہ است مدفون گردید۔ مولف کتاب گوید
 و دواع جہان کرد حافظ میان چہراغ بزرگان عرفان سرشت
 شبہ ہاتف غیب تاریخ او بفرمود او شہد مع بزم بہشت

(۳۲) شاه رکن الدین المعروف بہ شاه اول

بن مخدوم تلج معین الدین بن مخدوم محمد بن مخدوم محمد رکن الدین بلگرامی قدس اللہ امرہم
 از عقلا و مجاہدین است۔ صاحب جذبہ قوی و نفس گیر بود۔ ہرچہ بزرگانش می گذشت حکم قضاء
 میرم داشت و ہموارہ در رونق و رویشا نہ مستانہ می گشت۔ و خوارق عادات بسیار از سر
 بزد و وفاتش بعد مایہ و الف واقع شد۔ قبرش بیرون محوطہ مزار مخدوم محمد رکن الدین
 متصل دیوار شرقی۔

(۳۳) سید تاج الدین حجرہ نشین قدس سرہ

از ساوات حسینی واسطی بلگرام ملقب بہ بیچ بہیہ ساکن محلہ میدان پورہ است
 نسبش برین وجہ سید تاج الدین حجرہ نشین بن سید طیب بن سید بدلی بن سید حسین
 بن سید فضل اللہ بن سید محمد بن سید فضل اللہ بن سید علاء الدین بن سید ابراہیم بن سید ناصر
 بن سید المسعود بن سید سالار بن سید محمد صغری قدس سرہ۔ و مراتب فقریگانہ می زیست و بہ یاد
 مولی مشغول بودہ قدم از حجرہ خود کم بیرون می گذاشت۔ لہذا اورا حجرہ نشین می گفتند صاحب
 مرآة المبتدین گذارش می نماید کہ :-

۱۰ نام محلہ ایست واقع بلگرام ۱۲

”اودر بدایت حال مقید بخواندن بود۔ بہ بہت مطالعہ کتاب در باغی کہ از شہر دور دست است می رفت و بہ مطالعہ مشغول می شد۔ در آنجا با فقیری بے قید کہ شیخ پیار سے نام داشت اتفاق ملاقات افتاد۔ آن فقیر او را بہ خود کشید۔ سید از خواندن باز ماند و لای خوار گشت۔ و مردم بسیار باو متابعت نمودہ بے قید و لای خوار شدند و بظاہر ملامتی گشتند و سے گفتہ پیر یک ہفتہ مارا جائے بنشانند و فراموش ساخت۔ عوض کروم حق تعالی و حشمت تنہائی از دوستان خود برداشتن است۔ چون این کلمہ بشنید گفت کارت تمام شد۔

اود وہ اند شجہ در ہوائے گریا یا اصحاب خود بیرون شہر برآمد از بسکہ ہوا گرم بود باران گفت شاید بر نوک این درخت کلان باومی شد کہ سوزش بر طرف کنونی الحال برپیدو بہ نوک آن درخت برقت و ساعتی بہ نشست و باز آمد۔ یاران او اکثر باختہ شدند و سبب یاران چند بار چند جا مجبوس گشت۔ نزدیک بود کہ علما بہ کشتن او فتویٰ دہند۔ تا مدتہ در حال دشمنانش مردم فلول بسیار داشتند۔ و غوغائے خرق عادت در عوام افتاد۔ و خواص بہ الحاد نسبت کردند۔ رفتہ رفتہ غوغائے مردم تسکین یافت و او از آن حالت فرود آمد۔ درین وقت آن فقیر مرشد بے قید را بسیار پایید نیافت“ انتہی کلام مرآة البتین۔

قبر سید تاج الدین در باغ شمالی محلہ میدان پورہ نزدیک مزار شہد اطرف آباد می حیدر

آباد است۔

(۳۴) سید قاسم اسرار قدس سرہ

از مریدان سید تاج الدین حجرہ نشین بلگرامی و از قبیلہ رساوات بخاری الاصل بلگرام است کہ محلہ ایشان جانب شرقی محلہ سیدوارہ واقع شدہ۔ پیر روشن ضمیر میخانہ عرفان بود۔ و بہ ارادت طریق و ادارت ریختن اشغال داشت۔ مخموران بسیار بہ قدح گردانی او ذراغ رساندند و دامن از خبار خودی افشانند۔ سید تاج الدین فرمود: ”قاسم اسرار مرآة این ملک است“ کہ اقم

سید سید پدالشدنیرہ میر سید محمد گیسو راز دوتربیت یافت۔ شیخ محمد از گیسو راز ۸۳۵ھ
تقصیر ۱۶۱ و اخبار الاخبار ۱۶۲

الحروف گوید کلام سید تاج الدین برودتیرہ کلام سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی قدس سرہ واقع شدہ کہ دربارہ شیخ سراج الدین عثمان اودھی بنگالی فرمود۔

«عثمان آئینہ ہندوستان است» فرق ہمیں کہ بر زبان سلطان المشائخ قدس سرہ لفظ ہندوستان جاری شد۔ ہندوستان شامل جمیع ممالک ہند است۔ و بر زبان سید تاج الدین قدس سرہ این ملک جاری شد این ملک احتمال دارد کہ مراد مجموع ملک ہندوستان باشد و احتمال دارد کہ مراد بعض قریب نسبت بوطن مشکلم باشد بہترین کلمہ این کہ موضوع برائے اشارہ قریب است ظاہر امر اذنی است چہ سلسلہ شیخ عثمان قدس سرہ در اقطار ہند شائع است و سلسلہ سید قاسم اسرار شیوہی ندارد۔ و معنی قول سلطان المشائخ عثمان آئینہ ہندوستان است تو اندیو کہ کشف اسرار عالم ملک و ملکوت در ہندوستان از وجود مصفا می مجلاتی شیخ عثمان حاصل می شود مثل جام جم و آئینہ اسکندر کہ بعضی اسرار این عالم از آہنا منکشف می شد با آنکہ حضرت حق جل و علا را در ہر ملکی و ولایتی از وجود اولیائے خود آئینہ ایست کہ جمال با کمال خود در آن آئینہ مشاہدہ می کند و خود را در آن منظر بہ تجلی خاص جلوہ می دهد و در کشور ہندوستان آئینہ از وجود شیخ عثمان است و اللہ اعلم۔ صاحب مرآة المبتدین گزارش می نماید :-

«سید تاج الدین اکثر طالبان حق را بہ سید قاسم اسرار حوالہ می نمود و ہر کہ احتیاج دین یا دنیا یا وظاہری کرد اشارہ بہ سید قاسم می نمود۔ در مرض موت با او گفت جلے شما غرب رویہ شمس آباد کہ بلندی است از خدا مقرر شدہ نہ ہر اسید از غیب عمارت و مادہ توکل بہم نیاورد سید بعد موت او سید قاسم آنجا رفتہ بہ شمسیت و دوسرہ ماہ نگذشتہ بود کہ

۱۵ المتوفی ۵۸۰ھ کہ سید سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی است و کتب و رسیدہ ابہ شیخ فخر الدین راوی ۵۸۰ھ
۱۳۲۶ھ تحصیل کرد و بعضی کتب صرف و فقہ از مولانا رکن الدین تحقیق کرد رسالہ عثمانیہ کہ مشہور بہ «ندای»
است و در علم صرف شیخ فخر آن را برائے شیخ عثمان تالیف کرده بود گفتہ اند کہ کتاب میزان الصرف کہ رسالہ
در علم صرف است و از تالیفات شیخ عثمان اودھی است داخبار الاخیار ۸۶ - ۸۷ و الثقافة الاسلامیہ فی الہند
۳۴ ناگر مولانا عبدالحی لکھنوی فرنگی محل در ذیل الفوائد الہیہ ۲۰۱ ذکر کرده کہ این رسالہ از تالیفات محمد
بن مصطفی بن الحاج حسن رسالہ ۹۱ھ است و اللہ اعلم ۱۲

دولتمندی را بان طرف گذر آفتاد و مسجد و خانقاه و جاد و سوخته و باغ آنجا ساخت و وظیفه معین گردانید انتہی۔

سید العارفین میر شاہ لدھا قدس سرہ می فرمود۔ از خاک سید قاسم بومی عزمان می آید و علامہ مرحوم میر عبد الجلیل می فرمود۔ سید قاسم اسرار صاحب سخن بود گویا پیر تو سید قاسم انوار پر ساخت احوالش تا فتنہ قاسم اسرار گردیدہ و می فرمود وقتہ دیوان اورا در مستقر الخلافہ اگر گردیدہ بودم اما نسخہ دیوان در بلگرام مفقود است۔ آرام گاہش شمس آباد من توابع قنوج۔

(۳۵) سید عمر بلگرامی قدس سرہ

از نژاد سید محمد صفری است برین طریق سید عمر بن سید بدر الدین عرف سید بدے بن سید ابراہیم بن سید پیارہ بن سید حسن بن سید محمود عرف بدصن بن سید بدہ بن سید جمال الدین بن سید ابراہیم بن سید ناہر بن سید مسعود بن سید سالار بن سید محمد صفری قدس سرہ۔ سید بدر الدین عرف سید بدے پدر سید عمر عبدالقیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سید وارہ است و در سنہ ۹۸۶ سبج و ثمانین و تسعمائتہ دامن از غبار ہستی افشانند و سید عمر از تلامذہ خاص سید السادات سید حسین دہلی وال بلگرامی بود۔ مدتہا در حلقہ درس آنجناب تلمذ نمود و سرمایہ علیم ظاہر و باطن برواشت دوستی بہ شیخ ابوالفتح فرزند صاحب سجادہ شیخ الہدیہ خیر آبادی قدس اللہ اسرار ہما و او مدتہا خدمت شیخ کرد و در یافتنہا کشید۔ وہ وطن مالوف بازگشت و در گوشہ خدا پرستی عمر فنا ساخت قبرش در موضع چاند پور جانب شرقی شہر است و بر سر مرقد او گنبدی

۱۔ سید قاسم انوار سیدین الدین علی بن نصیر دارون بن ابوالقاسم حسین سمرقانی تبریزی معروف بہ شاد قاسم، قاسمی یا قاسم انوار در سنہ ۱۳۵۶ (۱۳۳۳ھ) سلسلہ اویہ شیخ صدیق الدین اردبیلی در —، میر سید اعلیٰ از آذربایجان است و مرقدش در شہر جام است تاریخ وفات ایشان چنین نوشته شد۔ سال ترحیل آن ملازم خلدہ گفت تا کم بخلہ تمام خلدہ۔ مقدمہ کلیات قاسم انوار از آقا سعید نفیسی تہران ۱۳۳۳ھ شادک: مفتاح التواریخ ۱۴ (۱۲) ۱۲۵ (الرضوی الخیر آبادی ازقہ بیت امام موسی الرضا در سنہ ۲۰۸ھ تلمیذ والد خود نظام الدین المعروف بہ شیخ الہدیہ در سنہ ۹۹۳ھ نیز از شیخ حاتم بن علی در سنہ ۹۶۹-۹۶۸ھ تحصیل نمود۔ تالیفات شیخ غزوات علم او شاہداند و فاش در سال ۱۲۰۹ھ است در نزمہ الخواطر ج ۵ رقم ۷۵ بدایونی و ضمنی احوال شیخ الہدیہ ۲۸۶۔

تعمیر کردہ اندر حمتہ اللہ علیہ۔

(۳۶) سید شریف

خلف الصدق سید عمر مذکور قدس اللہ امرارہما تحصیل علمی بخدمت والد خود نمود و بطریق پدگرامی دست ارادت بہ ذیل شیخ ابوالفتح قدس سرہ زود و خرقہ خلافت پدوشید و از حقائق و معارف حظی وافر برگرفت و رخصت انصراف یافتہ در وطن اصلی گوشہ نشین شد و دل بہ مبداء اصلی پر بست۔ و بیشتر اوقات بہ مطالعہ کتب سلوک و اقوال و احوال صوفیہ اشتغال داشت و نسخہ مرآة المبتدین و در احوال مشائخ ہند کتابی متوسط مفید نوشت۔ و در جمیع کلمات مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کوشش موفور بجا آورد۔ و از راہ مضمّن نفس خود کتاب را بہ مرآة المبتدین موسوم ساخت شکر اللہ سبحانہ۔

(۳۷) سید کرم اللہ

از احقاد سید محمود اکبر بلگرامی است کہ سابقاً ذکر یافت برین پنج۔ سید کرم اللہ بن سید لطف اللہ بن سید حسن بن سید نوح المعروف بہ سید پیارہ بن سید محمود اکبر قدس سرہ و ازینما ذکر سید حسن و رسلک فضلامی آید۔ سید کرم اللہ بزرگ عہد و عمدہ عصر و متخلق بہ اخلاق الہی بود و در حد و دانش احمدی و خمین و الف بہ حکومت سہا پور پوریا از طرف سید محمد کہ از سادات بارہہ و نوکران شاہ جہان بادشاہ بود قیام داشت و آخر حال بدگاہ شاہنژادہ محمد شجاع بن شاہ جہان پادشاہ بسری برد شاہنژادہ بغایت تکریم و تجلیل می کرد و بعد بر ہم خوردن محمد شجاع در بلگرام خانہ نشین شد و اوقات گرامی بہ طاعت و ریاضت معمور می داشت۔ و در او ذمہم رجب المرجب ۱۰۶۳ ثلث و سبعین و الف دل از جہان فانی برگرفت۔ بر طبق وصیت او قبر اورا با زمین ہموار کردند و از آثار خیراوست مسجد و وسط محلہ میدان پورہ و بعد از مدتے سال تعمیر آن بہ خط خاص سید کرم اللہ در کاغذ ہائے کہنہ ۱۰۶۴ احمدی و سبعین و الف برآمد۔ و محراب رائے حفظ سنیہ این قطعہ تاریخ و رسلک نظم کشیدہ

کرم اللہ سید عالی زبدہ و دودان آل عباس
 مسجدی ساخت از صفا محمود کرو بنیاد او علی التقوی
 مدد بنی مسجد الوجهہ اللہ کان مشوا لا جنت المادی
 ہاتھی گفت سال تار بخش کرد تعمیر مسجد زیبا

(۳۸) سید عبدالنبی

بن میر سید طیب بن میر عبدالواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ سرار ہم وارث کمالات
 ابویں و جامع فضائل نشاتین بود سیم اور فروع حنفیہ ید طولی داشت و ہمارہ بہ افاوہ
 قال و افاضہ حال می پرداخت مستفید از خدمت پدر و الاگر خود است و خلافت از
 جناب میر سید محمد کاپوی قدس سرہ نیز داشت۔ ملاقات او با سلطان اورنگ زیب
 عالمگیر اتار اللہ برانہ واقع شد۔ سلطان اعزاز و اکرام تمام بجا آورد و موازی صد بیگہ
 زمین از بلگرام بہ مدد معاش مقرر فرمود۔ وفاتش در سنہ ۱۰۹۴ھ اربع و تسعین و الف خوابگاہش
 بلگرام ہر شد۔ مجتہد زمان تاریخ یافتہ اند۔ ذکر فرزندار جہندش میر سید مرئی بعد ازین می آید
 انشاء اللہ تعالی و در ترجمہ سید عبدالنبی نام میر سید محمد قدس سرہ نوازش سامعہ پرداخت
 و من محمود را سر خوش کیفیتی ساخت چہ سلسلہ فقیر بواسطہ سید العارین بہ میر سید احمد خلف
 الصدق میر سید محمد قدس اللہ سرار ہم می رسد۔ لاجرم مناقب این دودان قدسی مجملہ
 بر صفحہ نیازی نگارم و منتی عظیم بر کام و زبان می گذارم۔

(۳۹) میر سید محمد الترنندی الکا پوی قدس سرہ

اصل ایشان از سادات صحیح النسب ترند است آبار کرام در مقام جالندھر من توباع
 لاہور سکونت داشتہ اند والد ماجد آن جناب میر ابو سعید تصاریف روزگار از وطن بالوف

سید بن میر ابو الحسنی الکا پوی ہ شعنوانشا از مشاہیر بود اصل او از بلدہ چندیری بود نقل مکانی کردہ اقامت در کاپی
 اختیار کرد و مناسبات او بکثرت و مشہور اند سال ۱۰۶۶ھ وفات یافت در مبنہ الخواطر ج ۴م رقم ۱۱۱ عن ۱۱۱ گیش (۱۷) ۱۷

برآمدہ در دارالولایت کالپی طرح اقامت ریختند۔ حضرت میر سید محمد قدس سرہ و غنغوان تحصیل بخدمت شیخ یونس نورانی مشجعہ کہ عالم عامل و محدث کامل بودند تلمذ کردند۔ و تا مطیل تفتازانی نزد شیخ گذرانیدند۔ و اجازت حدیث فراگرفتند۔ شیخ یونس در حفظ قرابت عزاب بسیار می کوشیدند۔ تشریح استاد در مزاج و علاج تاثیر تمام کرد و نور متابعت نبوی مرتاپائے ایشان را فرو گرفت۔ و تتمہ کتب تحصیل قدرے پیش مولانا عمر جامعوی شرح اشد و جد و اکثرے در حلقہ درس شیخ جمال اولیا کوردی قدس سرہ گذرانیدند۔ و در فضیلت صورتی رتبہ بلند حاصل کردند و فاتحہ فراغ از شیخ جمال اولیا قدس سرہ گرفتند۔ و ہم حضرت شیخ در طریقہ علیہ چشتیہ بیعت کردند۔ و اجازت سلاسل قادریہ و سہروردیہ و مداریہ یافتند۔ حضرت شیخ ایشان را بہ عنایات خاص الخاص نواختند۔ و اماناتی کہ از مشایخ سلاسل اربعہ فارسیہ بود ہمہ را تسلیم نمودند حضرت سید حسب الارشاد شیخ قدس سرہ از کورہ و کالپی آمدہ پائے اقامت افشروند و بیاورب الارباب و تلقین اصحاب مشغول گردیدند۔ و براتب معدودہ از کالپی برآمدند یک مرتبہ سفر جالندھرو پیش آمد بہ ارادہ این کہ در آنجا رفتہ ہا دختر عشیرہ کد خدا شوند چون بہ اکبر آباد رسیدند با امیر ابو العہ

۱۵۔ بن ابی یونس الحینی الکوردی۔ از کبائر علمائے ہند بود ایام زندگی را در تدریس فقہ حدیث صرف کرد و وطن مالوف را ترک کردہ و کالپی اقامت گزید۔ و نزعتہ الخواطر ج ۵ رقم ۷۵۹
 ۱۶۔ بن ابی عمر الحنفی۔ در فقہ و اصول اقیاناز حاصل کرد میر سید ترمذی و دیگر شیوخ بروی تلمذ کردند۔ و نزعتہ الخواطر ج ۵ رقم ۳۸۵
 ۱۷۔ بن محمدوم جہانیاں بن بہاء الدین بن سالار عالم دین بہیمہ الدین ۹۴۶ و در فقہ و اصول فقہ و علم عربیہ از مشاہیر و کبار علماء بود بعد اخذ علم از والد خود قاضی ضیاء الدین بن سلیمان و ۹۸۹ عثمانی نیونی تلمیذ قاضی وجیہ الدین بجراتی در ۹۷۸ تا ۱۰۵۴ را لازم گرفت و از ایشان فاتحہ فراغت خواندہ بسوئے وطن مالوف عود کرد و سید محمد ترمذی و شیوخ کبار از تلامذہ وی ہستند و در ۱۰۴۶ وفات یافت۔ و نزعتہ الخواطر ج ۵ رقم ۱۷۱ مکتوبات شیخ محمد افضل العباسی (الہ آبادی) و جد اعلیٰ وی شیخ سادہ تلمیذ شیخ یعقوب السوسی و شیخ شمس الحق جوہوری در ۹۵۴ بود و شیخ سالار لبس خرقہ از شیخ بہاؤ الدین جوہوری (سلاطین) کرد و نزعتہ الخواطر ج ۴ رقم ۱۲۱
 * * * * *

احرارِ مقدس سرہ ملاقات کردند و در پائین مجلس اقدس نشستہ حضرت امیرِ اعانت بود کہ از ایشان قہقہہ اکثر بر میزد بہ خاطر حضرت سیدہ یافت کہ در ویش وقہقہہ این چہ آئین است حضرت امیر از صدر مجلس جانب ایشان نگاہی کردند و ارشاد نمودند مولانا سے روم فرمودہ

بر بیضہ دل باش ہاں مانند مرغ با سبان کز بیضہ دل زایدت مستی و شور و قہقہہ بعد از ان بر زبان مبارک آوردند قہقہہ ما از اینجا است قریب بود کہ در بدن حضرت سیدہ عشتہ افتد بہ زور تشریح خود ناگاہ داشتند و رجوع ناگروہ متوجہ جانند صر شدند و وقت معاوتت در ہر منزل حضرت امیر ابو العلاء قدس سرہ می دیدند کہ پاکی سوار می ایشان را جانب خود می کشد ناگنیز بعد رسیدن اکبر آباد التماس طریقہ علیہ نقشبندیہ نمودند حضرت امیر با کمال التفات طریقہ را تلقین فرمودند حضرت سید بہ کاپی آمد سالہا بآن مشغولی نمود و بعد وہ سال بار دیگر بہ خدمت امیر قدس سرہ رسیدند و چہار ماہ در صحبت اقدس کسب فیوضات فراوان نمودند و از جملہ سفار و الاسفار جمیر است کہ بہ کشش خواجہ بزرگ قدس سرہ ضرور افتاد و درین سفر خلف الصدق ایشان میر سید احمد قدس سرہ در کاب سعادت بودند روز وصول اجمیر بہادر خان کنبو ناظم آنجا بیرون شہر بانقبال برآمد و لوازم خدمت با کمال نیاز مندی بہ تقدیم رساندہ ہشت روز در ان مکان فرودس

۱۵۰ بن ابی الوفاری بن عبدالسلام بن عبدالملک بن عبدالہاسط بن تقی الدین الکرمانی الحسینی الاکبر آبادی از مشائخ کبار و در ہند بونسب پدی او بہ امام زین العابدین و نسب ماوری بہ خواجہ احرار متصل سے شود بدین وجہ اور احراری گویند جلدی خواجہ عبدالسلام از سمرقند وارد ہند شد و تولد امیر در ۹۹۰ھ در مزابلہ قریب لاہور وقوع پذیر شد خواجہ عبدالسلام در قچپور سیکری طرح اقامت انداخت امیر ابی العلاء بعد از وفات پدر و جلا در خدمت خواجہ فیض بن ابوالفیض بن عبدالقدین عبید اللہ احرار و بعد ماوری خود تربیت یافت و در عہد اکبر شاہ تیموری منصب سہناری و دیگر اعزاز حاصل کردہ بالآخر ترک منصب کردہ برنزار شیخ معین الدین السنفری ^{۶۳۳} اعتکاف کرد و طریقہ سے بہ طریقہ ابو العلاء شہر دار و ادایشان کبار مشلوخ فیض حاصل کردند امیر در ۱۰۶۱ھ وفات یافت و در شمالی مدینہ آگرہ مدفون شد برائے تفصیل اجوع کن حجتہ العارنین حیات اللہ احراری و مفتاح التواریح ۲۵۸-۲۵۷ و نیز ہتہ الخواطر ج ۵ رقم ۴۲۰ : ۱۵۰ بہادر خان کنبو از منصب ایران عالمگیری بود در عہد شاہ جہان پانصد می و پانصد سوار بود و شاہ جہان نامہ ص ۶۴ ج ۳۰۰

نشان توقف کردند. ہر روز اول و آخر وقت با صوفیان بزیارت مرقد مبارک می رفتند و گرو قبر
مطہر مراقب می نشستند۔ صاحب معارج الولایہ در ترجمہ آن جناب می نگارو کہ :-

” چون بوہ زیارت خواجہ بزرگ مشرف گشت اندک بیہوشی اور ادست واد۔ حضرت خواجہ بزرگ
دران زمان دو تا بزرگ تنہول روی عنایت فرمودند۔ چون بہ افاقت آمد آن دو تا بزرگ تنہول در
دست داشتند۔ و بہ وقت نیز درون روضہ متبرکہ کرو و با روح آن حضرت ملاقات حاصل نمود۔
و بسا احوار و اسرار استفادہ کرد۔“ انتہی۔

حضرت سید دوام ولی برہان و دیدہ گریبان داشتہ اند در ہر مجلس یک رومال یا دو رومال
از اشک جاری ترمی شد و بہت و شش سال از او آخر عمر علی الاتصال صائم بودہ اند اگر
عارضہ جسمانی لاحق می شد دو وقت شب استعمال می کردند۔ اطبا ہر چند عرض می کردند کہ
استعمال دو وقت صبح انفع است در جواب می فرمودند کہ صحت و بیماری در دست
مشیت باری بست اگر او سبحانہ و تعالیٰ صحت خواستہ است استعمال دو وقت شب
ہم نافع خواهد شد۔ پس چہ الذت صوم را بر یاد ہم۔ و در ایام منہیہ شریفیہ غیر از یک بیروہ بان تنہول
نہی فرمودند۔ و آئین والا بود کہ در مجلس تلقین لفظ مبارک اللہ شوق و جاذبہ تمام بر زبان
شریف می گذرانیدند و سامعان را از خود می ربووند۔ وقتے پہر چاہے پنج سالہ ایشان کہ بہ
غایت مقبول بود فوت کرد۔ تا سہ روز لب بہ اطہار آن کلمہ شریفہ نہ کشاوند۔ تا در دو غم
فوت پس بر بہجت آہی تعالیٰ شانہ ممزوج نہ گردو۔

حضرت سید در او آخر عمر علیہوی المشہد بودہ اند۔ و در مقام قطبیت کبریٰ متمکن و عیسوی
المشہد بودن عبارت ازین است کہ چنانچہ احیاء اموات از عیسیٰ علیہ السلام واقع
شد احیاء قلوب ازین شخص واقع می شد۔

شیخ کمال افسری قدس سرہ کہ از جسد خلفاء خاص حضرت سید و کبریا راہ دین است

۱- تذکرہ است مدعیان مشائخ ہندوستان تالیف عبد اللہ خلیفگی فوت و تذکرہ نویسی ۷۶
بھوالہ اسنوری ج ۱ ص ۱۱۱ ۱۱۲ رک ۳۹ ذکر فضلاء

وختاور خان نام اور تاریخ مرآة العالم در محل شعرا ذکر کرده در مثنوی راجح و سبحان و مدح حضرت یابن مقام اشارہ می کند و میگوید

دم عیسیٰ اگر احیاء گل کرد
دم جان بخش او احیاء دل کرد
بود بر صبح روشن کار این دم
کز استاوان این کار است او هم

از مصنفات شریفه تفسیر سورہ فاتحہ و رواج بہ عبارت عربی و رسالہ تحقیق روح و اسرار التوحید و ارشاد السالکین و رسالہ الفناء و عقائد صوفیہ و رسالہ عمل و معمول و رسالہ وارفات و ران وقت کہ علماء و ظاہر بر رسالہ تسویہ شیخ محب اللہ آبادی قدس سرہ ہنگامہ برپا کردند و سلطان اورنگ زیب انا اللہ برہانہ زار سائین زار کہ این رسالہ سخنان مخالف شریع شریف دارد و سلطان حکم فرمود کہ در وی شان قلمرو پادشاہی را در معسر سلطانی احضار نمایند و از مقالہ ہر کدام استعلام نمایند شیخ محمد افضل الہ آبادی قدس سرہ از رسالہ واروات اندیشیدند کہ در غلبہ حالات رقم زدہ کلک ارشاد گردیدہ ہر چند دل شیخ قدس سرہ نمی خواست کہ بشویند لکن در ان ایام کہ آتش فتنہ سخت مشتعل بود نگاہ داشتند

۱۵۔ ختاور خان عالمگیری - از خاصہ عالمگیری بود۔ عالمگیر بصلہ خدمت اورا بہ منصب یک ہزار می مشرف ساخت اور ذوق تاریخ و سیر و انشاء فاضل و ماہر بود تاریخ "مرآة العالم" از آثار او مشہور است بر پنجاب و غرائب مشتمل۔ علاوہ ازین منتخب مجموعہ است کہ در آن حدیقہ سنائی و حکیم سنائی ۶۶۵ کلیات عطار و فرید الدین گیلانی و منتخب مثنوی معنوی مولانا رقم ۶۶۱ را یک جا مرتب کردہ۔ نیز مختصر تاریخ ہزار می تصنیف احمد بن نصر اللہ تیزی و ریاض الادبیات فی تاریخ المشائخ و بیاض کہ در آن شواذ و شوار و جمع کرد از و یادگار اندانی الجملہ ختاور از فضلہ بود کہ چند علماء و مشائخ باسم ایشان کتابہا نوشتہ : (۱) کتاب فی فقہ الحنفیہ از قاضی ابو بکر اکبر آبادی کہ بہ اسم خاں مرتب کردہ (۲) خلاصۃ الخانیۃ تالیف ملا محمد نافع اکبر آبادی (۳) ہمچہ نخت تالیف حکیم عبداللہ اکبر آبادی سزا تالیف ۱۰۹۳ است خان مزبور ۱۰۹۶ در سر زمین دکن فطانت یافت عالمگیر جنازہ وی بر کابل خود حمل کرد رک : نزمیہ الخواطر ج ۵ رقم ۱۲ بحالہ آخر عالمگیری ۱۱۰۷ شیخ محمد افضل الہ آبادی در تولد ۱۰۳۸ تصوفات ۱۱۲۲ ۱۱۱۲ در ابن عبدالرحمان العباسی السید پوری علوم متداولہ پیش عامار وقت تحقیق کرد و آخر الامر مرید سید محمد کالپوی المنزور شدہ اجازت یافت از تالیفات وی (۱) شرح القصص علی وفق النصوص (۲) شرح المثنوی المعنوی (۳) شرح رسالہ تسویہ اللہ شیخ تربت الہ آبادی (۴) شرح رسالہ الفناء شیخ محمد ترقائی و غیر انہا مشہور اند و مکاتیب وی و مملوک معرفت شیخ کمال الدین فرزند شیخ محمد افضل ۱۰۶۴ و مفتاح التواریخ ۷۹۷ و برائے تفصیل رک : تذکرہ علمائہ ہند ۱۸۸۶-۱۸۷۱ نزمیہ الخواطر ج ۴ رقم ۵۲۴ ج ۳ بگش ۲۰۳۔

تلمیذ مفتی جہار اللہ الہ آبادی را بر سلم البشوت شرح است بہروز جامع ۱۲

ہم مصلحت نمی دیدند۔ لاجرم آب و ز طرف کلان جو بین پر کرده آن رسالہ چہارہ رقی را انداختند کہ چون کاغذ کاپی در آب زود متلاشی می گردد و خود بخود محو خواهد شد۔ غرض شیخ این کہ بدست خود راز الہ خط سعی نہ کرده باشند تمام شب در آب بود۔ وقتی وسطی سے محو نہ شد۔ صبح این حال مشاہدہ نموده بخاطر آوردند کہ مرضی حضرت سید قدس سرہ آن است کہ این رسالہ باشد خشک کرده نگاہ داشتند۔ شیخ محمد یحیی الہ آبادی قدس سرہ در کتاب اعلام الانام می گویند۔

«من آن رسالہ را بعینہا بار سائل دیگر از نعمانیف حضرت سید قدس سرہ یک جا جلد کرده

حزبان و ایمان خود وارم»

وصال اقدس بست و ششم شعبان روز شنبہ ۱۱۱۸ھ احمدی و سبعین و الف واقع شد۔
آسایش گاہ کاپی را رقم الحروف گوید۔

غوث عالم یگانہ آفاق
گفت تاریخ رحلتش آزاد
میر سید محمد ذمی شان
رفت قطب زمان بسویہ جہان

۲۰) میر سید احمد بن میر سید محمد الکاپوری قدس اللہ سرہا

و ارث ولایت محمدیہ و حامل رایت احمدیہ اند۔ از عنفوان نشوونما فروغ رشد و نور ولایت از جبین ہمایون می تافت۔ مبدی فیاض تعالی شانہ جمال عبوری و کمال معنوی ہر دو با ہم ارزانی داشتہ۔ و جمیع صفات رضیہ و سمات مرضیہ بیما شیمہ بذل و ایشارہ عزت و عنہ لطیف و ولایت گذاشتہ۔ ابتداء حال و امن سعی و اکتساب دانش صوری برزوند۔

۱) شیخ محمد یحیی بن شیخ امین العباسی الہ آبادی المعروف بہ حزب اللہ از نحول علماء بلوچہ ولادت ۱۰۸۰ھ و وفات ۱۱۴۴ھ ۱۱۳۱ھ است و وی برادرزادہ و داماد و خلیفہ شیخ محمد افضل الہ آبادی است کتب و رسائل بسیار تصنیف کردہ اند از انجملہ مذکورہ الذیل کتب و رسائل مشہور و معروف اند ان مکاتیب در چہار جلد در اظہار حقیقت تصوف ۲۰۔ ماخذ الاعتقاد و عربی در شان صحابہ ۱۱۔ افاتہ القاری فی شرح ثلاثیات البخاری (عربی، ۴)، اخراج الحنیایا فی شرح الوصایا یعنی وصایا شیخ عبدالخالق غجدوانی، ۱۰۔ بسط الکلام فی و فیات الاعلام (رای اعلام الانام)، ۶، و شرح رسالہ بکیہ درک : تذکرہ علماء ہند ۵۸-۵۹۔ نزہۃ الخواطر ج ۴ رقم ۷۷، مفتاح التواریخ ج ۳۱۴ و ذیل الوفیات بحوالہ نزہۃ الخواطر، ۱۲۔

و چند می نزد والد ماجد قدس سره تحصیل نمودند. و از حسامی اصول تا تفسیر بیضاوی نزد شیخ
 محمد افضل اله آبادی قدس سره گذرانیدند. و دست بیعت به حضرت والد قدس سره دادند. و
 طریقه محمدیه را به کمال اعتنا و زریزند. و در عمر نسبت و چهار سالگی برسند حضرت والد قدس سره
 نشستند. و مجلس ارشاد و تلقین گرم ساختند حق تعالی حظی و افزاز اعتبار و اشتها از زانی
 فرمود. و سده سنیر اقبله حاجات و ضیغ و شریف ساخت. با وصف این دقیقه از وقت
 فقر و انکساری فرو نمی گذاشتند. چون آفتاب عالم تاب پر توالتفات بر همه کس یکسان
 داشتند. حضرت والد را در باره ایشان کمال عنایت بود. فرمودند محمد و احمد یکے است. و نیز
 روزی که از مزار فاضل الانوار خواجہ بزرگ معین الدین چشتی قدس سره رخصت شدند. فرمودند
 حضرت خواجہ قدس سره ما را رخصت کردند. و دستار بر سر سید احمد بستند. و فرمودند که مجلس
 چشت گرم سازد. انین جا است که آنجناب به سماع میل تمام داشتند. و با وصف احترام
 حضرت والد قدس سره در عین حیات ایشان به سماع و سرود و علامیہ می پرداختند و بعد انتقال حضرت
 والد بعد ایام عرس شریف ہم مجلس سماع آراستند. شیخ محمد افضل اله آبادی قدس سره این خبر
 شنیده از الہ آباد نامہ و پیام فرستادند کہ آمدن من در ایام عرس محال شد کہ موافقت یاران
 نہ توانم. و خلاف یاران ہم نہ توانم کرد. حضرت قدس سره در جواب و نامہ پیہم نوشت و بہ
 تاکید تمام طلب داشتند. شیخ محمد افضل بعد وصول نامہ اخیر بہ کاپی شریف بردند حضرت
 بعد قدم ایشان. سرود و موقوف کردند. اما تا سر روز طعام نہ خوردند. و درین روز ما بہ مرتبہ کہ
 باشیخ ملاقات می شد از دست ناصحان و مریدان حضرت والد قدس سره کہ در باب سماع ہنگامہ
 ملامت گرم ساخته بودند شکایت می کردند. آخر الامر روز سیوم ہمان شکایت سر کردند. شیخ
 و تسلیہ مبالغہ بہ کار بردند. تا آنکہ وقت نماز عصر رسید نماز را ادا نموده باز بر سر ہمان گفتگو
 رفتند. و بعد نماز مغرب نیز آن سلسلہ القطار نہ پذیرفت خدمت شیخ علاج منحصر دران دیدند
 کہ پرسیدند تو الان کجا اند. آنها گفتند حاضریم فرمود. چرا بہ کار خود مشغول نمی شوید. تو الان بہ آواز
 یافتہ سر گرم کار شدند و خاطر حضرت شاد گردید فرمودند میان جیو؟ من ہم سرود بکنم. و مال و
 تسبیح بدست گرفتہ ایستادند و لفظ مبارک اللہ بر زبان آوردند. و در حاضران اثر عظیم کرد

جمعے کے خود افتادند و حضرت شیخ قوالان را اجازت داده خود از مجلس برآمدند۔

مخفی نہ ماند کہ میر سید احمد قدس سرہ شیخ محمد افضل الہ آبادی را از ایام صغیر سن میان جیو می گفتند۔ قوت تاثیر توجہ حضرت قدس سرہ کا شمس فی رابعۃ النہار اشتہار دارد۔ برہر معتقد و منکر کہ توجہ می فرمودند فی الفور از خود می رفت۔

شخصی بہ خدمت حضرت آمد و گفت سختی دل من بجائے رسیدہ کہ در فوت مادر و پدر وزن و فرزند گریہ نہ کردہ ام۔ ترا نشان می دہند کہ مردم را در گریہ می آری بر من ہم توجہی کن۔ حضرت ہر دو دست اورا بہ ہر دو دست خود محکم گرفتہ بہ جنبانیدند۔ و سر بار بہ وحشت تمام بہ گفتند۔ نخواہی گریست؟ بار سیوم سر وادند۔ آن شخص بر زمین افتادہ ہائے ہائے می گفت و زار زار می گریست۔ بعد دیرے بہ افاقہ آمد و مرید شد۔

یکے از مخلصان جامہ دوختہ برسبیل نیاز آورد۔ و المحاح کرد کہ بہ لبس آن نوازش فرمایند۔ وقت نماز جمعہ ہمان جامہ پوشیدہ متوجہ نماز شدند۔ بعد اوائے نماز شخصے کہ دم تشریح می زد بر طول آستین اعتراض کرد۔ آستین خود را بدست او وادند و آستین اورا بدست خود گرفتند۔ در آستین او آن قدرے زیارت فاحش نمودار شد کہ باعث انفعال او گردید۔ و آستین ایشان تا بند دست بود۔ و طبقات شعرانی آوردہ :-

۱۔ رجوع کن الطبقات الکبریٰ للعارف الشعرانی ج ۱ ص ۲۰۔ و الشعرانی از علماء ماند عاشرہ است۔ اسمش بتماہ ابوالمواہب عبد الوہاب بن احمد بن علی الانصاری الشافعی المصری و ۸۹۸ - ۸۳۳ (۹۷۳) است و اورا شعرا نیز خوانند و آن نسبت است بہ "ساقیہ ابی شعرة" مہر از علماء متصوفین است و در علم تصوف و تلامذہ صوفیہ متعدد کتب تالیف کردہ تصوف و اہل تصوف را حمایت کرد و من جملہ آہنا باسم الطبقات و کتب نیشہ الکبریٰ والوسطی اسم اولی "لوائح الانوار فی طبقات الاخیاء" است و الثانی لوائح الانوار القدسیہ فی مناقب العلماء والصوفیہ" است و الشعرانی از حامیان ابن عربی بود و در حمایت شیخ "الکبریٰ الامرنی علوم اشخ الکبر" کتاب تالیف کرد و نیز کتاب ایواقیت و الجواہر فی عقائد الکابریہ ط ۱ و بدنی است علاوہ کتب مزبور شعرانی را در ج ذیل کتب معروف اند: "کشف الغم عن جمیع الامتہ" و "المیزان الکبریٰ" ط ۱ و "الانوار القدسیہ فی آداب الصوفیہ" داین ہمہ کتب چاپ شدہ شہرت دارند و چند کتب خطی کہ تا حال چاپ نشدہ "الاجوبۃ المرصیۃ عن الامتہ الفقہاء و للصوفیہ" و "آداب القضاة" و "ارشاد الطالبین الی مراتب العلماء العالمین" برائے تفصیل از احوال شعرانی رجوع کنید و "تاج العروس ماہ شعر" (۱۲) و آداب اللغۃ ۳: ۳۳۵ (۳) و "الشدات" (۴) و "معجم المطبوعات" ۱۱۲۹-۱۱۳۴ (۵) و "الخزانة التیموریۃ" ۱۶۴۰

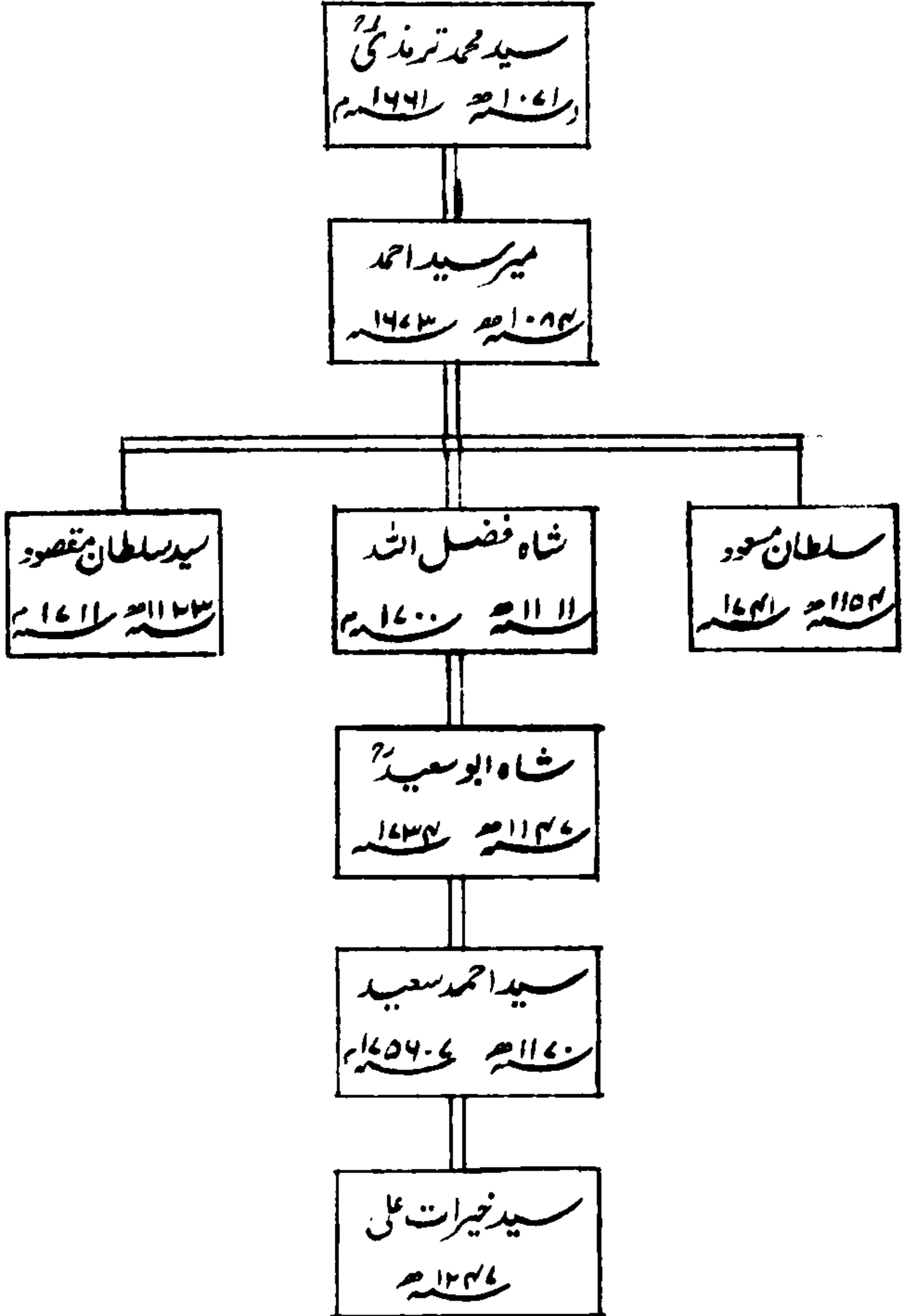
در کان علی رضی اللہ عنہ یقطع من کبر تمیصہ ما زاد علی رؤس الاصابع وکذلک
عمر رضی اللہ عنہ

ہنگامیکہ سلطان اورنگ زیب عالمگیر انار اللہ برہانہ بہ واسطہ رسالہ تسویہ حکم فرمود کہ درویشا
ممالک محروسہ زاہد حضور خلافت طلب نمایند و اسامی فقرا و بلاد ہندوستان را نوشتہ از
نظر سلطانی گذرانیدند۔ نام نامی میر سید احمد ہم نوشتہ بودند سلطان بر نام ایشان بہ خط
خاص نوشتہ "بر حمت حق پیوست" پچہ ایشان انتقال کردہ بودند سلطان مطلع بود و
کاتب اسامی اطلاع نداشت۔ واسم شیخ محمد افضل الہ آبادی قدس سرہ نیز بہ تحریر آورده
بودند سلطان بر اسم ایشان دائرہ کشید و بر نام حاجی محمد ولی قلی فرمود کہ این برادر طریقت
شیخ محمد افضل است این خاندان نقوی است اینہا از سوسہ سوء العقیدہ مبرا اندہ آخر
الامر طلب درویشان موقوف شد حضرت سید احمد قدس سرہ بر سنت والد ماجد خود یک مرتبہ
بہ زیارت اجمیر شریف رفتہ اند۔ و از روحانیت خواجہ بزرگ قدس سرہ فیوض وافر انداختہ
وصال حضرت نوزدہم ماہ صفر ۱۰۸۴ھ اربع و ثمانین و الف آرامگاہ کاپی و ایشان را سہ
پسر والا گہر بوجود آمد شاہ فضل اللہ سید سلطان مقصود و سید سلطان مسعود اما شاہ
فضل اللہ قدس سرہ جامع دانش صورت و معنی بودند۔ و بر روش پدر و جد بزرگوار قدسی را سخ
داشتند شیخ محمد افضل الہ آبادی فرماید

عنان فضل سید فضل اللہ آنکہ بہت بر شان فقرش از عمل و علم و گواہ
عنفہ گرامی ولایت مجسم بود و ذوق و شوق از ہر مو تراوش می کرد و بیل و کرم و سائر
صفات رضیہ بہ مرتبہ اتم داشتہ اند۔ وقتہ تخط شدیدا فتا و ہر چند سال امتداد کشیدہ
عالی را بہ معصن تلف و آورد۔ آنجناب در شبانہ روز یکبار جز اندک غذائی کہ سدر متق
می تواند شد نمی خوردند و بہ قدر دسترس بر محتاجان ایثار می نمودند۔ چہار دہم ذی الحجہ ۱۱۱۱ھ
احمدی عشر و ماتہ و الف بہ ملک قدس خرامیہند۔ فرزند و جانشین آنجناب سلطان ابوسعید قدس سرہ

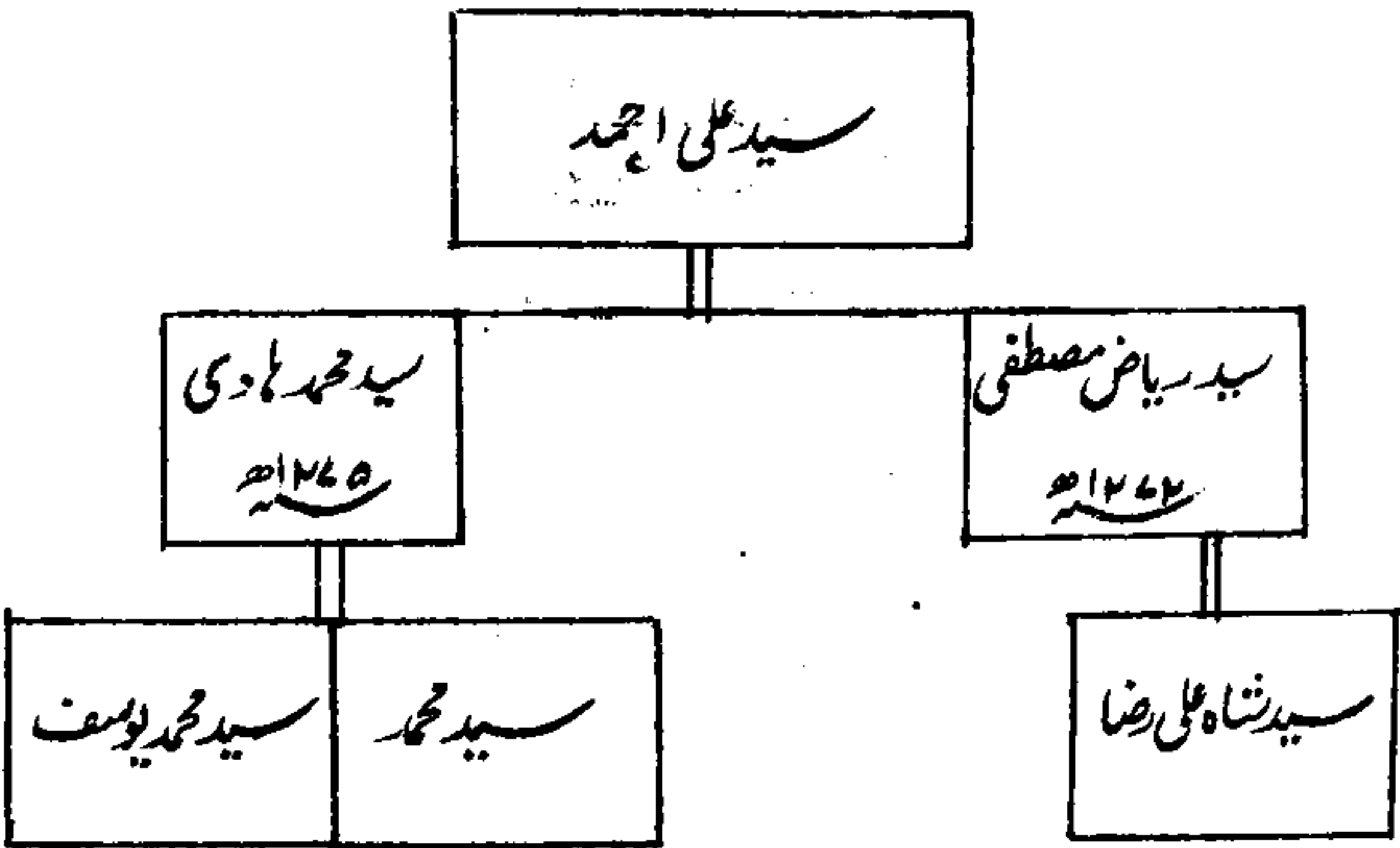
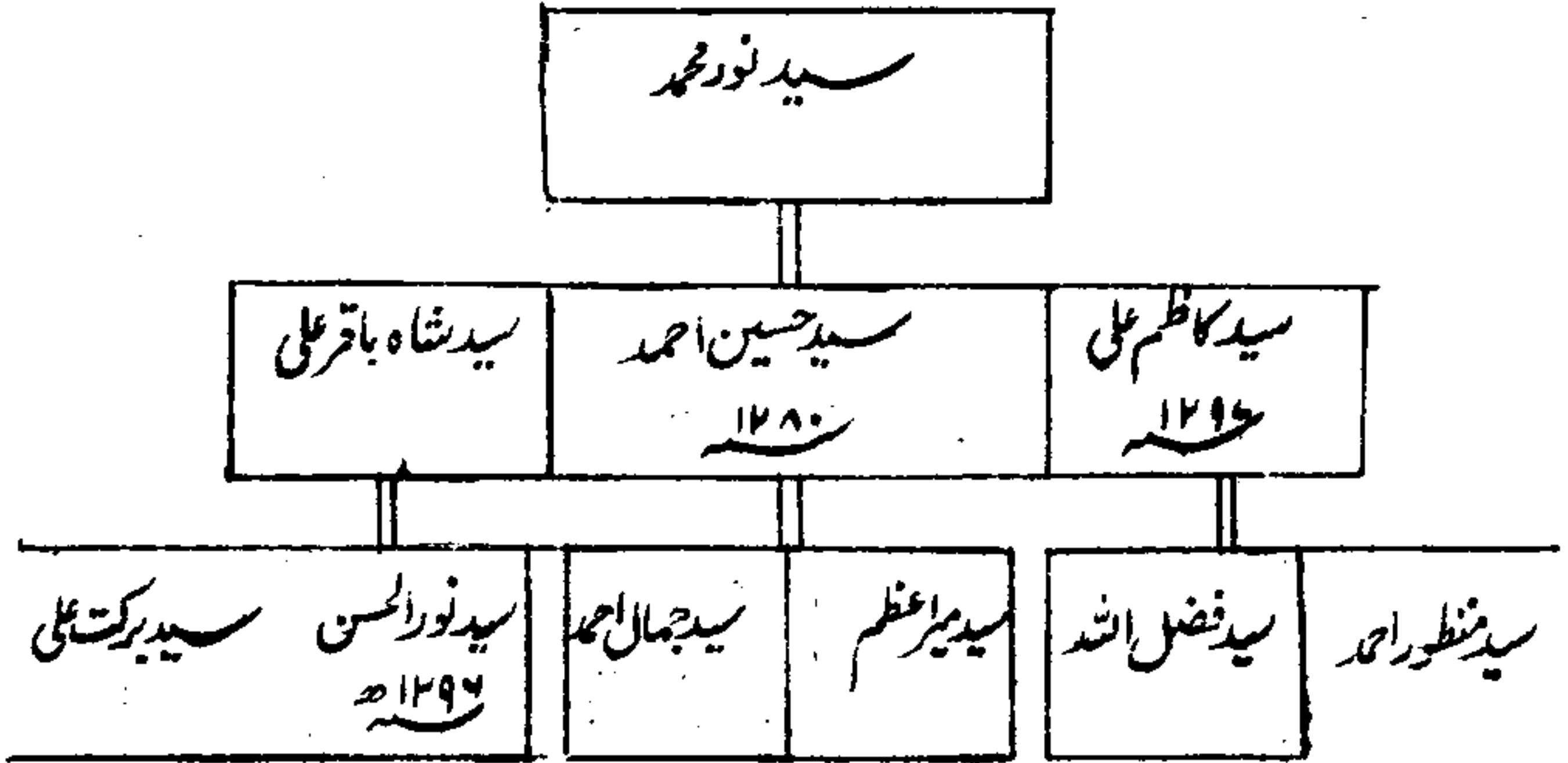
ملہ المتوفی ۱۱۱۱ھ ۱۲۴۳ھ المتوفی ۱۱۱۱ھ ۱۲۴۳ھ المتوفی ۱۱۱۱ھ ۱۲۴۳ھ
۱۱۱۱ھ ۱۲۴۳ھ المتوفی ۱۱۱۱ھ ۱۲۴۳ھ مرید می بودند

شجرۃ النسب صفحہ ۸۲



حضرت الامیر الفروقی در تقصیر ۲۱۰ - ۲۱۳ رقمطراز اند: انتقال برکت اشتمال
سید خیرات علی در ۱۲۲۶ھ اتفاق افتاد والد مرحوم میر سطور را با ایشان ملاقات و محبت

بود از ایشان پنج فرزند ماندند ۱) سید نور محمد ۱۲۶۴ھ (۲) سید شاه محمود ۱۲۸۸ھ (۳) سید سلطان احمد و (۴) سید علی احمد (۵) سید تراب علی ۱۳۸۱ھ بعد شجره مختلفه ظهور آمدند :-



۱۴۱) شیخ عبد الحفیظ فرشتوری بلگرامی

از قبیلہ متولیان این شہر است۔ در عنقوان شباب از وطن مالوف بہ درود خدا طلبی برآمدہ در کابل سی بہ سده سنینہ میر سید محمد کالپوی قدس سرہ پیوست۔ و چہار ماہ پیش از وصال حضرت قدس سرہ بہ شرف ارادت والا استعا و یافت۔ و اکثر اوقات در صحبت شیخ عبد الحکیم موہانی گذرانید و فائدہ ماخذ نمود۔ شیخ عبد الحکیم موہانی از کمل خلفا میر سید کالپوی قدس سرہ بودہ و بستہ ہفتم ذی الحجہ ۱۲۵۰ خمس و عشرین و ماہ و الف در موہان مخفوف سراوق رضوان گردیدہ شیخ عبد الحفیظ اگر چہ مرید میر سید محمد است قدس سرہ۔ اما نعمت فراوان از غرہ ناصیہ ولایت میر سید احمد قدس سرہ فرا گرفت۔ و مثال خلافت و اجازت حاصل نمود و نسخہ اجازت نامہ او کہ آنحضرت بہ خط و املا در خاص تحریر فرمودند این است :-

« چون فقیہ حقیر احمد بن محمد شیخت پناہ حقائق آگاہ شیخ عبد الحفیظ را دید کہ بہ جمیع وجوہ آراستہ است و بہ شریعت فراہم است بعد از اتمام مومی الیہ سلوک طریقت اجازت داد کہ ہر کہ خواهد کہ توبہ نماید با طریق حق خواهد بہ آن مشیخت پناہ رجوع آرد بے تاہل و بے درنگی اجرا نفع نماید چنانچہ بر این معنی فارغ شیراز اشارت نمود ۵

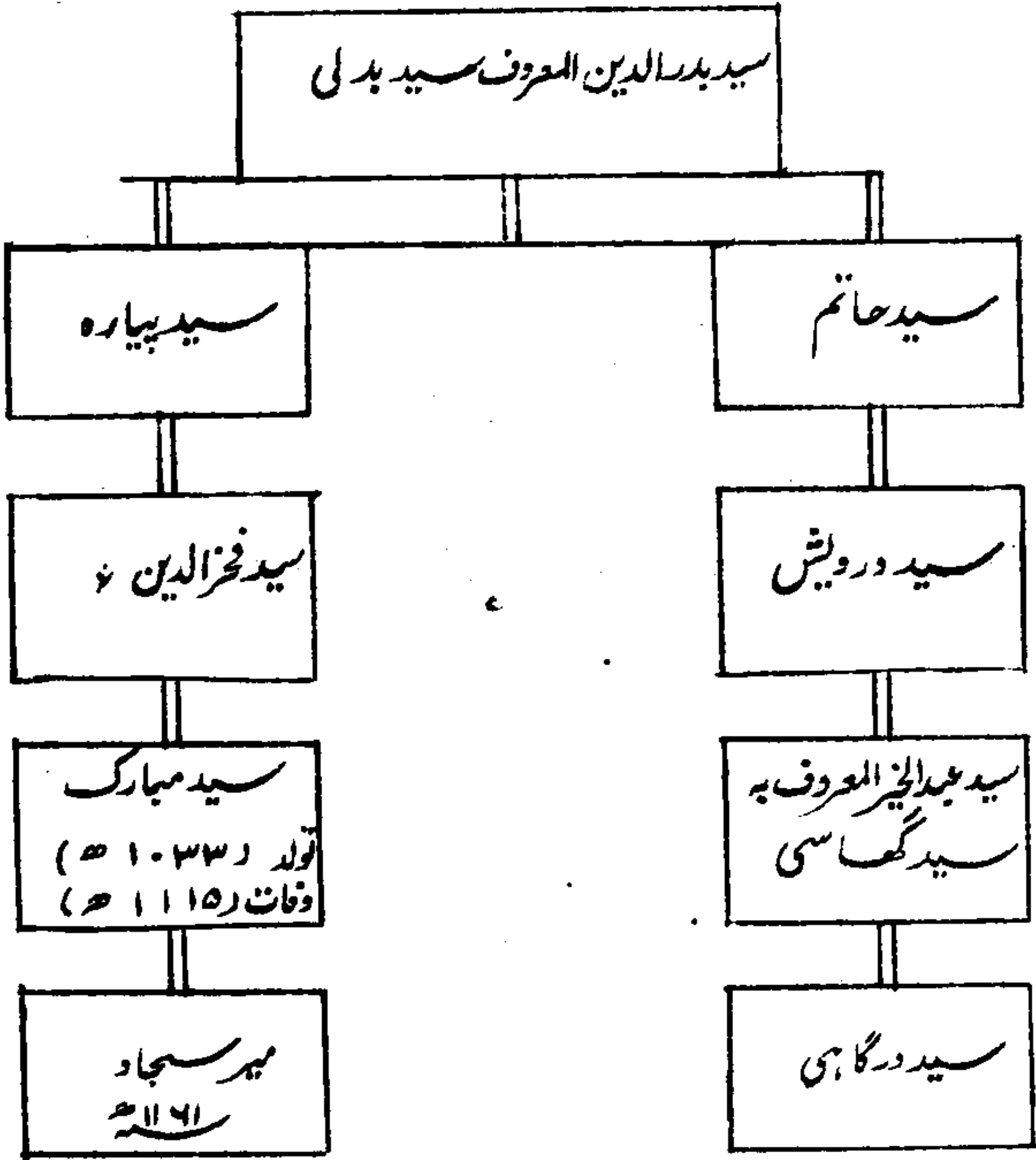
« اگر شراب خوردی جسدہ فشان بر خاک در آن گناہ کہ نفعی رسد بہ غیر چہ باک خداوند سبحانہ مشار الیہ را مقبول خویش و مقبول خلق گرداند و بالنون والصاد انتہی۔

۱۴۲) سید درگاہی بلگرامی قدس سرہ

بن سید عبد الحزیر المعروف بہ سید کھاسی بن سید درویش بن سید حاتم بن سید بدر الدین عرف سید بدلی جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محمد سید وارہ او اہل حال قدم در طلب علم گذاشت و قصبات اطراف بلگرام را سیر و دور کرد۔ و نیز و علماء عصر کتب درسی علی الترتیب تحصیل نمود و بہ خدمت قاضی علیم الشہ کچندوی^۱ فاتحہ فراغ خواند۔ و از مراتب قان بہ منازل حال

۱- المتوفی سال ۱۲۰۰ در ک۔ رقم ۵ ذکر فضلہ ۱۲۰

افتاد و بہ جناب شیخ عبدالرسول عم حقیقی قاضی علیم اللہ مسطور و مرید خلیفہ شاہ مجاہد ساکن
لاہر پور من توابع خیر آباد دست ارادت داد و تربیت ہائے باطنی یافت۔ آخر عثمان بوطن
اصلی منعطف ساخت و تا دم واپسین بہ شغل درس و یاد الہی بسر آورد۔ دو ر عشرہ ثانی بعد
ماتہ و الف از تنگناہی امکان بہ وسعت آباد لامکان شتافت۔ آرامگاہش بلگرام رحمت اللہ علیہ
” شجرہ نسب “



۴۳) میر سید مبارک محدث بلگرامی قدس سرہ

صحیح الاصول والفروع بود۔ و کوس احیاء سنت۔ و ازالہ بدعت می نواخت در علوم ظاہری و باطنی یگانہ و در تقوی و طہارت ممتاز زمانہ می زیست۔ نسبش برین طریق سید مبارک بن سید فخر الدین بن سید بہار بن سید پیامہ بن سید بدر الدین جد القبیلہ ولادت او ششم شعبان المکرم ۱۲۳۳ ثلاث و ثلاثین و الف دست داد و عنفوان شباب کمر سعی بہ تحصیل علم بر بست۔ و از بدایت تا نہایت علوم بہرہج وقت و اتقان تحصیل نمود۔ و در مبارکوی حال نسخ تحصیل نزد میر سید طیب بن میر عبدالواحد قدس اللہ اسرارہ ہما و دیگر فضلاء بلگرام و اطراف آن استفادہ کرد۔ و در ۱۲۶۱ ہجری وستین و الف بہ ارادہ کنساب علم بہ دہلی تشریف برد۔ و در آنجا مطول تفتازانی بہ خدمت خواجہ عبداللہ المشہور بہ خواجہ خردین خواجہ باقی باللہ نقشبندی

سہ رک : رقم ۲۲ ذکر فقار : : : : : مطول تفتازانی . السعد التفتازانی (۱۱۲۰ - ۱۱۹۳) معبودین عمر از کبار ائمہ عربیہ و اساتذہ منطق و فلسفہ بود . متعدد کتب و شروح و حواشی تالیف کرد و مجملہ آن تہذیب المنطق . ط و المہل و المختصر شرح تلخیص المفتاح محمد بن عبدالرحمن ترمذی و المقاصد و شرح آن و علم کلام و شرح العقائد النسفیہ و حاشیہ علی شرح العصد علی مختصر ابن الحاجب و التلخیص علی التوضیح مشہور اند کتاب تلخیص المفتاح تلخیص مفتاح العلوم مساکنی دابہ یعقوب یوسف بن محمد المتوفی ۶۲۶ سن ولادت وی ۵۵۵ است و کتاب مفتاح مشتمل بر روانہ ظلم است و عبدالرحمن ترمذی فقط قسم ثالث را تلخیص کرده اند و تلخیص المفتاح معنون کرد است و علماء بر آن متعدد و شرح نوشتہ مجملہ آنها و شرح از سعد تفتازانی اند اول مطول و دوم مختصر آن نایم ہر دو شروع از منہ اولات اند برائے احوال تفتازانی رک بیعہ الوعاۃ ۳۹۱ مفتاح السعاده ۱۶۵۱ و الدرر المکامہ ۳۵۰ و فی البدیہ لطایح ریحان ۱۰۱ ولادت ایشان ۴۲۲ مزلہ راست . و اثرہ المعارف الاسلامیہ ۵ : ۳۳۹ : ۳۵۳ رضی الدین احمد عبدالبنانی بن عبدالسلام البغدادی المعروف بہ باقی باللہ الکابلی ثم الدہلوی تولد ایشان در ۵۱۰ ہجری و در کابل بوقت اشتغال علوم پیش مولانا محمد صادق حلوانی داشت بعد از فاتحہ فراغ دست ارادت بخواجه محمد اسکندی (۱۰۰۸ ہجری) خلیفہ خواجہ درویش محمد (۶۹۴ ہجری) در ۵۰۰ ہجری شد بعد تکمیل کمالات باطنی خرقہ خلافت یافتہ رونق افزونہ دہلی گشت و بدست ولیقین خلائق بسرے برد و از اجلہ خلفائے وی مولانا شیخ احمد غزنی مجدد الف ثانی (۱۲۳۳ ہجری) است در ۱۲۳۳ ہجری رحلت نمود متصل قدم رسول بہ محلہ کنجشک گیران مدقون شد عالی در کاتبی سلسلہ الامرار اندویدہ گما اندر تذکرہ علمائے ہند ۱۰۶ - ۱۰۷ خلاصہ الاثر للہمی . نزہۃ الخواطر ج ۵ رقم ۲۱۵ مفتاح التواہج ۲۰۶ حواشی الخفیہ ۳۹۸ - ۳۹۹ خزینۃ ۶۰۵ - ۶۰۶ نوادر العارفین ۳۶۶ - ۳۶۷ آثار الصنادید ۹۳ رد و کوشہ ۲۰۹ : ۲۱۰

قدس الشہ اسرار ہما گذرانید و از اول تا آخر ایام اقامت دہلی در خانہ شیخ نور الحق بن شیخ عبد الحق
 قدس الشہ اسرار ہما سکونت در زبیدہ و علم حدیث از آنجناب اخذ کرد و درین فن اشرف
 ہمارتی عالی بہم رساند۔ و تمام عمر در خدمت کلام نبوی فنا ساخت و بہ لقب محدث بلند
 آوازہ گشت و لہذا اورادین کتاب بہ قطب المحدثین یاد کردہ ایم۔ و ہفتم رجب
 المرجب سنۃ ۱۰۶۰ ہجری و ستین و الف بہ خدمت شیخ نور الحق قدس سرہ فاتحہ فرارغ علوم خواندہ
 و ہم در دہلی روز یکشنبہ چہار و ہفتم شوال سنۃ ۱۰۶۰ ہجری و سبعین و الف بہ جناب میر سید عبدالفتح
 العسکری الاحمد آبادی قدس سرہ در سلسلہ علیہ قاور بہ دست بیعت داد۔ و بعد احرارہ
 این ہمہ ملکات شریفہ بہ وطن اصلی خود کرد و بر سرند توکل و قناعت مشکلی گردید۔ و بقیہ گرامی
 بہ تدریس علوم بہما حدیث شریف و ریاضت و یاد باری عز شانہ صرف نمود۔ و در امر معروف
 و نہی منکر پربجد بود۔ ہیچ کس مجال نداشت کہ در حضور اقدس سرہ موئی از جادہ شرح متین
 انحراف نماید۔ بعضے فرزندان آنجناب در حین حیات ایشان قضا کردند اصلاً ترکب رسوم
 تعز بہ خلاف شرع نشد۔ وقتی غیرت خان حاکم لکنو بہ ادراک شرف خدمت آمد۔ خان پانچم
 زیر جامہ دراز شکن دار نامشروع پوشیدہ بود۔ میر اعتراض کرد۔ غیرت خان احتساب میرا
 قبول داشت و ہمان وقت پانچم زاید را بہ دعوت خود قطع کرد۔

میر بسیار لطیف طبع نکتہ سنج لطیف گو بود۔ و با وصف این مہابتی داشت کہ ز ہرہ
 مردم در حضور مقدس آب می شد۔ و معاش بہ وضع صفا و نراکت می کرد۔ نشستگاہ خاص
 و پیش سجد چنان مصفا و پاکیزہ می داشت کہ نمونہ نمینہ صاف و لان و دیدہ پاک بینان
 توان گفت۔ و گویا رقم الحروف این بیت را از زبان میر گفتہ باشد ۵
 جناب نوش منشم می زیم بہ وضع صفا ز آب صرف بنا کردہ اند منزل من
 استاد المحققین میر طیفیل محمد بلگرامی طاب ثراہ می فرمود روزے شرف خدمت حضرت

بلکہ : رقم ۴۶ ذکر فقرا ۵ ک۔ رقم ۴۵ ذکر فضلا ۵ براور زادہ عبد اللہ خان فیروز جنگ است
 نام پدرش میر وادغان بود در سنہ ۱۰۶۰ و ز زمان شاہ بہمان با و شاہ فوت شد در مفتاح التواریخ ۴۴۵ عمل
 صالح ۴۵۴ ک۔ رقم ۴۸ ذکر فقرا ۴

میردیا فتم۔ برائے تہیہ و ضویر خواستہ بود ناگاہ بر زمین افتاد۔ بہ سرعت تمام شناختہ نزدیک
رفتہ بعد سکتے افاقت آمد کیفیت استفسار کردم بعد مبالغہ بسیار فرمود سہ روز است
کہ مطلقاً از جنس غذا میسر نیاید۔ دوین سہ روز یا بیچکس لب بہ اظہار نہ کشود دوام نہ گرفت۔
مر بسیار وقت دست داد۔ فی الفور از آنجا بہ مکان خود شناختہ و طعامی شیرین کہ مر خوب
ایشان بود مہیا ساختہ حاضر آوردم ماول خود بشاشت بسیار ظاہر نمود و دعا ہا کرد۔ بعد
انسان فرمود سخنے گویم بشرطیکہ شما گران خاطر نہ شوید۔ گفتم حضرت بفرمایند فرمود ورا صد ملاح
فقر این را طعام اشرف گویند۔ ہر چند نزد فقہا اکل آن جائز است و در شرع بعد از سہ
روز مہینہ حلال۔ اما در طریقہ فقر اکل طعام اشرف جائز نیست بسن چمن این حرف شنیدم
بے چون و چرا بر خاستم و طعام را ہمراہ گرفتہ از آنجا بر آدم و بیرون و زمانے توقف کردم و طعام
را باز آوردم و عرض کردم کہ ہر گاہ بندہ طعام را برداشتہ بر و حضرت را توقع بود کہ باز خواہم آورد۔
فرمود نے گفتم حالاکہ این طعام بے توقع حضرت آوردہ ام طعام اشرف نماید حضرت میرا این
تاویل حظی کرد و فرمود شما عجیب فراستی بہ کار بر وید و طعام را بہ رغبت تمام تناول فرمود۔

و ایضاً استاد المحققین می فرمود کہ چون علامہ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی بہ خدمت بخشی گری و وقایع
نگاری گجرات شاہ دولا از پیشگاہ سلطان اورنگ زیب انارالتدیر ہانہ منصوب شدہ از دکن
بہ بلگرام تشریف آورد۔ و از بلگرام عازم گجرات شد۔ مرا تکلیف مرافقت کرد۔ قبول کردم۔ و بہ
خدمت حضرت میرا راوہ خود اظہار نمودم فرمود عمر من بہ پایان رسیدہ می خواہم کہ درین وقت جدا
نہ شوید و بر جنازہ من حاضر آئید من متائل شدم کہ رفاقت علامہ مرحوم ضروری بود۔ حضرت میر
مراقبہ رفت و بعد از دیر سہر بلا آوردہ فرمود بروید۔ امید است کہ یک بار دیگر ہم ملاقات دست
دہد آخر چنان شدہ سلسلے کہ حضرت میر انتقال کرد علامہ مرحوم را ضرورتے داعی شد کہ مرا از گجرات
بہ بلگرام روانہ ساخت بعد وصول بلگرام در اندک فرصت میرا زین عالم رحلت کرد۔ و امارت نماز
جنازہ بہ من وصیت فرمود۔ ملک بدہی بلگرامی ساکن محلہ مسکنت از معتقدان حضرت میر
اکثر اوقات حاضر الخدمت می بود۔ روزے می فرمود فلانے ہمیشہ نزد ما حاضر می باشد۔ اما بہ

ملہ برائے احوال: سے رجوع کن رقم ۵۸ ذکر فضلار: ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

جنازہ من حاضرہ خواهد شد چون میرا مرض موت عارض شد ملک بدہی شہار و زخو و را حاضر می داشت. اتفاقاً متعلقان میر دران ایام عسرت می کشیدند و در عین روز وفات ملک بدہی در فکر فوت متعلقان میر جانب دہی رفت. و عقب اوقضیہ وفات دوادہمین کہ خاک مرقد ہمواری کردند. ملک بدہی در رسیدن خاک حسرت بر سر کردن گرفت.

نواب مکرم خان بن نواب شیخ میر عالمگیری در خدمت میر اعتقاد عظیم داشت و خدمات شایستہ بہ تقدیم رساند. و میر از محلہ سیدواریہ و عشیرہ خود برآمدہ جانب شرقی شہر در میدان اقامت گزید. و رعایا آباد کرد و مسجد و منازل سکونت تعمیر نمود. و گرد آبادی مہوری محکم از حشمت و گنج کشید. تا از آسیب و زوان و وحوش و سباع محفوظ باشد و بیشتر قوم حایک آباد کرد کہ اینہا اکثر دیندار نمازخوان می باشند. و مقرر کرد کہ رعایائے مسلمین ہر پنج وقت در مسجد حاضر شوند و نماز را بہ جماعت ادا کنند. حایکے غدر آورد و میر سبب استفسار کرد و گفت چون بہ نماز می آیم از کار بازی ہاشم و نقصان در اجرت من راہ می یابید. میر پرسید ہر روز بہ قدر وقت نماز چہ مقدار نقصان راہ می یابد گفت یک پیسہ میر فرمود و یک پیسہ از ما باید گرفت و نماز باید خواند قبول کرد. روزے این حانک در مسجد آمد و طہارت ناگروہ بہ نماز ایستاد. میر وحشت کرد کہ نماز را بہ طہارت می خوانی بہ جواب داد کہ بہ یک پیسہ دو کار نمی توان کرد. میر بے اختیار خندہ زد و پیسہ دیگر برائے وضو اضافہ کرد. رفتہ رفتہ حانک را رغبت ولی در نماز بہم رسید و از تقاضائے اجرت در گذشت. عمارت مسجد در حین حیات میر خام بود. قبل انتقال خود و ضمیمت

سہ میر اسحاق دوین خلف شیخ میر عالمگیری است مشہور است کہ اینہا را با دشاہ صاحبزادہ می گفت و در عہدہ عالمگیری منصب عمدہ و خطاب مکرم خان سرفرازی یافت و بدار و غلگ بندہای جلو عزت اندوخت و در سال بیست و سوم بہ تنبیہ مفسدان بصوب اجیر منصوب گردید و در سال بیست و ششم بحکومت لاہور تعیین گشت و در سال چہل و یکم معزول گشتہ استعفای نوکری نمودہ و در الخلافہ منزوی و موظف گردید و بالجملہ نواب مزبور عالی از کمال نبود و را صوفی می گرفت و ہمہ اوست می گفت و در زمان محمد قزوخی میر بسیر ہم قدم برواشت لاولد بود و عید الشاد خان نامی متبناہی او مشہور است سپید حشمت الشاد خان پسر اوست چون مکرم خان مزبور از سودا ہوسہی عالی نبود و درین بطالت عمر خود صرف کرد و بتلاش کیمیا مشہور شد در کماثر الامراد ج ۳ ص ۶۹۵-۶۰۱

فرزند کتب مرا فریخته مسجد سازند۔ مسجد سے کہ آں موجود است بعد وفات میر بہ اہتمام سید محمد فیض بن سید محمد صادق کہ ذکرش و رسالت فضلای آید و در ۱۱۸۰ شمائے عشر و ماتہ و الف تعبیر یافت۔ وصال مبارک روز و شنبہ یک پاس روز برآمدہ ہستم شہر ربیع الآخر ۱۱۵۰ شمائے عشر و ماتہ و الف واقع شد۔ علامہ مرحوم میر عبدالجلیل بلگرامی گوید ۵

مقدس گہر میر سید مبارک جو فرمود در بحر رحلت شناہ
پے رحلت آن مطہر ہر شبت خرد گفت تاریخ رضوان پناہ ۱۱۵۰
فرزند صاحب سجادہ او ہمیشہ سجادہ طاب ثوابہ ناضل بود۔ کتب درسی نرود والد
ما بعد خود استاد المحققین میر طفیل محمد قدس اللہ سرار ہما عبور نمود۔ و در نہایت غلت و شکستگی
می گذراند۔ و تخم عمل صالح و مزارعہ زندگی می افشانند۔ بست پنجم رمضان ۱۱۶۱ شمائے احدی و ستین
ماتہ و الف در ریاض جاودانی آرمد۔ و پایان مرقد والد بزرگوار متصل دیوار بیرون حریم بسیار
فاضل مدفون گردید۔ نگارندہ اوراق گوید ۵

آن ثمرہ شجرہ مبارک از دست زمانہ بیخ افتاد
تاریخ وصال او خرد گفت نمان بہشت میر سجاد ۱۱۶۱
مخفی نہ ماند کہ نام سہ استاد و الاثر او در ترجمہ سید مبارک مذکور شد ہر سہ استاد
مدہ زادہ و در فضائل صوری و معنوی ذکر استاد اول گذشت۔ و ذکر استاد ثالث در فضائل
کی آید۔ و ذکر استاد ثانی و بیروہیت درین جا بر بدیل اجمال تیمنا مسطور می گردد۔ و خواجہ
محمد باقی باللہ قدس سرہ را دو گرامی گوہر بحر ولایت بود۔

۱۲۲) خواجہ عبید اللہ المشہور بہ خواجہ کلان قدس سرہ

ولادت ایشان عند شہر ربیع الاول ۱۱۸۰ شمائے عشر و الف اتفاق افتاد۔ چون
ہر دو فرزند در منتہائے عمر پدید بزرگوار پیرانہ ہستی پوشیدند۔ خواجہ محمد باقی باللہ بہ

۱۲۲) خواجہ عبید اللہ المشہور بہ خواجہ کلان قدس سرہ

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سہروردی قدس سرہ فرمودند۔ امید از حیات کم مانده از احوال اطفالی
خبردار باید بود۔ ہر و طفل را کہ در ایام رضاعت بودند در حضور مبارک طلبیدہ فرمودند توجہ
باید کرد و حضرت مجدد حسب الامر توجہ کردند۔ بہ مشابہ کہ اثر از ناصیہ اطفال ہوید اگشت خواصہ
محمد باقی با اللہ قدس سرہ بست و پنجم جمادی الآخرہ ۱۲۱۳ھ اثنا عشر و الف بہ عالم قدس خرامید۔
خواجہ کلان بعد وصول بہ سن تمیز کتاب فضائل صوری و معنوی کرد۔ و بہ پایہ کمال و تکمیل برآمد
و تذکرہ مشائخ مقدار یک لک بیت تالیف کرد۔ و ہر وہم جمادی الاولی ۱۲۱۳ھ ربیع و سبعین
و الف بساط ہستی بر چید و در مقبرہ والد ماجد مدفون گردید۔

۱۴۵) ووم خواجہ عبداللہ المعروف بہ خواجہ نور قدس سرہ

ولادت ایشان ششم ماہ ربیع بعد چہار ماہ از ولادت برادر کلان در سنہ مسطور از
از بطن مادر دیگر دست داد۔ در صورت و سیرت با پدر بزرگوار مشابہت تمام داشت قرآن را
حفظ کرد۔ و علوم عقلی و نقلی تا آخر بہ استعداد تمام کسب نمود۔ و رس بہ قدرت می گفت و برخی
حواشی بر بعضی کتب درسی تعلیق کرد۔ و در سہرورد و سنایہ تربیت حضرت مجدد قدس سرہ جا
گرفت۔ و از معارف خاصہ ایشان فراوان بہرہ برداشت و بہ تفویض خلافت و ارشاد ممتاز
گردید۔ و بہ وضع آزادگی و وارستگی عمر بسر آورد۔ و در ماہ و تاریخ انتقال پدر بزرگوار یعنی بست
و پنجم جمادی الآخرہ روز چہار شنبہ ۹۶۵ھ حسین و سبعین و تسعماتہ بہ رحمت الہی پیوست و در
مقبرہ پدر بزرگوار آسایش گرفت۔

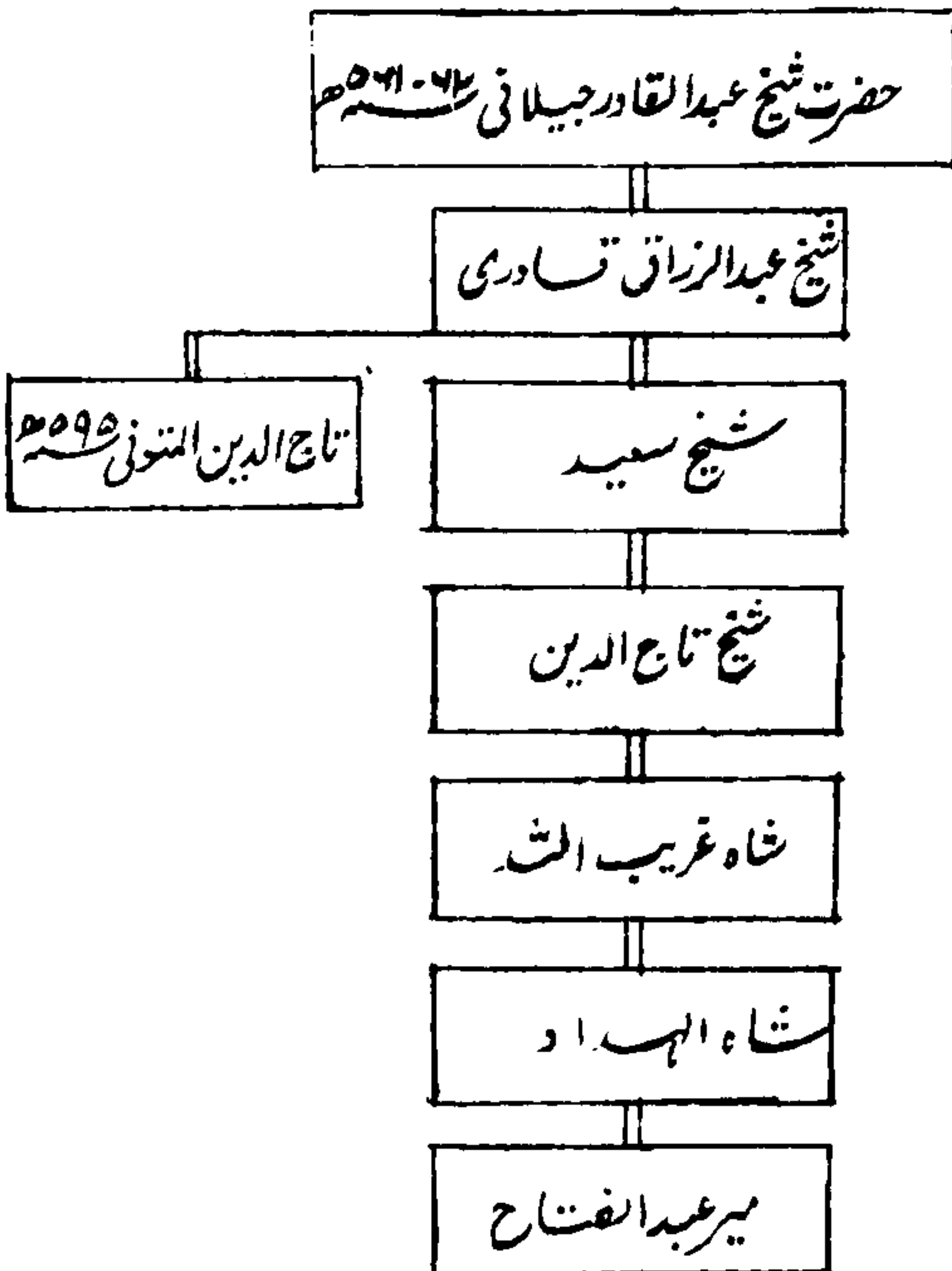
۱۴۶) میر سید عبدالفتاح العسکری الاحمد آبادی قدس سرہ

از کبار اولیاست۔ مستجمع دانش رسمی و معنوی۔ و فیض مام و مقبول تمام داشت

۱۵ شیخ احمد سہروردی بن شیخ عبدالاحد فاروقی المتولد ۹۶۱ھ ۱۵۶۳ھ و المتوفی ۱۰۳۷ھ ۱۶۳۴ھ برائے احوال شیخ مجدد
الف ثانی رک۔ مفتاح القوائیم ۲۳۰۔ ۲۳۱ حدائق حنیفہ ۲۰۵۔ ۲۰۶ نزہتہ الخواطر ج ۵ رقم ۶۰ خزینۃ الاصفیاء ج ۱
۶۰۰۔ ۶۰۹ البجد للنباب ۸۹۸۔ ۹۰۰ ایبایع الجنی ۶۳۔ ۶۶ سجتہ المرجان ۲۶۔ ۵۷ رود کوثر ۲۰۹۔ ۲۸۵ شانہ نامیا
ج ۱ ص ۱۲ تزک جہانگیری ۲۴۔ ۲۵ مجدد الف ثانی۔ تذکرہ علمائے ہند ۱۰۔ ۱۲

سلسلہ خلافتش بہ چند واسطہ بتا بر طول عمر مشایخ بہ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ می رسد برین طریق میر عبد الفتاح از شاہ الہداد و ایشان از شاہ غریب اللہ و ایشان از شیخ تاج الدین و ایشان از شیخ سعید و از ایشان از سعید عبدالرزاق و ایشان از پدر بزرگوار غوث الثقلین قدس اللہ اسرارہ ہم -

چون صیبت کمالات میر عبد الفتاح بہ سامعہ سلطان اورنگ زیب عالمگیر انار اشد بر لائہ رسید۔ استدعا مقدم گرامی کرد۔ و بہ اعزاز و اکرام تمام از گجرات احمد آباد بہ دار الخلافہ دہلی طلبید۔ و در صحبت خاص برکات فراوان کسب نمود۔ میر بعد چندی رخصت خواستہ بہ وطن مالوف برگشت۔ و بست و چہارم ذی الحجہ ۹۰۰ سنہ الف بہ رحمت حق پیوست۔ عمر گرامی نو و سال خواب گاہ احمد آباد۔ رغبت بہ ثنوی مولوی روم بسیار داشت ہمیشہ ورسی گفت و شرحی در سلک تحریر کشیدہ کہ بین الناس شہرت دارد۔



(۴۷) سید میری

بن سید عبد البنی بن میر سید طیب بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس الشدا سرار ہم سرید
والد ماجد خود است بس بزرگ عالیشان ذات مقدس منور بود صاحب حسن شمائل و لطف
خصائل حافظ کلام مجید کتب مختصرات تا حاشیہ علامہ دوانی بر تہذیب المنطق نیز سید اسمعیل
بلگرامی خواند بعد از ان بخدمت شیخ لیس قنوجی تلمذ کرد و آخر در حلقہ درس ملا ابوالوا عظمی بلگرامی تتمہ
کتب گذرانند و فاتحہ فراغ خواند و بہ وطن مالوف عود نمودہ بہ اقتضائے اسم شریف خود طلباب ظاہری
و باطنی را تربیت ہا فرمود استناد الحقیقین میر طفیل محمد قدس سرہ فرمود کہ شیخ محمد عاقل اترو لوی ہروی
صاحب کمال بود اورا دیدہ بودم شیخ علوم ظاہری از جناب سید میری قدس سرہ فرا گرفت و بعد
از اتمام تحصیل بخدمت بزرگی از سلسلہ امیر ابوالعلاء نقشبندی اکبر آبادی قدس سرہ
مرید گشت و حالتی قوی بہم رساند۔

۱۷ رک : رقم ۴۳ ذکر فضلار ۱۲ ط ۵ از مشاہیر اساتذہ فن واعیان عصر بود رک : ابجد العلوم ۴۳۱ - ۹۳۳
۱۸ بن صدر الدین بن محمد اسماعیل بن قاضی عبا والدین احمد العمری - از مشاہیر علماء بود عالمگیر بادشاہ براؤ تلمذ کرد
شیخ محب الشدا آبادی ابن عم او بود و مترجم لہ نیز در جماعت مصنفین فتاویٰ ہندیہ شاملی بود و زہدہ الخواطر
ج ۵ رقم ۵۹ و نامہ خیر آبادی بحوالہ برطان بہلی جنوری ۱۹۹۹ ص ۵۶ - ۵۷ ۱۷

۱۹ بن ابی الوفا بن عبد السلام بن عبد الملک بن عبد الباسط بن تقی الدین الکرانی الحینی الاکبر آبادی از مشایخ کبار ہند
ہند بود نسب پدری از بہ امام زین العابدین بن متصل می شود و نسب از جہت ماور بہ خواجہ احرار بدین وجہ اورا
احراری گویند جدوی خواجہ عبد السلام از سمرقند وارد ہند شد و تولد امیر ۹۹۹ھ در زمیلہ قریب لاہور وقوع
پذیر شد جدوی در قچپوری سیکری طرح اقامت انداخت پس از وفات پدر وجد در خدمت خواجہ فیضی بن ابوالفیض بن
عبد الشدا احرار کہ جاہاوری او بود دست بیعت داد بالآخر مناصب دنیا ترک کردہ بر روضہ شیخ معین الدین السجری
الچشتی اعتکاف کرد و طریقہ وی بانی العلامیہ شہرت گرفت و از ایشان مشایخ کبار فیض حاصل کرد خواجہ
در ۱۰۶۱ھ وفات یافت و در شمالی مدینہ اگرہ مدفون شد زہدہ الخواطر ج ۵ رقم ۱۲ مفتاح التواریخ ۔

۲۰ (۲۵۸ - ۲۵۶) ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰

نقشہ سید مرینی بہ تقریبی در قصبہ مارہرہ واروشد و از آنجا با ترویج تشریف برد۔ شیخ
محمد عاقل خیر مقدم حضرت سید یافتہ استقبال کرده و بہ ادب و نیاز تمام ایشان را بہ منزل خود
برد۔ و دستار خود را در صحن خانہ گسترد۔ و عرض کرد کہ قدم مبارک بردستار گذاشتہ صحن خانہ
طے فرمایند چون اصرار از حد گذرانید۔ میر ملتس اورا قرین قبول ساخت روزے در اثنای
صحبت با شیخ محمد عاقل فرمود استماع افتادہ کہ توجہ شما بسیار موثر است حالت بیخودی
می آرد و علوم ظاہری آنچه دستمایہ ما بود از شما دریغ نداشتیم الحال شمارا می باید کہ توجہ باطنی
خود را از ما دریغ نہ دارید شیخ بہ پاس ادب استادی در مقام اعتذار و آمد۔ میر مبالغہ بسیار
نمود۔ شیخ اتمثال امر نمودہ مراقب نشست میرا معلوم شد کہ اگر بہ دفع نمی پروازم توجہ او
موثر می افتد توجہ دفع گروید۔ شیخ سر بر آوردہ تبسم کرد و گفت من خود اول بحر خود بہ عرض
رسانیدہ بودم۔ میر تاریخ چہا روز ہم شعبان روز دوشنبہ ۱۱۱۳ سبغہ عشر و ماتہ و الف جہان
فانی را وداع نمود و درین سال بست و پنجم جمادی الاخرہ میر سید احمد بلگرامی نیز رحلت کرد۔
علامہ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی در تاریخ رحلت ہر دومی فرماید :-

| | |
|-----------------------------|-----------------------------|
| میر سید احمدان بحر سخا | مولوی سید مرینی دین پناہ |
| ہر روزین گلخن سرے بے بقا | جانب فرودس سرگردند راہ |
| عالم اندر ویدہ اتار یک شد | مردمک پوشید زین تام سیاہ |
| تاقیامت از دل پرسوز خلق | بر مزار ہر دو سوز و شمع آہ |
| خواستم از بہر شان تاریخ سال | گفت ہاتف ہر دو خلد آرا مگاہ |

و این میر سید احمد از اولاد سید محمود اکبرست کہ ذکرش ترقیم یافت۔ برین پنج سید احمد بن
سید بدیع بن سید عبد الفتاح بن سید عبد القادر بن سید ابوالقاسم بن سید خان محمد بن سید
محمود اکبر قدس سرہ سید احمد از عمدہ ملازمان شاہزادہ محمد اعظم شاہ بن سلطان اوزنگ زیب

طہ پسر سوم عالمگیر بادشاہ است بتاریخ ۱۲ شعبان ۱۰۶۰ شمسی از بطن بانو بیگم بنت شاہنواز خان ولادت پذیرفتہ در ۱۱۱۳
و دائرہ سفید بعد از وفات پدر و را محمد نگر بر سر سلطنت نشست و در ۱۱۱۳ در میدان وھیلپور بمقابلہ بہادر شاہ بلذہر
خودکشی کرد و پسران باہا از امر او در مہر کہ گشتہ شد مدت سلطنت سہ ماہ بست روز بود و مفتاح التواریخ ۲۹۶ :-

عالمگیر بود و حکومت شاہجہان پور مالوہ و دیگر محالات بتول شاہزادہ داشت و در ایام دولت خود عالمے را از خویش و بیگانہ جوہ و احسان نواخت و در شاہجہان پور بہ اجل طبیعی درگذشت و ہما بخاندون گردید۔ از آثار او دست قلعچہ حسین متین در گوشہ مغرب و جنوب محلہ میدانی پورہ در ۱۱۶۲ھ انبیین و ستین و ماٹہ و الف نسخہ از کتاب گلزار ابرار^ط در محروسہ اورنگ آباد دست فقیر افتاد کہ شیخ محمد فاضل نامی آن نسخہ را برائے سید احمد تسوید نمودہ در ذیل کتاب عبارتی رقم زد ساختہ دریں جا عبارت بعینہا نقل کردہ می شود کہ فی الجملہ احوال سید احمد از ان واضح می گردد۔

بندہ عاجز ناصر شیخ محمد فاضل بن شیخ اسماعیل چشتی لکنوی^ط مندوی این کتاب را بہ جهت مرکز وائرہ مردمی و مردت ہر سپہر مجدد و مکرمت و در ریائے سیادت و نقابت گوہر بجز شرافت و منزلت مروج مراسم ملک و ملت چراغ افروز نبوت و ولایت سید احمد بن سید بدھ بن سید عبدالفتاح متوطن شگرف قصبہ بلگرام بزرگ منصبدار سرکار و ولت مندار محمد اعظم شاہ کہ بہ تقریب خدمت فوجدار می و ایمنی دیبا پور و غیرہ محالات صوبہ مالوا شریف ارزانی داشت نوشت۔

چون از آغاز سال یک صد و ہشت ہجری برگشت سرکار مند و از حضور خلافت و جہان ندادی و راقطاع خان ذمی شان افتخار خان^ط سخاہ گشت خان مذکور برائے معاونت خویش و نظم و نسق و انتظام امور مالی و ملکی آن حاتم زمانہ را کہ خوان ابراہیمی ادبار عام زمانیاں است بعد آرزو و خواہش از دیبا پور بہ مند و طلبید۔ چون آن خدیو عرصہ شجاعت سلوک خود را با کہ و مر مساوی داشت پذیرائی نمودہ عزم دیدن خان معزالیہ نمود۔ در ہمان سال بہ قصبہ لعلچہ شریف آورد۔ در آن ہنگام سیادت شرافت بستگاہ سید محمد شرف بن سید عبداللہ ائم متوطن ہسان شگرف قصبہ در رکاب خان مرقوم استلذا نو نعم صوری و معنوی می نمودند۔ و احقر نیز از برکات و در دولت و صحبت ایشان کسب فیض ظاہری و باطنی می نمود سبحان اللہ چون بندہ شنید کہ آن جوہر شناس فصاحت و بلاغت و درائرہ سید محمد شرف نزول ارزانی فرمودہ است بہ ہرمان ہزار خرمی و خورسندی از بستگاہ خود برائے قدمبوس شتافت۔ و بعد از ملازمت در نخستین تکلم از زبان گوہر افشان ہمیں نرم بر آوردہ کہ فلان اتفاق چنان افتاد کہ نسخہ

لہ از خوانی ۱۲۰۰ المتوفی ۱۱۶۲ھ خان ذمی شان لکھ المعروف بسید و نگاہی رک ۱۱۶۱ھ ذکر فضلہ ۱۱۶۲ھ

گلزار ابرار کہ از خط شما در کتابخانه ما بود شیخ احمد لکھنوی فرادان تمنا از من بستد اگر فرصت
 باشد در نگاشتن نسخہ مسطور تکامل نہ کند۔ همان زمان جرم من شد و بتاریخ غرہ رجب
 المرجب روز آدینہ سال مذکور در نگاشتن کتاب ہمت گماشت و سید دوسہ روز در صحبت
 خان مذکور ماندہ باز مراجعت بہ دیپالپور فرمود۔ احقر کتاب مطلوب را بہ اہتمام پیادت
 و نقابت پناہ سید محمد اشرف و بیاری ویاوری ایشان بہ تاریخ ہفتم ربیع الاول سال
 یک ہزار و یک صد و نہ سنہ ۱۱۰۰ روز جمعہ وقت ظہر بہ اختتام آورد۔ ہمتہ و کرمہ انتہی۔
 و میر سید محمد بن سید احمد مسطور از خوبان روزگار و عمدہ رفقار نواب مبارز الملک
 سر بانی خان اتونی دور سرکار نواب صفدر جنگ ابوالمنصور خان نیشاپوری کہ در عہد
 احمد شاہ بہ پایہ اعلائے وزارت رسید نیز صاحب فیل و علم و اعتبار بود و شعر نہی خوب
 داشت و در حسن خلق و مروت و احسان ممتاز می زیست۔ در روز جمعہ ہشتم ماہ صفر ۱۱۵۸ھ
 شان و خمیس و ماتہ و الف و در دار الخلافہ دہلی رخت ہستی بر بست و در جوار مرقد سلطان

بن غلام نقشبند بن عطار الشہ عثمانی الکھنوی۔ در علم فقہ و اصول آن و علوم عربیہ ممتاز تر بود و منداولات بر شیخ
 نظام الدین بن قطب الدین سہاوی قرات کرد و ہندو علماء از وی استفادہ کرو و پسر او قطب الدینی نیز از ممتاز ترین علماء بود شیخ
 احمد در ۱۱۵۹ھ وفات یافت ردک: نزبۃ الخواطر ج ۶ رقم ۳۴۱۳ ۱۳۵۲ نامش میر محمد رفیع است و وطنش تون کہ شہر لیت
 در ایران در عہد خلد مکان با پدر خود در میرزا محمد افضل الخطاب بہ مقتدری خان) از ایران بہ ہندستان آمدہ و بعد
 وفات پدر خود بہ لیاقت کار واری بمنصب مناسب چہر عزت برافروخت و پسر بہ لشکر شاہی رسیدہ بدیہ بیگم صبیہ
 رفح الشہ خان پسر خالزاد عالمگیر المتوفی ۱۱۰۲ھ را بعقد مناکحت در آورد و چون بدیہ بیگم خواہر عائشہ زوجہ سلطان عظیم الشان
 (بن شاہ عالم بہادر شاہ المتوفی ۱۱۲۳ھ) بود بنا بر آن بشقارش شہزادہ در عہد خلد منزل بخطاب سربلن خان نامور شد و بعد از وفات
 کیشو بصوبہ داری گجرات علم کامیابی برافروخت و بعد و روزادہ شاہ در ۱۱۵۸ھ بہ بہان خان زیستی در شد و تاریخ منطقی
 سال وفاتش ۱۱۵۹ھ مرزبور است ز آثار الامراء ۳: ۸۰۱ - ۸۰۶ عہد بیگش ۹۶ - ۹۷ ۱۱۵۹ھ نامش مرزا احمد مقیم از خاندان
 مرزا یوسف ترکمان بود سلسلہ نسب این چنین است جعفر خان بیگ پسر مرزا محمد علی بیگ پسر منصور مرزا پسر مرزا
 پسر مرزا علی مرزا بہادر شاہ شاہجہان پسر مرزا یوسف ترکمان بعد وفات نواب عادت خان (شاہ ۱۱۵۸ھ) نواب منصور علیخان بخطاب
 نواب صفدر جنگ بہ سندا مات نشست و از حضور محمد شاہ با دشاہ بعضی دیگر در رتبہ بیخودت صوبہ اودھ حاصل نمود و در
 احمد شاہ با دشاہ (۱۱۶۱ھ ۱۱۶۸ھ) بعضی دنایات مرزا گشتہ در ۱۱۶۶ھ در طریق اودھ در گذشت (مفتاح التاریخ ج ۳ و ۳۳
 تاریخ اودھ ۱۱۶۸ھ - ۱۱۶۹ھ اخبار الصنادید ۸۸: آثار الامراء ۱: ۳۶۸ - ۳۶۹ عہد بیگش ۹۵ - ۹۶) ۱۱۶۸ھ احمد شاہ بن خورشاد
 با دشاہ عہد حکومت و ۱۱۶۱ھ ۱۱۶۶ھ

الشاہ نظام الدین دہلوی قدس سرہ پہلوئے قبر نواب مبارک الملک مذکور مدفون گردید۔ میر سید محمد مخلص بہ شاعر سلمہ اللہ تعالیٰ خلف الصدق علامہ مرحوم میر عبد الجلیل کہ بہ نام مشار الیہ اندو فیما بین روابط محبت افزون از حد بود۔ برائے تاریخ و فائز مصرع عجیبی تلاش کردہ اندو این قطعہ در سلک نظم کشیدہ ۵

| | |
|-----------------------------|-------------------------------|
| میر سید محمد احمد | ذات اور اتوان یگانہ شمرد |
| در سخاوت نظیر حاتم طے | در شجاعت عدیل رستم گرد |
| زمین جہان رفت نام او باقیست | کی توان گفت زندہ را کہ بہ مرد |
| سال تاریخ رحلتش سعدی | زادہ طبع خود بہ بندہ سپرد |
| بشنو اکنون ز شاعر این مصرع | خنک آن کس کہ گوی نیکی مرد |

درین مقام بہ آگاہی تمام نظر باید کرد و سرسری نباید گذاشت نسبت با درویشان چہ نسبتی است شریف ہر کس ادنی نسبتی باین طائفہ علیہ بہم رساند او را از خاک برداشتہ بہ عالم پاک بردند و از انجمن عوام بہ خلوت برائے خواص راہ دادند مصداق این معنی معاملہ سید احمد است کہ بہ ادنی ملاسہ یعنی رحلت کردن، سید مرئی قدس سرہ در یک سال اولاً و قول علامہ مرحوم چون دو گوہر در یک سلک انتظام یافت و ثانیاً و رساحت این صحیفہ بہ ہمنشین مقرران بارگاہ الہی بلند پایہ شدہ و پسر بہ تفضل پدر کامیاب گشت سبحان اللہ موافقت سال این کہ شمرہ و نمود موافقت حال چہ کرشمہا داشتہ باشد شبہ صورتی مقلد موسی را با وصف کفر از غرق نجات داد۔ و فیض مصاحبت با بہیت قلمیر بدل ساختہ تاج کرامت بر سر نہاد و خوش اسعادت مندرانی کہ سر بہ فتراک درویشان بستہ اند و کلاہ گوشہ بہ تاج نشان شکستہ ۵

آنچہ ز رمی نمود از پر تو آن قلب سیاہ
کیمیای سست کہ در صحبت درویشان است

(۴۸) سید سعد اللہ

بن سید مرتضیٰ بن سید فیروز بن میر عبدالواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ سرہ ہم مجمع البحرین

لہ دک برقم ۶۵ ذکر فضلار ۱۲

فقر و فضل بود. و در صغر سن با ارادت جدا مجد سید فیروز سعادت اند و حجت ابتداء حال بخدمت
 ملا فیضی ساکن امر و مہ کہ از شاگردان شیخ یس قنوجی^{۱۱۹} بود. اکتساب علوم نمود. و آخر بہ مستاد
 عبدالرحیم کہ قاضی مراد آباد قریب سنبل و عالم کامل و تلمیذ بلا واسطہ مولیٰ عبدالحکیم سیالکوٹی بود
 پیوست. و تحصیل فضائل کرد و فائقہ فراغ علوم خواند و بہ وطن آمدہ بر مسند تدریس نشست و
 مدتها درس گفت. ناگاہ ورق حالش برگشت یکبار از ہمہ پرواختہ بہ حریم شریفین شتافت.
 و بہ طواف بیت اللہ و زیارت مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ذخیرہ آخرت فرام آورد. بعد
 چند می عنان عزیمت بہ ہند عطف نمود. و در گجرات احمد آباد منزوی گشت شیخ محمد طاہر
 احمد آبادی مر و فاضل معمر از تلامذہ سید سعد اللہ و حیدر آباد و کن با فقیر بر خورد. می گفت
 من شاگرد خاص سید سعد اللہ ام. حضرت سید در گجرات شریف آوردند و مدرسہ مولانا
 نور الدین نور اللہ مرقدہ اقامت گزیدند و از حجرہ خود کم حرکت می کردند شب بہ بیداری و آگاہی
 می گنایند و روز بہ شغل درس و افادہ مولانا نور الدین ادب و احترام بسیار بجای آوردند. و
 اکثر نزد ایشان آمدہ می نشستند. وقت احتضار حضرت سید حاضر بودم. شگفتہ پیشانی بہ عالم
 روحانی شتافتند. و در روضہ شاہ بھیکن نیرہ شاہ عالم بخارمی در کنار لحد خوابیدند. و کان
 ذلک فی السابع عشر من شوال یوم الاربعاء وقت الصبح ۱۱۹۱ مطابق ۱۶۱۴ تسعہ عشرہ و ماہ
 و الف میر محمد یوسف برادر ہم درس فقیر تاریخ بہ اقتباس آیہ کریمہ بر آورد و شرب من
 کاس کان مزاجہا کافوراً

۱۱۹ رک : رقم ۲۰ ذکر فقرا ۱۱۹۱ شیخ فیض اللہ بن المعروف بن خداوند الامروہوی از نسل محمد بن حنیفہ بود و اخذ
 طریقت از بلوکیہ خود شیخ عبدالمجید کرد و زینبہ الخواطر ج ۵ رقم ۵۱۰ : ۱۱۹۱ بن عبدالرشید البہاری ثم مراد آبادی
 از مشاہیر علمائے عصر خود بود و ہفت سال کامل در صحبت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی استفادہ کردہ زینبہ الخواطر
 ج ۵ رقم ۳۳۶ : ۱۱۹۱ بن عبدالرشید بہاری المتوفی حوالی ۱۱۹۱ رک : رقم ۳۲ ذکر فضلاء ۱۱۹۱ شاہ عالم بن طباطبائی
 نیرہ مخدوم جہانیاں جلال بخاری قطب عالم در ۱۱۹۱ وفات یافت قبرش قریب احمد آباد در بتوہ قطب آباد است
 و شاہ عالم در احمد آباد آسودہ است او در ۱۱۹۱ وفات یافت حضرت نواب در تقصیر نوشتہ : مورس طوہرہ بواسطہ الی تعلق بوی
 وار و قییکہ در احمد آباد شد بزینبہ طوہرہ قطب عالم و شاہ عالم و خانقاہ مدرسہ سعادت اند و گشت : تقصیر ۱۱۹۱ اخبار الاخیار ۱۹۱ :

۱۹۹) مرید لطف اللہ المعروف بشاہ بابا بلگرامی قدس سرہ اسلمی

ترجمہ والد ایشان سید کرم اللہ بانی مسجد جامع محلہ پیشتر گندارش یافت۔ آنحضرت از کمل اولیاء بلگرام و باعث افتخار سلف و خلف این مقام اند۔ لقب ایشان سید العارفین و سید الاولیاء است از آنجا که شوق الہی و ذوق نامتناہی در اصل فطرت عالی و ولایت بود۔ در تباشیر ایام شعور با ہائے نفسہ ہائے شناسان ہر می داشتند۔ و صحبت جم غفیر این گروہ والا شکوہ در یافتند مرشد سابق ایشان شاہ اعظم اند قس سرہ در غنغان مشابہ ہمراہ پادری بزرگوار بجانب بنگالہ تشریف بردند۔ و در آنجا بخدمت شاہ اعظم ریاضتہا کشیدند۔ و مراتب بلند و مدارج ارجمندگی کردند۔ بعد ازان برائے کسب معاش لا بادی نوکری نواب نجابت خان اختیار نمودند۔ و در جماعہ چہل تن از شجاعان کہ نواب اینہارا ممتاز نگاہ می داشتند منسلک شومند۔ و بعد چندی در عمر بست و دوسالگی دل از علائق صوری بالکل پیہ برگرفتند و اکثر بلاد ہند را سیاحت کردند۔ و دارالسرور برمان پور خدمت شاہ برمان راز الہی قدس سرہ اوراک نمودند۔ و چندی در خانقاہ شیخ اقامت گزیدند۔

۱۵ رک = رقم ۳۷ ذکر فقار ۱۵

۱۶ خان خاتون یکے از سپہ سالاران عالمگیری بود نامش مرزا شجاع و نام پدرش شاہرخ مرزا نبیرہ مرزا سلیمان ۹۹۷ و الہی بدخشان ابن خان مرزا ابن سلطان محمود از اولاد امیر تیمور صاحب قران بود مرزا شاہرخ نیز از منصبداران اکبری و عالمگیری بود عالمگیری بادشاہ نجابت خان را بالقاب یار و فادخان جہاں ہم خطاب می کرد و در اربعین ۱۰۰۰ وفات یافت در مفتاح التواریخ ۲۷۱ آثار الامراء ج ۳ ص ۸۲۱ - ۸۲۸ (۱۸۲۸) ۱۷ شیخ برمان الدین برمان پوری از مشاہیر اولیاء ہند بود نسب وی از جهت پدر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منتهی می شود و اما نسب مادری بہ سیدنا حسین السبط متصل ہے شود تو لہ شیخ بسال ۹۹۸ وفات ۱۰۰۰ است مرید و خلیفہ مسیح الاولیاء حضرت شیخ عیسیٰ جند اللہ در سال ۱۰۰۰ بن شیخ قاسم ہندھی در ۹۹۸ بود و از شیخ برمان متعدد توابع یافتند و نگار اندازنا بخدمت شرح اسماء اللہ الحسنی و شرح آمنت بالمشاہد عاقل خان رازی در کتاب خود موسوم بہ ثمر الحیاء ملفوظات شیخ را ترتیب دادہ و نیز بہتہ الخواطر ج ۵ رقم ۱۲۸ و تفصیل و مراجع برمان پور کے سندھی اولیاء از راشد برمان پوری ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱

و از صحبت ایشان تمتعی فرا گرفتند۔ اما مشیت الہی در اندک فرصت صورت مفارقت وانمود۔ آن جناب از فقدان صحبت شیخ متاسف شدند۔ ہمدردان حالت در واقعہ می بینند کہ شیخ بہ جانب ایشان التفات می نمایند و بہ دو دست مبارک خود غالبہ در جامہ ایشان می مالند۔ و ازین بیشتر روح پروردانچہ بشدنی ایام و بہر کم نفحات الاقنوع ضو الہا۔ استشمام کردند و عنقریب بہ صحبت سید عبدالجلیل قدس سرہ رسیدند و فیضها برگرفتند۔ و روایئے غالبہ را بہ ملاقات میر تعبیر نمودند۔ میرزا اکمل اصحاب شاہ برہان قدس سرہ بودند۔ و در لباس نوگری از فہم خلق دور می ریستند۔ حضرت شاہ برہان راز الہی برہان پوری متونی در ۱۳۳۰ حدی و ثلاثین و الف و ایشان مرید سید شکر محمد عارف ۱۳۳۰ متونی در ۹۹۳ ثلاث و تسعین و تسعمائہ و ایشان مرید محمد غوث گوالیاری قدس الشہداء ہر ہم مجموع این اکابر قافلہ سالاران شاہراہ ولایت۔ و حرس جنبانان کاروان فہرت اند۔ فقیر را جبور برہان پور بارہ اتفاق افتاد۔ و سعادت زیارت قبور طیبہ دست داد۔ چون شہر برہان پور گرد بسیار دار و نوٹے کہ بیچ شہر بہ گردا د نمی رسد۔ از فیض روحانیت سید شکر محمد عارف توجہی بہ خاطر فقیر رسید لباس نظم پوشید ۵

فتاویٰ کہ گذر شکر محمد را غبار خیز بود کویہ ہائے برہان پور

القصد حضرت سید العارفین بعدایامی بجانب کاپی حرکت کردند۔ و برویت جمال باکمال میر سید احمد بن میر سید محمد قدس الشہداء را بہما فایز گشتن و بہ تحصیل سعادت ارشاد دست بہ عروہ و تقوی زدند۔ حضرت سید النسبت بہ آن جناب نظری و عنایتی خاص بود۔ و در وقت بیعت فرمودند ما ہر دو یک فائیم۔ و این بیت بر زبان مبارک آوردند ۵
این باز فیض پیرمغان بزم وحدت است و پرودہ دار ویدہ کثرت نمائی را

۱۳۵۰ بزم ملک راجن جاپانیری گجراتی ثم برہان پوری از مشایخ عشقہ شطاریہ بود۔ ولادت و می بسال ۱۲۹۰ است۔ او اول شہدای و رفیقون حربیہ رسیدہ گری صفت کرد و بعد از جسمہ مشاغل اعتزال نمود۔ از شیخ قاضی محمود پیر پوری بسال ۱۳۰۰ و شیخ قطب الدین انبیا کرد و بعد از قطب جہان صاحب کتب و ات، اخذ استفادہ کرد و آخر الامر مصاحبت شیخ سید محمد غوث گوالیاری اختیار کرد۔ و از ماہ می سال ۱۳۰۰ کال دیگرت مجلس ارشاد و تلقین گرم داشت بعد از برہان پور سکونت و زید و خلق کثیر از وی استفادہ نمود و زہدۃ الخواطر ج ۴ رقم ۴۳۵ و انکار اہم ۳۶۱ - ۳۶۹

و این عنایت مثالی است به عنایتی که میر سید محمد در باره میر سید احمد نمودند و فرمودند
محمد و احمد یکے است۔ شاه فضل اللہ خلف الصدق میر سید احمد قدس اللہ امرہما فرمودہ
اند کہ حضرت سید در وقت ارتحال بہ فرزند ان خود وصیت کردند کہ خلفا و جد و پدشما
بسیار اند اگر بہ فقر درویشی عامہ نخواہید و صحبت ہر کدام حاصل می تواند شد۔ و اگر درویشی
خواص منظور باشد صحبت میر سید لطیف اللہ مفتنم باید شمرود۔ و نیز شاہ فضل اللہ فرمودہ اند
شراب ناب میخانہ سید احمد شاہ لدھا نوشیدند و دیگران درویشیدند۔ و آن جناب با خرقہ
خلافت و مثال اجازت سلاسل خمسہ یعنی چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و سہروردیہ و مداریہ
و داریچ موفورہ رخصت انصاف یافتہ بہ بلگرام تشریف آوردند و قریب ہفتاد سال در
گوشہ انزو اقامت فرمودند و بہ افاضہ انوار معنوی شہر اچراغان کردند طریقہ اینقہ در تربیت
طالبان آن بود کہ گاہے بہ کرشمہ کار طالب می ساختند و گاہے بہ ریاضت و مجاہدہ مشغول
می کردند و ریاضات شاقہ کہ آدمی را مزمن سازد نمی فرمودند و اگر در اربعین می نشانند اغذیہ
لطیف می دادند۔ می فرمودند باعث قوام انسان غذا است اگر تند است است جہاد
نفس از خوب می آید۔ و اگر ناتوان تصور واقع می شود۔ و از دل پوشتیدن و مرقع و دختن و
توراد در نظر خلق و نمودن منع می کردند و از تامل و کسب کماش ثننت سنیہ انبیا است علیہم الصلوٰۃ
و السلام باز نمی داشتند می فرمودند مردان است کہ ظاہرش با معاملہ خلاق متفق باشد و
باطنش در بیاد مولی مستغرق و فتوح را ذخیرہ نمی ساختند و ہر چہ از غیب می رسید کشادہ پیشانی
صرف می کردند۔ و جز فقر و وار و و صادر شہر می گرفتند و اکثر اوقات خصوص آخر شب بہ سیر
صحرا بر می آمدند می فرمودند سیر صحرا دلکش است ہر ش این کہ صحرانستی بہ مرتبہ اطلاق وار و
شہر نسبتی بہ مرتبہ تقیید سخن در کمال خوبی و رنگینی و تمکین ادامی فرمودند و ہر گاہ از حقائق و
معارف سخن می رفت تمام ذوق و شوق از زبان اقدس می تراوید۔ و مستمع را حالتی
و کیفیتی دست می داد۔ صاحب کمالاتی کہ بہ حضور مجلس انور مستفید شدہ اند اتفاق دارند کہ
کیفیتی و علاوتی کہ در مجلس اشرف یافتہ ایم جائے دیگر کمتر یافتہ ایم و با آنکہ سنن عمر از صد
تجاوز کرد حالت ذوق و شوق در عنصر مبارک همان تازہ بود سلطان ابوسعید بن شاہ فضل اللہ

میرسید احمد قدس اللہ امرارہم می فرمودند۔ وقتے از میرشاہ لدلا پرسیدم نماز تہجد خواندہ می شود
 فرمودند سالہا است کہ شب شترہ بہم نمی رسد اما نماز تہجد از دیوانگی دل میسر نمی آید و صلوة
 فریضہ بے اختیار دامی کرد و از عجائب مختاریت والا این کہ اگر مارضہ جسمانی رومی داد ہر چند
 صعب بودی از احتما پر پیبری کردند و برخلاف ایام دیگر در اغزیہ تکلفات بہ کاری بروند
 ہر چند اطبا در ممانعت می کوشیدند حرف اینہا فائدہ نمی کرد۔ و این معنی ناشی بود از کمال توکل
 بدات حکیم مطلق تعالی شانہ از نفاس قدسیہ است کہ دید محمد شکل تراز دید خداست ایضا
 لیلی را محمل ضرورت یعنی احسن آنست کہ سر حقیقت در پردہ مجاز گفتہ شود تا از چشم زخم
 ناقصان محفوظ ماند۔ ایضا اسلام عبارت از نفی وجود خویش و اثبات وجود حق است ایضا
 محمد نام تشبیہ است واللہ نام تنزیہ۔ ایضا شریعت منتہائے مروان است۔ ایضا
 شریعت رنگ است و حقیقت بوجون گل سرخ جامع جہتین آمد بر سائر گلبہا تفوق یافت۔
 و چون اللہ یا سمن ہر کدام منفرد افتاد آن مرتبہ نیافت ۵

کنارہ گرد و خطر ہائے بیکران دارد میانہ روز و دو جانب نگاہبان دارد
 روزے یکے از اعیان مشائخ بر قولی کہ از آن جناب منقول بود خوردہ بیجا گرفت مخاطب
 فقیر بودم۔ ملتفت جواب نہ شدم۔ همان روز قولی از تحریرات شیخ مذکور شد و شخصے عمدہ آن
 را رو کرد۔ شیخ سخت متاثر گشت و آن نوشتہ در حضور شیخ حسب الارشادہ شیخ بر
 دست فقیر جاک گردید۔ فَأَعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ حَلَّتْ أَنْ جُنَابِ شَبِّ يَكْتَسِبُ
 چہار و ہم جہاد می الا ولی سلم اللہ ثلاث واربعین ومائۃ والفر واقع شد سلم کاتب الحروف از
 کلام ربانی این وقار بیخ بر آورد۔ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ (۵۶-۱۱۲) وَلَهُمْ فِيهَا بُكْرَةٌ
 وَعَشِيْرَةٌ ۱۹-۶۲) مرقد منورہ در جوار حویلی سکونت میرنواز ش علی سلمہ اللہ تعالی صاحب
 سجادہ بر مزار فایض الانوار عمارتی مسجدی بنا کردہ اندراقم الحروف در ماہ جہاد می الا ولی سلمہ
 سبع و ثلاثین ومائۃ والفر در سلمہ علیہ پستیہ با حضرت ایشان بیعت کرد و از ذات
 قدسی آیات فیضہا اندر دست۔

۱۵ دور ۵۳ بدینا آمد رک : سفینہ خوشگوار ذکر شاہ لدلا (ص) ۴ ۳ ۲ ۱

(۵۰) میر عظمت اللہ

ثمرہ شجرہ سید العارفین قدس اللہ امرزہ ماخاص الخاص طائفہ علیہ صوفیہ اند۔ واز
 مشرب و عدت و بود چاشنی بلند داشته اند اگرچہ ایام زندگانی در ملازمت امر البسر آوردند
 اما ہمہ وقت جمال بے رنگی در آئینہ رنگ و پاہ اند و غنچہ جمعیت از شاخسار تفرقہ چیدہ
 و اصل طریقہ سید العارفین ہمین است کہ ظاہر مشابہ عوام باشد و باطن مماثل خواص انبیا
 کہ انحصار الخواص انہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اشبہ بہ عوام بودہ اند و بہ طور سائر الناس بسر
 بردہ و کسانے کہ جاوہ کمال تبعیت می بیامیند ہمین رویہ مستقیمہ اختیار می نمایند شناخت
 مروان الہی کار ہر کس نیست۔ صاحب بصیرتے باید کہ محقق را در لباس مقلد و بیابد عوام از
 نقصان حس و قسط افتن و ایشان را از جنس خود سنا ندنم مدارا اعتقاد عوام بر اقیانوس صبح است
 شخصے را کہ وضع سائر الناس ممتاز یا بند ولی پندارند و سررشتہ اعتقاد بہ دست آرند طعن
 مَا لِهَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمَشِي فِي الْأَسْوَاقِ شَاهِدًا هَلْ اسْتَوَابَ أَوْ يَكُونُ
 لَكَ بَيْتٌ مِّنْ ذُرُوفٍ أَوْ تَرْتُقِي فِي السَّمَاءِ مُصَدِّقِ ابْنِ مَقَالِ حَفِظْتُمْ بَعْدَ قَدْسِ سُرُورٍ مَّكْتُوبٍ وَصِدْقَةٍ
 دروم از مجلد اول می نویسند کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات و بسیارے از احکام و رنگ
 عوام زندگانی می نمایند و در معاشرت با خلق و با اہل و عیال مثل ایشان معاملہ می فرمایند اخبار
 حسن معاشرت خیر البشر با اہل و عیال خود علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات مشہورست و منقول است
 کہ روزے سید البشر علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام تقبیل اماہن می فرمودند و بہ انبساط تمام
 با ایشان معاشرت می نمودند۔

شخصے از حاضران گفت یا رسول اللہ من یا زوہ لیسر دارم ہرگز یکے را بوسہ نہ
 کردم۔ حضرت فرمودند علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ این رحمت است بہ بند لائے

سورۃ فرقان آیت ۱۷ لے میر سید لطف اللہ معروف بہ لدھا در شاہ لدھا، منخلص بہ احمدی رک: رقم ۴۹

۱۷ کہ انبیا رس۔ ومن التسلیمات اکرا رک: مکتوبات و خرا دل حصہ پنجم ۱۷-۱۸

رحیم خود عظامی فرماید و چون انحصار نواص و بعضی اوصاف به عوام مشارک اند اگر چه شرکت به اعتبار صورت باشد تا چار عوام از نارسائی خود از کمالات ایشان قلیل النصیب اند و ایشان را در رنگ خود با خیال می کنند و آنکه در اوصاف و شمائل از ایشان جدا بود و او را می گردند و بزرگ می دانند ازین جا است که اوصاف و اخلاق اولیا که از اوصاف و اخلاق ایشان که مشابہ اخلاق ایشان است اگر چه آن اخلاق در انبیا موجود بودند علیهم الصلوٰۃ و التسلیمات !

بشنو نقل کرده اند از مخدوم شیخ فرید گنج شکر چون یکی از فرزندان ایشان می مرد و خبر موت به ایشان می رسید بیخ تغییرے در ایشان راه نمی یافت و می گفتند سگ بچه مرده است بیرون برتابید و چون فرزند سید البشر ابراهیم نام علیه و علی آله الصلوٰۃ و السلام فوت کرد حضرت پیغمبر علیه و علی آله الصلوٰۃ و السلام بروی گریه کردند و محزون گشتند و فرمودند انابر اقلک یا ابراهیم لمحزونون به تاکید و مبالغه بیان حزن خود فرمودند گنج شکر بهتر است یا سید البشر نزد عوام کالانعام معامله اولی بهتر است و آن را بے تعلقی می دانند و ثانی را عین تعلق و گرفتاری می انگارند اعاذنا اللہ سبحانہ عن معتقداتہم السود و چون این وارد آرزویش و ابتلا است عوام را مشتبه ساختن و در شبه انداختن عین حکمت و مصلحت است اللہم ادرنا الحق حقا و ادر ذقنا اتباعه و ادرنا الباطل باطلا و ادر ذقنا اجتنابہ به بجرمتہ سید البشر علیه علی آله و اصحابہ من الصلوٰۃ افضلها و من التسلیمات اکملها اکنون سر رشته مطلب اصلی بدست آریم۔

میر عظمت اللہ بسیار خوش صحبت سنجیده وضع مقبول و لها بودند و در کمال حسن خلق و تهذیب آداب می زیستند و در تصوف رسائل و لپیذیر برداخته اند و شعر بیشتر موحده

طه اعراب ایشان و ابو داود و الترمذی من حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ شخصی سأل اقرع بن مالبس یا عیینہ بن حصن ذکر کرده اند طه از اعیان اولیا و ارکان اقیاب بودند الخاطب بہ قطب الموحدین و قطب الزاہدین و گنج شکر تولد ایشان در ۱۰۵۴ هجری است و وفات در ۱۱۶۸ هجری در بلخہ پاکستان غربی آسوده اند در کتاب تقصار ۱۳۴۴ هجری حضرت الامیر الفتوحی در تقصار ۱۳۴۴ این حکایت نقل کرده گفت: این کمال مرتبه تسلیم و رضا است که فوق آن متصور نیست ۱۲ هجری تمہنی عبارت الکتوباب ۱۲ هجری و در مجمع المخبین حضرت النواب گفته: قد کثر ما دعی بہ سفیۃ بے خبر کرده در آن مجلس خود بہ مزایا بدل ذکر کرده و کلیاتش قریب ہفت ہزار بیت است ۱۲ هجری

اور ساختہ تخلص ایشان بے خبر است۔ فی الواقع با خبر بے خبر بودند۔ ویر قول حضرت لسان الغیب
قدس سرہ عمل می کردند کہ ۵

مصلحت نیست کہ از پرده برون افتد راز ورنہ در مجلس زندان خبر نیست کہ نیست
برخی از اشعار ایشان در دفتر شعر اقلیمی می گردود۔ وفات ایشان روز دوشنبہ سبت چہام
ذی القعدہ ۱۱۲۲ھ اربعین ومانہ والف و در بلی اتفاق افتاد۔ در وقت احتضار مردی استفسار
کردند کہ اگر حکم شود نعش را بلگرام روانہ کنیم۔ و اگر درین شہر مکانی اختیار افتد اشارہ فرمایند
کہ موافق آن عمل نموده شود۔ فرمودند این مشیت خاک را ہر جا خوابید بہ پرتابید۔ و نیز حسین
احتضار شخصے کہ اور در مسئلہ وحدت وجود با ایشان راہ سخن بود ہر سیدہ حال چہ می فرمایند۔
جواب دادن سخن مردان یکی است۔ قبر ایشان در جوار مرقد سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی است
قدس سرہ۔ بر سر شاہراہ متصل دیوار شرقی باغ دریا خان ^{۱۲} تقائے اعظم شاہ بن سلطان
اورنگ زیب و قبر سید درویش ہما تجا برابر قبر ایشان واقع شدہ۔ قبر میر عظمت اللہ جانب
غرب است۔ قبر سید درویش ^{۱۳} جانب شرق و این سید درویش برادر اعیانی شاہ رحمت اللہ
است کہ ذکر شریف اومی آید ہم عمر ہم دست میر عظمت اللہ بخیر اسمی باسمی بودہ و نثار فقیر بلند داشتہ
و با وصف تامل در کمال وارتگی می گذرانید آخر کار از ہمہ گذشتہ در شاہ جہان آباد منزومی گردید۔
و تقیہ ایام زندگانی را بے تعلقاتہ بسر آورد تا آنکہ بہ رفیق اعلیٰ پیوست۔ ۵

۱۵ اک۔ سرد آزاد ۳۱۵-۳۲۶ و البنا شرح النجمن ۸۹-۹۲: ۱۵ باغ دریا خان ۱۵

۱۶ رک رقم ۶۳ ذکر فقار ۵۵ از آثار بوی را چند رسالہ در توحید و تصوف (۲) کلیا کہ مشتمل است بر ہزار بیت از قصیدہ
وفزل و رباعی و مثنوی دک بسینہ خوشگودے و در شش عشق ہفت ہزار بیت و در سرد آزاد ^{۱۷} تقریب بہ ہفت ہزار آمدہ است
ایضا شرح النجمن ص ۱۳۱ بسینہ سنجہ۔ در این بسینہ اشعار شعرا مشاخر از زمان جہانگیر شاہ و شاہ عباس صغومی بعد
از عرفی و ثنائی تا زمان مولف کہ عصر محمد شاہ و محمود شاہ افغان بودہ آورده است این کتاب بسال ۱۱۱۱ھ تالیف شد و شروع
با احمدی زبدا مولف شدہ۔ ما احمد یار خان یکتا تمام میشود و این بسینہ مشتمل است بر ۱۴۱ صفحہ و شرح حال و اشعار اکثر
شعرا بسا مختصر است از اشعار و عاری از تصنع است رو بہ نفع این کتاب از این حیث کہ مجموعہ مختصری از اشعار
شعرا آن دورہ است و ارایہ بہیت و ارزش میباشند فی ہول فاقدمہم و بارہ زندگانی شعرا است در شمار تذکرای
خوب و سود مند نمی توان کرد نسخہ خطی ازین کتاب در دانشگاہ لاہور موجود است رک: خزائن عامرہ (مقدمہ)
و بسینہ خوشگودے شرح النجمن ص مقبیس از تذکرہ تولسی ناری و کتور سید علی رضا نقوی ۱۳

۱۵) میرنوازش علی سلمہ اللہ تعالیٰ

فرزند زاہد صاحب سجادہ سید العارفین قدس سرہ ولادت ایشان نوزد و ہم شہر رمضان المبارک ۱۲۴۱ھ السبع و عشرين و مائتہ و الف دست و او از ابتداء سن تمیز تا عنفوان شباب در حجر عنایت جد بزرگوار تربیت یافتہ اند۔ حظی کامل نصیبی و افراند و حجتہ و در عمر نہ سالگی بر بیعت والا شرف اندو ز گشتہ۔ سید العارفین را با ایشان در ائسہ شستہ فرزند می عنایتی و محبتی خاص بود۔ چون والد ایشان میر عظمت اللہ بخیر شش ماہ پیش از رحلت سید العارفین قدس سرہ ازین عالم انتقال کردند۔ سید العارفین قریب بزمان ارتحال خود میرنوازش علی را بہ خلافت و اجازت ممتاز ساختند و خرقہ خلافت کہ از مرشد برحق میر سید احمد قدس سرہ پوشیدہ بودند بدست مبارک خود میر را پوشانیدند ایوم میر وارث کمالات جد بزرگوارند۔ صاحب مشرب بلند و معارف ارجمند۔ دوام اوقات بر یاد الہی معمور می دارند۔ و طالبان را سرمہ بینائی و چشم می کشند زاد اللہ عمرہ۔

۱۶) میر سید نور الحق سلمہ اللہ تعالیٰ

خلف الصدق دوم سید العارفین و و اما د صاحب البرکات سید برکت اللہ بلگرامی کہ ذکر شریفش می آید۔ ولادت ایشان در ۱۲۹۶ھ است و تسعین و الف اتفاق افتاد علامہ مرحوم میر عبد الجلیل لفظ "بخت مند" تاریخ یافتہ اند۔ از آغاز ایام شعور خود تا انجام حیات سید العارفین در ظل رافت ابوت تربیتہا یافتہ اند۔ و را بہ مقصد اعلیٰ بردہ از بلگرام کم بر می آید و محل سفر در وطن صورۃ معنی می آید و الا گاہ گاہ بہ سلسلہ جنبانی قرابت جانب فصیحہ ماہرہ کہ اقامت گاہ حضرت صاحب البرکات است قدس سرہ حرکت می کنند۔ سید العارفین قدس سرہ قبل بزمان ارتحال خود ایشان را بہ اجازت ارشاد طالبان مورد عنایت ساختہ اند بعد

۱۷ رک : رقم ۵۵ ذکر فقہاد

از رحلت والد ماجد پائیں مزار فائض الانوار متفہم اند۔ ووائتم الاوقات برجاوہ خدا پرستی و
ہنمونی مستقیم مدائش حیاتہ۔

(۵۳) سید نور اللہ قدس سرہ

برادر صغیر اعیانی سید العارفین شاہ لدہ بلگرامی صاحب دل بر بیان و ویدہ گریبان خدا
دوست۔ دنیا دشمن۔ ابتدایہ حال در طلب علم دامن برز و بخدمت شیخ ابوالفتح [ؒ] ساکن
نیوتنی من توابع او وصہ تلمذ نمود۔ و فاتحہ فارغ خواند ملا ابوالفتح از اولاد قاضی ضیاء الدین [ؒ] بہت
کہ از اعیان نیوتنی بود۔ و بہ احمد آباد رفتہ بہ خدمت شیخ وجیہ الدین علوی [ؒ] قدس سرہ کسب کمال
نمود و فضیلت بر حسبہ ہم رسانید۔ شیخ اور امور و عنایت خاصہ ساخت و صبیبہ خود و رسالک
ترویج کشید۔ قاضی ضیاء الدین بعد چندی با حلیہ خود بہ وطن اصلی [ؒ] عود کرد۔ ملا ابوالفتح
در ایام شباب بہ شوق تحصیل علم و رقعات متر و گردید۔ و از ملا محمد زمان ساکن
کاکورمی و دیگر فضلا [ؒ] تحصیل نمود۔ بعد از ان بہ خدمت میر سید حسین
شاگرد رشید میرزا ہد رفت و چند می تلمذ کرد۔ آخر کار بہ خدمت میرزا ہد
شتافت و تحصیل را بہ انتہا رسانید۔ و بہ وطن اصلی معاودت نمود۔ و دست بعیت

۱۵ بن سلیمان بن فضل بن قاضی ضیاء الدین العثماني نیوتنی اودھی و نزهتہ الخواطر ج ۷ رقم ۲۵ (۱۷) :
۱۶ بن سلیمان سلوانی العثماني از نحول علماء زمان بود تلمیذ و داماد قاضی وجیہ الدین گجراتی طریقہ قادریہ
از شیخ محمد بن یوسف قرشی برطان یوزمی (۱۷۹۶ھ) اخذ نمود۔ شیخ جمال کورومی (۱۷۹۸ھ) از تلامذہ
او بود و فات قاضی و رسال ۱۷۹۹ھ وقوع یافت و نزهتہ الخواطر ج ۷ رقم ۲۶ (۱۸) :
۱۷ رک = رقم ۱۵ ذکر فضلا ۱۲ھ بن محمد رضا بن محمد شرف بن عبد القدوس بن شہاب
الدین بن نظام الدین بھیکہ العلوی الکورومی از کبار علماء بود و تلمیذ قاضی عبد القادر العمری
الکھنوی (۱۷۹۸ھ) و اخذ طریقہ از شیخ پیر محمد لکھنوی کرد و شیخ عبد الغفور الاشرافی بجا کلپوری
در کقمہ ہد رفت و شیخ علی اصغر فوجی (۱۷۹۸ھ) و شیخ محمد غوث کاکورومی (۱۷۹۸ھ) از تلامذہ وی اند
نزهتہ الخواطر ج ۵ رقم ۱۲ (۱۵) رک = رقم ۲۲ ذکر فضلا ۱۲ھ : : : :

بہ شیخ پیر محمد لکھنوی[ؒ] داد و مدۃ العمر بہ درس و افادہ مشتغل گشت و مردم بسیار سے راقبض
 آرسا نید۔ القصد سید نور اللہ بعد فراغ از تحصیل جانب دہلی رفت و در خواہر مرقد مقدس
 سلطان المشائخ نظام الدین قدس سرہ معتکف گردید۔ در ایام اعتکاف بعضے امرائے
 یومیہ و اراضی مدد معاش بہ خدمت آوردند۔ دست روز و وسند پارہ کرد۔ آخر بہ خدمت
 سید العارفين قدس سرہ مرید شد و ریاضات شاقہ فوق الطاقہ کشید۔ و حالت عجبی بہم رساند۔
 شبہا چشم کم بر ہم می زد۔ اکثر اوقات می گریست گاہے در رکوع و گاہے در سجود شب را
 صبح کرد می۔ و مصداق حدیث شریف حتی "تور مست قدماہ" مشاہدہ شدی۔ و احیاناً حالتے
 رومی داد کہ تا یا زودہ روز بیشتر بہ اکل و شرب نمی پرداخت روز سے ایستادہ بود و خواست
 تا آفتاب برائے وضو از زمین بردارد و خم شد ناگاہ حالتے طاری شد کہ سہ روز بہ ہمان شکل
 رکوع خم ماند۔ اکثر دیوانگی می زد۔ و بے طاقتی با می گرد۔ و گریبان چاک می گشت۔ ز رویم
 بہ دست نمی گرفت۔ نمی فرمود این مرد راست۔ دست آوردن باین جائز نیست۔ از
 پس تشریح لوائے احتساب بردوش داشت روز سے قلندر سے از طائفیے قیدان نزد
 سید العارفين شستہ بود ناگاہ آواز مزاری بہ گوش رسید قلندر گستاخانہ بہ خدمت سید
 العارفين گفت جائے کہ مزا میراست روان باید شد سید نور اللہ از راہ زجر گفت در اینجا
 چیست؟ قلندر گفت اللہ است سید نور اللہ برخواست و گفت بر خیز اللہ را
 بنا قلندر گفت نجاست را از خود دور کن۔ گفت نجاست چیست گفت این لباس

سید بن اولیاء جو پوری دانشمند سے بود بعدوم ظاہری و باطنی المشہور بالفضل و الکمال صاحب
 التصانیف الرائعة و التالیفات اللائقة۔ کتب و تصیہ در جو پور و حرمین شریفین و دیگر بلاد تحصیل کرد۔
 بلکہ نمودارہ فاتحہ فراغ بخدست قاضی عبدالقادر لکھنوی رشتہ خواہارادت و خلافت از شاہ
 عبدالقدسیاح حاصل کردہ توفی ۱۰۸۵ھ مرقدوی بر لب دریائے گوسنی در شہرت لکھنوز یارت
 گاہ است و یہ ثیلہ شاہ محمد شہرت وارد رحمہ اللہ و از تالیفات وی سراج الحاکمہ حاشیہ شرح صدر
 و فتاویٰ نقیبہ و کتاب المنازل الاربعہ معروف اند و تذکرہ علمائے ہند ۳۴ - ۳۵ نزبتہ الخواطر ج ۵ قسم
 ۱۳۸ خزینۃ الاصفیاء ۱: ۷۸۲ - ۷۸۳ ۷۸۳ متفق علیہ من حدیث الیغزہ رک: مشکوٰۃ ۱۰۸ - ۱۰۹ طبع
 اصح المطابع کراچی پاکستان ۱۲۱

ذیوی کہ در برتست۔ سید نور اللہ دستار بر زمین زود جامہ چاک کرد و گفت بیا اللہ را نما
 قلند در اجیرت دست داد و در مقام عجز و تضرع درآمد۔ سید نور اللہ تنگ گرفت آخر سید
 العارفین در میان آمدہ قلندر را از دست ایشان وارہانیدند۔ شبی نماز تراویح بہ جماعت
 میخواند۔ امام بر سر این آیه رسید فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا وَرَعِينُ نماز
 بیہوش افتاد۔ و تا چند روز از گریہ نیا سوز۔ وقتے اور اور طے این راہ مشکلی پیش آمد۔ بہ
 خدمت سید العارفین اظہار کرد۔ حضرت شغل ما فرمودند عقدا نہ شدہ۔ آخر فرمودند۔ برو
 قرآن مجید حفظ کن۔ چند جزو از قرآن حفظ کردہ بود کہ عقدہ الخلال پذیرفت آمدہ بہ پائے
 حضرت افتاد و باقی قرآن یاد کردن گرفت۔ بست و پنج جزو یاد کردہ بود کہ درین اثنا ہر دو
 قدم او از کثرت قیام شبہا اما سید بہ ہمان عارضہ قدم ازین عالم بیرون گذاشت و در وقت
 احتضار اورا پر سیدہ اند کہ تمنائے بہ خاطر دارید۔ فرمود ہمین تمنایا خود دارم کہ پنج جزو از
 قرآن باقی ماندہ فرصت حفظ نیافتم۔ و فاش سیر و ہم ماہ شعبان ۱۳۱۳ اللہ ثلاثہ عشر و ماہ و
 الف واقع شدہ کاتب الحروف آہ کریمہ بِشْرُكُمْ الْيَوْمَ جَنَاتٍ ۱۳ اللہ تاسخ یافت
 بعد از فوت او مردم خانہ قرآن تلاوت اورا گم کردند و متاسف شدند شخصے اورا در واقعہ
 نمود کہ قرآن در خانہ فلان کس در فلان محل است۔ چون خبر گرفتہ اند ہما بخا یافتہ اند حجتہ اللہ علیہ

(۵۴) سید محمدی قدس سرہ

بن سید بدیع الدین عرف سیدنتہا بن سید تاج الدین حجرہ نشین مذکور قدس سرہ اسبق
 الخلفا رسید العارفین است و روضہ سن کلام اللہ را از بر کرد و بہ خدمت مولوی عبدالغفور
 منولی بلگرامی تلمذ نمود۔ و کتب درسی را مرتب گذراند۔ و بہ تحصیل ارادت سید العارفین
 ابواب سعادت بر روی خود کشود۔ و جاوہ سلوک بہ قدم آگاہی در نور و پدید آمدن را بہ
 منتہی رساند۔ و بیس خرقہ خلافت و اجازت پیراہ کرامت در بر کرد۔ و مفید بہ خلوت

لہ سورۃ الحدید آیہ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

گزینی نگشت۔ و بادشاہ عالم بہادر شاہ بصری برود۔ بادشاہ ادب و احترام بسیار می کرد و روزی
 در خلوت با پادشاہ حرف می زد۔ و در اثنا کلام دست برزانوئے بادشاہ می رسانید ناظرے
 گفت قواعد ادب نگاہ باید داشت۔ بادشاہ ناظر را منع کرد و فرمود اہل اللہ را در هیچ حال
 تعرض نہ باید کرد۔ بسیار عالی مشرب بلند حوصلہ بود و قوت باطن بہ درجہ کمال داشت۔
 بہ صاحب دلی کہ با او بر می خورد مطیع و منتقاد می گشت روزی با یکے مشایخ ملاقات نمود و حرف
 توحید در میان آمد۔ شیخ را رقتے دست داد و گفت سقائی می کنی۔ شیخ گفت این سخن را ما ہم
 می دانیم سید گفت این سخن نفس است و توحید من و تو گنجائش نہ دارو۔ و فاش در ۱۲۳۳ھ
 ثلث و عشرين و مائتہ و الف اتفاق افتاد۔ خوب گامش باغ شمالی محلہ میدان پورہ نزد یک
 مزار شہد اطرف آبادی حیدرآباد و در بہمن سال قاضی محمد حافظ کہ ذکرش می آید
 در گذشت۔ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل می فرماید ۵

چون میر محمد و قاضی حافظ بروند بیک سال سوہ جنت راہ
 گشت بہ رضوان الہی واصل ہاتف تاریخ گفت۔ رضوان اللہ ۳۳ھ

دہ سید برکت اللہ الملقب صاحب البرکات

بن سید اولیس بن سید عبد الجلیل بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ سرار ہم شاہ بازی
 است اشیا نش سدرۃ المنتہی ویکتہ تازی است میدانش سموات علی شعفۃ ولایت از
 جیش پیدا و جبروت فقرا از اصیہ اش ہویدامدۃ العمر سر بر آستان خالق گذاشت و قوم بر
 در مخلوق نہ فرسود۔ امیر و فقیر فرش آستانش بودند۔ و گوئے سعادت عرصہ علوی و سفلی می

۱۱ قطب الدین خلف دوم عالمگیر بادشاہ غازی در ۱۱۵۳ھ از بطن نواب بانئ کہ منہ و زنی بود
 در بران پور تولد پذیرفتہ و محمد معظم موسوم گردید و ایام شانہزادگی بخطاب بہادر نیز نامور شدہ
 و در ۱۱۵۹ھ در آگرہ بر بخت سلطنت نشست و بہ شاہ عالم موسوم گردید و در لاہور بسال ۱۱۶۴ھ
 بیمار شد و بچار حمت اینروی پیوست مدت سلطنت از روز وفات خلد مسکن تار و زوفات اوہ سال
 یک ۶۵۶ روز است ۱۱۶۴ھ ابن حیدر آباد محلہ ایست من محلات بلگرام ۱۷۰۳ھ و کہ در رقم
 ۶۲ ذکر قرار ۶

رہو ہوں۔ اگرچہ اوائل حال دستِ بیعت بہ جناب سید مرثی بن سید عبدالنبی بلگرامی قدس الشاہ
 اسرار بہا داد۔ اما از مبادی عہد شباب تا آغاز ایام کہولت صحبت سید العارفین قدس سرہ
 لازم گرفت۔ و عقیق استعدادش بہ فروغِ باطن اقدس رنگِ کمال پذیرفت۔ و از مشرب
 خاص آن حضرت خطی مستوفی اندوخت و سند خلافت و اجازت اخذ نمود۔ سید العارفین را
 نسبت بہ ایشان معاملات معنوی خاص بود و مکاتیب محتوی بر اسرار حقائق و معارف اکثر
 بہ نام مشارالہ شرف صد دریافت بسیار سے ازان مکاتیب در نسخہ انیس الحققین
 مندرج است و طالبان را از مطالعہ آن حظ و حانی حاصل می شود۔ و نیز صاحب البرکات
 بہ دارالولایت کاپی رفته از خدمت مخدوم زادہ قدس سرہ التقاہا و عنایتہا مبذول داشت
 و بہ عطائے شمال خلافت پایہ اش بلند گردانید۔ و بہ اعزاز و اکرام فرادان رخصت فرمود
 صاحب البرکات ہمین سلسلہ را جاری کرد و بہ علاقہ مرقدہ بزرگوار خود سید عبدالجلیل قدس
 سرہ بہ قصبہ مارہرہ من توابع مستقر الخلاقہ اکبر آباد تشریف برد۔ و در آن مقام طرح توطن
 ریخت۔ و جلوہ ظہورش عرضہ آفاق را فرا گرفت۔ خلایق بے شمار از اطراف و کناف ازین
 تربیتش بہ مقصد اعلیٰ پیوستند۔ و اوراق تفرقہ را شیرازہ جمعیت بستند۔ ہموارہ دست ایشارگشاہ
 می داشت و ذخائر ثنویات اخروی فراہم می آورد۔ تصانیف ایشان رسالہ مسمی بہ سوال و جواب
 در حل معانی حقائق و رسالہ مسمی بہ چہار انواع در آداب و رسالہ مسمی بہ عوارف ہندی کہ امثال
 زبان ہندی را بہ سمت معانی حقائق کشیدہ۔ و لطافتہا بہ کار بردہ۔ و دیوان شعر موجزی و
 مثنوی موجزی مسمی بہ ریاض عشق و رسالہ مسمی بہ بیم پرکاش مشتمل بر اشعار ہندی قدسی
 از اشعار فارسی و ہندی ایشان در فصلین آخرین دفتر تانی ایرا و نووہ می شود و انشاء اللہ تعالیٰ
 تولد آن جناب در ششمہ شعبین و الف دست داد۔ عظیم الہدی تاریخ است۔ و روز عاشورہ
 ۱۲۲۱ھ انیسین و اربعین و مانہ و الف عنان از عالم سفلی تافت۔ و باروح مقدس امام علیہ السلام
 بہ گلگشت فرودس اعلیٰ شتافت۔ عمر شریف ہفتاد و دو سال و قبر لطیف در مارہرہ یزار

۱ رسالہ است در حقائق تصوف از صاحب ترجمہ ج ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳

در تبرک به و چون روز عاشورا روز شہادت امام علیہ السلام است مجمع عرس ایشان پانزدہم محرم
مکرم قرار دادہ اندراقم الحروف گوید ۵

بیدار ولی رفت سوئے محفل قدس
تاریخ وصال او خرد کرد و رسم
بر بست ز صحرائے جہان محفل قدس
صاحبہ برکات وصل منزل قدس

(۵۶) سید آل محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ

بن سید برکت اللہ مذکور قدس سرہ نوزدہم رمضان المبارک روز پنج شنبہ ۱۱۱۱ھ
احدی عشر ماتہ والف در بلگرام متولد گردید۔ و در ظلِ رفت پدر بزرگوار خود تربیت باطنی یافت
و خرقہ خلافت پوشید۔ و بہ اجازت سلاسل خمسہ سلاسل سعادت بہ دست آورد و بعد حلت
والد بزرگوار بہ دار لقرار بر سجادہ آباء کرام قرار گرفت و از سید العارفین قدس سرہ نیز التماس
خلافت نمود۔ حضرت قدس سرہ بہ ارسال خلافت نامہ دو ستار مبارک سر افتخارش بہ آسمان
رسانیدند۔ مشارالہ در مارہرہ کوس مشیخت می نواخت۔ و حملے شریعت را بہ جہ تمام نگاہ
بانی می کرد۔ و در انالہ امراض قلبی مسیجائی داشت۔ و در گشتگان وادی شوق را از تلویح تمکین
می آورد۔ و بہ اتباع سنت سنئہ نبوی تیر خوب می انداخت و دست و بازویش بہ صفائے
شست تیر و کمان رامی نواخت۔ و بیشتر اوقات بہ کتب تصوف خصوص مولعات والد
ماجد خود مشغول بود۔ و مردم بسیار از اطراف و کناف بہ ارادت او کامیاب بودند۔ سید بتاریخ
پانزدہم ۱۱۶۲ھ ربیع و ستین و ماتہ والف در زہبت کدہ قاس خرامید۔ و در مارہرہ مدفون گردید۔
مولف اوراق گوید ۵

چراغ آل عبا شمع و دومانِ علا
افادہ کرد بہ من سال جلتش لائف
فرد و جلوہ آوردنق حریم بہشت
نصیب آل محمد بود نعیم بہشت

(۵۷) سید نجات اللہ المعروف بہ شاہ میان سلمہ اللہ تعالیٰ

بن سید برکت اللہ مسطور قدس سرہ مجمع فضائل و کمالات است و مجمع شرف حالات

صاحب خلق عظیم۔ وجود کریم۔ ولادت اور رسالہ سبقتہ عشر و بائہ والفت و بلگرام اتفاق افتاد۔
 و بین جان شود نمایافت۔ و از اول عمر تا آخر ثمرات معارف از شجرہ طیبرہ والد بلند قرار بر صید
 و خطی و اقرا لذات روحانی فرا گرفت۔ و پس از انتقال آن بزرگوار سجادہ ارشاد و رار و نقی تازہ
 افزود۔ و بہ خدمت سید العارفین قدس سرہ عریضہ متضمن استمداع خلافت و الایہ قلم آورد۔
 جناب ایشان قدس سرہ بہ عنایت مثال خلافت و دستار فیض آثار نوازش فرمودند۔ ایوم در
 ماہرہ را بہ ہدایت می افرازد۔ و اوارکان طرق کثرت را بہ دائرہ وحدت می کشد۔ و در احیائے
 قلب فیض مسیحائی دارد و بادل شکستگان لطفش کار مومیائی می کند۔ طبعش وقادداشت۔ و در ہنرش
 نقاد بہ قماشش شعر نیک می رسد۔ و اوقات را بہ تلاوت قرآن و مطالعہ کتب حدیث و تصوف
 و حق پرستی معمور می دارد۔ و علمے از ان دیابہ شرف ارادت و مستفیض است صاحب الیارات
 قدس سرہ در بعض رسائل خود موعظتی بہ ہر دو فرزند ارجمند خود نلیمی فرمودہ ہر دو برادر بہ مفہوم آیہ
 کریمہ و دتیبہا اذن و اعیۃ بر آن کار بستند و بہ توفیقات ربانی و تائیدات یزدانی فائز گشتند۔
 عبارت موعظت در این جا بعینہا نقل کردہ می شود:-

”آل محمد و نجات اللہ سلامت باشند۔ این چند نصیحت نوشتہ شدہ بر آن عمل نمایند و این
 رسالہ را ہموارہ با خود دارند باید کہ مشغول بہ یاد آئی باشند۔ و بہ کتب فقہ و سلوک الفت نمایند
 و از مقام خود با جنبش نہ نمایند۔ و بہ خانہ مخلوق و مردم دنیا نہ روند۔ و بہ زیارت قبور و بہ
 دیدن علمے کہ دل داشتہ باشند یا آنکہ ظاہر او بہ دین و و پابانت آراستہ باشند البتہ روند۔
 و دیدن او را سعادت گویند و انند۔ و بہ بیج کار سے و مطلبی بہ حاکم و بہ کسی رجوع نہ کنند
 کہ سازندہ کار یا کار ساز است۔ و حسبہ نشدیرائے کا خلق باہر کس تملق و لجاجت نمایند
 کہ باعث ثواب است۔ روز سے عاکمی با این عاجز برائے کار سے مخالفت کرد و گذر
 کردہ شد۔ اکثر عزیزان بہ او ملحق شدند قبول نہ کرد و گفت اگر فلانی سر رقعہ نوید ازین
 کار و انکار بگذرم۔ عزیزان بہ این محتاج الی اللہ تقاضائے رقعہ نوشتن بہ کرد و چہرہ
 پیش کردند ناچار این بیت نوشتہ شد

آنکہ رخسار ترا رنگ گل و سرین داد صبر و آرام تواند من سکین واد

”نواند و باز آید۔ و موافقت نمود بہر حال دریاوار باشند بہر آن فِرَقًا ذَا اِلٰی اللّٰہِ وَ
 لَا تَقْتُلُوْا مِنْ دَحْمِۃِ اللّٰہِ عَلٰی اللّٰہِ فَتَوَكَّلُوْا بر دل و
 جان و زبان جاری دارند۔ و طریقہ ظاہر را بہ اسلوب لا۔ و لا کد پیش سازند و شعار دین را
 ہر چہ تقید و تکلیف کردہ آید در یغ نہ کنند۔ جَاهِدًا وَاِنِّیْ مُبِیْلٌ اِلّٰہِ اَرَسَ جہاد اکبر
 ہمیں است کہ خود را آرام نہ دہند تا کہ آرام نیابند محاربہ بانفس کنند۔ و بہ محکمہ رجوع نشوند
 و بر خلق ہرگز ہرگز اعتقاد نہ کنند و بہ اینہا محتاج نہ شوند ۵

باغ مراحہ حاجت سر و صنوبر است شمشاد و خانہ پدور ما از کہ کمتر است

۵

نصیحتہ گنمت یاد گیر و در عمل آر کہ این حدیث ز پیر طریقتم یاد است
 مجوردستی عہد از جہان کست نہاد کہ این مجوز عروس ہزار و اما د است
 ”المقصود علم و عمل پیش گیرند و بران مغرور نہ شوند و آرزو سے آن کنند کہ چشم گریان
 و دل بریان و عمل خالص و اجابت دعا و رفاقت درویشان و مسکن مسجد آہ و دردناک
 و اخفائے حال از مدد الہی و از فیض عالم پناہی میسر شود۔ آمین ثم آمین۔ ہم در بن بودم کہ دل
 بامن عتاب کرد و بجانم بیج و تاب نمود۔ مطابق قول مشہور کہ خوب نصیحت دو دیگر آن را نصیحت۔
 ”اے ناہموار مویت سفید شد و دولت ہمچنان سیاہ است۔ ظاہرت آراستہ و باطنت
 تباہ پس کار خود بنشین و بر حال خود غم و الم نماے۔ گدام حسنہ از تو سزودہ کہ دیگرے را بہ
 نصیحت پیش می آئی۔ و گدام حمیدہ را سزا بخام دادہ کہ ارشاد می فرمائی۔ بس کن و وقت از

دست مدہ ۵

بنشین پس کار و ویدہ بر روز از نار فراق خود ہمیں سوز

”این گندم نمائی و جو فروشی تا چند آنچنان باش کہ می نمائی۔ و آن چنان نمائے کہ می باشی۔
 چون نیک نگرستم از آن ہم بترم کہ دل گفت آہ صدآہ ۵

وقت عزیز رفت بیاتافضا کنیم عمرے کہ بے حضور صراحی و جام رفت

۱۵ سورة الذاریات آیت ۵۰ ۱۶ سورة الزمر آیت ۳۹ ۱۷ سورة مائدہ آیت ۵ ۱۲

”بس کردم توبه نمودم - خموش گشتم به جوش و خروش آمده بودم باز به هوش رسیدم یخترچ
الحی من المیت بیتیہ ذکر میہ“

۵۸ سیدین الدین

بن سید حسین بن سید ابوالفتح بن میر عبدالجلیل بن میر عبدالواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ
السرارہم در مبادی شعور کلام اللہ را یاد گرفت - و در عنفوان شباب میل حق جوئی بهم رساند
و غنیہ علیہ سید العارفین را ملتزم گردید - و بعد کشف بر بان شرف بیعت دریافت - و در پوئہ
ریاضت گداخته طلای خالص برآمد - و مشق ذکر قلبی بجائے رساند کہ شبها چون می غنود
از دل او اسم جلالہ با دانه بلند مردم می شنیدند از ابتدائے عمر تا انتہای ویرگوشہ قناعت
قدم افشرد - و بہ مزروع زمین قلیلی کہ بہ طریق وراثت رسیدہ بود اکتفا کردہ بسرمی برد و بہ اختلاط
مردم کم می پرداخت - دور احصار جن و احراق شیاطین تصرفی عالی داشت و فاش و عشرہ
ثانی بعد ماۃ و الف آرام گاہش بلگرام رحمتہ اللہ علیہ -

۵۹ سید محب اللہ بلگرامی قدس سرہ

از احفاد سید محمود اکبر مذکور است - بدین ترتیب - سید محب اللہ بن سید محمود بن سید
محمد ناضل بن سید عبدالحکیم بن سید ابوالقاسم بن سید خان محمد بن سید محمود اکبر قدس سرہ
و عنفوان جوانی ذوق حفظ کلام ربانی بهم رسانید - بر بالا خانہ جوئی خود شستہ در عرصہ شش
ماہ قرآن را یاد کرد - و تا این مدت گاہی از آنجا فرود نیامد - در داء و رسع و تقویٰ بردوش گرفت - و
خود را بہ فتراک ارادت سید العارفین بست - و کتان ہستی بہ ہتایب فنا دادہ در انوار سمرمدی
مستملک گردید - و مستر حال شعار خود ساخت - بہ مشابہ کہ میچکس اورا ازین طائفہ می دانست
صورۃ و زری سپاہی و معنی و ریاد الہی - در صفت شجاعت و مردانگی تمام عیار بود و بار بار کار از وہ
ظہور رسید - و از نو کبر شاہزادہ محمد اعظم بن سلطان عالمگیر بود - چون صوبہ دار الفتح اجین از

سالہ پسر سوم عالمگیر بادشاہ است و در ۱۱۱۹ھ از بطن بانو بیگم بنت شاہنوار خان ولادت پذیرد و بعد از وفات خلد سکان
با اتفاق ایمان مملکت در ۱۱۱۹ھ در احمد نگر بر سر سلطنت نشست و در معرکہ دہلی پور در مقابلہ بہ شاہ عالم بہادشاہ
بادر پسران خود دلیا سے از امر اکتفا شد و در ۱۱۱۹ھ بوقوع آمدہ و مقتل التوارک ۲۹۶ ۶ ۶

پیشگاہ خلافت بہ شاہزادہ محمد اعظم تھوڑی یافت۔ و نیابت بہ میرزین العابدین پسر فضائل خان
مقرر گشت سید محب اللہ در زمرہ منصبداران متعین میرزین العابدین بہ اجین رسید۔ و دوران ہر
زمین بسری برد اتفاقاً و بعضی سفار روزے از فوج جدا شدہ متصل سرانے سینی رسید۔ و پیش
دروازہ زیر درختان سایہ دار از اسپ فرود آمد و زمین پوش فرش کردہ نشست۔ و با آنکہ محل
نزول لشکر پیشتر بود خدمتگاران را فرمود تا اجمال و ائصال فرود آورند۔ و لباس سفید بر آوردہ تجدید
لباس کرد و شربتی ساختہ نوش فرمود۔ و بہ تلاوت قرآن مشغول گشت۔ بعد فراغ تلاوت بالا کر
گشت آمد و چادر سے بر خود کشیدہ بہ خواب رفت۔ مقارن این حال میرزا سلطان نظر
کہ از اقربائے میرزین العابدین و بخشی فوج بود۔ و با سید محب اللہ ربط داشت از آنجا گذر
کرد و اسپ سید محب اللہ را شناخت۔ نزدیک رسیدہ خدمتگاران را فرمود منزل
پیشتر است بیدار باید ساخت۔ و خود از بالائے اسپ دو سہ بار آواز کرد و جوابی بر نیامد۔ آخر
خدمتگاران را فرمود چادر یکشید چون چادر کشیدند۔ دیدند کہ جان بہ حق سپردہ است۔ میرزا
سلطان نظر تجھیز و تکفین کرد ہما نجا بہ خاک سپرد۔

میر سید احمد بلگرامی کہ در آن وقت بہ حکومت شاہجہان پور و سجاول پور و اندور محال
صوبہ مالوامی پرداخت۔ و میر لطف اللہ برادر اعیانی سید محب اللہ کہ ہمراہ میر سید احمد بود
اینہا شخصے را باز سے فرستادند کہ قبر آن مرحوم را پختہ سازد چون فرستادہ آنجا رسید و دید کہ
حاکم سرانے مذکور قبر را با چو ترہ از خشت و گچ پیشتر تعمیر کردہ است و اسپ ایشان دانہ و گاہ
راترک دادہ شب و روز اشک از چشم می ریخت لہذا حاکم بعد سہ روز اسپ را ذبح کردہ
پایین مرقد دفن نمود۔ و قبر اسپ مرع ساخت و چاہی کندہ آن را نیز بہ خشت تعمیر نمود۔ مردم
آنجا بہ زیارت سیدی آیند۔ و نقارہ می نوازند۔ و نیاز ہای گذارند و فاتحہ چہار و ہم ماہ شعبان
سالہ ہزار و صد و اتفاق افتاد۔ سرانے سینی حصار سنگین وارد۔ قبر سید متصل دروازہ
جانب اکبر آباد است و این سینی از توابع سپہری است ماہین زور و کالا باغ۔ نسخہ کلام اللہ
جملہ سی جزو ہا نژوہ مجلد بہ دستخط سید محب اللہ کہ صحت تمام دارد و امروز موجودہ است
مردم تلاوت می کنند۔ و نسخہ لمئے دیگر ہا اندو سے آن تصحیح می نمایند۔ سید العارفین قدس سرہ

می فرمودند سید محب اللہ می گفت در وقت ذکر کلمہ طیبہ ہر گاہ لاکھ می گویم بیچ چیز دور
نظرم نمی آید و ہر گاہ الا اللہ می گویم ہمہ موجودی گروہ و ذین سید العارفین قدس سرہ می
فرمودند کہ وقتی خطی بہ سید محب اللہ نوشتیم این بیت مندرج ساختم ۵
غیرت روانہ داشت کہ برقع برافکنم تا جملہ بنگرند کہ جانانہ خودم
سید محب اللہ در مقابل بیت مذکور این بیت نوشت ۵
جز تو کس نیست تا ترا بیند زچہ برقع نمی کشائی تو
سید العارفین فرمودند کلام سید محب اللہ از کلام من سبقت برد۔

(۶۰) میر سید لطف اللہ المعروف بخورد میر قدس سرہ

برادر حقیقی و طریق سید محب اللہ مسطور است۔ اگر چہ ظاہر حال بہ ملازمت امرامی
پرداخت اما فی الحقیقہ شمع خلعت و رانجن می افروخت و خطی و افراز ثروت صورتی داشت۔
و دوام ہمت بر انجام مطالب مستمندان صرف می کرد۔ بے تصنع تشریف مروت و احسان
بر قامت او دوختہ بودند و باوصف ملازمت امرامی کوشش بلیغ و در صلاح و تقوی داشت و
دقیقہ از دقائق فرو نمی گذاشت۔ گاہے نماز تہجد فوت نہ کرد۔ و جمعیت ظاہر و باطن روزگار
بسر آورد۔ و در ۳۲۰ اشین و ہشتمین و ماتہ و الف از دار الخلافہ شاہجہان آباد بہ بلگرام می آمد۔
قضا را باہن سکندریہ و قنوج قطاع الطریق ریختہ زخم ہائے کاری رسانیدند۔ بہرمان حال در
وطن رسیدہ بعدیک ہفتہ از زخمی شدن۔ ساغر موت احمد چشید۔ و در قبرستانی کہ متصل دیوار
قلعہ سید احمد بن سید بدہ جانب شمال است آسائش گزید۔ آیہ رضوانہ، تاریخ یافتہ ام
استاد الحقیقین میر سید طفیل محمد متعدد تہمیز و تکفین او شدند رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶۱) شیخ محمد سلیم قدس سرہ

از قبیلہ قضاة بلگرام است و از احفاد قاضی یوسف عثمانی ممتاز اقران خود بود و کمال

۱۸۳۳ء میں لال میان پسر قاضی محمد یوسف ثالث شہر اور اعیانی قاضی محمد فضیل در ۱۰۴۹ء تاریخ خطہ بلگرام ۱۸۳۳ء

تمکین و وقار و اخلاق سنیہ داشت . در بدو حال چندی بہ منصب قضا و بلگرام پرداخت و بہ کمال
 دیانت و امانت سرانجام داد . آخر بہ اقتضا و علو ہمت خود را کنارہ کشیدہ و منصب قضا بہ برادر
 زادہ خود قاضی محمد حافظ نقویض نمود . و بہ اختصاص جبل المتین یعنی ارادت سید العارفین سعادت
 آمد و خست و سالہا کہ بہ خدمت گزار ہی بست و ہلال استعداد خود را بہ اقتباس اشعہ قدس بدر کمال
 ساخت و بست و ہشتم محرم ۱۱۴۲ھ اربعہ عشر و ما تہ والف در سلک منہم من قضی نحبہ منتظم
 گردید . مرقدش در بانچہ ایست کہ قریب قلعچہ میر سید احمد واقع شدہ بر چبوترہ کلانی مربع راقم الحروف
 تاریخش از آیہ کریمہ و نجزی الذین احسنوا بالحسنی استخراج نمود . چون میر نواز ش علی سلمہ اللہ تعالیٰ
 صاحب سجادہ سید العارفین قدس سرہ متولد شدند . شیخ محمد سلیم اہل خانہ خود را در عالم رویا بشارت
 داد کہ امشب حضرت شاہ لدھا را نبیرہ کرامت شد پارہ شعیری کہ در خانہ حاضر است بہ طریق
 نیاز ارسال باید داشت چون اہل خانہ بیدار شدہ موافق اشارہ بہ عمل آورد و رحمتہ اللہ علیہ .

(۶۲) شیخ محمد حافظ

برادر زادہ شیخ محمد سلیم مذکور است قدس اللہ سرار ہما در عصر خود بہ غایت مکرم مہجلی
 می زیست . و اکابر و اصاغر غمہ ادب و احترام بہ تقدیم می رسانیدند . در آوان خورد سالی قرآن
 مجید را حفظ کرد . و در ریگان شباب بہ کسب علم پرداخت . و در حلقہ درس قاضی علیم اللہ
 کچندی تلمذ نمود . و در زمرہ مستعدان بہ امتیاز بر آمد . و خط نسخ و نستعلیق در وجودت می
 نوشت . چون شیخ محمد سلیم منصب قضا بہ او تسلیم کرد . چند می این امر بنا بر ضرورت وقت
 تمشیت نمود . دل بہ یاز دست بہ کار داشت . و بہ تفریح و نیازا در میزان اعتبار می بنجید و سیم و
 ندر در دست نمی گرفت . آخر الامر عمدتہ قضا را بہ سنیو عم بزرگوار بہ یکے از اقر با سپرد و بہ برخط
 ارادت سید العارفین گذاشت و ریاضت لائہا بہ کشید و سہیل حال بہ ہر داغ عشق مزین ساخت

ملہ وی را مرید شاہ لدھا قرار داد و ن غلاف واقفہ است و تاریخ خطہ بلگرام بجواز شرف عثمانی ۱۱۸۶ھ شیخ خود حافظ
 بن قاضی فضیل بن قاضی محمد یوسف ثالث ۱۱۸۶ھ نیز بیخ مزبور مختصرات بر ملا محمود مانک پوری قرات کرد و موطا
 و از سید نظام مصطفی اجمالی المعروف بہ ۱۵ یا سو تحقیق کرد . وی را مرید شاہ لدھا شمار کردن مثل عم وی صحیح
 است صاحب شرف عثمانی این قول را تغلیط کردہ است و تاریخ خطہ بلگرام ۱۱۸۶-۱۱۹۱ھ

بسیار خوش صحبت بود و سراپا ذوق و شوق مجسم اشعار را مستانه می خواند و اهتزاز می کرد و در
 گریست . میر محمد سلمه اللہ تعالیٰ خلف الصدق حضرت علامی میر عبد الجلیل بلگرامی فرمود که
 روزی از سر راه خانہ قاضی محمد حافظ می گذشتم قاضی بر بلندی ایستاده بود سلام کردم
 و خواستم بگذرم کہ آواز داد ایستاده باشید و پیتی از میرزا صاحب گوش کنید
 ساعد سیمین اورا تا کلیم اللہ دید نسخہ افسوس شدستی کہ در اعجاز داشت
 و حالتی در ایشان مشاهده افتاد کہ بر من تاثیر تمام کرد و نیز فرمود کہ روزی بجائے
 قاضی رفتم بشاشت بسیار نمود و گفت ابیات امانت پذیر خود بہ گیرید و این غزل امیر خسرو
 علیہ الرحمۃ را کہ از علامہ مرحوم میر عبد الجلیل شنیده بود خواندن گرفت بہ ذوق و کیفیتی کہ بہ
 زبان قال تعبیر نتوان کرد

یار قبا چست کرد رخس بہ میدان برید
 غمزہ زن مار سید ساخته و ارید جان
 مست خراب مرا حاجت نقل است اگر
 نیست دل چون منی در خورشاپین شاہ
 برو رخ از خون نوشت خسرو دل خسته حال
 این سر و ہر سر کہ ہست در خم چو گان برید
 یوسف ما باز گشت مژدہ بہ کنعان برید
 این جگر خام سوز را بہ نمکدان برید
 پارہ مروار را بر سگ و ربان برید
 وہ زول مانده ام قصہ بہ سلطان برید

وفات اولست و چہارم ماہ محرم ۱۲۳۳ ھ ثلاث و عشرین و ماتہ والف در مقام مولان من توالج
 لکھنؤ واقع شد نعش اورا بلگرام آوردہ بست و ہفتم ماہ مذکور بہ خاک سپردند قبرش پائین

امیر صاحب محمد علی تبریزی اصفہانی . امام غزل طرازی د علامہ سخن پردازان اشعارش عالمگیر است
 و مستغنی از تحریر . در اصفہان نشو و نما یافت و بہ کثر فرصت و رشش جہت عالم کوس سخنذانی زد
 در عین شباب در آخر عہد جہانگیری متوجہ ہند گردید و کابل ظفرخان بہ نیابت پدر خود خواجہ ابوالحسن تربتی
 ناظم کابور مرزا را صید کرد چون حکومت کابل بہ لشکرخان تفویض شد مرزا بہ رفانت ظفرخان بہ سیر ہند
 خرامید الفاناد ۱۲۳۳ ھ و ظفرخان را حکومت کشمیر مقوض شد مرزا فایز ایران شد و تا آخر دم حیات نزد
 سلاطین صفویہ رہا مکرم و سبیل زیست در ۸۰ ھ وفات یافت آزاد بلگرامی و تاریخ وفاتش
 گفتہ . ببل گلزار جنت صاحب عالی مقام (۱۰۸۰) ر مفتاح التواریخ ۲۷۵ سرو آزاد ۹۸-۱۰۳ ایضاً
 ناشر الامراد ۲: ۴۵۶-۴۶۳

مرقد قاضی محمد سلیم بر چوتھرہ علیحدہ قطعہ تاریخش در ترجمہ سید محمدی گذشت۔

۶۳) شاہ رحمت اللہ قدس اللہ سرہ

از سادات حسینی واسطی بلگرامی قبیلہ تیج بہیہ ساکن محلہ میدا پورہ است۔ وی سلطان العاشقین و برطان العارفین است حضور بود۔ از عنفوان شعور اور اور طلب نعل و آتش کرد۔ خانمان را ترک دادہ۔ دست توسل۔ و ارادت بہ دامان سید العارفین زد۔ و ساغر عرفان نوش کرد۔ دستانہ در نہایات الوصال خرامید۔ و طریق آزادگی و گذشتگی پیش گرفت سال دوازده ماہ بہ یک چادر و کلاہ وزیر جامہ اکتفا کرد۔ و در کج مسجد جامع محلہ میدان پورہ مسکن گرفت۔ از حطام دنیا ذرہ بر نہ داشت۔ و مدۃ العرسیم زر را دست نہ کرد۔ و گلہ لب بہ سوال بیچ چیرہ پایچکس نہ کشود از خانہ مرشد خود قوت سہلی کہ سدر متق می تواند شد قبول کرد۔ ابتداء حال مشرب سکر و مستی بر مزاجش غالب بود آخر حالت اطمینان بہم رسانید۔ مرید نمی گرفت۔ می گفت پیش باپیری و مریدی محبت است عزیزے با فقیر نقل کرد کہ من بادشاہ اعتقاد خاص داشتم و ہمیشہ عرض می کردم کہ می خواہم شرف بیعت حاصل کنم۔ و اندکار می کرد۔ روزی بچ شدم فرمود انارادت مقصد چیست اگر این است کہ فدائے قیامت بہ کار شما بیایم انہ دو حال خالی نیست در ان روز کلمہ من نافذ ہست بیعت در صورت ثانی مرید شدن بے فائدہ و در صورت اول ما و شما آشنایم حیف آشنا کہ با وصف قدرت از خدمت آشنا خود را مقصر داروانان روز کہ ارشاد فرمود دست از داعیہ بیعت برداشتم رغبت بہ مظاہر صورتیہ بیشتر داشت تحضض حسن انسان نبود بلکہ ہر شے کہ در نظرش خوش می نمود فریفتہ او می گشت دمی گفت سر ضوق من سلامت ہر جانظری افکنم تمام حسن بہ نظری آید وزیر دست خان ناظم صوبہ اور دھان راہ بلگرام عبور کرد فیضان او می گذشتند فیلی را خوش کرد و اورا دیدہ دیدہ قریب ہفت ہفت کردہ راہ طے کرد۔ ذیل بانان نگاہ کرد کہ فقیرے بر ہنہ پاسے ٹرولیدہ موے

لہ از و الاشاہ میان فرودس آشیانی است ناظم بیوستان مغانات تنہ و فوجداری آن سر بلندی یافت
رماثر الامراء ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ و در سال ۱۰۱۱ھ ۳۳۳۳ عالمگیری وارد تہ شد و در ہین سال آنجا ذات یافت دم مقالہ اشعار

ہمراہ می آید پرسند کہ اسے فقیر چہ می خواہی فرمود نزدیک بودن یہ این فیل و خوب ملاحظہ کردن
 حالانکہ آن فیل مست بود و وزنجیر با مقید و نگاہ بانان نیز ہا دوست گرد فیل می رفتند فیل بانان
 عرض کردند کہ فیل مست است مبادا ایسی رساند فرمود شمارا چہ کار فیل بانان فیل را ایستادہ
 کردند۔ شاہ نزدیک رفت و خوب ملاحظہ کرد۔ حضار نقل می کنند کہ فیل در ان وقت گویا تن
 بے جانی بود چون فیل بانان این معاملہ مشاہدہ کہند بہ تو واضح پیش آمدند و بجد شدند کہ امروز منزل
 ما را شرف اندوز باید ساخت۔ فرمود ذوق ماتا ہمین جا بود و برگشت۔ و ہرگز انظر او انتخاب
 می زد یا آنکہ سابق منظور مردم نہ بود سے از پرتو التفات او قبول خاص و عام ہم رساند سے۔
 وقتے بایکے از مظاہر تعلق خاطر پیدا کرد بسیار سیاہ قام بود۔ عزیز تر سے در مجلسے کہ راقم الحروف
 در آنجا حاضر بود زبان اعتراض کشود کہ عجب از شاہ است کہ برین سیاہ التفات کردہ اند
 حرف تمام نہ شدہ بود کہ حضرت شاہ از غیب پیدا شد و با معترض خطاب کرد کہ لیلی را بہ چشم مجنون
 باید دید و با منظور تنہا نمی نشست و تاکہ ثالثی حاضر نمی بود اختلاط نمی کرد اکابر و اساعف فریفتہ آزاد
 نشی او بودند و بہ او بہ اعتقاد تمام سلوک می کردند و افاضاً کینہ دار ہمہ کس را بہ یک نگاہ می دید
 ہر کس می دانست بر من مہربان تر است از غلبات سکر مقید بہ نما نہ بود مردم زبان طعن و راز
 ساختند و بہ خامت سید العارفین عرض کردند حضرت فرمودند باشہ من بیک پانٹستہ اورا ہیچ
 نہ باید گفت۔ تمنائے مرگ بسیار داشت و ہا زم اللذات را اکثر یاد می کرد و وقتے مار را بہ گرفت
 شخصہ دست اورا گزید زہر مرہریت نہ کرد و کرتے ہر دو دست خود را شتر زد و خون ہر دو ادا وقتیکہ
 خون در عروق نہ ماند۔ و بدن سفید گشت و بار ہا سم قاتل فرو برد۔ چون اجل موعود نہ رسیدہ بود
 ہیچ کدام کار گریفتاد۔

فرمود وقتے از شاہ بچہان پور بہ بلگرام می آمدم چون بہ سرحد آٹھ کنوہ کہ وہی ست عمدہ رسیدم
 شخصے از ساکنان دیہ زیر درختے نشستہ بود از دور بہ من گفت چادر خود را بینداز ہنوز سخن
 تمام نہ شدہ بود کہ چادر را از خود کشیدہ جانب او بر تا فتم و سہراہ گرفتہ۔ بعد و سہ روز روح الامین
 خان بلگرامی کہ در ان ایام بہ حکومت بعضے محالات صوبہ او و صہ می پرداخت بر سر آٹھ کنوہ رفتہ

لہ رک ہنم ۶۲ ذکر فضلہ ۱۲

تاریخ نمود و نہار و صد کس را از مردم آنجا بہ قتل رسانید۔ خلایق حمل بر کرامت شاہ کردند و او فرمود
 سرش این است کہ چادر من مملو از سپشہا بود و من آنہارا از چادر جدا نمی کردم کہ مذاق حقیقی قوت
 آنہا از جسم من میرسانید۔ قاطع السطریق جمعی را بے رزق ساختہ و معرض ہلاک انداخت۔
 و بہ شامت یک کس جم غفیر را غیرت الہی و زیر تیغ کشید۔ چہ اصناف آفرینش ہمہ رنگ اند۔
 و در میزان عدل خداوندی ہم سنگ و ماس و دابۃ فی الارض و لا طائر یطیر بچنا حبیبہ
 الا ائمہ امثالکم ازین جا است۔ کہ طائفہ ابدال قدس اللہ اسرارہم
 موفی را ہم نہ رنجانند۔ و بہریشے کو پیش آید بجائے نوش و کشند۔ و از الم کشیدن شاہ توان دریافت
 کہ گویا در مقام ایوبی بود۔ عزیزے نقل کرد کہ من و شاہ از قصبہ ساندی بہ بلگرام می آمدیم و باغستان
 ساندی در وہی را کشتزار درختے آویختہ بودند شاہ مرا گفت باش و خود پیش رفتہ پاسے زد
 را بوسید۔ سوال کردم کہ این چہ بود۔ فرمود این دروشیوہ خود را بہ کمال رسانید۔ حق تعالی ہر کس را
 در ہر راہی کہ اختیار کند مثل این درو ثابت قدم دارد۔

دقتے جمعی از مردم بلگرام بہ تقریبی طرف جا جمو گذشتند و بہ دریائے گنگ کہ از زیر جاتمو
 می گذرد۔ شاہ ہم دران کشتی نشست۔ آشناے بر کنار دریا کہ در آنجا ساحل بسیار بلند
 واقع شدہ شاہ را در کشتی وید و بغل اشتیاق واکرودہ خود را در دریا افکند۔ شاہ نیز بغل واکرودہ در
 دریا افتاد ہر دو ہم آغوش شدہ در آب فرو رفتند۔ غوغا از اہل کشتی برخاست۔ ملاحان بہ سرعت
 رسیدند و آن ہر دو آشناے دریائے محبت را بر آوردہ در کشتی گرفتند۔

شبہ از بلگرام قصد ملاوہ کرد و آخر شب در آنجا رسید۔ طائفہ عس و زوگفتہ اورا گرفتند۔
 و در زملان نگاہ داشتند۔ و صبح عس را خبر کردند عس اورا طلبید چون جمال مبارک
 مشاہدہ کرد و در قدم افتاد و معذرتہا نمود۔

روزے سید محمد باقر فاضل بلگرامی طفل را نزد شاہ آورد و التماس کرد کہ این طفل یتیم
 است۔ در حق این دعائے کنند فرمود این طفل یتیم نیست چرا کہ فرست و عقل صحیح دارد
 یتیم کہے است کہ فرست و عقل صحیح نہ داشتہ باشد۔

قصہ وفاتش چنین است کہ شبی در شہر تقریب اجتماعی در میان بود۔ اتفاقاً مردم ہر محلہ در یک مکان جمع شدند۔ محفل عظیمی بہ جلوہ افروزی حسن و دل فریبی نغمہ العقاد یافت شاہ دران ہنگامہ طوفانی و حالتی داشت ناگاہ برخواست۔ و از فرود و حضور مجلس رخصت گرفت۔ بہ عنوانی کہ گویا بہ سفر دور و رازی رود مردم استفسار کردند۔ بہ جواب مبہم گذرانید شبائشب بہ قصبہ ملاوہ کہ از بلگرام بہ مسافت شش گزہ است۔ شتافت و با قاضی آنجا بنا بر سبق ارتباطی کہ داشت ملاقات کرد۔ و علی الصبح بہ اتفاق قاضی بہ موضع فرحت نگر بہ مسافت یک کردہ از ملاوہ متوجہ گردید و وہ گلگشت چنتائی کہ در ان موضع قاضی ترتیب دادہ بود خرامش نمود۔ و در جنت گلے را خوش کردہ با قاضی تبسم کنان فرمود اگر اجل من درسد نزد این درخت دفن باید کردہ قاضی عرض کرد۔ کہ بر مرقد ایشان گنبد عالی شانی تعمیر می کنم بہ این مصراع جواب داد

بر سر گور غریبان گنبد گردون بس است

تمام روز اثری از کسل نہ داشت۔ چون شب شد با قاضی فرمود امشب وعدہ من در رسیدہ پارہ از شب گذشتہ تپیشی در شکم عارض شد و در عرصہ دوسہ ساعت جان بحق تسلیم نمود و نفس واپسین دوسہ مرتبہ لفظ حق بر زبان آورد۔ در وقت احتضار سید عبدالوہاب بلگرامی پر سید چہ حال دارید این بیت بر خواند

مست ذوق عرفیم کہ نغمہ توحید تو لذت آوازہ در کام جہان انداختہ

و این واقعہ شب چهار دہم شہر ربیع الآخر ۱۰۳۰ھ ثلاثین و نائتہ والف اتفاق افتاد قبرش

در ہمان موضع است را قم الحروف گوید

رحمت اللہ شاہ کشور دین یافت در عالم تقدس راہ

سال تاریخ حلتش آزاد گفت مشمول رحمت اللہ

۱۶۴۱ سید محمد بلگرامی قدس سرہ

از قبیلہ مسادات پنج بہیہ محلہ میدان پورہ است مرید سید العارفین و از دیدار مشائخ

مرزوق بود پیش از بیعت مرشد سیاحت بسیار کرد۔ وہ صحبت خیلے از صاحب لائ رسید
و فیضها گرد آورد و سالہا ریاضت جسم شکن روح پرور کشید۔ در علم دعوت و تکبیر و
حفر بدطولی داشت۔

روزے نقل کرد کہ وقتے غزم بہاگل پورا از توابع بہار کر دم۔ روز داخل شدن شہر بان
بہ شدت گرفت و آفتاب قریب بہ غروب رسید۔ در سواد شہر تکیہ ہندوی جوگی بہ نظر درآمد در
انجا پناہ بروم۔ چون صبح دمید از کلفت سفر و آبلہا آن روز در تکیہ توقف کر دم ہندوان بسیار
رجال و نسا از معتقلان جوگی آوردند۔ و در حضور نماز من خلل کردند مزاج من بر آشفت۔ با جوگی
گفتم این چہ دام مکر و فریب چیدہ۔ جوگی جواب تلخ داد۔ حرف طول کشید جوگی گفت خیر در باش واللہ
ہا کہ می کنم۔ گفتم آنچہ توانی در یخ کن۔ جوگی قدے شکر آورد و افسونی خواندہ بر شکر دمید۔ و
گفت اگر مرد باشی این را بخور۔ فی الفور از دست او گرفتہ فرو بروم اصلاً تاثیرے نہ کرو۔ پس
با جوگی گفتم اکنون خیر در باش و سنگریزہ از زمین برداشتنہ واسمی از ناسا و جلالی دمیدہ بر جوگی زدم
فی الحال بر زمین افتاد۔

روزے بہ دعوت اسما مشغول بود ناگاہ دیوے بہ شکل مہیب بہ نظر درآمد۔ ویو اورا از جا
برداشتہ بر زمین زرد مہوش گشت۔ و بعد افاقہ سوزشی قومی و درومی سخت در سینہ یافت بہ
اضطراب تمام پیش سیدالعارفین قدس مرؤفتانفت۔ و خواست کہ ماجرائے خود بہ عرض رساند
حضرت قلیان می کشیدند پیش از تکلم او فرمودند بر خیز آب قلیان را تازہ کن۔ سید محمدی درخواست
و بلئے آب کشیدن دلو در چاہ انداخت۔ بہ مجر و استماع صدائے کہ از پر شدن دلو بہ گوش رسید
سوزش و در و رو بہ کمی آورد چون آب قلیان تازہ کرد۔ و قلیان را آوردہ پیش حضرت گذاشت بہ
مجر و استماع صدائے قلیان سوزش و در و باقی زائل گشت۔ و بعد از ان کہ بہ شرف بیعت حضرت
فائز شد طرفہ حالتے و کیفیتی بہم رساند برق و اسونگی در خرمن افتاد و نیا و ما فیہا ایشیت پاز و فن
و فرزند و یار و آشنا از ہمہ بیگانہ گشت۔ و دوام بہ ادائے صلوة و نوافل و ادرا و اشتغال گرفت۔
و خود را در انوار سردی محو ساخت و قلبہ جذبات بجائے رسید کہ بہ اندک آہنگ نغمہ از خود
می رفت۔ و قلق و اضطراب می کرد۔ از صدائے موزون بے خودی دست می داد۔ و مضمون

این شعر معانته می شد

کسانیکه یزدان پرستی کنند به آواز و ولاب مستی کنند

صبح تا شام ناله های دل سوز و صبحه های جان گداز می کشید و ساعتی نمی آسود و مردم می گفتند عجب است که با این همه فریاد و گلوشتن نمی شود با این حالت عزیز سے اورا نظر بہ سبق الفتی گرفتار است به اله آباد برو۔ دوران جانیز همان شورش درس داشت از آنجا به طور خود به کالیپی مشتافت۔ دور حجره پائین مرفق قطبین فلک ولایت میر سید محمد و میر سید احمد قدس اللہ اسرار بہا منزوی گشت۔ و در زاویہ خمبول و گم نامی پافشرد و در اختلاط خلق بر بست و شورشی که داشت روز به روز در زیاد بود۔ تا آنکه سرے بہ سمتی کشید۔ و در آخر داعیہ حج مصمم داشت ظن غالب آنکه میر خود را در راه حرمین شریفین باخت و سانحه مقصود شدن او در ۱۳۶۱ھ احدی وار لعین و مائتہ و الف واقع شد رحمتہ اللہ علیہ۔

(۶۵) سید غلام مصطفیٰ قدس سرہ

بن سید عبداللہ برادرزادہ حقیقی سید العارفین از خواص مریدان آن جناب است قدس سرہ۔ صاحب مشرب عالی بود۔ و نشاد فقر و وریشی و وبالاداشت و در کمال حسن خلق و تواضع می زیست۔ ابتداء حال چندان سواد نہ داشت و در بیان شباب قائد توفیق ولالت کرد و کمال تہذیب ظاہر و باطن بہم رساند و دست انابت بہ سید العارفین قدس سرہ داد و در طریق ریاضت و مجاہدہ پیش گرفت۔ و قدم بر سلم کمال گذاشته بہ ذرۃ تکمیل بر آمد و ہموارہ بہ شیوہ سپاہگری کسب معاش ضروری می کرد و لعل و اثر و ن زوہ شہدیز سیرنی اللہ حولان می داد۔ اما چون آثار ولایت از جبین او ہویدا بود دوران لباس ہم مردم بہ او گردیدگی داشتند۔ و معتقدانہ سلوک می کردند۔ بحال راقم الحروف شفقت و مہربانی خاص داشت و نتایج طبع خود اکثر در مراسلات می فرستاد۔ در ۱۳۶۱ھ است و تلشین و مائتہ و الف مولف او راق در دار الخلافہ شاربہان آباد زیر سایہ عنایت حضرت علامی میر عبد الجلیل بلگرامی جا داشت مشارالیه نیز در ان مقام و ایام بہ علاقہ نوکری نواب مبارزا الملک سر بلند خان تونی وارد شد و ثمنوی ترجمان اسرار قیومی مولانا فی بدوی قس

سرہ از خدمت حضرت علامی سند کرد و در آن نزدیک نواب مسطور را ایالت صوبہ گجرات احمد آباد از پیش گاہ خلافت موقوف گردید مشارالیه در رکاب نواب آن دیار شتافت و چون حکومت گجرات از عزل نواب بر راجہ امہی سنگھ و لدراجہ اجیت سنگھ مرزبان خطہ ماروار مقرر شد۔ و با نواب و راجہ صورت مخالفت رونمود۔ و در رسوا و احمد آباد جنگی صعب واقع شد مشارالیه در آن معرکہ جسارۃ شہادت چشید۔ و در سلک اَحْبَاءُ عِنْدَ دَبْہِمُ یُرِزُ قُوْنٌ منتظم گردید۔ و این واقعہ ہشتم شہر ربیع الآخر ۱۲۳۱ھ ثلاث وربعین و ماتہ و الف و دواد۔ بعد انفصال محار بہ اجساد جمع شہدا در میلان یافتند۔ الا سیفلام مصطفیٰ کہ ہر چند تفحص کردند اثرے گل نہ کرد و او بہ چند روز پیش از شہادت رباعی گفتمہ بود و از حال آئندہ اخبار نمودہ رباعی این است ۵

در خلوت ماورامی مایارمی نیست یعنی کہ بہ عرش و فرش اغیارمی نیست
 ماروے مجسم نارایش مرگ مارا بہ جنازہ و کفن کاری نیست
 و درین حرب سید نجابت نیز بہ مرتبہ علیائے شہادت فایز گردید۔ سید نجابت برادر اکبر
 اعیانی سید غلام مصطفیٰ است۔ و مرید سید العارفین قدس سرہ بہ عالیہ صلاح و تقویٰ آراستہ بود۔
 و سرآمد شجاعان عصری زلیست۔ و در معارک بار بار دست بستہ کرد و محرر مسطور گوید ۵
 چو میر نجابت بہ شہادت رسید دین باوہ غلام مصطفیٰ نیز چشید
 از لطف غیب خواستم تاریخی فرمود شد ہر دو ہمراہ شہید

(۶۶) سید فرید الدین

المعروف بہ سید بدلی بن سید خواجہ معین الدین بن سید عبدالوہاب بن سید اجمل بلگرامی
 قدس سرہ کہ ترجمہ اش تقدیم یافت۔ بزرگ عہد متقی متورع فاضل جید بود و خصائل رضیہ و
 شمائل مرضیہ داشت۔ و در بدو حال مغارالیہ و میر سید قادری خلف الصدق سید ضیاء اللہ
 بلگرامی ہر دو بہ خدمت شیخ احمد المعروف بہ ملا جیون ایتنوی طاب ثراہ تحصیل علوم نمودند۔
 بعد از آن در حوزہ درس شیخ غلام تقی بند لکنوی قدس سرہ رسیدند و متمزکتیب گذرانیدند۔

۵۰ جمع کن ۸ ذکر قرار ۱۲ ۵ رک : رقم ۳۰ ذکر فضل ۱۲ ۳ رک ۲۵۰ ذکر فضل ۱۲ ۱۰

سید فرید الدین بہ خدمت شیخ فاطمہ فارغ خواند و سید قادری جزو انداخت۔ سید فرید الدین بعد از فارغ
 تحصیل علوم بہ خدمت شیخ جنید معروف بہ شیخی بیان بن شیخ عبدالواحد بن شیخ شبلی بن شیخ سری سقطی
 بن شیخ محمد بن شیخ نظام الدین ایتنوی[ؒ] قدس اللہ سرہم مرید گردید۔ وہ اتفاق سید قادری ارادہ
 حرمین شریفین زاوہما اللہ شرفاً و کرامتہ کرد۔ و بعد از نبل این سعادت عطف عنان نمود۔ وہ بند
 مبارک سورت سنگر انداختہ بہ افادہ علوم و طاعت حی قیوم بسر می برد و در عشرہ ثالثہ بعد از
 الف سفر گزین عقبی گردید۔ و در بہان شہر مد فون گشت کتب فراوان درسی از مختصرات و مطولات
 مصحح و محشی بہ خط او در بلگرام موجود است رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶۷) سید قادری بلگرامی قدس سرہ

سید قادری الاسم والطریقہ صاحب العرفان کاشف الحقیقہ است جامع فضائل
 صوری و معنوی بود و شان شریعت غرار انہایت اعتنائی کرد۔ در صغر سن نزد پدر بزرگوار
 خود سید ضیاء اللہ بلگرامی کہ ترجمہ اش در فصل ثانی می آید۔ کلام اللہ را حفظ کرد۔ و تجوید
 آمیخت و مبادی کتب تحصیل را گذرانید۔ و بعد از ان بہ اتفاق سید فرید الدین بلگرامی چنانچہ
 گذشت در خدمت ملا جیون ایتنوی[ؒ] تلمذ نمود۔ انا نجابہ حلقہ دوس شیخ غلام نقشبند لکھنوی
 پیوست و بقیہ نسخ درسی استفادہ کرد و مقید بہ رسم فاطمہ شدہ جزو انداخت۔ از گاہ قائد توفیق
 زمام او را بہ جانب حرمین محترمین شرفہا اللہ تعالیٰ کشید۔ سہ نوبت مناسک حج ادا کرد۔ وہ

۱۵ بن محمد حسین بن محمد الدین بن ابی الفضل بن تاج الدین العثماني الاميقوي از کبار مشایخ چشتیہ بود از نسل
 شیخ سری سقطی دابو الحسن ۵۲۰^ھ بود علوم مرویہ بکتاب بخد مت شیخ معسر و فنان بن
 عبدالواسع جو نپوری ۹۲۰^ھ نموده کہ مرید مولانا الہداد ۹۲۳^ھ شارح کافیه بود اخذ طریقت از
 شیخ نور بن حامد الحسینی کرد ملا عبدالقادر بدایونی رحلت وی در ۹۴۹^ھ نشہ مگر شیخ عبدالحق دہلوی
 ۹۸۱^ھ تحریر کرد و تذکرہ علمائے ہند ۲۴۰ - ۲۴۱ نز صحتہ الخواطر ج ۴ رقم ۵۶۲ اخبار الاخیار ۲۸ - ۲۸۵
 المنتخب بدایونی ۴۰۲ - ۴۰۴ تاریخ قصبہ امیثی از شیخ خادم حسین) و خلف وی شیخ محمد فیض و صلاح
 مشہور بود و رسالہ وفات یافت در صحتہ الخواطر ج ۵ رقم ۵۸ (۱۲) ۱۲ رک : رقم ۴۸ ذکر فضلاء
 ۱۲ رک : رقم ۶۶ ذکر فقراء ۱۵ - رک : رقم ۳۰ ذکر فضلاء ۱۲

تجوید از مولانا سلطان بن ناصر بن احمد خابوری قدس سره اخذ کرده و شاطیبه را نیز و مولانا مذکور
خوانده و سند علم تجوید و سند صحاح سته و سایر مفردات مولانا از کتب تفسیر و حدیث و فقه
و غیر ذلک حاصل کرده و اسانید اجازت هر کدام معنعن و اسامی کتب به ترتیب حروف تہجی در
اجازت نامہ او مسطور است و طریقہ رفاعیہ و شاذلیہ نیز از مولانا سلطان خابوری قدس سره
فرا گرفت۔ شجرہ ہر دو طریقہ در اجازت نامہ او مندرج است مولانا سلطان قدس سره
در عنوان اجازت نامہ بعد حمد و صلوة می گوید لما کان فی حدود سنہ خمسہ عشر و
مائة و الف قدم واد السلام بغداد الامام العالم والخبیر الہمام الکامل
الزاهد الورع العابد بقیة السلف عمدة الخلف نخبۃ ائمة الاقتداء
وعین نجوم الاہتداء والحسیب النسیب المتخلق بالاخلاق المرضیة
المقتضی اثار السنہ النبویة السید محمد قادری بن السید ضیاء اللہ
الحسینی الواسطی ثم الہندی البلگرامی الحنفی عاملہ اللہ بلطفہ الخفی
وقد جاوہر حرم الغوث الصمدانی والقطب الرئیانی السید عبد القادر
جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز وقرء علی ہذا العبد الکبیر الشاطیبه
تراءۃ بخت و اتقان و نظر و امعان ثم حركہ الشوق الی زیارۃ الاہل
والخلان وکان ینبغی لکل طالب علم ان یعتنی بمعرفة انساب ما یقرأ
ومعرفة ما یأخذ عنہ عن الاشیاء وقرروا فی ہذا الصناعتان الشخص
لا یطلق علیہ اسم المحدث الا اذا علم رتبة الحدیث و حال داویہ
وتحصل الحدیث عن من هو اعلی منه ومن هو دونہ ومن یساویہ ولولا
ذلک لما سأل العبد الفقیر سیدہ و مولانا العالم الخیر السید
محمد قادری حفظہ اللہ ان یجزیہ بما یجوز لہ و عنہ روایۃ عن

سید الخبوری المتوفی ۱۳۸ھ از افاضل بغداد بود و الخبوری عظیم است کہ بر لب نہر خابور و غربی غانہ
سکونت دارد و شرح از ویادگار اندر اہل القراءت البیع ر ۱۶ فی الخور اعلام زد کلی ۳: ۱۷۷
سید الشاطیبه

یونخرا حرامہ عن معاذ اذ یلملم الی جدۃ لان مسافتها الی مکة کمسافة یلملم
کما صرحوا به بخلاف الجائی فیہ من مصر لیس له ان یونخرا حرامہ عن معاذ
البحفۃ لان کل حال من البحر بعد الحفۃ اقرب الی مکة منها

سید قادری بہ تاریخ نیر و ہم شہر ربیع الاول شب شبنبہ ۱۱۴۵ھ خمس و اربعین و ائتہ و الف
در جوار رحمت اسود قبر شریف در حویلی شتگاہ را قم الحروف گوید

رحل القادری سیدنا صاحب الکشف و الکرامات

الہم الحق عام و حلته ان للمتی لجنات

و از ابناء و سید محمد مقتدی بن سید محمد بن سید قادری مسطور کتب عربی تحصیل کردہ و در حدیث
بن توفیق زیادت حرین ثمرین یافتہ و در ۶۲۲ھ اربع و ستین و ائتہ و الف بہ این سعادت فائز
گشتہ و در اماکن متبرکہ علم حدیث تحصیل نمودہ درین ایام در زبیدی من اقامت وارد و نوزنج عبد الخالق
زبیدی فن حدیث شدی کننا حق تعالی در عمر او بیفزاید و ترقیات دینی کرامت نماید۔

(۶۸) میر طفیل محمد بلگرامی قدس سرہ

مجمع البحرین معقول و منقول و مطلع النیرین فروع و اصول۔ در تجر و تفر و یکتا۔ دور خصائل
رضیہ و شمائل سنیہ بے ہمتا۔ والد آن جناب سید شکر اللہ طاب ثراہ ایشان را در صغیر سن مرید سید
سعادت بلگرامی ساخت۔ آن جناب بر ہمین اکتفا کردہ اند۔ و از ربیعان شعور طریقہ ترک و تجرد
و انقطاع از علائق دنیوی قاطبتہ اختیار نمودہ۔ اصل ایشان از سادات معتبر شہر اترولی من
اعمال آگرہ است و ہما نجا و تاریخ ہفتہ ذی الحجہ ۱۱۳۳ھ ثلاث و سبعین و الف از خلوت کدہ
عدم در انجن عین جلوہ فرمودند۔ در سن ہفت سالگی با علم بزرگوار خود سید احسن اللہ نور اللہ ضریحہ
از اترولی بہ دار الخلافہ شاہجہان آباد شریف برونند و سبق اول عربی بنما بہ خدمت سید حسن رسول نما
قدس سرہ خوانند۔ و تا شرح ملا جامی بر کافیہ ابن حاجب از خدمت علم بزرگوار استفادہ

۱۱۳۳ھ یعنی سید تفضی زبیدی صاحب تاج العروس درک تقصار لنواب ۱۱۳۳ھ بن الزین بن محمد باقی المرجمی و نسبت
الی قریہ من قری الوادی بزبیدی انتالیفات او کتابہ صحاف البشر فی انوار الاربعۃ العشر ۱۲

نمودند و در پانزده سالگی در حدود سنه ۱۰۸۸ ثمان و ثمانین و الف به اراده کسب علم از اترولی به بلگرام
 تشریف آوردند و مختصرات اوائل به خدمت میر سید مرئی بلگرامی و پیر خود سید سعد الله قدس الله تعالی
 گذرانیدند و متوسطات از خدمت قاضی عظیم الله کچندوی و بعضی فضلاء کبر آباد برگرفتند و
 منتہیات را در حوزه درس مولوی سید قطب الدین قس آبادی بختتم رسانیدند و در طلب علم به جویت
 طبع و قوت مطالعه و مباحثه اشتہار داشتند و اکثر آن بود که ہر کتابی کہ خود می خواندند بہ تلامذہ
 خود درس می گفتند قوت طبع اقدس ازین جا فہم توان کرد۔ می فرمودند۔ در عینی کہ من و علامہ
 مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی بہ کبر آباد رفتیم و در مجلس نواب فضائل خان اول مرتبہ وارد شدیم۔
 نواب با جماعہ فضلائے شستہ بود۔ اتفاقاً در اثنائے ذکر علمی از زبان نواب برآمد کہ در آیت کریمہ
 "وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَ فَذِيئَةُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ" طعام مسکین "بعضی مفسران لا تقدیر کردہ اند بہ خاطر
 من توجیہی گذشتہ کہ بے تقدیر لا معنی سلبی پیدا می شود یعنی لطیق از باب افعال است ہمزہ
 افعال برائے سلب ہم آمدہ پس لطیقونہ یعنی لا یطیقونہ است حاضران لب بہ تحسین واکرودند
 من گفتم اگر امر شود بندہ حرفی التماس کنم۔ نواب اجازت داد۔ گفتم این توجیہ بہ غایت مستقیم است۔
 بہ شرطی کہ معنی سلبی در اطاقت مسموع باشد چہ ہمزہ سلب در باب افعال سماعی است توجیہی۔
 تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی و کشاف و بیضاوی و دیگر تفاسیر و از کتب لغت صحیح جوہری
 و قاموس وغیرہا ملاحظہ کردند۔ هیچ جامع معنی سلبی درین مادہ بر نیامد۔ نواب داد انصاف داد و
 گفت اعتراض شما بجا است و بہ این تقریب گرم جوشی نمود۔ و مراد علامہ مرحوم را در رفاقت
 خود گرفت می فرمودند این حرف اوائل تحصیل است بعد ازانی کہ بر تفاسیر دیگر عبور دست داد

۱۔ محمد بن عمر العوف بہ فخر الدین رازی (۵۴۴ - ۶۰۶) صاحب تالیفات مشہورہ و اسم تفسیری مفید است
 است المعروف بہ تفسیر کبیر درک طبقات الشافعیہ ۵ - ۳۳۔ الجہاد یہ والنہایہ ۱۳ - ۵۵ لسان المیزان ۴:
 ۲۶۶ ر الوفیات ۱: ۴۶) ۵۵ الکشاف عن حقائق التنزیل تالیف متعدد کتب از ویادگار اند: اساس البلاغۃ
 ر لغت (المفصل والاریب) والفاق "رغیب الحدیث" و اعجاب العجب "فی شرح لایئ العرب وغیرہ مولف درین تفسیر
 مذہب اعتزال را مؤید ساحتہ بر صوفیہ تکبیر خرید کرد و رک: و فیات الاعیان ۲: ۸۱ ارشاد الغریب: ۴: ۴۴ لسان
 المیزان ۶: ۴۴ نزہۃ الاولیاء ۹: ۴۶ الجواہر المصیئہ ۲: ۱۶۰ آداب اللغۃ ۳: ۴۶ مفتاح السعادۃ ۱: ۴۳۱
 معجم المطبوعات و المتاج ۳: ۲۴۲

معلوم شد کہ خمس الاثمہ برین است کہ ہنر و طاقت ہنر سلب است و بعضے علما توجیہ اور مستحسن
 داشتہ اند و بعضے دیگر اعتراضات متوجہ ساختہ اند آن جناب بعد از تکمیل تحصیل در بلگرام طرح
 اقامت ریختند۔ در اوائل بہ خانہ سید محمد فیض زمیندار کہ از اعیان سادات بلگرام است اقامت
 داشتند۔ بعد از آن قریب سی سال تاہم واپسین در محلہ میدان پورہ در دیوان خانہ علامہ مرحوم
 میر عبد الجلیل نور اللہ مرقدہ سکونت وزیدند۔ و درین مدت احیانا بہ جانب گجرات شاہ دولاکشیر
 و اکنہ دیگر بہ طریق سیر برخواستند و در ہر نوبت بہ فرصت قلیل معاودت فرمودند۔ و بسیار بہ وضع
 لطافت و نزاکت و تمکین و وقار زندگانی می کردند۔ و زبانی لطیف و بیانی شیرین داشتند۔ و در
 متانت عقل و زراعت رائے و ظرافت طبع مستثنی می زیستند۔ ہر کس بہ حضور محفل باقدس نائز می شد۔
 از کسب آداب صحبت خطی اندوختہ شدہ تر و فریفتہ ترمی گشت قریب ہفتاد سال برینستدیس
 یہ احیاء علوم پرداختند۔ و عالم عالم طلبہ را از حنیض شاگردی بہ اورج استاد می رسانیدند۔ اکابر
 و اصناف شہر ہمہ عاشقہ عقیدت بردوش و حلقہ ارادت در گوش داشتند۔ و درین کتاب آن جناب
 را بہ استاذ و المحققین یاد کرده ایم۔ در ماہ صفر ۱۲۵۶ ھستہ و خمین و ماتہ و الف در نجستہ بنیاد
 اورنگ آباد فقیر راتپ عارض شد۔ و امتداد کشید۔ و شب بر بستر ناتوانی خوابیدہ بودم۔ آن جناب
 در عالم رویا در خانہ ہشتم تشریف می آرند و می فرمایند فلانی بسیار تصدیق کشیدی۔ و در انشاء اللہ
 تعالیٰ تپ مفارقت می کند خاطر جمع دار آخر شب از خواب بیدار شدم۔ و ازین بشیرہ راحت
 افزا عافیتی در مزاج احساس کردم و در ہمان وقت بلہم غیب این رباعی در خاطر م انداختہ
 کس را خبرے نیست چه آید فردا نیزنگی قدرت چه نماید فردا
 نومید مشور مشرورہ عالم غیب شب حاملہ است تاچہ زائد فردا

می فرمودند شکست نفس معراج انسان است۔ و می فرمودند حرف خاصی از عامی شنیدہ
 ام کہ بیچ وقت از خاطر نمی رود۔ روزے در دار الخلافہ شاہ بہمان آباد از کوچہ می گذاشتہم جمع
 کثیر از کناسان بہ تقریب طومی کناسی در مکانی مجتمع بودند۔ و باد فروشی تنان خوانی این قوم
 می کرد۔ یک کلمہ او در دل من موثر افتاد۔ حاصل کلامش این کہ شما بہترین مردم اید در
 آخرت زیرا کہ در میزان قیامت صحیح عمل ثقیل تر از شکست نفس نیست و این وصف

در شمار بہ مرتبہ اتم یافت می شود۔

می فرمودند شخصی عالم بلگرام بود فی الجملہ مناسبتی بہ علم داشت و وزیے یامن سوال کرد کہ معنی "فرض کفایہ" بہ فہم من نمی رسد کہ اگر یکے فعل را بجا آورد ہمہ بر می الذمہ می شوند والا ہمہ اتم گفتیم این خود ظاہر است۔ مثلاً شما بر سر قریہ می روید۔ اگر یکے از اہل قریہ آمدہ اظہار اطاعت کرد ہمہ مامون می شوند۔ والا ہمہ ماخوذ۔

می فرمودند۔ طالب علمی نزد من ہدایہ فقہی خواند گاہ گاہے برسبیل ہدیہ جنس قماش یا شیرینی برائے من می آورد۔ زرگران شہر آمدہ ظاہری کردند کہ فلانے شاگرد شما کیمیا ساز است اکثر اوقات نقرہ نرومامی آورد می فروشد۔ من این حرف را گاہے بروئے طالب علم نیاورم تا آنکہ روزی طالب علم نزد من آمد و رخصت خواست و خود بہ خود لب بہ اظہار کثرت من کہ کیمیا سازم استاد من در کوہ سواک می باشد۔ عمل قسری مرا تعلیم کردہ است و فرمود بعد ہفت سال دیگر عمل شمسی ہم تعلیم می کنم موعدا الحال رسید می خواہم کہ در کوہ سواک پیش استاد بروم و عمل شمسی یاد گیرم۔ گفتم از عمل نقرہ می توان عالم عالم نقرہ حاصل کرد یا این قدر راہ دور و دراز پُر شواری رفتن و خود را در تعب انداختن چرا؟ گوش نہ کرد و عزم مصمم ساخت۔ و مرا مقید شد کہ حق استاد ہی شما خیلے ثابت شدہ۔ خدمت من ہمین کہ این عمل را یاد می دہم۔ ہر چند مراتب مبالغہ طے کرد آستین افشاندم۔ آخر گفت یک مرتبہ این عمل در نظر شما می کنم تا گمان راہ نیابد کہ حرف من مجرد دعوی است آتش آورد و بوتہ وار زیر از جیب بر آوردہ از زیر راگداخت۔ و خاکستری از کاغذ پارہ پیچیدہ بر آوردہ اند کہ در از زیر ریخت۔ فی الفور قرص نقرہ بر بست۔ بعد از آن طالب علم رخصت شدہ رفت و باز نیامد۔

آن جناب بتاریخ ہجرت چہارم ذی الحجۃ ۱۱۵۱ھ احدی و خمین و ماتہ والفت ابن جن بعثانیہ برافروختند۔ و مطابق وصیت در باغ محمود متصل مرقد علامہ مرحوم میر عبد الجلیل نور اللہ مضجعہ جانب مشرق مدفون گردیدند۔ مولف اوراق گوید ۵

افسوس کہ آفتاب معنی از حلقہ آسمان برون رفت

تاریخ وصال او خرد گفت علامہ از جہان برون رفت

ایشان بقیۃ السلف علماء اعلام بلگرام اند و برکات والایہ تمامی شہر سیما اہل بیت علامہ
 مرحوم شامل گشتہ و چنانچہ ابوالطفیل صحابی رضی اللہ عنہ آخر جمیع صحابہ روسے زمین اند کہ در
 سنہ ۱۰۲۰ شین و ماہ و ربیعہ معظمہ ازین عالم رو بہ عالم قدس آوردند آن جناب آخر علمائے سلف
 بلگرام اند کہ از دارفانی بہ ریاض جاو وانی انتقال نموده اند۔ راقم الحروف و میر محمد یوسف کہ ذکرش
 در فصل ثانی می آید تربیت کردہ جناب فیض انتسابیم۔ میر محمد یوسف ایشان را تجہیز و تکفین
 کرد و بہ منزل رسانید۔ و بندہ در بہمان ذی الحجہ ماہ وصال مبارک فریضہ حج ادا نمود و در جمیع
 اماکن فیض موطن بہ ادعیہ زاکیہ رطب اللسان گشت۔ و یک عمر مستقل بنام نامی بجا آورد
 و بعد استماع خبر رحلت قصیدہ عربی قدم رشیدہ الملائمہ و درین جریدہ قصیدہ قلمی می شود بہ اقتدار
 شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ در اخبار الاخبار روز قصیدہ اثبات نمودیکے والیہ از مولانا احمد
 تھانیسیری کہ مطلعش این است ۵

اطار بی حسین الطائر الفرو و ہاج لوعۃ قلبی التایہ اللمد

دوم لامیہ از قاضی عبدالمقصد دہلوی مطلعش این است ۵

یا سابق الطعن فی الاسحار والاصل سلم علمی دار سلمی فابک ثم سل

اماناسخان چہ تحریف ہا کہ درین قصائد نہ کردہ اند۔ راقم الحروف چندین نسخہ اخبار الاخبار

بہ تصحیح رساند اگر درین صحیفہ ہم زبان قلم ناسخان فلفظ کند و استاد می را عبور افتد چشمہ دارم کہ بہ

تصحیح افکار تنبیہ من خاک شدہ را از خاک بر وارد قصیدہ این است ۵

یا للاحبۃ سار وانی التبا مشیر فاسود یومی کأخداق الیعافیر

نحن الجسوم ہم الارواح فارتحلوا وخلقونا کامثال التصاویر

لقد اجینا بانواع الدموع متی غنی الحداۃ باقسام المزامیر

کم من قلوب ذواق اشعر عیہم یا حادی العیس دفقا بالقواریر

عجبت منہم رضوا بالیین واعتذروا ایکن القلب عن تلك المعاذیر

ما جن لیل و ما را عیت انجمہ الا وقد لسعتنی كالزنا بیر

رقم ۴۶ ذکر فضلہ ۱۲ سنہ التوفی ۱۹۹۹ھ رجوع کن رقم ۴۷ ذکر فضلہ ۱۱

تشق قلبی کا سنان المناشیر
 کما مہ فی فوادى كالمسامير
 فیا حامة عن روض الحمى طيرى
 فلا يقاس على نقش الدنانير
 والطيب يزود من سحق العقاقير
 وتسكب الماء عيني كالنواعير
 اغدى اولاء بها لا بالقناطير
 محالب في شرائين العصافير
 راح الطبيب المداوى بالتدابير
 من ال احمد اقمه ال دياجير
 وقوتى عصدي خير المناصير
 ومن هو مقبول الجماهير
 واس المعاريف اكليل المشاهير
 واستوفر الحظ من فن التجارير
 كالروض يشكر احسان النواطير
 تاثيره فوق تاثير الاكاسير
 في حسن نطق وفي حسن التعابير
 بها فزين اجياد المناشير
 الا وضحك اوراق الدساتير
 والقلب منشرح مثل الازاهير
 وكنت لمرادض فيها بالتقاصير
 عقلاً ونقلاً الى فن التفاسير
 دوى الغليل بسلسال التقادير

هي المجرة فانظر في كواكبها
 وما لروض الحمى من بعد ما دخل
 تساقط النور والاعصاب قد بيست
 قلبى اذ بيت وفيه الحب مرتسم
 لان نخلت فقد زادت مودتهم
 احوم حول فوادى وهو مسكنهم
 كرم من عقايق ومع ان لقيتهم
 ان الهموم التي حلت بانفسنا
 من لى بابراء امراض زمنت بها
 السيد القدوة المختار ضضة
 عونى ملاذى معاذى سيد سندی
 من اسم الاشراف الاعلى طفيل محمد
 صدور الامثال في مجد وفي شرف
 العلم عقلاً ونقلاً قد احاط به
 مداوس العلم احيى فهي تشكره
 كم صير التراب تبرا من له نظر
 لله در امام كان منفردا
 كرم من جواهر لفظ جاد مقوله
 تقاطر مع عن براعته
 لمرانس عهد الحمى والنور مبتسم
 وكنت ملتزما اعتاب خدمته
 وقد كسبت علوم ما من افادته
 سقاها صوب الغيوم الهاطلات كما

ثم النجوم اصابتنى يا عينتها
والدهر ممد يد العدا ان حيث طوي
فصاد مولاى روح الكون مرتحلا
اذا تذكرت ايامى به هملت
ضاقت على الطبايق السبع واضطربت
لا يرتجى الصبر منه فى مصيبة
ودب معتم بالصبر صبره
لا يحمل الصخر نار تلك فى كبدى
حما مة بالحمة ناحت مورخه
اقرب الله فى روض النعيم على
ومر عن كبدى سهم التقادير
بساط عافيتى طى الطوامير
وزلزل الحزن اركان الدهارير
عيناى كالسحب البيض المقاطير
بما رح من عذاب كالتنانير
اذ خزنه جلا عن حصر المقادير
غضب المصيبة مقطوع النواشير
فكيف يحملها سلك الاساطير
قد راح نجم اليها بدد التحارير
اريدة بين ربات التقاصير

معنى بعضى لغات قصيده

فى القاموس التباشير اوائل الصبح - وفى المنتخب يعفور بالفتح آهويه يعافيز جمع فى القاموس
مزامير واودا كان تعينى به من الزبور وضروب الدعا جمع مزمار ومزموونى الحديث رفقا بالقوارير
كان النبى صلى الله عليه وسلم فى بعض الاسفار وابخشته يجد وهو كان حاديا حسن الصوت فنهاه
عن الحمى وقال يا ابخشته رفقا بالقوارير شبه النصار بالقوارير بسرعة الانكسار فيها وانما هى
لسلاتر عجم الابل فانها تسرع باسراع الحمى اولسلايق فى قلبهن فان الغناور قبينة الزنارنى
القاموس. جنه الليل وعليه ستره فى القاموس راعى النجوم راقبها فى المنتخب مجره بكسر ميم وفتح جيم
ورار مشدوده مفتوحة كهكشان فى القاموس الكم ومار النور جمع الكمام فى تاج المصادور نحو كذا خة
شدن من باب فتح - عقا قير اذويه خوشبو سكب ريختن تاغوره وولاب نواعير جمع - عقائق جمع
عقيق قنطار يك پوست كافر زرقنا طير جمع - فى القاموس الشريان واحدا الشرايين العروق النابضة
فى القاموس الوجع حركة الرض جمع اوجاع ووجاع كجبال - فى المنتخب ضنضى بكسر ياء ووضاد معجمة يسكون
بمزما اول اصل - اقمار جمع قمر - دياجير جمع ويجور - مناصير جمع منصار اكليل تاج فى القاموس الناطور

حافظ الکریم والنخل جمع نواطیر۔ تبر بالکسر زر غیر مسبوک مقول بالکسر زبان۔ مناشیر جمع منشور پیرامہ
بالفتح قلم۔ دستور بالضم نسخہ جامع کل حساب کہ نسخہ ہائے دیگر از ان بردارند۔ نور بالفتح شکوفہ۔
انداہیز جمع از باروان جمع زہر یعنی شکوفہ صوب بالفتح ریختن۔ رومی مشتق از ترویہ بمعنی بیسرب
کردن۔ فلیل تشنگی سلسال بالکسر آب شیرین روان۔ فی القاموس الدلاری اول الدہر
فی الزمن۔ الماضی بلاواحد فی القاموس ہملت عینہ فاضت فی القاموس سحاب مقطاؤ کثیر
القطر جمع مفاطیر فی تاج المصاوار اضطرار زبانہ زون آتش۔ بارح شعلہ بے دود۔ تنانیر
جمع تنور۔ معتصم چنگل زندہ۔ غضب بالفتح شمشیر۔ فی القاموس النواشیر عصب الذراع من
داخل وخارج فی القاموس۔ التقصار بالکسر القلاوہ جمع تقاصیر ربات التقاصیر یعنی حوران۔

۱۶۹) شیخ فخر الدین احمد مانکپوری بلگرامی

پسر ملک بہار الدین المعروف بہ ملک پہلی ست کہ ذکرش در فصل فضلامی آید الشارح
تعالیٰ ملک بہار الدین از بلگرام بہ جانب مانکپور بہ تقریبی رفتہ بود۔ شیخ فخر الدین احمد در آنجا
متولد گردید لہذا بہ مانکپوری اشتهار یافت۔ مختصرات کتب درسی بہ خدمت پدر خود
تحصیل کرد بعد از ان حسب الارشاد۔ پدر بہ خدمت استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی
تلمذ نمود و سائر کتب گذرانند و در قضاہت ید طولی بہم رسانند۔ دست بیعت بہ میر سید
قادری بلگرامی قدس سرہ داد و توشہ یاد آہی بر کمر بستہ مراحل زندگانی بہ حضور طے کرد و
در نیف واربعین و ماثہ والف بسر منزل عقبی واصل گردید۔

۱۷۰) میر سید اسماعیل بلگرامی قدس سرہ

از سادات حسینی واسطی بلگرام عشیرہ پنج بہیہ ساکن محلہ میدانیپورہ است نسبش برین پنج
سید اسماعیل بن سید ابراہیم بن سید شاہ میر بن سید نعمت اللہ بر اورا عیانی سید تاج الدین

۱۷۰) میر سید اسماعیل بلگرامی قدس سرہ
۱۷۱) میر سید اسماعیل بلگرامی قدس سرہ
۱۷۲) میر سید اسماعیل بلگرامی قدس سرہ
۱۷۳) میر سید اسماعیل بلگرامی قدس سرہ
۱۷۴) میر سید اسماعیل بلگرامی قدس سرہ
۱۷۵) میر سید اسماعیل بلگرامی قدس سرہ
۱۷۶) میر سید اسماعیل بلگرامی قدس سرہ
۱۷۷) میر سید اسماعیل بلگرامی قدس سرہ
۱۷۸) میر سید اسماعیل بلگرامی قدس سرہ
۱۷۹) میر سید اسماعیل بلگرامی قدس سرہ
۱۸۰) میر سید اسماعیل بلگرامی قدس سرہ

حجر نشین قدس سرہ بن سید طیب باقی نسب سابق مذکور شد۔

سید اسماعیل مقتدائے انام و مرجع خاص و عام بود۔ در مبدع حال بہ اکتساب فضائل رسمی پروا نداشت۔ و کتب درسی مرتب عبور نمود۔ بر خے بہ خدمت استاد المحققین میر طفیل محمد قدس سرہ و برخی جائے و دیگر بعد از ان ثورثی خدا طلبی در سر افتاد۔ وہ ملازمت شیخ عبد الرزاق ساکن بالنسہ قدس سرہ رسیدہ مورد عنایات گردید و شرف بیعت حاصل کرد و قریب دو وزدہ سال در ظل تربیت حضرت شیخ ریاضات شاکہ کشید۔ فیض ہا در یوزہ کرد بہ منتہائے معارج فقر بر آمد۔ و بعد از انتقال شیخ بر سجادہ خلافت مقدم نشست۔ سائر خلفا و مریدان حضرت شیخ اورا مقتدای شناختند۔ و شرائط ادب و اعتقاد بجای آوردند۔ و علامتہ العصر مولوی نظام الدین خلف الصدق مولانا قطب الدین شہید سہالوتی نور اللہ فریجا کہ در فصل فضلا مذکور می گردد۔ بعد وفات شیخ بہ خدمت میر جمیع آورد۔ و از باطن انوار پر توہا اقتباس کرد۔ میر در مسولی من توابع لکھنواقامت داشت۔ و اکثر بہ بلگرام تشریف می آورد و ہمیشہ بہ ہدایت و ارشاد طالبان اشتغال داشت۔ و خلقی کثیر بہ تمسک ارادش دست بہ دامن مدعا زد۔ میر بہ تاریخ چہارم ذی الحجہ ۱۱۶۲ھ رابع و تین و ماتہ و الف بہ رفیق اعلیٰ پیوست۔ و در مسولی آرام گرفت۔ خاک پاکش زیارت کدہ خاص و عام است را تم الحروف گوید ۵

آفتاب سحر آگاہی پیر روشن دل صاحب تکمیل

گفت تاریخ وصالش ہاتف زیب خلد آمدہ میر اسماعیل

درین محل دو کلمہ احوال شاہ عبد الرزاق بالنسوی قدس سرہ تیمنا در قلم می آید۔

راے شاہ عبد الرزاق

ساکن بالنسہ من توابع لکھنواصلش از قصبہ محمود آباد است کہ در جوار بالنسہ واقع شدہ پدرش باو ختر بعضے از شیوخ قدوائی ساکن بالنسہ کہ خدا شدہ شاہ عبد الرزاق از بطن آن عقیقہ متولد گردید و بہ ملاقات مادہ و بالنسہ آمدہ توطن گرفت۔ ابتدائے حال بہ نوکر پیشگی

۱۵ رک رقم ۳۳۳ و برائے قطب الدین شہید رقم ۲۵ ذکر فضلہ ۱۵ ای عبد الرحیم الحینی البانسوی ۱۵ ۴

کسب معاش می کرد۔ آخر ترک دادہ عمرے و سیاحت گذرانید۔ دور سواد گجرات احمد آباد شرف خدمت شاہ عبدالصمد خدماقدس سرہ دریافت در حلقہ ارادت در گوش کشید و بہ مقصد اعلیٰ فائز شد۔ وہ وطن مالوف برگشت۔ دوام لباس بہ طور اہل دنیا می پوشید و بہ شغل زراعت کسب قوت حلال می کرد۔ چون بر ہائی ساطع داشتند و وضع و شریف متقاوشند و علما و فضلا غاشیہ ارادت بردوش کشیدند۔ و با آنکہ اُمی محض بود آیات قرآنی را از بر خواندہ نوعی تفسیر می کرد و حقائق و معارف بیان می فرمود کہ دانشمندان را حیرت دست می داد۔ و فائز پنجم ماہ شوال ۱۳۶۱ است و ثلاثین و مائتہ و الف واقع شد مدفن قببہ بالسریزار و بترک بہ

(۷۲) راقم الحروف فقیر آزاد

الحیثی نسباً و الواسطی اصلاً و البگرامی جواری و منشأ و حنفی مذہباً و الپشتی طریقت و تاریخ بست و پنجم ماہ صفر ۱۱۶۱ است عشر و مائتہ و الف لباس مستی پوشید۔ و از ربیعان اگلاہی سررشتہ تحصیل علم بدست آورد۔ و کتب درسی از بدایت تا نہایت در حلقہ درس استاد المحققین میر طیفیل محمد بلگرامی طاب ثراہ مرتب گذرانید و لغت و حدیث و سیر نبوی و فقہ اہل بیت از خدمت قدسی منزلت جدی و استاذی حضرت علامی میر عبدالجلیل بلگرامی طاب مضجع اخذ نمود و عروض و قافیہ و بعضی فنون ادب از خدمت والا درجات میر سید محمد خلف الصدق علامہ مرحوم مرقوم تلمذ کرد و در ۱۳۶۱ سبع و ثلاثین و مائتہ و الف شرف بیعت جناب مستطاب سید العارفین میر سید لطف اللہ المعروف بہ شاہ لدھا بلگرامی قدس سرہ آندوخت۔ و در ۱۱۵۵ ہجری خمیسین و مائتہ و الف مطابق کلمہ سفر خیر از بلگرام بہ ارادہ حریم شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و کرامتہ برآمد۔ و در ۱۱۵۵ ہجری خمیسین و مائتہ و الف مطابق کلمہ عمل اعظم این سعادت عظمیٰ حاصل کرد۔ و در مدینہ منورہ علی منورہ الصلوٰۃ و التحیۃ بخدمت شیخنا و مولانا الشیخ محمد حیات السندی المدنی الحنفی

۱۵ ای محض نبود بلکہ بعض رسائل فارسیہ تا یوسف زلیخا خواندہ بود رک نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۲۶۹ ۱۵ شیخ نظام الدین سہاوی و عنواد محمد رضا و احمد عبدالخالق و کمال الدین بن محمد دولت فتحپوری و غیر ہم از و طریقت اخذ کردند برائے شیخ عبدالزراق رک: مناقب زراقیہ و نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۲۶۹ ۱۵ رک: رقم ۳۷ ذکر فقرات ۱۷

قدس سرہ صحیح بخاری قرأت نمود۔ و اجازت صحاح ستہ و سایر مفردات مولانا فرا گرفت۔ و در مکہ معظمہ
صحبت شیخ عبدالوہاب الطنطاوی المصری در یافت و برخی از فوائد عظیمی کسب نمود شیخ عبدالوہاب
نور اللہ مرقدہ سرآمد علماء عصر و نزیل مکہ معظمہ بود و ہمیشہ بہ نشر و ارایع علوم می پرداخت۔ در سال ۱۵۱۰
بیع و خمیسین و ماتہ و الف بہ جنتہ المادوی خرامید و در جنت المعلی آرامش گزید۔ شیخ عبدالوہاب علیہ
الرحمتہ اشعار عربی فقیر البیارتحسین کرد و ہر گاہ آزاد تخلص بندہ شنید و معنی آن را فہمید نفس فرمود
یا بیدمی انت من عقاب اللہ و ازین نفس مبارک حضرت شیخ قدس سرہ کہ در حق این سراپا گرفتہ ناصر
زده امیدواری ہارم۔ الحاصل فقیر و مکہ معظمہ بہ خانہ شیخ عبداللطیف قدس سرہ اقامت گزید
و در سال ۱۵۲۰ اتحسین و خمیسین و ماتہ و الف مطابق کلمہ سفر بخیر جانب ہند عطف عنان نمود تفصیل
سفر حریم شرفہا اللہ تعالیٰ در آخر این مجلدی طرازو۔ و ذکر اماکن قدسیہ خیر الخاتمہ کلام می سازو۔
انشاء اللہ تعالیٰ۔ و در حین معاودت پنج ماہ اقامت بندہ صورت صورت بست۔ از آنجا سرے
بہ دیار دکن کشید و بست و مفتوم ذمی القعدہ سالہ ۱۵۲۰ اتحسین و خمیسین و ماتہ و الف و از حجتہ بنیاد
اورنگ آباد گردید و تکیہ بابا شاہ مسافر نقشبندی قدس سرہ گوشہ انوار گرفت۔ و از
برکات روح مقدس طرفی بر بست بعد چندی سلسلہ جنبان ازل تعالیٰ شانہ سکون را با حرکت
بدل ساخت اکثر بلاد دکن مشرق قدم سیاحت شد۔ و عجایبہ صنع الہی کحل الجواہر بصیرت در
چشم کشید اللہ الحمد و المنہ انان روزے کہ ناصیہ اخلاص باستان بیت اللہ آشنا شدہ میگاہی از
رسوم اینائے روزگار بہم رسید۔ و معنی تخلص آزاد بہ قدر استعداد و جلوه افروز گردید فقیر را بانو اب
نظام الدولہ ناصر جنگ شہید خلف نواب آصف جاہ ربط عجیبی اتفاق افتاد و موافقتی کہ بالاتر

سالہ بن احمد بن برکات الاحمدی الطنطاوی المصری الشافعی والمتوفی سالہ ۱۵۱۰ از تصانیف وی بذل العسجدن حسنی
من امر احمد۔ عقاب از برجدن حروف محمد دہیدہ العارین جراس ۳۴۳ کالم ۱۲۰۰ رک : رقم ۴۰ ذکر فضلہ ۳۰ رک :
رقم ۴۰ ذکر فقرہ ۳۰ پس و امی نواب نظام الملک است بعد و نوات پدر و سالہ ۱۵۱۰ در دکن بہ مسند ریاست نشست و در
سالہ ۱۵۲۰ نواب مظفر جنگ ہمیشہ زادہ نواب مزبور یعنی کرد نواب بہ ہجو پوری اودا و لشکر نصاری را شکست ناخوش و اودا آخر کار
انافذ و فرسیا با متراج مظفر بتاریخ ۱۵۳۲ نواب نظام الملک آصف جاہ و خلف نواب غازی الیس خان یروز جنگ ابن علی
بود و فتاح التواریخ ۱۵۳۲ نواب نظام الملک آصف جاہ و خلف نواب غازی الیس خان یروز جنگ ابن علی
بلج خان است موصوف و در لیجان شباب مطرح از نظر عالمگیر بود و منصب چار ہزاری و دیگر خطا بہا سر فرازی

از ان متصور نہ باشد دست بہم داد۔

چون نواب نظام الدولہ بعد رحلت پدر بر مسند ایالت دکن نشست بعض یاران ولایت
کردند کہ حالاً ہر رتبہ کہ خواہید میسر است اختیار باید کرد۔ و وقت را غنیمت باید شمرو گفتم آزاد شد
ام بندہ مخلوق نمی توانم شدہ دنیا بہ نہر طالوت می نماید غرض از ان حلال است زیادہ حرام و این شعر
فرو خواندہ شدہ

دین دیار کہ شاہی بہر گذار بخشند غنیمت است کہ مارا ہمین بما بخشند
کلاہ تزکیہ نفس شکستن عہد ہم رنگی با آئینہ جوہر نما بستن است اما نعمت الہی را حقی است
بر زبان کہ بے تحدت ادا نہ تواند شدہ اینر و سبحانہ سر و آزاد ہمت را شو و نمائے استقامت کرامت
نماید۔ و گل سر سبد توفیق را آب زنگ ثبات مرحمت فرماید انہ علی بالشار قدیر و بالا جا بترہ جدیر انکوں
من تقریب جو بند کر بعض اکابر کہ دین سطورا سمار ایشان بر زبان قلم گذشت می پردازم۔ و ادم خامہ
نوش رفتار را جلوریز می سازم۔

(۷۳) شیخ محمد حیات السندی المدنی قدس سرہ

از علماء ربانیین و عظامہ محدثین است۔ روئے از اصل و نسب شیخ استفسار کردم بہ خط
شریف بر قطعہ کاغذی نوشتہ داد۔ والد الفقیر محمد حیات السندی المدنی اسمہ ملاقلاریہ من قبیلہ
چاچرا ساکن فی اطراف عادل پور و السید موسی القادری ساکن فی کوتہ یعرفہ "انتہی چاچریہ جمین
بقیہ حاشیہ ۱۳۳۱ حاصل نمودہ در عہدہ جهان دار شاہ بخطاب نظام الملک ملقب گردید آخر الامر چون در ۱۳۳۱
نظام الملک حسب الطلب محمد شاہ بادشاہ از دکن بہ شاہجہان آباد آمدہ مجلس و وزارت و خطاب اصفت
بہاورد سر بلندی یافت میر عبد الجلیل را در وصف تاریخ رسیدن او سپاہ وزارت قصیدہ است بزبان نانک
و عربی و ترکی و ہندی مشتمل بر چہل و چہار بیت۔ میر غلام علی تاریخ و فائش یافت و در مجموعہ بہشتیہ ۱۳۱۱

فتاویٰ و غلامی نیز قلمی ساختم کہ اگر واضح اسم غلام را بہ معنی عبد ارادہ کردہ باشد و دیگرے معنی فرزند ارادہ کردہ تلفظ نماید اور امی رسد کہ کل امرء مانوی شیخ قدس سرہ بعد و معمول خط وادب است و او بعد ازین اسم فقیر غلام علی تحریر فرمود و چہ خوب واقع شد آنچه ابن نجار و تاریخ بغداد و دیگر احمد غزالی آورده کہ نوبتے قاری در مجلس او این آیه خواند قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم الآیہ فقال فرہم میاں الاضافۃ الی نفسہ بقولہ یا عبادمی ثم اشد ۵

وہان علی اللوم فی جنب حیثیہا و قول الاعادی انہ لتخلیم اصم اذا نودیت باسمی واننہ اذا قبل لی یا عبدہا السميع شیخ محمد حیات قدس سرہ و تاریخ بست و ششم صفر روز چہار خنبدہ ۶۳۳ الہ ثلاث وستین و مائتہ و الف و ولعت حیات سپر و و در بقعہ مبارک بقیج مدفون گردیدہ رحلتہ شیخی "تاریخ یافتہ ام تاریخ رحلت بست پنج عدد و محسوب است زیرا کہ معتبر و قاعدہ حمل صورت کتابت باشد تلفظ شلی در عقد الجواہر گوید و قتیکہ لفظ در رسم الحظ مختلف واقع شد مثل حصی و یحی کہ در نطق الف است و در رسم یا و مثل حمزہ و طلحہ کہ در نطق تا است و در رسم ہا بعضی گویند معتبر مکتوب است

۱۵ رک : رسم ج ۲ ص ۲۳۸ قال النووی المراد النہی التام فی ہذہ الالفاظ لا النہی حقیقۃ و قالہ الحافظ فی الفتح ۱۵ ابن نجار محمد بن محمود بن الحسن بن مینہ اللہ ابو عبد اللہ محمد بن الدین ابن نجار (۵۴۸ - ۶۴۳) مورخ حافظ بود ولادت و وفات وی و بغداد است و استمر رحلتہ ۲۴ ستمون کتبہ الکمال فی معرفۃ الرجال و تراجم و ذیل تاریخ بغداد ابن الخطیب راجع العاشر و ہو یقع فی ستہ عشر مجلداً الدر الثمینہ فی اخبار المدینہ "و غیر ذلک من اللتب البقیدہ رک ، ذوات الوفیات ۲ : ۲۶۴ طبقات الشافعیہ ۱۵ : ۱۱۵ آداب اللغۃ ۳ : ۶۹ مفتوح السعادۃ (۲۱۰) : ۲۳ شلی (۱۰۳۰ - ۱۰۹۳) (۱۶۲۱ - ۱۶۸۷) محمد بن ابی بکر بن احمد الحیمنی الشلی الحضرمی ، با علوی جمال الدین از علمائے تاریخ و ریاضی است ولادت وی و ترمیم و حضرت موت است و نشأت در ہمس ، جانب ہند و پاک و حجاز برائے تحصیل سفر کرد و آخر الامر در کہ سکونت پذیر شد و درین بقعہ مبارکہ ازین دار فانی رحلت نمود چند تالیفات از وی یادگار اند : "مجملہ آہنا" "السنا الباہرہ" بتکمیل "النور السافر فی اخبار القرن العاشر" (خ) "المشروع الروی فی مناقب آل ابی علوی" (ط) و در و جز و "عقد الجواہر و اللار فی اخبار القرآن المحادی عشرخ" و کتاب تاریخ ولایۃ مکہ و رسائل فی ریاضی و الافلاک و خلاصۃ الاثر ۳ : ۱۳۳۶ اعلام زر کلی ذیل کشف الظنون ج ۲ ص ۲ و المشروع الروی ۲ : ۲۵۱۴ : ۵۰۲ (۳۸۳) و ۵۰۲ : ۵۰۲ بروک ۲۰

وقریب سی نوبت بزیارت مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ سرمایہ افتخار اندوخت۔ بسیار لطیف طبع رقیق القلب بود۔ و در مروت قدر دانی ابواب کمال نظیر نہ داشت۔ ہر سال در موسم حج تلاش می کرد کہ اگر صاحب کمالی یا احدی از شرفاء و نجباء ہند وارد شدہ باشد ملاقات کند۔ و بہ قدر استطاعت خدمتی بہ تقدیم رساند۔ محرر اوراق ہر گاہ از مدینہ منورہ بہ ام القریٰ عمو و کرو۔ شیخ عبداللطیف خبر مقدم فقیر یافتہ بہ استقبال شنافت و مقید شد کہ در مجلس خانہ نازل باید شد۔ قریب پنج ماہ درین بلدہ طیبہ بہ خانہ شیخ اقامت داشتیم۔ مروت ہا ازین عزیز مشاہدہ شد کہ جز بہ زبان بے زبانی ادا نہ توان کرد۔ جزاہ اللہ عنان خیر الجزاؤ بہ مصاحبیت و مجالست او اوقات بہ حضور وافر گذشت۔

می گفت۔ روز یک پیش باب السلام حرم کلی درویشی ہندی نژاد بہ نظر آمد بہ غایت کثیف و بد معاش بہ مجرد افتادین نظر کر اہت دست و او۔ در ہمان لحظہ بہ تو غیرت آہی رسول یافت۔ نفس خود را ملامت کرد کہ از بنی نوع خود این قدر وحشت و نفرت چرا۔ الحال سزایت این است کہ با این شخص در یک طرف ہم طعام شومی۔ بخانہ آدم و طعامی ہیہا ساختم و نزد درویش رفتہ گفتم کہ سرے جانب غریب خانہ بایکشید۔ درویش دم نہ زد و بہ خانہ من قدم نہ بچہ فرمود طعام پیش آورد۔ و با او در یک طرف ہم نغمہ شدم۔ درویش از اول صحبت تا آخر حرفی نہ زد و طعام را تناول نمودہ بہ محل خود برگشت۔ روز دیگر باز طعامی ہیہا ساختم۔ و درویش را از باب السلام بہ خانہ آوردہ در یک طرف ہم نغمہ شدم چہل روز کامل برین منوال گذشت۔ روز چہلم درویش بہ سخن درآمد و گفت عمر ہا سیاحت کردم انسانی بہ قماش تو نہ یافتم و من کیمیا سازم۔ در پاداش خدمتی کہ بجا آوردی ترا این صنعت تعلیم می کنم۔ گفتم من ہم کیمیا سازم۔ گفت چگونہ؟ گفتم قوت بازوے کہ بان کسب قوت حلال می کنم کیمیائے من است و لب بویار اگر وانیم۔ در اہم و دنائیری کہ از کسب بازوے خود حاصل کردہ بودم افتادہ بود التفات نہ کرو و بہ توجہ او در مقام اصرار بود من در مقام انکار۔ آخر خود بہ خود آتش و بونہ آورد و مس را در بونہ گذاخت و خاکسترے از کاغذ پارہ پیچیدہ بر آوردہ در بونہ ریخت۔ فی الحال قرص طلا بر بست۔ گفت این را غنیمت باید شمرد کہ من اکنون قصد ہندوستان دارم مبادا بر فقدان این نعمت حسرت

کفی گفتم حنی ظلم گفت چیست گفتم اگر ورود صحرائے انعاق شود کہ در آنجا مس بهم نہ رسد
می تواند خاک راز را ساختن گفتم این خود مقدور انسان نیست گفتم پس چرا نظر بر آن کس باید
داشت کہ خاک راز می سازد۔ و رویش بر استقلال من آفرین کرد و در خصت گرفت و باز در
نظر نیامد۔

شیخ عبداللطیف در اوائل قدم خود بہ مکہ معظمہ یک سال کامل در جبل ثور منزومی بود و بیاضت
شاو کشید این جبل از شہر مسافت دو فرسنگ وارد و برقلہ این کوہ خارے نمونہ بسن جنور واقع
شد و شب ہجرت ماہ جہان افروز رسالت را در یکشیدہ بہ تقریب جبل ثور نقلی از خودم بیاد آمد کہ
در موسم تابستان کہ ہوائے سموم برق تاز و جوش حرارت خدا را گذار بود بست و ہم محرم مکرم ۱۱۵۶
اشنین و خمیس و ماثہ والہ قصد زیارت جبل ثور کردم ہمین کہ قدم از شہر بیرون گذاشتم حرارت
تشنگی غلبہ کرد آب ہمراہ نہ گرفتہ بودم بہ خیال آنکہ در اثنای راہ ہم می رسد و راہ جز عرق سعی آبے
تراوش نہ کرد و چند کس دیگر در عرض راہ ہم آمدند این ہا آب قلیلے بان خود داشتند اما شرم زبان
سوال ما بر بست کہ آب بہ نفس این ہا کفایہ نمی کرد بہ دیگران چہ رسد۔ این مسافت نشیب و
فراز بہ چہ مشقت طے شد جگر از التہاب حرارت کباب گشت۔ نفس از طغیان پیوست موج
سراب بہ پائے کوہ رسیدہ صعوبت دیگر پیش آمد کہ با وصف این حالت کوہ آسمان شکوہ را بہ قدم
صعود بایا پیمود تا کہ کوہ افتان و خیزان خود را رسانیدم بیشتر طاق شد۔ و شوق آب در مرآت خیال
بکیفیت عجیبی نقش بست۔ عزیز سے از فقیر و وسہ قوم بالاتر می گذشت و صراحی سفال در دست
داشت۔ ناگاہ صراحی با سنگی ملاقات می کند نصف اعلیٰ در دست او می ماند و نصف اسفل
بفعل کاسہ امانت نزول می کند۔ و بہ حفظ قادر مطلق تعالیٰ شانہ قطرہ آبے ضایع نمی شود کاسہ
را بہر دو دست از ہوا گرفتہ و از ان عزیزا جازت خواستہ تجرع نمودم بہ حق آفرینندہ کہ جان
شیرین را خلق کرد آبے سرد بہ این شیرینی و خوش طعمی باوند دارم ہنوز لذت آن در کام من است۔
و ہر گاہ تصور می کنم ذوق خاص در سے یا ہم و شک نیست کہ کار ساز بے نیاز جل شانہ و دان
ساعت رحم را کار فرمود و بندہ سوختہ را بہر رحمت سیراب نمود فَسُبْحَانَ الَّذِي هُوَ
يُطْعِمُنِي وَيُسْقِينِي۔

روشن باد کہ با پادشاہ مسافر اورنگ آبادی قدس سرہ کہ فقیر و تکیہ آن حضرت مدت ہفت سال طرح اقامت ریخت۔ سلسلہ ایشان بہ مخدوم اعظم قدس سرہ منتہی می شود۔ مناقب و آثار حضرت مخدوم از غایت ظہور مستغنی از بیان است احوال اکابر متاخر جملہ قلمی می گردد۔

(۷۵) مولانا میر خور و عزیزان بلخی قدس سرہ

خواہر زادہ مخدوم اعظم است۔ صاحب حالات سنیہ و جذبات قویہ بود و در بلخ کوس مشیخت می زد۔ صاحب طبقات شاہ جہانی "در سال نہ صد و نو و دو" بہ عالم علوی عروج نمود۔

(۷۶) مولانا پائندہ خشیکتی قدس سرہ

اکبر خلفار مولانا میر خور و عزیزان است۔ اور انقش بند ثانی و شیخ ولی تراش می گفتند خضر راہ از خود رفتن بود۔ و بلد کوچہ بہ حدیہ می بستن ناظران از مشاہدہ جمال با کمالش مدہوش می گشتند و خدا طلبان در اندک فرصت بہ سر حد کمال می رسیدند۔ در بخارا مسند نشین ارشاد بود و ہموارہ باب سخا و ایثار بر روی خلایق می کشود۔ صاحب طبقات شاہ جہانی گوید "در سال ہزار و دو عالم فانی را پدر و نمود"۔

(۷۷) شیخ درویش عزیزان قدس سرہ

اکل خلفار مولانا پائندہ خشیکتی است اور احرار ثانی می گفتند کہ جامع غنائے صوری معنوی بود۔ قریات فراوان در ملک داشت۔ حاصلات آن را ہمہ صرف وارد و صادر می ساخت۔ بادشاہ عصر نند محمد خان در وقت نماز جمعہ بہ دیدن او آمد شیخ در مراقبہ بود یک دست بالا کرده تا بہ حدی کہ نزدیک

سہ والی بلخ و بدخشان گھر و مضافات آن در عہد شاہ جہانی بود در ۱۰۵۴ھ چون شاہ جہان با جمعیت سہ لکھ سوار متوجہ ہند معاصر شد مالگیر را بہ بلخ و بدخشان فرستاد تا آن ولایت را از نند محمد خان استخراج نمودہ شاہزادہ مراد بخش بچکم مالگیر آن ملک مفتوح ساخت "وای تو راں بر آراز" ملک تو راں با ریخ فتح است کہ نصران شیرازی بطریق تعییر استخراج نمودہ القصد نند محمد خان ز رو قبیلہ دلاک را ہما نجا گذارند راہ خود پیش گرفتہ و بقیہ ۱۰۵۲ھ بر

شد کہ وقت نماز جمعہ بگذرد۔ کسے را قدرت نہ شد کہ تعرض کنند۔ آخر دست فرود آورده افتاده بر اقامت
 فرمود۔ بعد فراغ نماز پاوشاہ بہ ادب تمام استفسار نمود کہ این توقف بہ کیفیت خاص چہ بود۔
 فرمود در ہفت کردہ ہی بلخ دی است در آنجا عیدالشدخان اوینہ مسجد نام مسجدی عالی بنا ہواہ
 در آنجا ہمہ مخلصان نمودند۔ وقت نماز جمعہ ہمہ بہ نماز مقید بودند کہ سقف مسجد آغاز فرو رفتن کرد۔
 دست بالا کردہ بہ نگاہ داشت سقف مشغول بودم تا ہمہ بگردن آمدند بعد از ان گذاشتہ شد تا
 فر رفت پاوشاہ مردم را بہ تحقیق فرستاد ہمان تاریخ بر آمد۔ موضع اقامت او عجدوان در
 جوار خواجہ جہان بعد وفات ہما نجام فون گشت۔

(۷۸) بابا شاہ سعید پلنگ پوش

از کل خلفاء شیخ و دولتش عزیزان است۔ وجہ ت لقب آنکہ ہمیشہ پوست پلنگ در
 برداشت۔ مولد یا یا عجدوان است۔ پدرا ایشان متمول بود۔ با یاد و اسواک تحصیل علوم رسمی می برداشت
 و باقران لوائے فوقیت می افراخت۔ روزی بعد درس با شکر کا مقابلہ داشت۔ در ان حال دید کہ
 جمعی از قلندریان و رگزار است و شخصے است در میان ایشان بس منور بہ مجر و دیدن منجذب
 شدہ در پے اورفت چون شخص بہ بسکن خود سید التماس بہرنگی نمود۔ او فرمود فقیری کاری و شہوات
 است بہ تحصیل مقید باید شد کہ سن شائقا ضائے آن وارد۔ در آن وقت ہفت سالہ بود۔ دست
 از طلب یازنہ داشت آن بزرگ اورا برہنہ ساختمہ از اسے مرحمت نمود ہمان ساعت آن
 قدر جذب قوی در گرفت کہ راہ بیابان پیشی گرفت و قریب یازوہ سال در صحرا بہ برین مظلوم برہنہ
 می بود در قرشی ہفتہ دو بار بازار علی العموم می نمود گاہے روز باناسی آمد ہر چند مردم لباس می
 داوند قبول نمی کرد و بین الجہور بہ دیوانہ سعید مشہور بود۔ بعد یازوہ سال روزی در بازار قرشی در
 ہجوم مردم بہ افاقہ آمد و لباس شخصے را گرفتہ خود را پوشیدہ مردم در شگفت ماندند کہ دیوانہ سعید

حاشیہ بقیہ ماہا بود تاریخ آن مرزا عبد الرزاق مصنف کتاب مجموع المصنایع برسم تعبیر این طور گفتہ:

شدہ تبلیغ و بدخشاں "نذر محمد خان پتو و قبیلہ و املاک" را گذاشت در آن۔ پس از چندین بہند آمد و
 بعد از استقامت چند سال نہ ہند رواہ کہ شدہ در اثناے راہ و نوای سمناں سلخ جمادی الثانیہ ۱۳۲۸
 فوت کرد در متقاج التواریخ ۲۲۸ - ۲۲۹ عمل صالح ۲: ۱۰۹ - ۱۰۹ مقالات الشعراء ۱۳۲۸

بسیار شد و آن شخصے کہ ایشان را جذب کرده بود با باقل فرید نام داشت۔ بعد افاقہ بازار بخارا بہ خدمت با باقل قرینہ رسید و ہمراہ بہ حریم شریفین رفت۔ وہم در کاب سعادت بہ بخارا مراجعت نمود تا آنکہ روزی با باقل فرید دست اور اگر فتنہ بہ خدمت شیخ درویش عزیزان گفت کہ این فرزند است تربیت او حوالہ شامی کنم کہ مراد وقت نزدیک رسیدہ است با باقل فرید در ہمان ایام رحلت کرد۔ با باشاہ سعید خدمت شیخ لازم گرفت از فیض تربیت والابہ درجہ کمال و تکمیل فائز گشت با باقل فرید پیر خرقہ است و حضرت شیخ پیر ارادت با باشاہ سعید بعد ورود ہندوستان بہ حراست لشکر نواب غازی الدین خان فیروز جنگ پدر نواب آصف جاہ مامور گردید ہند ہمیشہ ہمراہ این لشکر می بود۔ و اورا اخراق عام و خارق عادت بسیار است۔

خلیفتی عبدالرحیم بلخی کہ از اعظم خلفا رہا باشاہ مسافر است و در سالہ ثلثین و ماثرہ و الف مطابق قطب المحققین در دار السلطنت لاہور متوجہ ملک بقا گردید۔ نقل فرمود کہ وقتے ایشان خورد یعنی باشاہ مسافر قریب سرہ از اوزنگ آباد مرا بہ خدمت ایشان کلان یعنی باشاہ سعید قس سرہ و در لشکر نواب فیروز جنگ فرستادند و اثناء راہ در خواب می بینم کہ دو فیل پیش و پس می روند و فقیر در میانہ است۔ فیل پیش صغیر الجثہ است در کمال مستی و خموش و فیل قفا عظیم الجثہ با تکمین و کمال آہستگی در رفتار۔ بعد بیدار شدن چنین بہ خاطر رسید کہ فیل پیش ایشان کلان اندو فیل قفا را ایشان خورد و اگر ایشان خورد در مرتبہ عظیم تر باشند۔ چون بہ خدمت ایشان کلان رسیدم شش ماہ در خدمت بودم کلہم ہیچ خاطرے را بہ خود راہ نہ وادم مگر روزے

لطیف خاں است۔ نام تلچ خان عابد خان بود در زمان شاہ جہان بادشاہ در ہند آمدہ بخطاب تلچ خان و صدر الصدیدی و منصب پنج ہزار می سر فرامی یافت چمن تلچ خان در عہد عالمگیری ۱۰۹۸ھ وقت محافزہ قلعہ گوگنڈہ کشتہ شد پسرش شہاب الدین خاں کہ دختر سعد اللہ خان وزیر شاہ بہمانی بعقد نکاح خود داشت بخطاب غازی الدین خان فیروز جنگ مختار گردید و در ایام سلطنت بہادر شاہ صوبہ دار گجرات گشتہ و در ۱۲۲۰ھ انتقال نمود اک : مفتاح التواریخ ۲۶۴-۲۶۸

آخر الامراء ج ۲ ص ۸۶۷-۸۶۹ نزہتہ الخواطر ج ۶ رقم ۳۸۰ ÷ ÷ ÷ ÷

بسعادت حضور فائز بودم۔ سخن در حقائق و معارف می رفت همان واقعه رویا و باطن خطور کرد
ایشان کلان دفعه این آیه فرمودند لا تُفترقُ بَیْنِ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ وَ کَرْتِ وَ یَکْرِ رُوزِی
یا جمعی حرف می زدند که به خاطر گذشت چون اندیشه را پیوستگی به کلی حاصل شود چرا به معاش و
معاشرت رو آورد فوراً ملتفت شده فرمودند تقاضای این نشان چنین است۔ انبیاء علیهم الصلوٰة
والسلام با وجود مرتبه نبوت ازین فارغ نبوده اند۔ روزی فرمودند چهل سال است که خواب
از چشم من رسیده و آنی تصرف نه نموده رحلت ایشان سفتم رمضان ساله عشر و مائه و الف در
شکر نواب فیروز جنگ در سواد شهر گلبرگه واقع شد نعش مبارک را به اورنگ آباد آورده در
تکیه شریف دفن کردند این مصرع تاریخ است ع

قصر جنت بود مکان سعید

۷۹، بابا شاه مسافر قدس سره

وائے ولایت بر دوش دارد شد خلفاء بابا شاه سعید پلنگ پوش است

قطب زمان صاحب شاه عظیم مولف شاه مسافر به در حق مقیم

خسرو بے تاج و نگین و علم تاج و قیصر و خاقان و جسم

ریشه به اسرار حقیقت دو اند دامن محبت به دو عالم فغانند

خود شکنی با اثر زکراو روشنی دل اثر فرکراو

پادشاه سلسله نقش بند یک نظر او دو جهان را پسند

بابا شاه سعیدی فرمود نشان زده کس از ما مرخص شدند همه محض رفتند مگر شاه مسافر که شیخی مارا

نظاره کرد۔ مولد و نشان بابا شاه مسافر مجدوان است و نام اصلی او حافظ محمد عاشور بابا شاه سعید

ایشان را مسافر خطاب فرمود و را و اکل به خدمت میر عطاء اللہ ساکتری پیوست و به طریق

کبرویه ریاضت پاکشید۔ بعد چندے میر عطاء اللہ ایشان را مرخص به سیاحت نمود

از آنجا در غوره آمد و وازده سال اقامت نمود۔ و با مشایخ آنجا صحبت داشت از آنجا به

کابل آمدہ باپا شاہ سعید راوری یافت وہ بہ حلقہ ارادت در آمد و بعد ہفت سال رخصت گرفتہ بہ
 حرمین شریفین شتافت۔ و بعد تحصیل این سعادت در اوائل عہد خلد مکان بہ ہند معاہدت
 نمود و در اورنگ آباد جائے کہ الان تکیہ مرقد مبارک است طرح اقامت ریخت و آنفس
 واپسین بر نہ خاست و حاشیہ نشینان بساطِ اراحت را بہ صدر کمال و تکمیل رسانید و چہام
 رجب ۱۲۶۷ است و عشرین و ماثد العف و امن از عالم سفلی بر چہد و پہلو سے پیر خود جانب قبلہ
 آسایش گزید میرزا عنایت اللہ بیگ اندجانی متخلص بہ راجی گوید ۵

مسافر شاہ ارباب معارف مقیم عرش شد از فرش این طاق
 خرد تا رخ سال رحلتش گفت مسافر شد ز عالم قطبِ افاق

(۸۰) بی بی خور و قدس سرا

مولد و منشا او بلگرام است۔ آور وہ اند کہ پدر و ماور خواستند کہ اورا کہ خدا سازند ابا کر و
 آخرت گذاشتند و مراسم طوبی شروع کردند وقتے کہ مشاطہ اورا آراستہ بہ جلوہ آور و جلوہ دیگر
 نمود و بسم کتان و رانجن روحانیان خرامید۔ ماور و پدر از مشاہدہ این حال داغ شدند و باہمان
 لباس و زیوریر خاک سپردند۔ و روان خبر یافتہ شب بر سر تربت او آمدند و خواستند کہ قبر
 اورا واکر وہ زیور و لباس بہ دست آرند بہ حکم قادر مطلق تعالیٰ شانہ ہمہ تابینا شدند و در مقام
 حیرت فرومانند۔ صبح از ظہور این کرامت شورے و غلق افتاد و خاک پاک او تا صبح قیامت
 زیارت گاہ خلایق شد محلہ خور و پورہ بہ نام اوست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا۔

فصل دوم

در ذکر فضلائورالذمماجم

و پیش از شروع تراجم اکابر گلی چند مناسب فصل در و این قرطاس ریخته می شود که اگر پیش از
 مغزی چشم التفات کشاید به استتمام رواج میل نماید۔
 برضما واقفان منازل اخبار و غایبان مراحل آثار مبرین است که در قرون سابقه پیش
 اندان که دین اسلام بر منصفه ظهور جلوه افروز شود عالی فطرتانی گذشته اند که خود را در بوتهدیانت
 گداخته روح مجوسا ختنند و عالم ملک و ملکوت را به نظر وقت سیر کردند۔ و حقایق اشیا را به قدر
 طاقت بشری دریافتند و ضوابط و قوانین علوم وضع کردند و احسانی عظیم بر زمانیان استقبال
 و گذاشتند صاحب کشف الظنون به عبارت عربی گوید خلاصه کلامش این که :
 مردم عالم دو قسم اند فرقه هستند که به شان علم اهتمام کرده اند و اصناف معارف به ظهور
 آورده و فرقه دیگران که اعتنا کرده اند به شان علم به حیثیتی که اسم عالم بر ایشان اطلاق توان کرد۔
 از جمله تقسیم اول اهل مصر و روم و هند و فرس و عرب و عبرانیین یعنی بنی اسرائیل و کلانیین
 و آن گروهی بودند در زبان قدیم مسکن این ارضین عراق و جزیره عرب و لغت این با سریانی
 بود و از جمله قسم ثانی بقیه امم سوائے مردم چین و ترک و چون آفتاب عالم تاب اسلام سران
 افق عرب بر آورد و مضمون قول خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام گل کرد که ادریت لی الاکثر من
 فرایت مشارقها و مغاربها و میبلیغ امتی ما ادری لی اوائل برانداخته شد و مسلمانان

له رک کشف الظنون ۲۷-۲۵ ج ۱ ط ۵ راه مسلم ۱۳۹۰ و من حدیث ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ایضا الترمذی تحفة الاحوی

ج ۳ ص ۲۱۰

کتب اہم سابقہ فراوان سوختند۔ وعلما مطالعہ توریث وانبجیل وغیرہما را منع کردند بلکہ بعضی بہ تحریم رفتند۔ کرمانی بخارج بخاری گوید در تحریف توریث وانبجیل اختلاف کرده اند۔ آیا در لفظ است یا در معنی بعضی میل کرده اند بہ مشق ثانی و جائز داشتند مطالعہ و این قول باطل است و جائز نیست مطالعہ بہ اجماع و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم با عمر رضی اللہ عنہ صحیفہ توریث دید و غضب فرمود: "انتهی کلام الکرمانی"۔

و چون سعد بن وقاص ملک فارس را فتح کرد و کتب فلاسفہ پیش از حصر بدست افتاد امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ را نوشت چه باید کرد۔ عمر رضی اللہ عنہ نوشت:

اطرحها فی الماء فان یکن ہدی فقد ہدانا اللہ باہدای منہا وان یکن ضلالا فقد کفانا اللہ فطرحوها فی الماء والنار۔

الحاصل جمیع مسلمین اتفاق کردند بر اخذ و عمل کتاب الہی از دست رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین از جهت برکت صحبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و قرب عہد مبارک و کثرت علم و این چنین تابعین رحمہم اللہ تعالی حاجت بہ تدوین علوم شرائع نہ داشتند بہ حدی کہ بعضی کتابت علم را مکروه پنداشتند و استدلال کردند

لہ دین اقدم بعصمت ثابت نہ شد ماست ۔ ۱۰۰ رک : کرمانی ج ۱ ص طبع مصر ۔
 ۱۰۱ رک : مقدمہ ابن خلدون ص ۵۲۵ طبع تقدم ۱۳۶۹ ۔ ۱۰۲ رک : دمن رومی عنہ کراہتہ ذالک مراد ابن مسعود و زید بن ثابت
 والابوی و علی اباحہ ذالک جمع من الصحابة منع علی وابنه حسن وعبد بن عمرو بن العاص فی جمع آخرین من الصحابة و مقدمہ ابن
 الصلاح ۱۰۰-۱۰۱ اول علی الاذن لعبد اللہ بن عمرو بن العاص فکان ثمرۃ الاذن الصحیفۃ الصادقۃ " و من
 الصحابة من جمع الصحائف ویرودون عنہا منهم سعد بن عبادہ الانصاری و صحیفہ ابن ہمام ۱۰۶ و سمرۃ بن جندب و ہذیب التہذیب
 ۱۰۸۱ و جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ و طبقات ابن سعد ۵، ۱۰۴ و تذکرۃ الحفاظ : ۱۰۰ الدرر فی مسلم فی صحیحہ انہما فی مناسک
 الحج و صحیفہ ابن ہمام ۱۰۱ و قتادہ بن دعامۃ السدوسی کان یکبر قیمتہ ہذہ الصحیفۃ و یقول : "انا بعصیفۃ جابر حفظ من السورۃ البقرۃ
 و انظر التاریخ الکبیر للبخاری ۴ : ۸۷ اطہ بن حیدر آبا و فی ذالک من الصحائف جمعہا العلماء فی الهند و پاکستان فی ہذا العصر
 وراجع تالیخ تدوین حدیث محمد زبیر صدیقی و تاریخ تدوین حدیث للاستاذ ہدایت اللہ الندوی و تدوین حدیث لمولانا مظہر
 حسن گیلانی : ۳۵ رواد الدارمی من حدیث جابر و ایضا ابن حبان فی صحیفہ و فی امر عن ابن عباس و عبد اللہ بن
 ثابت الاصحاح فی طبقات ابن سعد و الحاکم فی الکنی و الطبرانی فی الکبیر و البیہقی فی شعب الایمان و عن ابی الدردار
 الطبرانی فی الکبیر و عن عبد اللہ بن الحارث البیہقی فی الشعب و مرآة المعانی ج ۱ : ۱۰۶ ۔

حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کہ استأذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی کتب العلم فلم یاذن له و شخصی کتابی نوشتہ بر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عرض کرد عبد اللہ کتاب را گرفت و بر آب محو ساخت۔ آن شخص سبب استفسار نمود فرمود ای پیغمبر آنکہ میا و ابر کتاب تمام و کنید و حفظ را ترک و ہمید و چون ملت اسلام بیعت گرفت و بلاد مشرق و غرب بد تصرف اسلامیان در آمد و صحابہ رضی اللہ عنہم در اقطار امصار متفرق شدند و رخت زندگانی از جہان فانی بر بستند و فتنہ ہا سر از گریبان بر آورد و مخالف عقول و آرا گل کرد و جو و علماء و حفظہ علوم رو بہ کمی آورد و ہمت ہا قاصر افتاد۔ و خلایق بہ بقیہ علماء مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ رجوع آورد و ندو امر فتویٰ شیوع گرفت۔ و ہمیں آن شد کہ احکام شریعت غرار اضمحلال پذیرد۔ و حق با باطل التباس گیرد در اواخر عہد تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین علماء ملت اسلام اساس تدوین گذاشتند و حق عظیم برین امت مرحومہ ثابت کردند جز اہم اللہ عنہما خیر الجزاء و اختلاف است درین کہ اول کسیکہ در عہد اسلام تصنیف کرد کیست بعضی گفته اند عبد الملک بن عبد العزیز بصری متوفی در ۱۵۶ھ است و خمیس و ماتہ بعضی گفته اند ربیع بن صبح متوفی در ۱۶۰ھ استین و ماتہ و بعد از ان تصنیف کرد و سفیان بن عینیہ۔ بعد از ان امام مالک رضی اللہ عنہ موطا را در مدینہ منورہ بعد

۱۵۸ حدیث ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ رواہ مسلم ۲: ۴۱۴ ط۔ الہندوی فی تصنیف العلم للخطیب البغدادی ۲۹۰-۳۷۷ روایات تمامی کلباس حدیث ابی حدیث و قد رفق بعضهم بنا لحدیث و وقفہ علی ابی سعید۔ کالبخاری وغیرہ لیکن الاستاذ احمد شاہ کریمی ان ہذا فی جید وان الحدیث صحیح الباعث الخثیت ۱۲۹) و الروایۃ التي نقل المؤلف ما رت بهذا اللفظ الامامی الخطیب ر فی تصنیف العلم ۱۳۲) اذ یقول ابو سعید عن نفسه: استأذنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اکتب الحدیث فانی ان یاذن لی ۱۲ ھ جامع بیان لابن عبد البر ۱۵۱ بعد المائة والنجین ۱۲ ھ ابو محمد عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج (۸۰۰-۱۵۰ھ) المکی رحمی الاصل از موالی قریش قال النعمی بکان ثبنا لکنہ بدس درک: تذکرہ الحفاظ ۱۰۰: ۱۶۰ و ابن خلدان ۱: ۲۸۶ تاریخ بغداد: ۴۰۰ دول الاسلام للذہبی ۱: ۷۹ طبقات المدین ۱۵: ۱۵۰ السعدی البصری ۱: ۱۰۰ ابو بکر و ابن اول کسے است کہ در بصرہ تدوین حدیث کہ دونی روایتہ للحدیث ضعف درک و تہذیب التہذیب ۳: ۲۴۷ حلیۃ الاولیاء ۹: ۳۰۰) ۱۳۵ بن میمون الہمالی الکوفی محدث الحرم المکی حافظ ثقفی و موطن علم حجازہ رضی و مالک بن انس بود و جامع "فی الحدیث و کتاب و تفسیر" از مؤلفات او اندر درک: تذکرہ الحفاظ ۱: ۲۴۷ و رسالہ المستطرف ۳۱ و صفحہ الصفوۃ ۲: ۳۰۰ و ابن خلدان ۱: ۲۱۰ میزان الاعتدال ۱: ۳۹۷ حلیۃ الاولیاء ۹: ۲۶۰ الشعرا فی ۱: ۲۰۰ تاریخ بغداد ۹: ۱۱۷ ھ بن انس ابو عبد اللہ امام دار الهجرة (۹۳-۱۷۹ھ) واحدة الائمة الاربعہ مذہب مالکی بوی منسوب است کتاب "الموطا" از تالیفات وی مشہور تراست ابو زہرہ مصری و امین خوئی میر حیاة امام مالک مستقل تالیفات اندر درک الیسیاح المذہب ۱: ۳۰-۳۱ و الوصیات ۱: ۲۹ و تہذیب التہذیب ۱: ۵ حلیۃ ابی نعیم ۹: ۳۱۶ و الانتصار ۹: ۴۰ و معجم المطبوعات ۹: ۱۱۶

ازان عبدالشکر بن وهب و مسهر و معمر بن محمد الرزاق و یمن و سفیان ثوری و محمد بن عقیل و ابن
عراق و زکوة و حماد بن سلمه و روح بن عباد و ربیره - و هشیم و واسطه و عبدالشکر بن مبارک
در خراسان - و مطلع نظر این اکابر در تصانیف خود ضبط مبانی و کشف معانی قرآن و حدیث بود و هم
الله تعالی و چون امر خلافت بر بنی عباس قرار گرفت خلیفه ثانی منصور و وائقی از اثر صحبت اعاجم
رغبتی به علوم فلاسفه بهم رسانید خصوص تنجیم را بسیار دوست گرفت - و نجمین را فراوان تربیت

۱۵ بن سلم الفهرمی (۱۷۵ - ۱۱۹۴) از فقہاء ائمہ و اصحاب مالک بود کتاب الجامع - ط دور حدیث (والموطأ
رور حدیث) از وی یادگار اندک : تذکره : ۱: ۲۷۹ و تهذیب : ۶: ۴۱ و الوفيات : ۱: ۲۲۹ و الانتصار لابن عبد البر (۲۸)
۱۶ ای معمر بن راشد العمود ^{۳۳۳} معمر بن راشد من صنف بالیسن رک و تهذیب : ۳: ۹۴ - ۱۱۶۱ ابن سعید بن
سروق الثوری الملقب به امیر المؤمنین فی الحدیث - در علوم و ینیه و تقدیمی بلند پایه - و کتاب جامع کبیر و صغیر حدیث
و کتاب در علم فرائض بومی منسوب اند ابن جوزی در مناقب وی مستقل تالیف کرد و الجواهر المضية : ۱: ۲۵۰ و طبقات
ابن سعد : ۶: ۲۵۴ تهذیب التهذیب : ۴: ۱۱۱ - ۱۱۵ تاریخ بغداد : ۹: ۱۵۱ صید الخاطر : ۱: ۱۴۵ البیہقی (۳۱۶ -
ابو عبد الله محدث بلخ و عالمهاله السنن و التاريخ و الابواب فی الحدیث رک تذکره الحفاظ ذہبی : ۳: ۱۲) :
۱۷ م عمر ۱۷۸ ۱۷۷ بن دینار بصری الربعی احد رجال
الحدیث ثقاتون مکرر کبر سن سید حفظ عارض شد بدین جهت اہم بخاری اورا ترک کرد صاحب تالیفات ابن
ناصر الدین فرموده : بحاول من صنف التصانیف المرصیة رک : تهذیب التهذیب : ۳: ۱۱۱ ازہدہ اللبار : ۵: میزان
الاعتدال : ۱: ۲۷۷ (۳۷۷ - ۳۷۸) القیس ابو محمد تقدیر سنن و احکام کتاب تالیف کرد و یک تفسیر جمع کرد
ائمہ و روایت کردند رک : تهذیب التهذیب : ۳: ۲۹۳ تاریخ بغداد : ۸: ۱۰۱ (۳۷۷ - ۱۰۲۳) ابن بشر
بن ابی خازم الواسطی نزیل بغداد - مفسر از لغات محدثین است - چهار سال در صحبت احمد بن حنبل اند - علاوہ تفسیر
و نقد کتاب السنن و المغازی از وی یادگار اند تذکره : ۱: ۲۲۹ میزان الاعتدال : ۳: ۲۵۴ تاریخ بغداد : ۱: ۸۵
طبقات المدلسین : ۸: ۱۱۱ (۵۹ - ۶۳) ۱۱۸۹ (۸۱ - ۱۱۸۹) حدیث جمع کرد کتاب در جہاد و امر القی و از وی یادگار
اند تذکره : ۱: ۲۵۳ الرسالہ المستطرفہ : ۳۴ منقح السعاده : ۲: ۱۱۲ التذرات : ۱: ۲۹۵ (۲۹۵) عبدالشکر بن محمد بن علی بن بلال بن
ابو جعفر منصور (۹۵ - ۱۵۸) خلیفہ ثانی بن العباس بعد از وفات برادر خود سفاح در ۳۶ھ بر سر خلافت نشست و زید
بن علوان را سبب کرد و توہمات وی بنایت بلیغ اند مدت خلافت وی ۲۷ سال است عمر بن شہر بنی در سیرت وی کتاب
تالیف کرد ابن الاثیر : ۵: ۱۷۷ تاریخ الخفیس : ۲: ۳۱۲ و ۳۲۹ و تاریخ بغداد : ۱: ۵۳ : ۱۵۷ ای در ۳۶ھ و التفصیل فی
مقدمہ ابن خلدون : ۵۲۶ مقدمہ : ۱۳۲۹ و شبلی در مقالات خود گفته : نسبت ابتدا تراجم علوم فلسفہ بہ منصور عباسی فاضلی
مؤرخین است و الا تراجم کتب فلسفہ در عهد بنی امیہ اساس گرفته بود رک : مقالات : ۳: ۸ - ۱۵ : ۱۵

فیزیک بویگر مشهور به ابن الاصلح اندلسی و غیر هم کشف الظنون گوید و درین جا ملخص کلامش نقل کرده می شود.

از غرائب آنکه علماء دولت اسلامی در علوم شرعی و عقلیه اکثر اعاجم اندالافن فصاحت و بلاغت و نظم اشعار آبدار و ترتیب خطیب و اخبار که مجموع این فنون را عرب بدرجه قصوی رسانیده اند اما علوم شرعیه بنا بر مجموع بر قوانین و ضوابط است و معتلج به علوم دیگر اند که وسیله علوم شرع باشد مثل قواعد عربیه و قوانین استنباط و قیاس و ازله قاطعه که به آن رد عقائد باطله توان کرد و مجموع این فنون مفتقر به تعلیم و تعلم اند و مندرج تحت صنایع که این حضرات را می باشد و گفته اند که جمیع حصص در صفت حضرات تابع عجم است چه این در صنایع و حرف ملکه را نسخه دارند و درین باب از سائر اعم فائق اند لاجرم در ضبط و اتقان علوم و تدوین فنون محکس به اعاجم نمی رسد و از جمله علماء عجم در صناعت نجومی و طب و فقه فارسی و زجاج که همه عجمی الاصل

بقیه حاشه من ۱۹ در فایب متولد شد و در دمشق وفات یافت - از علماء انصاری فلسفه حاصل کرد و او بعد از ارسطو ملقب به معلم ثانی شد فلسفه خود را بر فلسفه افلاطون منطبق کرد و باین طور فلسفه اسلامی جدیده اساس گرفت و در بابها و فن موسیقی باهر بود کتاب "اجیار العلوم" و المجموع من مؤلفات ابوالفیلانی طامصر ۱۹۰ م و مقاله فی العقل و رساله فی اثبات المقارنات و غیره از تالیفات وی مشهور اند و المنجد الامام (ص ۳۷۹) شک ابوعلی سینا ۳۷۰-۴۲۸ م حسین بن عبداللہ بن سینا ابوعلی تالیفات وی در علم طب منطق فلسفه و طبیعات و البیات معروف اند و نظریات و البیات و حیوانات معاد و شریح المجد بود و بیتیه معروف بالا محاد تقریباً یکصد کتب تالیف کرد و القانون فی الطب کتابی است که تا شش قرن در علم طب معتد بوده علاوه ازین الارشادات و فلسفه و منطق رساله حی بن یقظان و الشفا و حکمت و لسان العرب لغت از وی معروف اند و رک : دنیات ۱: ۵۷ تاریخ علماء الاسلام ۲: ۷۰ لسان الیران ۲: ۲۹۱ جرح قدر فی بر مؤلفات فیج کتاب منتقل نوشت و ابن سینا بن الدین و الفلسفه محموده غرابه (ص ۵۹۵-۵۷۰) محمد بن احمد محمد بن رشد اندلسی ابوالولید الفیلوسف صاحب البدایة المجتهد و نهایتہ المقدمه کتب ارسطو را در عربی نقل کرده و در آن اضافات کرد صاحب تالیفات گشودن جمله آن فلسفه ابن رشد و تہانہ التہانہ و دروغزانی و در سیرت وی متعدد کتب دیده شده بهتر آنها ابن رشد قیاس محمود عقاد است و فی فلسفه زندقه و رک : فضاة اندلس ۱۱ و التکملة بن الامار ۱: ۲۶۹ طبقات الاطباء ۲: ۷۵ شذرات الذهب ۱: ۳۲۰ و آداب

اللفظة ۳: ۱۰۷ ط

ط رک کشف الظنون ۳۱-۳۲ ۱۶: ۱۶

اندہ و از مخالفت عرب زبان را کسب نمودند و قوانین عربیت بہ ضبط و قیاد کتابت در آوردند
 و همچنین محدثین و حفاظ مثل اصحاب صحاح ستہ و مفسرین و اصولیین و غیر ہم رضوان اللہ تعالیٰ
 علیہم اجمعین ابا علوم عقلیہ جملہ صناعت اند و قرعہ این علوم بنام اعاجم افتادہ تا این جا خلاصہ
 کشف الظنون است و چون ولایت روم و ایران و توران قدیم الاسلام است نہال علم اول درین
 سرزمین ریشہ دو ایند و رتیبہ اصلہا ثابت و فروغہا فی السماء بہم رسانید۔ و بعد از ان کہ طبیعہ
 اسلام الویہ تسخیر ہند بر افروزخت و پرچم اعلام و ظفر انجام برین مملکت سایہ انداخت جمعی از
 علماء و الاقاربہ پر تو در و خود شہستان ہند را منور ساختند و بہ افاضہ انوار علوم عقلی و نقلی چو غانی
 بر افروزختند و بعد از ان در ہر عصر جمعی ازین طائفہ علیہ قدم در شہستان و ہر گزاشتہ اند و رایت
 ترویج علوم و تمہید فنون بر افراشتہ تفصیل از کتب تواریخ باید جست و درین مختصر تیمنا
 چندے از مشاہیر این گروہ و الاشکوہ را بیان می سازم و بعد از ان بہ ذکر فضلاء بلگرام کہ محرک
 سلسلہ تدوین است می پردازم۔

۱۵ (۱) سیبویہ (۱۲۸۰-۱۸۰۰ھ) عمرو بن عثمان بن قنبر الحارثی الملقب بہ سیبویہ۔ اول کسی کہ علم نحو را بر طریق بسط
 مرتب کرد و کتابت اور علم نحو از مشہور است و علماء برجیاق وی تالیفات مستقلہ نگاشتہ اند و رک: سیبویہ پیام النحاة
 از علی نجدی تاسف حیاء سیبویہ احمد بدوی ابن خلکان ۱: ۳۸۵ و التشریحی ۲: ۱۴ و البدایہ والنہایہ ۱۰: ۱۰۶
 طبقات النحویین ۶۶-۷۴ (۲) ابو علی الفارسی (۲۸۸-۳۴۴ھ) الحسن بن احمد بن عبدالغفار الفارسی الفسوی
 از مشاہیر آئمہ عربیہ منجملہ تالیفات وی است التذکرہ در علوم عربیہ ۲۰ جلد تالیق سیبویہ (۲ جزر) ۱۱۶
 علم قرارت، جوابہر النحو المقصور والممدود والعیال و در علم نحو و کتاب الايضاح برائے عضد الدولہ بن بویہ مرتب کرد۔
 رک: وفيات: ۱: ۱۳۱، نزهة الاولیاء ۳۸۴ تاریخ بغداد ۷: ۲۴۵ و انباہ: ۱: ۲۴۳ (۳) الزجاج (۲۴۱-۳۱۱ھ)
 ابراہیم بن محمد بن السری بن سہیل ابو اسحاق الزجاج از علماء لغت و نحو بود و تعلم بہ البرود صاحب الکامل کرد و
 قصہ تعلم وی مشہور است و بہ امام ثعلب مناقشات دار و کتاب معانی القرآن والاشتقاق والامالی از مشہور اند
 رک: معجم الادبار: ۱: ۴۷، نزهة الاولیاء ۳۰۸ و انباہ: ۱: ۱۵۹ تاریخ بغداد ۶: ۹۹ و ابن خلکان ۱: ۱۱، ۱۱۵ ای خلاصہ
 منظر ثانی از ۳ تا ۴ کشف الظنون ۱۲۱ راجع مقدمہ نزهة الخواطر از سید عبدالحی الکھنوی ۱۶: ۱۶۰

۱) مولانا حسن

بن محمد بن حسن بن حیدر الصغانی اللامہوری نور اللہ ضریحہ عالم زبانی و دانائے غوامض معانی بود و در فقہ و حدیث و علوم دیگر پایہ عالی داشت۔ ولادت او در لاہور پانزدہم صفر ۱۰۵۷ھ سید و سبعین و خمسائتہ واقع شد۔ صغانی اور اہل اعتبار اصل گویند۔ صغان پہ فتح صادق ہملہ و عین مجسمہ شہری ست از بلاد ماوراء النہر ابتداء حال نرود والد خود و تلذذ کرد و فنون کثیرہ تحصیل نمود و استعداد عالی بہم رساند و در ۶۱۵ھ خمسہ عشر و ستائتہ بہ بغداد رفت و سالہا در آنجا رحل اقامت افگن و بہ تدریس و تصنیف مشغول گشت از آنجا بہ مکہ معظمہ شتافت و مدتے بہ مجاورت بیت اللہ سعادت اندوخت و جانب عراق عطف عمان نمود و در ۶۱۶ھ سبتہ عشر و ستائتہ خلیفہ وقت اورا برسبیل رسالت بہ ہند فرستاد۔ و در ۶۲۲ھ اربع و عشرین و ستائتہ از ہند بہ عراق برگشت و کرت ثانی برسبیل سفارت از آنجا بہ ہند آمد۔ و در ۶۳۷ھ سبع و ثلاثین و ستائتہ بہ بغداد

۱۔ و در فوائد الفوائد مرقوم است: او از بدائون بود بجهت این اشتباہ شدہ کہ لاہوری و بدائونی دو شخص جداگانہ اند یا یک شخص است اہل این است کہ یک شخصیت است و لاہوری و بدائون تربیت یافتہ باشند کہ تاریخ ہند سید لٹھی ۲۷۲ وزیم مملوکت سید صباح الدین ص ۳۳۳-۳۴۴ و فوائد الفوائد ص ۱۶۸-۱۷۱ بطبع لاہور ۱۳۸۹ھ ۱۲۱۵ھ و در زینتہ الخواطر تولدش ۵۵۴ھ مرقوم است ۱۲۳ھ "اوصافان" عرب چنان ترجمہ البلدان، ۱۵۵ مشارق الانوار البیہ عن صحاح الاخبار المصطفویہ بقول شارح کازرونی در این کتاب مولف ۲۶۶ ۱۲۲۷ھ حدیث صحیحہ جمع نمودہ و این کتاب را بلئے مستنصر اللہ عباسی تالیف کردہ چنانچہ در ویجاہ مرقومند: و ہذا کتاب ارضیہ و استیضی لضمیائہ و العمل بمقتضای نخرانہ المستنصر بن الظاہر بن الناصر بن المستیضی العباسی و نیز بیان کردند کہ وقتیکہ از تالیف مصباح الدجی و خمس مینو فرغ یافتہم باینہا ضم کردیم احادیث را آنچه در النجم و الشہاب مذکور اند و خارج احادیث را بحرف تہجی بیان نمودم نہست شرح و کشف ۲: ۳۶۶-۳۶۸ باید دید۔ و کتاب الشہاب و النجم قاضی ابوبید اللہ محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی بن حکیم بن القضاہ الشافعی ۳۵۵ھ تخمیناً یک ہزار و دو صد کلمات نبویہ و حکمت و مدیغظت و امثال جمع نمودہ ان دایہ مشہاب الاخبار فی الحکم و الامثال و الآداب" موسوم کرد و بعد از ان طبع نجم الدین الفیصلی محمد بن احمد الاسکندری المتوفی ۸۲۲ھ آنرا ملخص کرد و شیخ حسن صغانی این ہر دو کتاب را اصلاح کردہ بر اولب مرتب کرد و ان را کشف الحجاب عن احادیث الشہاب موسوم کرد و این کتاب در آداب حکم و امثال عمدترین جمودہ است ابن الاثیر و امثالہ ساز بطل العیون کتاب وصیت کرد و ایضا شیخ صغانی الشہاب تصانیف رشیع فخرتہ در کتب کشف الطنون ۱: ۶۷۰-۶۷۱ سنوئی نزد سلطان شمس الدین الیمش و در زینتہ الخواطر ناصر الدین السدوقی است عہد نبوی در ہند اخیر۔

”اقوال العلامة ابن الکمال وان کان فرید و ہرہ بلا نفع و وجود عصر و بلا نفع کلمہ صرف عنان غمہ من
الحقیق فی اکثر مصنفانہ و سلک طریق الجدل فی اشہر مولفاتہ بہمانی شرحہ علی الہدایۃ فانہ وصل فیہ
للجدل الی النہایۃ“ و انتہی کلام کشف الظنون لمخصا۔

(۳) مولانا شمس الدین بکچی الاودی نور اللہ مرقدہ

آفتابہ است مفیض النور والنش و عالی جناب ست مفید انواع ہمیش تلمیذ مولانا ظہیر
الدین بہکری ^{رحمۃ اللہ علیہ} و مولانا فرید الدین شافعی شیخ الاسلام اودھہ است۔ شیخ نصیر الدین محمود اودھی
چراغ دہلوی ^{رحمۃ اللہ علیہ} قدس سرہ بہ خدمت مولانا شمس الدین تلمذ نمود و مدرس استاد می گوید سہ

سالت العلم من احیاء حقا فقال العلم شمس الدین بکچی

مولانا از اجلہ خلفاء سلطان المشایخ نظام الدین دہلوی ^{رحمۃ اللہ علیہ} است قدس سرہ ز می علما داشت
و ہموارہ بہ اشاعہ علوم و افاضہ تصانیف می پرداخت۔ و کار علم و بخت مولانا بہ جائے کشید کہ استاذان
شہر دہلی در حلقہ درس اویہ زانوے ادب نشینند و در ذیل تلامذہ منسلک گشتہ بہ شاگرد می افتخار
نمودند مولانا تصانیف دارد۔ اما درین عصر کم یافت می نمود۔ آرام گاہ دہلی۔

۱۵ رک ۶۵۳:۲۱ و فی ہذا تلخیص ارتباك و تعویق من مشار التحقیق فلیراجع الی الکشف فان عبادة ظہاری عمالقة الطولف
۱۶ از علما مائتہ نامتہ بود و زبنتہ الخواطر ۳۰ ۲ رقم ۱۲۷: ۳ سال ۱۳۵۲ھ ۱۳۵۱ھ و ناسات یافت و زبنتہ
الخواطر ج ۲ رقم ۱۱۸۹: ۱۲ المتونی ۱۳۵۴ھ ۱۳۵۶ھ از اعظم خلفائے شیخ نظام الدین اولیاء دہلی بونی بود کتاب
خیر المجالس دار امی ملفوظات مولانا برہن الدین غریب (۱۳۵۴ھ) و شیخ مزبور است جامع و حمید ظنیر شاعر است ابتداء
تالیف در ۱۳۵۵ھ و اتمام آن در ۱۳۵۶ھ است احوال و حکایت را سادہ نوشتہ و بہ تفصیل نوشتہ اخبار را اخبار
۸۰-۸۶ و شیخ مزبور کتب رسیدہ پیش مولانا افتخار الدین گیلانی و فخر الدین ہانسوی و قاضی محمد الدین کاشانی (۱۳۵۶ھ
۱۳۱۹ھ) گذرانید و زبنتہ الخواطر ج ۲ رقم ۲۵۰ خزینتہ الاصفیاء ۳۵۲-۳۵۴-۳۵۵ نام ایشان محمد بن احمد
بن علی بخاری در ۱۳۵۷ھ است مرید و خلیفہ شیخ فرید الدین اجودھنی در ک اخبار اخبار ۴۰-۵۰
عدائق المحنفیہ ۷۶۷-۷۶۸ مفتاح التواریخ ۸۰ و خزینتہ الاصفیاء ۳۲۸-۳۳۹: ۳۳۹
۱۳ مولانا الزبور در ۱۳۵۷ھ ہمزین عالم رحلت فرمود قبر او در یاں چو ترہ دہلی است کتاب
فہم المعارف و تصوف از بیا و کار است خزینتہ ۴۹-۳ و اخبار ۱۲

۱۶۶ قاضی عبدالمقتر

بن قاضی رکن الدین الشریحی الکندی دہلوی قدس سرہ سرآمد روزگار و در فضائل صورتی و معنوی عظیم الاقتدار است۔ در آوان تحصیل بہ شرف بلازمت شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ می رسید۔ و ذکر مقدمات علمی و در میان می آرد۔ شیخ اورا بسیار دوست می داشت۔ و اباحت اورا تحسین می کرد و بہ تحصیل علم ترغیب می فرمود۔ آخر الامر دست بہ دامن ارادت زد و کمال صورتی را با جمال معنوی ہم آغوش ساخت۔ ہمارہ بہ افادہ طلبہ می پرداخت۔ و لب تشنگان را بہ سبیل علوم بیاب می ساخت و طریقہ اینفقہ فنیج نصیر الدین محمود و اکثر خلفا را و نورالشد مضامین حفظ آداب شریعت و اشتغال درس بود۔ شیخ نصیر الدین می فرمود یک مسئلہ شرعی فضل دار و بر ہزار رکعتی کہ میبختہ با عجب وریا باشد۔

قاضی عبدالمقتر در تاریخ بست و ششم محرم ۹۱۰ھ احدی و تسعین و سبعمائة مقام عنریلیک مقدر قرار گرفت و ہشتاد و ہشت سال عمر یافت۔ خواب گاہ دہلی۔ قاضی و رکن عربی شاعر ہارتبہ است قصیدہ لامیہ اورا شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ در اخبار الاخیار ذکر کرده بین صحیفہ چند بیت بہ اتباع حضرت شیخ درج می شود

| | |
|---------------------------------|-----------------------------|
| یا سابق الطعن فی الامحار والاصل | سلم علی دار سلمی قابک ثم سل |
| عن الظباء التي من دابها ابدا | صيد الاسود بحسن الدل والبخل |
| وعن ملوک کرام قد مضوا قدوا | حتى يجيبك عنهم شاهد الطلل |
| اضحت اذا بعدت عنها كواجمها | اطلالها مثل اجفان بلا مقل |
| ان الظباء التي يصبحن سرافلة | فيها لها حورضت عن المحول |

سلا المعروف بچراغ دہلوی ۵۵۰ھ رک : ص ۱۸۲ رقم حاشیہ ۱۷ ۱۸ کہانی اخبار الاخیار ۱۵۱ : ۱۷ تقریب نحو خمین بیٹانی روح البنی صلی اللہ علیہ وسلم فارض بہا لامیہ المعجم ۵۵ رک : رقم ۱۸ ذکر فضلاء ۱۷ ۵۵ رک : اخبار الاخیار ص ۱۵۱ و فی اخبار الاخیار ۲۲ بیٹا و فی زبیرۃ الخواطر ج ۲ رقم ۱۳۴ تا ۱۲ : ۱۷

ان کن مستغنیات فی تزیینها
 فان من ملکت قلبی لها شرف
 فدی فراوی اعرابیة سکنت
 یا طالب الجاه فی الدنیا تکون غدا
 یا طالب العز فی العقبی بلا عمل
 مکاره اکلت کالهرم ما ولدت
 فلا تکن لمزید الرزق مضطربا
 عن الحلق وکل العین والحل
 علی المہا العین والأرام بالاطل
 بیتا من القلب معمورا بلا حول
 علی شفا حفرة النیران والشغل
 هل تنفعک فیها کثرة الامل
 حیالہ قتلت من جاء بالحیل
 واقنع یدما قسم القسام فی الاذل

۵) مولانا معین الدین عمرانی

از علماء فحول و حمدہ فرورغ و اصول بود۔ و استاد و شهر و ملی عمرنا اللہ تعالیٰ و معاصر سلطان
 محمد بن تغلق شاہ آوری و وہ اندک سلطان محمد مولانا معین الدین راہ و ولایت فارس نزد قاضی عضد الدین
 فرستاد و التماس نمود کہ بہ ہندوستان تشریف آرد۔ و من مواقع راہ نام او سازد سلطان ابو اسحاق و الی شیراز مانع شد۔

۵ در ۷۲۵ھ بعد از وفات پدر خود در وہلی بر تخت فرماز و الی نشست و بعد از حکومت بست و ہفت سال در
 ۷۵۲ھ بر کنار دریائے سندھ در گذشت و مفتاح التواریخ ۸۸-۸۹ھ علامہ عضد الدین عبدالرحمن بن احمد الایچی
 القاضی علامہ مزبور ابن قس را برائے غیات الدین وزیر سلطان محمد خدا بندہ تالیف کرد سید شریف علی بن محمد جرجانی ۸۱۶ھ
 بران شرح نوشت آنگاہ بنام شرح مواقع مشہور است و کشف الظنون ج ۲ ص ۱۵۱ھ بن امیر محمود شاہ۔ از نس خواجہ
 عبداللہ انصاری در ۷۸۱ھ است پدرش امیر محمود شاہ و در زمان سلطان ابو سعید خان مغل (۷۱۶-۷۳۶ھ) حکومت شیراز
 مشغول داشت و در زمان دولت ارباخاں رنجاہ و چندیم بسال ۷۳۶ھ نقل رسید بعد از بی بسرش امیر سعید بجائے او
 نشست چون او نیز مقتول شد امیر ابو اسحاق کہ متوجہ تسخیر شاہگاہ بود بشیراز ممداد دت نمود و متصرف شیراز شد و در ۷۴۲ھ
 خطبہ و سکہ بنام خود جاری کرد و قریب چارہ سال در دولت و اقبال بسر برد و بر دست امیر محمد ظفر در ۷۵۸ھ شہادت
 یافتہ خواجہ حافظ شیرازی در تاریخ و فاش می گوید۔

بروز کاف و الف از جمادی الاولیٰ
 خدایگان سلاطین و شرق و غرب
 بہر علم و جہا آفتاب جاہ و جلال
 میان عرصہ میدان بہ تیغ قہر عدو
 بسال ذال و دگر نون علی الاطلاق
 خدیو کشور عدل و کرم باسحاق
 کمال دینی و دین شاہ ابو اسحاق
 نہادہ بر دل اجاب و خویش داغ فراق

درک و مفتاح التواریخ ۹۲ ر

و فرمود تحت سلطنت به شما تسلیم می کنم. و هر خدمتی که باید به تقدیم می رسانم قاضی چون تو اصرار
سلطان را به این مرتبه مشاهده کرد از عزیمت هندوستان درگذشت و در وطن خود قدم اقامت
افشرد و موافق را به نام سلطان ابوالسحاق موشح ساخت. و نام او را تا دور در گاربه کرسی می نشاند.
مولانا معین الدین عمرانی وقت که به خطه شیراز وارد شد در آنجا آثار فضل و دانش از وی ظهور پیدا
و به مزین اعزاز و اکرام اختصاص یافت. از تصانیف او ست حواشی کنز و حسامی و مفتاح.

(۶) مولانا خواجگی دهلوی نورالهدی مضعبه

عالم ربانی و طمیز مولانا معین الدین عمرانی است پس از طے منازل فنون ظاهری و باطنی
طریق باطن شد و سعادت ارادت شیخ نصیر الدین محمود داودی قدس سره دریافت و مراتب
ترکیه و تصفیه به کمال رساند و خلعت خلافت و ارشاد پوشید و بر طریق این مقام حضرت ارشد و برادران
طریقت قدس الشهداء شغل درس پیش گرفت. همواره به دانش آموزی می پرداخت. و طائفه
تحصیلیان را از سرمایه علوم بهره مند می ساخت. هنگامی که امیر تیمور صاحبقران قصد دہلی کرد
میر سید محمد گیسو در آن قدس سره در عالم رویا بر نبضت افواج تیموری و خرابی ولایت دہلی آگاه
شد. و مردم را ازین واقعه بیدار ساخت. مولانا خواجگی بر رویائے حضرت سید قدس سره
از دہلی برآمد و رخت سفر جانب کاپی کشید و بقیه ایام زندگانی بهمانجا به پایان رسانید.
مقبره او بیرون شهر کاپی است.

۱۰ مفتاح العلوم للعلامة سراج الدین ابویعقوب یوسف بن محمد بن علی الکاکی المتوفی ۶۰۶ هـ و
این کتاب بر سه اقسام است علماء بر قسم ثالث (معانی و بیان) از ان حواشی و شروع نوشته و کشف
الطنون ج ۲ ص ۲۸۰) ۱۰ چراغ دہلی المتوفی ۶۵۶ هـ ۱۲ امیر تیمور رنگ گورگانی از اولاد نونا خان
بادشاه ترکستان بود. در ۶۳۶ هـ متولد شد. بعد از قتل امیر حسین ۶۶۱ هـ تاج سلطانی بر سر نهاد و در ۸۰۴ هـ وفات
یافت و تاریخ وفاتش مذکور اند در مفتاح التواریخ (۱۱۸) ۱۰ سید محمد گیسو در ۸۲۲ هـ خلیفہ شیخ نصیر الدین
محمود چراغ دہلی در رک : مفتاح التواریخ ۱۱۳-۱۱۴) ۱۰

۷، مولانا محمد تھانوی

فاضل بے نظیر و شاعر خوش تقریر است و مقتبس انوار معنوی و مرید چرخ دہلوی نور اللہ
مرقدہ اور ابامولانا خواجگی دہلوی طاب ثراہ مواخات بود۔ اما در ہجرت از قہر دہلی موافقت
اتفاق نیفتاد تا آنکہ عساکر تیموری در سید و ولایت دہلی راتالان نمود و متعلقان مولانا محمد
تھانوی یہ اسیری در آمدند۔ و بعد فرشتہ شستن غبار فتنہ نجات یافتند۔

صاحب قرآن امیر تیمور تعریف مولانا گوش کرده در حضور طلبید و جوہر فضل و کمال
معائنہ نموده بہ مجالست و مصاحبت مخصوص ساخت۔ بعد معاودت موکب تیموری و برہم
شدن رونق دہلی۔ مولانا احمد نیر باہل و عیال قصد کاپی کرد۔ و در آنجا طرح توطن بخت
و تتمہ عرصہ عمر را بہ تقدیم عبادت و درس علوم معمور ساخت۔ قبر مولانا درون قلعہ کاپی واقع شدہ۔
شیخ عبدالحق دہلوی فارس سرہ قصبہ و الیہ اور اور اخبار الاخبار آورده چند بیت از آنجا
برچپیدہ زیور این کتاب ساختہ می شود۔

اطا و لبی حنین الطائر الفرد
واذ کرتنی عمودا بالحسی سلفت
باتت تو درقنی والقوم قد هجوا
ما زاد طر فی غمنا بعد بعد کم
وہاج لوعۃ قلبی التائہ الکم
حمامہ صلحت من لاج الکبد
من بین مضطج متہم و مستند
ولا خیال سرور دار فی خلدی

۱۲۸۰ھ و فالک فی ۱۲۸۰ھ از انجملہ روایت است کہ یک مرۃ میان مولانا و شیخ الاسلام نیرہ مولانا
برخان الدین مرغینانی (۵۱۱ - ۵۹۳) صاحب ہدایہ جہت تقدم و تاخر مجلس گفتگو شد امیر تیمور
گفت کہ ایشان نیر صاحب ہدایہ کہ پد کلان ایشان بود در چند محل از ہدایہ خطا کردہ است ایشان اگر
یک جا خطا کردہ باشند چہ باک شیخ الاسلام گفت آن محلہائے خطا کہ اہل است بہ ثبوت باید رسانید
مولانا اشارت بفرزند ان و شاگرد ان خود کرد کہ ایشان تقریر می کنند امیر تیمور ملاحظہ ناموس کردہ صحبت
بمجلس دیگران ساخت و اخبار الاخبار من ۱۲۸۱ھ و در سنہ ۸۲۰ھ میل مت نمود تاریخ ذوات مجلس ہدایت است
لک رک اخبار الاخبار ۱۲۸۰ھ - ۱۲۹۰ھ

ليت الهوى لم يكن بيني وبينكم
 كانت مواسم ايام و غررتها
 كانه لم يكن بين الحمى انس الى
 لا عيش بعد لثيلات الكور غد
 خل الاحاديث عن ليلى وجارتها
 محمد احمد الهاذم لا منه الى
 برر وف رحيم سيد مسند
 افديك بالروح والقلب المشوق معاً
 قد عاقني البعد عن مرامى ياسكنه
 ارجوا الوفاة في ارض حلت به
 عطفاً على ورق قباي ومكرمة
 يارب صل وسلم دائماً ابداً
 وحببه ذويه الطاهرين ومن
 ملاح برق وما تحم الغمام على
 وما تعز وعز يد على فنن

وليت حبل وواوى غير منعقد
 ولت سرا على رغم ولم تعد
 اللوى وكان الحمى لم تعد
 ولا وصول الى ذاك الحمى بيدي
 وارحل الى السيد المختار من ادو
 الصراط صراط غير ملتحد
 سهل الفناء رحيب الباع والصفد
 والنفس والمال والاهلين والولد
 وطال شوقى الى لقيالك ياسندى
 يا لهف نفسى اذا ما كنت لم اقد
 فليس غيرك يا مولاي ملتحدى
 على التيقى بنى الحق والرشد
 اجهم شغفانى الغيب والعند
 ربى القلا فكلها حلت القند
 غرض الارومة فحصل وملتبد

۸۰) قاضى شهاب الدين ملك العلماء

بن شمس الدين بن عمر الزواالى الدولة آبادى روح الشد روحه عمدة دانش مندان منند
 است. وشهره بلاد عرب و عجم مولدا و دولت آباد و بلى است دانش رسمى نزود مولانا خواجلى
 و بلى و قاضى عبدالمقتر شريعى اندوخت و چراغ امتياز و راجمن اقران برافروخت اگر چه
 عدان عهد دانش مندان و بگير نيز فائق عصر بودند اما طالع شهرتى كه اويافت احدى را ميسرنه

له نضوء

له درگذشت رقم ۳۴ و ذکر فضل ۱۲

گشت و آثار می که از او بر صحیفه روزگار باقی ماند از دیگر سے پیدا نیست۔ قاضی عبدالمقتدر
 در باب او می فرمود پیش من طالب علمی می آید که پوست او علم و مغز او علم و استخوان او علم
 است ایامی که ریاست تیموریہ جانب دہلی حرکت کرد۔ قاضی در رکاب استاد مولانا خواجگی
 طریق ہجرت از دہلی بہ میبود۔ مولانا در کاپی رحل اقامت افگند۔ و قاضی جانب جونپور
 رفت۔ سلطان ابراہیم شرقی اشرق المشرق یجہ مقدم اورا منقنم دانستہ لوازم قدرشناسی
 افزون از وصف بجا آورد و بہ خطاب ملک العلمانی بلند آوازہ ساخت۔ عرق حسد ابنسار
 جنس در جنبش آمد۔ قاضی شکایت حسد مولانا خواجگی نوشت۔ مولانا این دو بیت شیخ
 سعدی شیرازی در جواب قلمی فرمود ۵

اے پیش از آنکہ در قلم آید شناسے تو واجب ہر اہل مشرق و مغرب دعلکے تو
 اے در بقائے عمر تو نفع جہان باقی مباد آنکہ نخواہد بقائے تو
 گویند در اندک زمانی جماعہ حساد قانی گشتند۔ از تصانیف قاضی حواشی کافیہ در حین حیات او
 مشہور آفاق گشت۔ و ارشاد متن در علم نحو کہ تمثیل مسئلہ در ضمن تعبیر التزام کردہ و طریقی

۱۔ امیر تیمور گورگانی در ۸۵۰ھ غلام ہندستان شد۔ در ۸۵۵ھ در یائے سندھ عبور کردہ بہ محمود شاہ لودی و التونی ۸۱۵ھ
 کہ در آن ایام در دہلی بادشاہی می کرد و محاربه نمودہ ہندستان را فتح کرد۔ و در دہلی خطبہ بنام خود خواند ۱۲ ۱۳
 ۱۴۔ سلطان العادل ملک اکرم شمس الدین بن خواجہ جہاں جونپوری المعروف بہ سلطان ابراہیم شرقی حدودات برد خود
 سلطان مبارک شاہ شرقی در ۸۵۵ھ بر سر سلطنت نشست بعد از گسری قبولیت او شہرت گرفت بکار فضلہ
 از طرف و اکناف گردوی جمع خند علم و دست بود و بہ علماء و مشائخ حسن اعتقاد داشت و سلطنت وی
 (۸۰۴ھ - ۸۲۸ھ) است رک و تاریخ جونپور ص ۴۴۔ نیز بہ الخواطر ج ۳ رقم ۱۲۔ ۱۳۔ الشیخ العارف
 الطبع الفصحی شرح مصلح الدین سعدی شیرازی چو در آن زمان اسم سلطان اتابک سعد بن زنگی لقب داشت
 بدان سبب سعدی تخلص فرمود در اوائل حال بددہ نظامیہ بغداد مدرس شیخ الشیوخ ابو الفرج ابن جوزی
 تحصیل علم و کمال اشتغال داشتہ سی سال تحصیل علوم پر واجتہ وی سی سال بیاحت مشغول بودہ و ربع
 سکون را بقیم سیاحت سیر نمودہ و باقی عمر بر سجادہ عبادت و طاعت نشستہ۔ چہارہ سال نبوت حج گزارہ
 و با شیخ شہاب الدین سہروردی در یک کشتی سفر دریا کردہ کتاب بوستان و گلستان از دیار گاراند و کلمات
 یافت و مفتاح التواریخ ۶۹-۷۰) کہ حواشی کافیہ کہ بنام شرح ہندی معروف است مولانا ابدا جونپوری غیاث
 الدین منصور شیرازی بر آن شرح حواشی نوشتہ اند و نیز صفحہ الخواطر ج ۳ رقم ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱

تازہ برروسے کار آورده بدیع المیزان ^{علیہ السلام} متن در فن بلاغت کہ عبارات مسجعه وارو و بحر مواج تفسیر
 کلام اللہ بزبان فارسی و درین تفسیر سعی بلیغ و زبان ترکیب و معنی و وجود وصل و فصل آیات
 بینات بہ کار برده۔ و تشریح بر اصول بنزدی تا بحث امر و تشریح طویل بر قصیدہ بانٹ
 سعاد۔ و رسالہ فارسی و تقسیم علوم و صنائع۔ و رسالہ مناقب السادات و غیرہ قاضی و تاریخ
 بست و پنجم رجب ۱۲۵۹ ۸۴۹ تسع و اربعین و ثمانمائہ بہ گلگشت فردوس اعلیٰ شتافت۔
 مرقد منوش و ربلدہ جوہور۔ جانب جنوبی مسجد سلطان ابراہیم شرقی۔

(۹) شیخ علی بن احمد ہامی قدس سرہ

از قوم نوایت ست و قوم نوایت در بلاد دکن معروف و مشہور اند۔ طبری و تاریخ خود گوید
 نایبہ طائفہ ایست از قریش کہ از ترس حجاج بن یوسف ثقفی کہ پنجاہ ہزار کس علماء و اولیاء
 را ناحق کشت۔ از مدینہ منورہ برآمدند و خود را بہ ساحل بحر ہند رسانیدند و در آن سر زمین
 توطن برگزیدند۔ و این تفرقہ در ۵۲ ہجرت انیس و خمیس و مائتہ ہجری واقع شد۔
 ہامیم بروزن عظیم یکے از بنا در گجرات احمد آباد شیخ علی تحریر زمان و صاحب ذوق

۱۷۲ فی المطبوع بدیع المیزان و التصیّب من البحر العلوم و مراجع اخری ۱۲ ۱۱۵ بانٹ سعادہ قصیدہ لامیہ کعب بن
 زبیر بن ابی سلمیٰ مشتمل بر ۵۸ بیتا شعر و در این قصیدہ بخدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اظہار نموده بمدرج
 حضورا عتقاد کرد آنحضرت بصلہ این رواد خود او را رحمت فرمودہ اورا بشرف دائمی نواخت بدین سبب این
 قصیدہ بہ اسم "قصیدہ بروہ" معروف گشت علماء و مشائخ و در ہر دور بر این قصیدہ شروع نوشتہ اجرا آخرت حاصل
 کردند از علمائے ہند شرح قاضی شہاب مشہور است این شرح در بلدہ حیدرآباد بمطبع دائرۃ المعارف انتظامیہ چاپ
 شدہ درائے تفصیل شرح رکب کشف الظنون و برز کلن ج ۱ عربی ۱۳ ۱۳۷ سبب تالیف این رسالہ
 و قصد سید اجل شاہ و ندامت قاضی بر رسالہ اول کہ در فضیلت عالم بر تقدیم او بر علوی نوشتہ
 بود باید دید۔ اخبار الاخبار ۱۸۱ و تاریخ جوہور ۲۰۱ - ۲۰۲ ۱۷۲ ۱۱۵ این مسجد باسم مسجد اٹالہ شہرت وارو
 و در تاریخ جوہور نوشتہ : و مقبرہ ایشان درون راج کالج است و تاریخ بنائے این مسجد را باید دید و در تاریخ
 جوہور از سید اقبال جوہوری ص ۲۹۷ : و بدیع شہاب شیخ منور بن عبد الحمید اللہ جوہوری ص ۱۰۱ تطبیق
 شیخ سعادت بن ابراہیم لاہوری باسم حقائق البیان شرح نوشتہ و ایضاً بر ارد شاہ قاضی نیز تعلیقہ نوشتہ و تفسیر بحر
 مواج را تعریب کرد و زبنتہ الخواطر ج ۵ رقم ۲ - ۱۷۱۷

وزمان بود و ثبت توحید و جود وی و پیرو شیخ محی الدین ابن العربی قدس سره تصانیف
 رایقہ مثل تفسیر رحمانی و زوارف شرح عوارف المعارف و شرح فصوص الحکم و شرح
 نصوص شیخ صدر الدین قونوی قدس سره و اولی التوحید و غیر ذلک در جمادی الاولی
 ۸۳۵ ۵ خمس و ثلاثین و ثمان مائت متنوچہ عالم قدس گردیدہ در ہمایم جائے آرامش برگزیدہ یزار
 و تبرک بہ۔

۱۷۳ شیخ محی الدین ابن عربی حائل لوائے توحید و جود وی المتوفی ۷۳۸ ھ برائے احوال ایشان رجوع کن : نوات
 الوفیات ۲ : ۲۴۱ مفتاح السعادة ۱ : ۸۷ میزان الاعتدال ۳ : ۱۰۸ لسان المیزان ۵ : ۳۱۱ نفع الطیب ۱ : ۲۴۱
 شذرات الذہب ۵ : ۱۹۰ آداب اللغۃ العربیہ ۳ : ۱۰۰ و سمرات الجنان یا شیعی ۴ : ۱۰۰ معجم المطبوعات ۵ : ۷۵
 التیوریہ ۳ : ۲۰۱ تقصید ۴۹ - خزینۃ الاصفیاء ۱ : ۱۱۲ - ۱۱۳ : الواقع الانوار ۱ : ۱۸۸ : ۱۷۳ نام او تبصیر
 الرحمن و تیسیر المنان فی تفسیر القرآن است و باسم تفسیر نہائی معروف است مؤلف فرمودہ کہ من این تفسیر الملیح محفوظ
 مقابلہ کردہ و من خصائصہ از تصدی فیہ لربط الآیات بعضها ببعض و تھا جاو فی ذالک و این کتاب بنفقان الحرم
 جمال الدین الوزیری جو پای خسر حضرت النواب در مصر طبع شد و در دو جلد و تقصید و للنواب ۱۶۴ ۱۷۳ اور تصوف و حقائق
 و معارف للشیخ شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد بن عبداللہ السہروردی ۶۳۲ ھ حضرت الامیر القنوجی و تقصید ۶۳۳
 فرمودہ و در تصوف سنی کتاب بہتر از عوارف نیست و علیہ تعلیق لیسید الشریف جرجانی ۸۱۶ ھ و تخریج احادیثیہ للشیخ
 قاسم بن تطوین الحنفی ۸۴۹ ھ ۱۲۷۳ ھ للشیخ محی الدین ابن عربی ۷۳۸ ھ مشتمل است بر ۲ نصوص شیخ رکن الدین
 شیرازی و غیر آن بروی شروع نوشتہ اند ملا علی بن سلطان محمد الہرزی ۶۳۲ ھ المعروف بہ علی قاری در آن روز نوشتہ
 ۵۵ النصوص فی تحقیق الطور المخصوص للشیخ صدر الدین محمد بن اسحاق قونوی المتوفی ۶۴۳ ھ ۱۲۷۳ ھ :
 ۱۷۳ ای اجلہ التایید فی شرح اولی التوحید ۱۲ ھ من جملہ آن استجداء البصر فی الرد علی استقصاء
 النظر لابن المسطہ الحلی و علامہ جمال الدین حسن بن یوسف بن المسطہ الحلی الشیبی و النور الاظہر
 فی کشف سر القصار و القند و شرح آن الفصور الاظہر و انعام الملک العلم با حکام حکم الاحکام و در اسرار
 شریعت و ترجمہ لمعات عراقی و ترجمہ کتاب جام جہاں نما و شرح آن اراۃ الدقائق فی شرح مرآة الحقائق
 و رسالہ در نقوشا فعی و رسالہ در وجود اعراب اکم ذالک الكتاب لاریب فیہ ہای للنفیس کہ در آن
 ۵۲۲ ۲۲۵۳ ۱۲۸۳ و جہ ۱۰ اعراب استخراج نمودہ در نہضۃ الخواطر ج ۳ رتم ۲۰ او ابجد العلیم : : :

(۱۰) شیخ سعد الدین خیر آبادی قدس سرہ

پدرش قاضی بدین نام قاضی قصبہ اتام بود۔ شیخ سعد الدین را طفل گذاشته از عالم رحلت کرد۔ آثار رشد و آوان لطفولیت از ناصیہ شیخ سعد الدین ہویدا بود چون او را در مکتب فرستادند ہر روز لوح خود را ضبط می کرد و ہر شب ہزار بار می خواند قرآن مجید را ہم برای نمنط تختہ تختہ یاد گرفت۔ و در عنقوان سن تیز بہ خدمت مولانا اعظم لکھنوی روح الشد و حد بیست و کمرہ کسب علم بر بست۔ و در فرصت کمی تبحر بہم رساندہ سرآمدہ علماء عصر گردید۔ و دست ارادت بہ شیخ مینائے لکھنوی داد و ساغر لبریز از مینائے معرفت نوش کرد۔ شیخ مینا چہارم صفر ۱۰۶۲ھ رابع و سبعین و ثمانتہ بہ گلشن مینو خرامید۔ شیخ سعد الدین بعد انتقال مرشدیایے در لکھنوا قامت داشت۔ آخر الامر در عالم رویا از حضرت مرشد اشارہ شد کہ ترا بہ خیر آباد باید رفت۔ شیخ حسب الارشاد بہ خیر آباد ستافتہ رنگ توطن ریخت۔ حق تعالی اعتبار و اشتہار عظیم کرامت نمود۔ و فتوحات از ہر جانب ریزش کرد ہمہ در ہماننداری دار و صا در صرف نشد۔ و بلغو می برائے مستحقین تعیین فرمود۔ و اقربا را از انام بہ خیر آباد طلبید و عمارت با طرح انداخت۔ باین ہمہ رونق داد کہ ازین جہان رحلت کرد جامہ کفن از خانہ پیدانہ شد۔ بر طریقہ حضرت مرشد حضور زیست و سالہا مستندیس و ارشاد را رونق بخشید۔ و شروع غرابر متداولات بہ قلم آورد۔ مثل شرح بزودی و حسامی و کافیہ مصباح و امثال آن و مجمع السلوک نام شرحی بر رسالہ مکیہ نوشتہ درین کتاب

۱۔ قاضی بدین ابن شیخ محمد قدالی انامی ثم خیر آبادی دزہتہ الخوا طرح ۳ رقم ۹۳، ۱۰۵ شیخ محمد بن ابی البتار کرمانی
 ۲۔ لکھنوی الملقب بہ اعظم ثانی از کبار علماء زمان خود بود و کتب و رسایہ بر شیخ ابو الفتح تحقیق کرد و شیخ مینا و سعد الدین
 خیر آبادی از تلامذہ دی اند دزہتہ الخوا طرح ۳ رقم ۷۹، تذکرہ رحمان علی ۲۳-۲۴، ۱۰۵ شیخ محمد بن قطب الدین
 لکھنوی المعروف بشیخ مینا تمیزد شیخ قوام الدین العباسی و مرید الشیخ سائک شیخ مزبور کتاب معارف المعارف
 سہروردی را بر شیخ محمد بن ابی البتار لکھنوی قرارت کرد و ہمہ زندگی در زہد و عبادت بسر کرد و وفات
 ایشان ۸۶۲ھ یا ۸۸۲ھ یا ۸۸۸ھ است دزہتہ الخوا طرح ۳ رقم ۱۹۶ اخبار الاخیار ۱۵۶ و خزینہ
 الاصفیاء ارس ۱۳۹۸

ملفوظات و حالات شیخ مینا بسیار درج کرده ہر گاہ از شیخ خود نقل می کند می گوید۔ قال شیخی
شیخ مینا و امر الشرفینا "مزار فائض الانوارش در خیر آباد حاجت روائے خلافت است۔"

۱۱ مولانا عبدالشہ تلمبئی

"تلمبہ بضم تار فوقانی و فتح لام و سکون نون و فتح باء موحدہ آخر ہمزوہ شہری است مشہور از
لمحات ملتان پیشتر و علماء است و قافلہ سالار فضلًا مستجمع معقول و منقول و مستکمل فروع و
اصول عمر ہمزوہ و وطن بالوف بر چارباش افادہ نشست و شش جہت را بہ نشر جامع علوم
منور ساخت۔ آخر الامر از خرابی ملتان او و شیخ عزیز الشہ تلمبئی رخت رحلت بہ دار الخلافہ

۱۱۷۰ رسالہ مکیہ تالیف شیخ قطب الدین دمشقی ۱۱۷۰ھ ۱۱۷۸ھ در مسائل تصوف و این رسالہ گو مختصر مگر جامع و ہم
پایہ و اہل المعارف شیخ سہروردی و رسالہ قشیرہ و کشف المحجوب للہجویری است و علماء و اعتناء کردہ بر آن رسالہ
مترجم نوشتہ اند و بزرگان این رسالہ را از عربی بفارسی منتقل کردہ اند منجملہ آن تراجم فارسی ترجمہ مخدوم جہانیا
(۱۷۵۰ھ ۱۷۵۸ھ) است نیز مولانا رشید احمد گنگوہی (۱۷۲۳ھ ۱۷۳۳ھ) حسب ایما حافظ محمد ضامن تعانوی (۱۷۶۳ھ
بنام "اداد السلوک" و فارسی ترجمہ کردہ آنکہ در مراد آباد طبع شد و ۱۳۱۶ھ و در پاکستان بعد از ان مولانا
عاشق الہی میرٹھی اداد السلوک را در زبان اردو ترجمہ کردہ بنام معیار السلوک شائع کردہ۔ از کتاب
مجمع السلوک یکے از مترجم رسالہ مکیہ است کہ در آن ملفوظات و احوال شیخ مینا را بر طرز خزائن جلالی
و ملفوظات مخدوم جہانیاں) درج کردہ و ملفوظات شاہ مینا را قاضی ارتضاعلی خان گوپاموی (۱۷۶۵ھ
بنام "تولید سعیدہ" ترجمہ کردہ و این ترجمہ فارسی چاپ شدہ است و لکھنؤ چاپ نو لکھنؤ در ۱۳۰۲ھ و نوادہ سعیدہ
ماحالا مولوی خصلت حسین صابری بزبان اردو لمخص کردہ بنام "مخدوم شاہ مینا نشر کردہ نماز کہ مرتب
خزائن جلالی شیخ احمد المدعو بہ بہا مال دین حسنی بن محمد بن سلیمان تلمبئی است و این مجموعہ مثل نام خود خزائن علم
است و مشتمل است بر ہفت و ہجرت و ابواب فقر و تصوف۔ ہمزوہ ہر گاہ کہ می گوید۔ قال شیخ مراد از دی شیخ
توأم الدین لکھنوی است ۱۲۰۱ھ الملتنانی ثم السبعلی شیخ نظام الدین خیر آبادی و ۱۲۹۳ھ در بیان
حاتم بن ابوعاصم سبعلی و ۱۲۹۹ھ بر دے نامند نمودند بسال ۱۲۹۵ھ زفات یافت رسالہ عینہ کہ بمقابلہ
رسالہ عزیزہ شیخ امان اللہ پانی پی نوشتہ از ویادگار است و تذکرہ رحمان علی (۱۳۹۰ - ۱۴۰۰)
لکھ شرح صحائف۔ الصحائف فی الکلام مشتمل است بر مقدمہ دست صحائف و حاتم و بر آن لکھ از علماء
مترجم نوشتہ اند منجملہ انہا المعارف فی شرح الصحائف از سمرقندی و شمس الدین محمد المتوفی سنہ ۱۲۹۵ھ است نیز
البہشتی بر این کتاب دو شرح نوشتہ و شرح سمرقندی ۱۲۰۱ھ

دہلی کشیدنا و علم معقول را درین دیار مروج ساختند۔ پیش ازین غیر شرح شمسیہ و شرح صحائف از علم منطق و کلام در ہند شایع نہ بود۔ سلطان سکندر لودھی^۱ مقدم ایشان را گرامی داشت و مراسم اعزاز و اکرام فوق الحدیث تقدیم رساند۔ وفات مولانا عبداللہ در ۹۲۲ھ آئین و عشرین و سعمائے اتفاق افتاد و اولئک لکھم الدرجات العلیٰ تاریخ یافتہ اندازام گاہ دہلی۔

(۱۲) مولانا الہداد جوہپوری قدس سرہ

ذات والا صفاتش بہ مقتضائے اسم خود مومبت ربانی و عطیہ بزوانی بود مفتاح خزائن قال و مصباح مجالس حال تلمیذ مولانا عبداللہ تلذبی^۲ نور اللہ ضریحہ و مرید راجی حامد شہانک پوری است۔ عمر گرامی را بیشتر بہ تدریس و تصنیف صرف ساخت و تصانیف رائقہ و توالیف فائقہ پرداخت۔ مثل شرح ہدایہ فقہ در چند مجلد۔ شرح بزودی و حواشی بر حواشی ہندیہ و حاشیہ تفسیر مدارک۔

(۱۳) شیخ علی متقی قدس سرہ

جوہپوری الاصل برہانپوری المولد است۔ در وصیت نامہ خود می فرماید بہ عبارت عربی تلخیص کلامش این کہ

لہ تولد ۸۲۹ ھ تخت نشینی ۸۹۰ ھ بعد از وفات پدر خود سلطان بہلول لودی۔ نام اصلی او نظام خان بود بعد از تخت نشینی بہ علاؤ الدین سکندر شاہ ملقب ساخت و بر طریق پدر خود رعایت دین و ملت بر جمیع امور مقدم میداشت و بسال ۹۱۵ ھ در بلدہ آگرہ وفات یافت مدت سلطنت او بست و یک سال و چند ماہ بود مفتاح التواریخ ۱۲۰ (۱۴۰) ھ صاحب نزہتہ الخواطر از تلمیذ مولانا الہداد جوہپوری پیش مولانا عبداللہ تلذبی انکار کرده در کہ ۴۴ رقم ۶، و اخبار الاخیار ۱۹۴ و خزینۃ الاصفیاء ۱: ۴۰۹ ھ بن ابو حامد بن عزیز الدین بن شہاب الدین بن حسام الدین بن شہاب الدین الکر ویزی المالک پوری المتوفی ۸۹۹ ھ۔ از کبار مشائخ چشتیہ و می بود مرید شیخ حسام الدین مالک پوری در نزہتہ الخواطر ج ۱۴ رقم ۱۵۱) ھ و بسال ۹۲۳ ھ وفات یافت تاریخ وفاتش شہنشاہ دوران است و مرلواز حواشی ہندیہ شرح کافید است از مولانا شہاب الدین دولت آبادی در این شرح بغایت عمدہ و نادرہ روزگار است و بر این شرح مثل دیگر علما و ہند شیخ مزبور نیز حاشیہ نوشتہ و تفسیر مدارک تالیف ۱۲ ھ بن حسام الدین بن عبدالملک بن قاضی خان المتقی القادری الشاذلی الہدیبی الجشتی ۱۲ ھ وصیت نامہ مفصل در اخبار الاخیار ص ۲۵۸ باید دید۔

والدین در صغر سن مرا مرید فتنج باجن برمان پوری ساخت۔ چون بہ سن تیسز رسیدم فتنج را پیر خود گرفتہ بہ موافقت والد خود بنا بر قول بزرگان کہ گفتہ اند کہ اگر طفل مرید فتنجی کردہ شود بعد بلوغ مختار است اگر خواہد بمان شیخ را پیر خود گیرد۔ و اگر خواہد فتنجی دیگر اختیار کند و چون والد شیخ من فوت کردند خرقہ مشائخ چشت از شیخ عبدالحکیم بن شیخ باجن مذکور پویشیدم بعد از آن صحبت شیخ خواستم کہ مرا ارشاد کند و ولایت بہ طریق حق نماید قصد بلاد ملتان کردم و مدتہ صحبت شیخ حسام الدین متقی ^ت دریا فتم بعد از آن بہ حریم شریفین رستم۔ و با شیخ ابوالحسن بکرمی صحبت داشتم۔ و خرقہ قادری و شاذلی و مدنی اخذ نمودم۔ و نیز ہر سہ خرقہ از شیخ محمد بن محمد سخاوی پوشیدم۔ انتہی

آن جناب در ۹۵۳ ھ ثلاث و خمیس و تسعماتہ بہ صوب حریم شریفین خرامید و در مکہ معظمہ رحل اقامت افگند۔ و از کثرت ریاضت و تقوی و نشر علوم ظاہر و باطن فلغلہ بہ بلاد اعلیٰ رسانید۔ نواص و عوام بقاع مقدسہ بہ کمال فضل و ولایت او اعتراف داشتند۔

۱۷ نام وی شیخ بہاء الدین و عرف شیخ باجن است و سلسلہ نسب این طویر است: شیخ باجن بن حاجی معز الدین بن شہاب الدین بن شیخ ملک بن مولانا احمد الخطابی المدنی و خطابی نسبت است بہ نقیل بن خطاب کہ آن برادر حقیقی حضرت عمر بن الخطاب است شیخ باجن مرید شیخ رحمت اللہ بن عزیز اللہ (۹۶۷ ھ) است و بسال ۹۱۲ ھ وفات یافت و پدرویی حاجی معز الدین از اکبر خلفائے مخدوم جہانیاں جلال بخاری (۸۵۰ ھ) است درک: نزہتہ الخواطر ج ۴ رقم ۱۱۱ و اردو ترجمہ گلزار ابرار ۷۱۲-۷۱۴ و برائے احوال شیخ رحمت اللہ متیکل درک: نزہتہ الخواطر ج ۴ رقم ۲۰۱ (۱۲) ۱۷ الصالح الفقہ شیخ عبدالحکیم بن بہاء الدین برمان پوری اخذ علم و طریقت از والد خود کرد و نزہتہ الخواطر ج ۴ رقم ۹ (۲۷) ۱۷ از امام خلفائے خاندان چشت است و فاضل کمال و شیخ علی متقی از اکابر تلامذہ است بسال ۹۶۷ ھ وفات یافت تاریخ وفات در تذہیبین پیشواہی متقی " یافتہ اندر درک و خزینۃ الاصفیاء ۴۲۶-۴۲۷ اخبار الاخیار ۲۱۳-۲۱۴ نزہتہ الخواطر ج ۴ رقم ۵۵ اقصیاء ۱۵ ابوالحسن البکرمی الشافعی ۸۹۹ ھ ۱۹۵۶ ھ محمد بن محمد بن عبد الرحمن بن احمد البکرمی الصدیقی مفسر متصوف مصری گفتہ اند کہ تصانیف وی از چہار صد متجاوز اند من جلد آن شرح منہاج النووی و تحفہ و اہب الواہب فی بیان المقامات و المراتب و تصوف، و الدرۃ الککلیۃ فی فتح مکہ البجلہ درک: ایحسانہ الابرار للخطابی ۲۳۷ والنور السافر ۴۱۴ فی ترجمہ ابنہ محمد بن محمد: یکشف الظنون ۱۱ ۳۷۷ بدیہ العارضین ۱۷ ۲۳۹ فنذرات الذہب ۸: ۱۷۹۲ ھ

شیخ ابن حجر کی مفتی حرم محترم۔ صاحب صواعق محرقة در ابتداء حال استاد شیخ بود آخر خود را لمیذمی خواند و رسم ارادت بجا آورد و خرقة خلافت پوشید عدد تصانیف او از صد متجاوز است۔ کتاب جمع الجوامع و جامع صغیر شیخ جلال الدین سیوطی را بر ابواب فقیہیہ ترتیب داد۔ و جوہ تصرفات را بہ قدر طاقت استیعاب نمود۔ شیخ ابوالحسن بکری می فرمود۔ للسیوطی منته علی العالمین وللمتقی منته علیہ! وفات او دوم جمادی الاولی ۹۷۵ ھ خمس و سبعین و تسعمائة الفاق افتاد۔ شیخ مکہ تاریخ است۔ عمر گرامی نو دسال شیخ عبدالحق دبلوی قدس سرہ در ترجمہ مشکوٰۃ در کتاب الامارہ والقضاء از شیخ عبدالوہاب متقی نقل کرده می فرمود۔

یک باری بہ خاطر شیخ علی متقی رحمۃ اللہ رسید کہ ثواب عدالت بے شمار است اگر بہ دست آید غنیمت است۔ چند گاہ بہ این نیت منصب عدالت اختیار باید کرد و نیز امتحان باید کرد کہ شغل دنیا با حضور و جمعیت فاطر جمع می شود یا نہ۔ چون سلطان محمود گجراتی کہ بہ غایت معتقد و منقاد حضرت شیخ بود۔ این حکایت شنید و غنیمت دانست۔ وسعادت کارخانہ

۱۔ احمد بن محمد بن علی بن حجر البیتھی السدیی الانصاری، شہاب الدین شیخ الاسلام المعروف بہ ابن حجر البیتھی مکی (۹۰۹ - ۹۷۴ ھ / ۱۵۰۴ - ۱۵۶۴ م) تالیفات و سے معروف اند من جملہ آن الصواعق المحرقة علی اہل البدع والضلال والزندقة و تحفة المحتاج بشرح المنہاج للبیضاوی و در فقہ شافعی، والفتاوی الحدیثہ ۴ جز کامل، مطبوع و مشہور اند درک: النور السافر ۲۸۷ و آداب اللغۃ ۳: ۳۳ خلاصہ الاثر ۲: ۶۶) ذوی الفوائد العییمہ ۲۴۰ - ۲۴۱ و ایچی للنواب ۸۴۳ - ۸۴۴ ھ جلال الدین سیوطی المتولد ۸۴۹ ھ والمتوفی ۹۱۱ ھ تالیفات وی فوق بہ صد بیان کردہ اند و اد علوم اد اولی را در تالیفات وی محفوظ کردہ درک: الطراز ۲۳۷ - ۲۳۸ و بدر الطالع ۱: ۳۲۸ - ۳۳۵ - الضور اللامع ۴: ۶۵ - ۷۰ النور السافر ۵۸ - ۵۹ و وصات الجنات الخوانساری ۴۳۲ - ۴۳۷ و تحف النبلاء ۲۸۹ بدیہ العارین ۱: ۵۳ - ۵۴ و تذرات الذمیب ۸: ۵۱ - ۵۵) و اما تالیفات وی جامع صغیر و جمع الجوامع ۱۲ ھ و الصائمات البنی و قضی نجفہ راخبار الاخیار ۲۶۶) ھ المتوفی ۹۷۵ ھ بن شیخ ولی اللہ منہ وی ثم برآن پوری۔ و دکر کمر رسید شیخ علی متقی را ملازمت گرفتہ و از ۹۶۳ ھ تا وفات شیخ ۹۷۵ ھ مدت ۱۲ سال در کمر قامت اختیار کرد و رسالہ احتجاج التقی فی فضل شیخ علی متقی در احوال شیخ خود از وی یادگار است۔ شیخ عبدالحق محدث دبلوی اورا بیعت کردہ و صحبتنامی داشتہ و راخبار الاخیار حکایات از نقل کردہ درک: اخبار الاخیار ۲۶۹ - ۲۷۸ خزینتہ الاصغیاء ۱۳۸ - ۱۴۰ ھ القصار ۹۶ - ۹۷ ھ

سلطنت شہر و بین شیخ منصب و ازو نگی اختیار کردند و بہ دارالعدالت نشستند و جمعی از خادمان و پاجیان کہ در خدمت می بودند رشوت گرفتن بنیاد نهادند۔ بہ سلطان رسید کہ شیخ با آن تقوی و دیانت کہ داشتند رشوت می گیرند۔ و انراط و تفریط می نمایند سلطان باور نہ داشت گفتند جماعہ کہ ہمیشہ با ایشان می باشند رشوت می ستانند البتہ شیخ نیز می دانند و رومی وارند۔ چون شیخ شنیدند کہ بہ سلطان این چنین رسانیدہ اند چند گاہ در مقام اصلاح این کار بودند آخر دیدند کہ راست نمی آید۔ روزی در چہوترہ عدالت نشسته بودند عصائے خود گرفتہ بر خاستند و بیاران سلام علیک کردند و برخاستند و دیدند و گفتند کہ این ہر دو کار جمع نمی شود۔ والعاقبت بالخیر۔

۱۴۱) شیخ محمد بن طاہر الفتنی قدس سرہ

خادم حدیث نبوی و ناصر سنن مصطفوی است بعد تحصیل کتب متداولہ جاوہ نور و حرمین شریفین گردید و علماء مشائخ ان دیار کرامت آثار را دریافت بسیار شیخ علی متقی کہ از حاشیہ محفل اشرف فیوض فراوان اندوخت و بہ سعادت ارادت والا فائز گشت۔ و عنان بہ وطن اصلی گردانید۔ و ہنگامہ افادہ علوم و اعلا کلمتہ الحق گرم ساخت۔ و بروفق و صحبت شیخ خود قدس سرہ ہمیشہ ملا دبرائے امداد دستہ نویسان علوم حل می کرد بہ حدی کہ در وقت درس گفتن ہم بہ حل کردن مرکب مشغول می بود و تا دست نیز در کار باشد۔ تو الیف مفیدہ وارد مثل مجمع البحار و درغرائب الحدیث و مغنی در اسماء الرجال و غیر ہما۔ و او در شکست بواہیر ہمدویہ کہ ہم قوم او بودند۔ و اقتداء سید محمد جوہوری می کردند مثل استاد خود کہ بر بست و ہمد کرد کہ تا داغ بدعت از پیشانی این طائفہ نہ شوید دستار بر سر نہ بندد۔ چون اکبر بادشاہ در ۹۸۰ شمہ ثانی و تسعائے کجرات را تسخیر کرد۔ و در پٹن با شیخ ملاقات واقع شد۔ پادشاہ دستار

ملہ و تذکرہ الموضوعات۔ قانون الموضوعات فی ذکر الضعفاء والوضا میں ۱۰۷۵ سید محمد جوہوری بانی فرقہ ہمدویہ در ہند وقتہ آن مشہور است و سنہ وفات یافت رک تذکرہ علمائے ہند ۱۹۷-۲۰۱ و بہ ہمدویہ موہ نامہ زمان شاہجہان پوری و شیخ محمد اکرام ص

بدست خود بر سر شیخ پیچیدہ و فرمود باعث ترک دستار بہ سمع رسیدہ نصرت دین متین بر ذوق ارادہ شمار و مژمہ عدالت من لازم است دوران سال حکومت گجرات بہ خان اعظم میرزا عزیز کو کہ توفیق یافت و بہ اعانت خان اعظم اکثر رسوم بدعت برانداختہ شد اما عنقریب صوبہ گجرات بر عبد الرحیم خان خانان قرار گرفت و بہ حمایت او طائفہ ہمدویہ باز از کین جہتند شیخ دستار از سر بکشاود عزم آگرہ کرد کہ ماجرا را بہ سمع اکبری رساند و تدارکی بہ عمل آرد شیخ و جیبہ الدین علوی قدس سرہ ہر چند بہ طریق کنایہ منع کرد و فرمود عالم منظر اسما و جمالی و جلالی است حفظ آثار و احکام ہر اسم صراطی است مستقیم سو و مند نیفتاد و درخت کوچ برست جمعی از مخالفان در پے افتادند و باہین اجین و سازنگ پور ریختہ شہید ساختند فی ۹۸۶ ہجرت و ثمانین و تسعمائے نعلش اورا از مالوایہ فتن برودہ در مقابل اسلاف او دفن ساختند یکے از احفاد او شیخ عبدالقادر بن شیخ ابوبکر مفتی مکہ معظمہ بود و در علم و فضل و فصاحت و بلاغت سیمانقاہت ممتاز عصری زیست و سالہا بر مسند افتاد حرم محترم سر بلندی داشت و از توالیف اوست فتاوی در چہار مجلد و نسخہ منشات و قاتلش در ۱۳۸۸ھ ثمان و ثلاثین و ماتہ والف واقع شد شیخ عبدالشہرہ انصاری کلی شافعی استاد شیخ عبدالقادر و مدح تلمیذ قصیدہ پرواختہ در آنجا نسب شیخ محمد طاہر جدا و بہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ می رساندومی گوید

قد کان جد ابيك بلّ ضريحه من اوحدا العلماء والفضلاء

اعني محمد طاہر من مني الصديق حقيقه بغير مراد

اما شيخ محمد طاہر بہ اتفاق جمہور از قوم بوسرہ است و کلام شیخ عبدالحق دہلوی در اخبار

۱۵ خان اعظم مرزا عزیز کو کہ و کو کہ برادر رضاعی را میگویند و مرزا عزیز برادر رضاعی اکبر شاہ بوہسال نوز و ہم از جلوس جنت مکانی ۱۰۳۳ھ بابل طبعی وفات یافت و مفتاح التواریخ ۱۹۸ و آثار الامراء ۶۷۵ ہ ۶
 ۱۶ عبد الرحیم خان خانان پسر ہرم خان خان خانان تولد ۹۶۲ھ و وفات ۱۰۳۶ھ مد فون و در طبعی و مفتاح التواریخ ۲۳۲ آثار الامراء ۷۱۳ - ۶۹۳ ہ ۳ رک : رقم ۵ اذکر فضلاء ۱۷ شیخ عبدالقادر بن ابوبکر الصديق الحنفی البندی محی الدین ابوالفرج الفقیہ المفتی بلسا اللہ الحرام الکتاب علیہ از شیخ عبدالشہرہ انصاری گوئی ۱۳۳۳ھ تم تبیان الحکم بالنصوص السالۃ علی الشرف من الامم الفتاوی فی اربع مجلدات قطع الجداول تحقیق مسند الاستبدال مجموعہ المنشات و رک : تذکرہ علمائے ہند ۱۶۸ و ۱۶۹ بہ العارین ۱۶ ص ۶۰۳ ہ ۵ شیخ عبدالشہرہ انصاری ۱۷ حضرت النواب صدیق حسن خاں در تحقیق قوم بوسرہ یک رسالہ تالیف کردہ و تقصار ۱۶۸ ہ ۶

الاجتہاد ہم تصریح می کند۔ و صدیقی بعضی می گویند به اعتبار نسب از جانب مادر بود و بعضی می گویند از جهت اعتقاد بود که چون شیعه خود را حیدری می گویند او خود را صدیقی خواند۔

(۱۵) شیخ وجیه الدین علوی گجراتی قدس سره

دامت علوم جنتین و خازن کنوز نشانی است۔ ولادت او در محرم ۹۱۱ هـ احدى عشر و تسع مائة واقع شد مولدا و چنانچه نیز است و بهما نجان نشو و نمایافت۔ و در بلده فاخره گجرات فنون متعارف از ملا عماد طارمی کسب نمود و رسم ارادت به خدمت شیخ قاضی قدس سره بجا آورد۔ و چون محمد غوث گوالیاری قدس سره به احمد آباد تشریف فرمود۔ شیخ وجیه الدین در جمال بهایوں محویتی بهم رسانید۔ و در سایه تربیت شیخ کار تمام کرد۔ و سالها که در از بر سر سدا فاده و افاضه نشست و شرق و غرب عالم را از فیض اقدس معمور ساخت۔ تعداد تصانیفش عاشره

۱۔ شیخ افاضل محمد (۹۲۳ هـ) بن محمود الطارمی عماد الدین دطام قرنیة فی خراسان آملیند جلال الدین محمد بن سعد الدانی (۹۰۵ هـ) مولانا وجیه الدین علوی گجراتی و قاضی علاء الدین عینی گجراتی احمد آبادی و غیر ما بروی تخرج نمودند از مکتب الخواطر ج ۴ رقم ۴۷۸ هـ ۸۹۲ هـ ۱۳۲۷ هـ شیخ محمد بن العلاء المینری المعروف به شیخ قاضی (۸۹۷ هـ) شطاری خلیفہ اعظم شاه عبداللہ شطاری (۱۳۲۷ هـ) اردو ترجمہ گلزار ابرار ۲۰۳ - ۲۰۴ و نیز مکتب الخواطر ج ۳ رقم ۱۲ (۱۲۸ و ۱۹۰) شیخ محمد بن خطیر الدین بن عبداللطیف شطاری سلسلہ نسب ایشان به چند واسطه به شیخ فرید الدین عطار مینا پوری (۹۲۷ هـ) متصل می شود و شیخ عطار در مکتب چنگیز خان شهیدش و در تاریخ وفات وی اختلاف است۔ امر از ما در تذکره اولیاد از وی یاد نگار اند لغات الانس جامی مفتاح التواریخ ص ۵۴ خزینة الاصفیاء شیخ محمد غوث گوالیاری مرید و پرورده حاجی حمید بن ظہیر عطاری (۹۳۳ هـ) است سلسلہ شطاری در مکتب بسامی ایشان مقبول شد و بان این سلسله در مکتب عبداللہ شطاری است پس عبداللہ شطاری ابا الفتح بدین اللہ مست شطاری (۹۲۶ هـ) بعد این طریقہ از پد خود اخذ کرد و از آن حاجی حمید حضور دازان شیخ محمد غوث گوالیاری که در بلده بجایوں بابر مقرب شهنشاه بود و شیخ وجیه الدین علوی خلیفہ اوست و خلیفہ اعظم شاه عبداللہ شطاری شیخ قاضی است۔ شیخ غوث گوالیاری را متعدد تالیفات اند من جمله آن الجواهر المخرجه اولاد (۹۱۹ هـ) تصنیف کرد من بعد بسال ۹۵۶ هـ اینا مرتب کرد و بترتیب جمید (۲) کلیه مخازن درین رساله از حقیقت مبدأ و معاد بحث کرد و این مسئله از مشکل ترین مسائل کلامیه و صوفیه است و فلاسفہ بنان درین مسئله نیز بحث کرده اند ۱۳ البصائر و الضمائر موضوع این هر دو صحیفه علم تصوف و مبادی و مقاصد این هر دو علم است (۴) بحر الحقیقه این رساله در اصل ترجمه کتاب اهرت کندا است که اشغال جوگیه و سنیا سیه در آن مذکور اند (۵) کنز اوحده در بیان حال امر از حید و اولاد ایمان را بحث قرار داده است (۶) شرح کلید مخازن ۱۲

بیضاوی حاشیہ نخبہ در اصول حدیث حاشیہ عضدی حاشیہ تلویح حاشیہ بزوی حاشیہ ہدایہ
 فقہ حاشیہ شرح وقایہ حاشیہ مطول و مختصر حاشیہ اصفہانی حاشیہ شرح عقائد لفتازانی حاشیہ
 بر حاشیہ قدیم محقق دوانی حاشیہ شرح حکمت العین شرح مقاصد حاشیہ شرح قطبی حاشیہ شرح
 چغتئی شرح تحفہ مثالی شرح رسالہ فارسی ملا علی قوشچی حاشیہ شرح ضیائیہ شرح ارشاد قاضی
 شہاب الدین دولت آبادی شرح ابیات منہل شرح جام جہان نما شرح کلید سخا زان رسالہ حقیقت
 محمدیہ - وفاتش روز یکشنبہ بیست و نہم صفر ۹۹۸ شمان و تسعین و تسعمائہ واقع شد ہم جنات الفردوس
 نزلہ - تاریخ است مضعج احمد آباد۔

۱۰۔ نخبہ رسالہ ایست در اصول حدیث بغایت مختصر نامش نخبہ الفکر فی مصطلح اہل الاثر تالیف حافظ ابن حجر
 العسقلانی ۷۳۳ - ۸۵۲ ص صاحب فتح الباری شرح البخاری بعد از ان مؤلف بر این رسالہ شرح بسیط نوشت اسم
 شرح نزاع النظر فی توضح نخبہ الفکر است بر این شرح مؤلف علامہ حاشی و شرح نوشتہ من جملہ آن شرح بسیط
 للشیخ محمد اکرم بن عبدالرحمن السندی ر - است الموسوم بہ اعلان النظر فی توضح نخبہ الفکر نیز بر شرح
 است از شیخ ابوالحسن بن محمد صادق سندى المدنی الموسوم بہ بہیجہ النظر علی شرح شرح نخبہ الفکر و الشیخ الزوی جیرانی
 گجراتی نیز بر شرح مؤلف یک شرح نوشتہ نگار حسن ترین شرح آن شرح فارسی است کہ تالیف مولوی محمد حسین اسرائیلی
 ہزاروی است آنکہ تلمیذ حضرت الشیخ المحدث السید نایر حسین دہلوی (۱۳۳۰ھ) المعروف بہ حضرت میمان صاحب بود
 علی بن ابی نعیم حنفیت اول شیخ الاسلام ترفینانی ۵۹۳ھ شرح مختصر فی الکلام للاصفہانی در حاشیہ است از علامہ مزبور ۱۰
 رسالہ العقائد السنفی بغایت مختصر است و علم اصول الدین کہ از صفحات قلم شیخ نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد المتوفی ۵۲۴ھ است
 بر آن رسالہ متعدد علماء شرح نوشتہ من جملہ آن شرح علامہ سعد الدین خود بن عمر التفتازانی المتوفی ۷۲۷ھ است کہ در مدارس و بیہ
 متداول است مؤلف از شرح در ۶۸۸ھ و اخذ یافت بکشف الظنون ج ۱ ص ۱۱۹ و بر این شرح حاشیہ شیخ مزبور است ۱۰
 ۱۱۔ در علم منطلق از دبیران کاتبی المتوفی ۶۷۵ھ تلمیذ نصیر طوسی ۱۷۵ھ ای شرح قاضی زاوہ ری و این شرح ملخص للیغینی محمد بن محمد
 ۱۲۔ در ہیئت اقلیم این کتاب را بہ میلان قطب الدین علامہ شیرازی نسبت دادہ کہ در علم ہیئت است شیخ وجیر الدین بر این کتاب حواشی
 نوشتہ رہبت اقلیم ص ۲۵۰ ط کلکۃ بحوالہ حواشی مقالات الشرار از پیرجام الدین صاحب راشدی ۱۲۱ھ رسالہ فارسی در علم ہیئت
 تالیف ملا علی قوشچی (۸۷۹ھ) علامہ الدین علی بن محمد الحنفی الشہیر القوشچی تلمیذ البیہقی قاضی زاوہ موسی اردبی شارح ملخص الیغینی و
 تجرید العقائد و غیر ہما رہبۃ العارین ج ۱ ص ۳۶، وثقائۃ البند ۲۷۷: ۱۱۷ و علم نحو و ایضاً باین نام کتاب ایست
 للشیخ ابی محمد عبداللہ بن جعفر المعروف باین در ستویہ النجومی المتوفی ۳۵۹ھ ۱۱۷۷ھ برائے تعریف کتاب المنہل رک حواشی رقم ۳۷۔
 ۱۳۔ جام جہان نما۔ رسالہ ایست در علم تصوف از صفحات قلم شیخ محمد فیروز دیا محمد عز الدین الغزالی المعروف بشیخ مغزلی المتوفی ۷۹۰ھ
 ابن رسالہ و مرتبہ چاپ شدہ طہران ۱۳۱۳ھ بمسئ ۱۳۶۱ھ رک: ہیئت کتابائے چاپی فارسی ج ۱ ص ۱۶۵ - ۱۶۶ مؤلف رسالہ
 بعد از خطبہ میگوید: طائفانہ و سنان کہ طالب علم توحید بود و ندانین فقیر التماس نمودند کہ یک رسالہ بسازد بقیہ حاشیہ ص ۱۸۳

(۱۶) شیخ مبارک بن شیخ خضر ناگوری

از فحول علماء و صنادید فضلا است . بدینچنین او از دیار یمن برآمده گردید و فرادان
عجائب صنع الہی مشاهده کرد . و در مائتہ ناسعہ در قصبہ اہل از توابع سیوستان سندبار غربت
کشاد و متوطن و متاہل گردید . شیخ خضر و مبادی مائتہ عاشورہ بہ گلگشت ہند شتافت و بلدہ ناگورا
محل اقامت ساخت . شیخ مبارک در سال ۹۱۱ ہجری عشرت و تسعمائتہ در آنجا جامعہ عنصری پوشیدہ

بقیہ خواستی ص ۱۸۲ . کہ جامع کلیات توجید و مراتب وجود باشد از برائے ہر مرتبہ دائرہ پرواز و صورت ہر مرتبہ
را بدائرہ بنام و بمفاتیح صیر محسوسات و معانی و مقولات بکشا بندہ التماس ایشان را اجابت کرد و بعد استخارہ بانفشای این
و دائر مشغول شد و این رسالہ را تمام جہاں نامہ نام کرد امید بحضرت بیچون چنان است کہ این مختصر را از خطا در دل
کفایت وارد و اند علی بالشارتہ دیر و بالا اجابت حدیرہ . و این رسالہ مشتمل است بر دو دائرہ و ہر دائرہ مشتمل است بر دو
قوس و خطی کہ بزخ است بین القوسین . دائرہ اول و احدیت و واحدیت و وحدت و اعتبار وجود عالم و شہود
و زیور تعیین و تجلی اول . و دائرہ دوم در ظاہر وجود کہ وجوب و صف خاص اوست و برزخیت ثانی و تحقیقت
ایشان است و برزخ بین الوجوب و الامکان و تعیین و تجلی ثانی ہلذا : شکل دائرہ اول .

و بر این رسالہ متعدد علماء شروع نوشتہ یکے شرح شیخ ابراہیم الشطاری البرزجی الگجراتی در ۹۰۹ھ است کہ مرید و خلیفہ شیخ
محمد غوث الگویری در ۹۱۰ھ است صاحب الجواہر الخمد و غیر آن است شارح در دیباچہ می نگاشتند کہ من این
شرح باشارہ رفیق خود شیخ محب اللہ نوشتہ ام و این شرح در مطبع ابوالعلائی واقع گلزار حوض حیدرآباد وکن در ۱۳۱۳ھ
طبع شد و در خاتمہ شرح صاحب مطبع نوشتہ کہ این طبع نقل نسخہ است کہ در سال ۱۱۹۹ھ ہجری قمری رقم الحروف مخطوطہ رسالہ
عربی شرح شطاری طبع مذکور در مکتبہ ذاتی مولوی شمس الدین تاجر کتب لاہور ملاحظہ نمود . و برائے احوال شیخ مغربی رک :
خزینہ الاصفیاء ۲ : ۳۰۳ . ط ۱۵ کلید مخازن تالیف محمد غوث گوایاری کہ درین رسالہ شیخ شطاری از حقیقت
مبدأ و معاد بحث کردہ و این مسئلہ را صعب ترین مسائل کلامیہ است علماء تصوف و فلاسفہ یونان نیز درین بحث
مساہبت ایشان کردہ اند و شیخ المزبور بر آن شرح نوشتہ :
عہ محمد شاہی از علامہ قطب الدین محمہ دین مسعود شیرازی را المنتونی ۱۱۸۵ھ کہ نام وزیر امیر شاہ
محمد بن صدر السعید تاج الدین ابن معتز نوشتہ است و ایک جلد مشتمل بر چہار ابواب رکشف

دالی غائبین^۱ رخصت یافت۔ وبعاد ابلاغ احکام از سما نجا بہ اولیٰ سفارت نزد برہان شاہ^۲
دالی احمد نگر ما مور گرید۔ و در سنہ اثنین والقبہ پایہ مسریر اکبری معاودت نمود۔ و در ہم صفر
سنہ اربع والقبہ قالب تہی کرد۔ و نزد پدر خود مدفون گردید۔ وقت احتضار نیم شبہ اکبر پاشا
بہ عیادت آمد۔ و سر اورا گرفتہ برزانوسے خود گذاشت۔

برہان فضیلت قبیح فیضی سواطع الالہام^۳ تفسیر بی نقطہ است کہ درین ہزار سال
پیشتر هیچ مستعدی را بیسرنہ نشد۔ طرفہ این کہ این جنین کار و شوار را در عرض دو سال از مبدیہ
منتہی رسانید۔ میر حیدر معانی کاشی^۴ تاریخ اتمام تفسیر کہ در سنہ اثنین والقبہ صورت گرفت۔
سورہ اخلاص بر آوردہ ہزار روپیہ صلہ یافت۔ فضلا در عصر برین تفسیر توقعیات نوشتند مثل

شاہ الملک الغاضل علی بن مبارک بن عادل بن حسن بن نصیر افشاروقی، راجعلیخان برہان پوری السلقب بہ عادل
شاہ بعد وفات برادر خود محمد شاہ در سنہ ۹۸۴ھ بر سریر سلطنت جلوہ افروز شد۔ بسیار است و تدبیر حکمرانی کردہ پانچون
اکبر شاہ تیموری مصالحت کردہ مدوکاراوشد و علماء و مشائخ را محب و قادران بود۔ در سنہ ۱۰۱۰ھ وفات یافت۔ و
در برہان پور مدفون شد۔ تاریخ فرشتہ ۲: ۲۸۸-۲۸۹: ۱۵۲ امیر کبیر برہان بن احمد بن الحسن البحری الامجد
نگر بن المعروف بہ برہان نظام شاہ۔ بعد از وفات والد خود در سنہ ۹۱۲ھ بر سریر سلطنت احمد نگر نشست۔ و عمر
وی ہفدہ سال بود۔ کمال خان دکنی امور سلطنت و دست خود گرفتہ بتربیت و تعلیم برہان فرزند گذاشت نہ کرد۔ بعد
از تعلیم برہان شاہ امور سلطنت و دست خود گرفتہ و با شاہ ظاہر الحینی در اشاعت تشیع تعصب شدید نمود۔
تراویشتنام طرازی بر خلف ارثلاثہ رضی اللہ عنہم شروع کرد و علمائے اہل سنت و الجمائزہ را قید کرد۔ بعد از ان بتلقین
شیخ ظاہر از دشتنام خلفا تو بہ کرد و مذہب امامیہ شیعہ اختیار کرد۔ شیخ شاہ محمد مسابوری و ملا علی گل ستر
آبادی و ملا رستم جرحانی و ملا علی مازندانی وغیر ہم علماء خیمہ از ندادوی بودند۔ در سنہ ۹۶۱ھ وفات یافتہ۔ و احمد نگر
مدفون شد۔ تاریخ فرشتہ ۲: ۲۸۸-۲۸۹: ۱۵۲ تاریخ وفاتش خالدنی انار است۔ و شیخ انجن ۳۷۱
سنہ کنان مغرب است۔ و تفسیر لسنقرآن لیکن مؤلف وی قسیمی لہ بود۔ در حالت کہ کہ جنابت تالیف کردہ نعوذ باللہ من اللہ الشیطان

۱۵۰ فیضی نخلص از کاشان است۔ فہم عالی و سلیفہ دار و دوفن معاد تاریخ گوئی بے بدل۔ بلکہ غیر ازین دو
نہید اند کہ اسے دیگر ہم سی باشد۔ ہمراہ خواجہ حبیب اللہ از گجرات بہ لاہور آمد۔ و نامعتد بہ از سرکار
بادشاہی و دیگران اہل دخل گرفت۔ و بر سفینہ نشستہ متوجہ وطن گردید۔ چون نزدیک کمران رسید۔ سفینہ او
تباہی شد۔ ہر چہ داشت بتاراج رفت۔ و در اواخر ماہ حادی عشر مدار آخرت سشتانہ منتخب
التواریخ ۳۵۱ د آئین اکبری شیخ انجن ۱۶۴

ما ولدناهم وهم مودد رسول الله صلعم اعطاه الله صلعم
 کرما او المراد الاولاد او علماء الاسلام و کلام الله المرسل فصل
 دواماً لربک الله لا اله الا هو عمل مرء مرء عمداً اسهوا و
 انحر و اسدح لله و اعطه اهل السؤال وهو عکس السلام الاول
 المصرح لاحوال اهل السهو و الصد و اعمالهم ان شأ نیک عدوک
 هو الا بترا المعدوم لا ولد له و ادا ما لله اولادک و مراسم او امرک
 و مکارم عصرک و محامد مراسمک

حواشی

سام مرگ - وهم عیب کردن - عسور بالفتح و شوارز اینده - جسم بالفتح بر بیان - امر بالفتح
 گوارا تر - مرالی ریا کننده - ممرح فوج کردن - مراد از کلام اول سوره ماعون است -
 و ایضاً موارد الکلم نام رساله دارد و غیر منقوط در علم اخلاق - و ترجمه یسلاوتی که کتب است
 بیزبان ہندی در علم حساب

(۱۸) شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ

اشتہارش گوش جہان بیان را نہ اختہ و خامہ مورخان بہ تحریر مناقب ہمایوں اجمالاً و تفصیلاً
 پر و اختہ سطرے چند بر لوح سنگی نقش کردہ و رقبہ مزار فائض الانوار تعبیه کردہ اند - وین حیدرہ
 بر عبارت لوح اکتفا رود - و آن این است :-

مجمعی انا حوال کرامت منوال این مقتدرے وقت صاحب المفاخر ابوالجید عبدالحق
 واسعہ آنکہ از مبادی شعور بہ طاعت حق و طلب علم کمر بستہ نزدیک باوان بلوغ اکثر علم دین
 تحصیل کرد - و در سن بسبت و دو سالگی از ہمہ آن فارغ شدہ و کلام مجید از برگزینہ بر مندا فادہ

۱۸۹۰ء کتاب یسلاوتی بزبان فارسی در لکھنؤ زمانہ سلطنت سلاطین اودھ چاپ شدہ ۱۷۲۰ء متنوی نل دین ترجمہ
 فارسی سندھ چہرتہ در ملک اشعرا ہتری ہرش در سنکرت نظم کردہ فیضی این ترجمہ را در ۱۸۲۰ء مکمل کرد و مطابقتی فی
 نویسندہ و متن متنوی است کہ دین سی صد سال قبل آن بعد از ہیر خسرو شاید وہند کے دیگر گفتہ شد نیز کتابت کرکرا و وارہ بصورت فیض
 مسوب کہ در شیخ ابوالفضل بعد از تاش دہشتہ از مسودہ فیض در آدہ و در کہ منتخب التواریخ ۱۷۶۱-۱۷۶۲ء حاشیہ بر آئین بکری ص ۱۸۹
 ایڈیشن مکرسیہ

نشست. و ہم در عنوان جانی جا ذبہ الکی و سیدہ بہ یک بار دل از یاد و یاد برکنند متوجہ
 حرمین محترمین گشت. بدتے دیدہ بہ آن مقامات شریفہ اقامت درزیدہ بہ اقطاب زمان و اولیاء
 کبار صحبت ہوا شتہ بہ و واقع ارجمند در خصت ارشاد و طالبان اختصاص یافت و علاوہ
 و این تکمیل فن حدیث نمودہ بابرکات فراوان بہ موطن بالوف مراجعت فرمودہ و بدت پنجہ
 و دو سال بہ جمعیت ظاہر و باطن تمکن یافتہ تکمیل فرزندان و طالبان بجا آوردہ و بہ نشر علوم
 سیما علم شریف حدیث پرداختہ بہ نہجی کہ در دیار عجم احدی را از علما متقدّمین و متاخرین بدت
 نہ دادہ است ممتاز و مستثنیٰ گردیدہ و در فنون علمیه خاصہ فن حدیث کتب معتبرہ تصنیف کردہ
 چنانکہ علما زمان با قنابہ آن وزیدہ دستور العمل نمودارند. و ال دانش از خواص و عوام بہ جان
 خریداری می نمایند تصانیف این فیاض والا از صغیر و کبیر بہ صد مجلد و بہ حسب شمار ابیات
 پانصد ہزار رسیدہ است. در محرم ۹۸۵ ہ این نوبت تم پر تو ظہور بہ عالم عنصری داد و در ۱۰۵۲
 بہ تمام الکی و کشادہ پیشانی بہ عالم قدس خواہید تاریخ ولادت فنیج اولیاد و تاریخ رحلت فخر العالم است.

شیخ نور الحق (۱۹)

خلف الصدق فنیج عبدالحق دہلوی قدس اللہ امرارہ ما تلمیذ و مرید و مقبول والد بزرگوار و وارث
 کمالات صوری و معنوی آن یگانہ روزگار است. چون صاحب قرآن شاہ جهان انار الشہر بانہ
 از ایام شاہزادگی بر بجا ہر استعداد عالی او اطلاع داشت. وقت برافراختن ریایات توجہ جانب

لہ چند کتب در علم راقم الحروف برسیدہ: المعات التنیقح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح (عربی) تأییدت بالسنۃ
 فی امام السنۃ (عربی) رسالہ اقسام حدیث (عربی) رسالہ منتخب برات (فارسی) جمع الاحادیث الاربعین فی ابواب
 علوم الدین (عربی) جامعہ بزرگات منتخب شرح مشکوٰۃ (عربی فارسی) ترجمتہ الاحادیث الاربعین (عربی) اشعت
 المعات فی شرح مشکوٰۃ (فارسی) اسما الرجال و ارواۃ المذکورین فی مشکوٰۃ (عربی) ۵۶ اسناد و خلیق
 نظامی در حیات عبدالحق و تدوۃ المصنفین، از ۶۰ عدد تالیفات تجاوز نہ کردہ و شیخ عبدالحق مزبور گو بہ لقب محدث
 مشہور است اما دستگاہش در فقہ بیشتر از مہارت در علوم سنت سننہ است و لہذا جانب داری اہل براسلہ
 جانب او گرفتہ معینہ اجلا حمایت سنت صحیحہ نیز نمودہ طالب علم را باید کہ در تصانیف وی غذا صفا و درخ
 کدر پیش نظر دارد و زلات تقلید او را بر محامل نیک فرود آرد از سو وطن در حق چنین بزرگواران خود لاشد
 گرداند و تقصیر (۱۱۲) ۱۲

کن شیخ راقضا، مستقر الخلاء اکبر آباد تفویض فرمود مدتی به قضاء آن مصر جامع پرداخت. و
حق این منصب نازک نوعی که باید به تقدیم رساند تصانیف فراوان دارد. چنانچه شیخ عبدالحق
قدس سره به تحریر ترجمه مشکوٰۃ دست احسان کثاده او نیز به تحریر ترجمه صحیح بخاری. ص ۱۰۰
فیض عام داده نو سال عمر یافت و در ۱۰۳۰ هجری ثلث و سبعین و الف به جوار رحمت آسود
آرام گاه دہلی۔

(۲۰) ملا محمود جوپوری

نقاہ علماء اشرافیین و سلالہ حکما و مشائین است نسبت به فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
منتہی نمود۔ و رفنون عقلی و نقلی سیم حکمت سر آمد فاضل و مشار الیہ انا مل بود نزد استاد
الملك شیخ محمد افضل جوپوری تلمذ نمود و در عرض ہفده سالگی فاتحہ فراغ خواند و کسیت قلم
و در بیان تصنیف جولان داد۔ و شمس بازغہ در حکمت و فراہد و رفن بلاغت املاکر مدۃ العمر
تولے از و سر بر نہ زد کہ از ان رجوع کرده باشد ہر گاہ سالی مسئلہ می پرسید اگر دل حاضر می
بود بہ جواب می پرداخت و الامی گفت درین وقت خاطر متوجہ جواب نیست و اوصاف

۱۰ ہجری آن و اما شرح شمائل ترمذی و قلمی نسخہ کتب خانہ رامپور ۲ تفسیر سورۃ فاتحہ و قلمی نسخہ اشیا تک سوہامی بنگال ۳۔
حاشیہ علی شرح جامی و کتب خانہ آصفیہ ۴۔ شرح مطالع ۵۔ شرح ہدایہ ۶۔ شرح قرآن السعدین و قلمی امیر
خسرو بنام نور العین ۷۔ رسالہ در بیان رویا ۸۔ محی للقلوب ۹۔ زبذۃ التواریخ و کتب خانہ آصفیہ ۱۰۔
۱۱۔ الملوک و ۱۲۔ محمد بن محمد سلطان بن فرید الدین بن بہار الدین عثمانی افضل الفضلہ عصر جامع علم عقلم و
تقلید از نسل عثمان ہارثی بود و رسالہ ۱۰۶۲ ہجری و وفات یافت ملا محمود جوپوری (۱۰۶۲ ہجری) از ارشد تلامذہ او بود تذکرہ
علامتہ ہند ۱۸۱ از ہنر الخواطر ج ۵ رقم ۵۹۳ سحۃ المرجان ۱۷۹۰۲ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔
۱۴۔ تمییر القاری شرح صحیح بخاری بطبع ۱۲۹۸ مطبع علوی محمد علی حسن خاں لکھنؤ، رک: حیات
شیخ عبدالحق خلیق نظامی ۲۵۹ - ۲۶۰، ع: و خلف آن شیخ نور اللہ است و شیخ نور اللہ را چہار فرزند
خلف اند و شیخ اللہ مؤلف اشرف الوسائل شرح شمائل و شیخ محبت اللہ مؤلف منبع العلم شرح صحیح مسلم
علیم اللہ و جارا اللہ۔ شیخ محبت اللہ حافظ محمد فخر الدین مؤلف شرح حصن حصین فارسی و ترجمہ فارسی کتاب عین العلم
میافہ شیخ محمد بن عثمان بلخی و فرزند حافظ فخر الدین شیخ الاسلام محمد بود کہ صاحب تالیف است و فرزندش شیخ سلام اللہ
راپوری است کہ مؤلف محل محل المراد موطا مالک است و علاوہ ازین تالیفات دیگر نیز دارند شیخ نور الاسلام و محمد سالم خلف
شیخ سلام اللہ پیری نیز از علماء بودند و ان خود از حیات شیخ عبدالحق خلیق نظامی ۳۶۱ - ۲۶۲ ۱۰۔

قران ثانی شاہ جہان راہر صد بستن راغب ساخت۔ وزیر از بعضی وجوہ لئے بادشاہ را برگزید
و گفت ہم بلخ در پیش است و خزان فراوان مطلوب و زینے کہ برائے رصدا تجویز کردہ بود
چندے ظاہر شد کہ یکے از حکماء پیشین آن محل را برائے رصدا اختیار کردہ بود۔

شیخ محمد افضل استاد علامہ فرمود از وقتے کہ علامہ تفتازانی و جرجانی از عالم رفتہ اند
کسے اجتماع و فاضل بہ این فضیلت در یک شہر نشان نہ دادہ یعنی ملا محمود و شیخ عبدالرشید
کہ ذکرش می آید۔

شاہ شجاع بن صاحب قران شاہ جہان نزد علامہ تلمذ کرد و بہ امیر الامر اثنالیستہ خان فرامد گذر نبرد
و اوراد سالہ ایست در فن نایکا بہید بہ زبان فارسی و آن چنان است کہ ہندیان معشوقہ را بہ
اعتبار داد اندازد و درجات عمر و مراتب الفت و بے الفتی و غیر ذلک چندین قسم گفتہ اند و ہر

۱۰ شہاب الدین محمد خلف سوم جہانگیر بادشاہ۔ ولادت سنہ ۱۰۳۶ھ وفات سنہ ۱۰۶۶ھ مفتاح التواریخ ۴۳۳
۱۱ سعد الدین بن عمر بن عبداللہ تفتازانی سنہ ۱۰۱۲ھ سنہ ۱۰۹۲ھ صاحب التصانیف المشہورہ و حقائق ۳۰۰-۳۰۱
برائے احوال دی رجوع کن، بغیۃ الیوم ۲۹۱ مفتاح السعاده ۱۰۱۵ اللہ الکافیہ ۴: ۳۵۰ آداب اللغۃ ۳: ۲۳۵ التوحید
۱۲ دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۳۳۹ البدر الطالع ۶: رقم ۴۸۸ شوکانی تواریخ و سنین تالیفات وی از نام
زاوہ نقل کردہ و نیز در احوال ترجمہ اورا بر ابن حجر تاسف کردہ و لم انہم لاسف الشوکانی معنی مع ان ابن حجر ذکر ترجمہ فی درہ
کما تمناہ ۱۷ علی بن محمد بن علی جرجانی المعروف بہ سید شریف جرجانی سنہ ۸۱۴ھ سنہ ۱۳۳۰ھ سنہ ۱۳۱۳ھ
فیلسوف از کبار علمائے عربیہ تالیفات ۱۱ التعریفات ۱۲ شرح مواقف ایچی ۳ شرح کتاب المغنی و در ہیئت ۱۴
مقالید العلم ۴۵ تحقیق کلیات ۴ شرح مراجعہ و فرائض ۱۶ البکری والصغری و منطق ۱۸ حواشی علی الطیل
للتفتازانی ۹ مراتب الوجودات ۴ رسالہ فی تقییم العلوم ۴ رسالہ فی فن اصول حدیث ۱۱ شرح التذکرہ للطوسی
رہبیت ۱۳ شرح الملخص رہبیت، در برائے احوال سید جرجان کن ۱۔ الفوائد البہیۃ ۱۲۵ مفتاح السعاده ۱۱ ۶ ابر
کلمن و در دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۴: ۳۳۳ الضور اللامع ۵: ۲۸ مجمع المطبوعات ۴۷۸ آداب اللغۃ ۳: ۲۳۵
۱۵ پسر و نومی شاہ جہان صاحب قران ثانی است و ولادتش بسال ۱۰۲۵ھ در اجیر و قوج یافت و در سنہ ۱۰۶۹ھ از عالمگیر
شکست خوردہ بطرف بنگالہ گریخت و از آنجا بعد از پشانی و سرگردانی در سنہ ۱۰۷۱ھ راجہ اندریار اورا مع اعیال
و اطفال بکشتی سوار نمودہ غرق دریا فنا ساخت درک، مفتاح ۱۲۴۲، ۱۲۴۴، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹ پسر نواب آصف خان
بہادر است از ہنگام شاہ جہان و پسرش عالمگیر بعدہ وزارت سر بلندی داشت اصل نامش ابو طالب
است و در سنہ ۱۰۷۵ھ فوت شد درک ماثر الامرار ج ۷: ۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲ مفتاح التواریخ ۱۷۸۸: ۶

طعن علماء ظاهر است بر محامل نیک فرودی آورد. و بار بار پ دول آمیزش نمی کرد صاحب
قران شاه جهان به استماع اوصاف قدسیه خواهش ملاقات نمود. و مشور طلب مصحوب
یکی از ملازمان آداب دان فرستاد. شیخ ایما کرد و قدم از کنج عزلت بیرون نگذاشت تصفا
منفیده دارد مثل رشیدیہ در فن مناظره و زاد السالکین و شرح اسرار الخلوہ که مختصری است
از ابن عربی و رساله محکوم مربوط ترجمه بعضی مواضع کلام ابن عربی و حواشی متفرقه بر شرح
مختصر عضدی و حواشی فارسی بر کافیہ و مقصود الطالبین در اوراد و وظائف و دیوان شعر
شمسی تخلص می کرد. سنت نماز صبح خوانده تحریریه فرض بسته بود که داعی حق را بیک اجابت
گفت. فی سلسله ثلاث و ثمانین و الف.

بقیه حاشیه ص ۱۹۱ تالیف کرد شیخ ابراهیم بن محمد علی د
ابن عربی در نوشته در این سلسله درج ذیل کتب را مطالعه باید کرد عنوان الدرایه الروضه الغنائمان آنندی
اسرار الخبی فی شرح ابن عربی عبدالغنی یا بلبی. الرد المتین علی منتقض العارف محی الدین محمد بن سعد انکستی المفتح
الربانی ارشوکانی. مجد و الف ثانی، شاه ولی الشهد بلوی و امام شوکانی گفته از این قسم فتاوی برای علم به نیز
لازم است و التاج ۱۲۲، شیخ طه عبدالباقی سرور در سیرت شیخ مستقل تالیف نوشته. تالیفات شیخ از قسم کتب
در سائل به چهار صد رسیده من جمله آنها الفتوحات المکیه و خصوص الحکم مشهور تراند شیخ عبدالوهاب شعرائی ۹۶۳
فتوحات مکیه را اختصار کرده آن را به مواقع الانوار القدسیه المنتقاه من الفتوحات المکیه موسوم کرد من بعد
آن مختصر را بنام "الکبریٰ الامر من علم شیخ الاکبر" مختصر کرده درک: فوات الوقیات ۲: ۱۱۱، مفتاح
السعادة ۱: ۸۴، میزان الاعتدال ۳: ۱۰۸، السان البیضان ۵: ۳۱۱، نفح الطیب ۱: ۴۰، شذرات الذهب
۵: ۱۹۰، معجم المطبوعات ۵: ۱۱۵، التهوریه ۳: ۲۰۱، مرآة الجنان یا فی ۲: ۱۰۰، ۲: ۱۰۰، نام این کتاب در اصل
"الانوار" در اسرار خلوۃ است مولانا السید عبدالحی در نزہتہ الخواطر ج ۵ رقم ۶۱۱ این کتاب را با اسم اسرار
السالکین ذکر کرده رک: زر کلی ۸: ۱۴۰، شیخ جمال الدین ابو عمرو عثمان بن عمر المعروف به ابن
حاجب نخوی د. ۵۴۰ - ۶۲۶ هـ) یک کتاب در اصول فقہ بنام "الاصول" تالیف کرد من بعد این را اختصار
کرده آنکه بنام مختصر الاصول ابن حاجب مشهور است بر این مختصر علامه عضدالدین عبدالرحمان بن احمد
اللابی د. ۵۵۶، یک شرح تالیف کرد آنکه بنام شرح مختصر عضدی شهرت دارد این شرح
متداول است بید شریف جرجانی بر آن حواشی و حواشی شریفیه، نوشته و صاحب ترجمه را نیز بر این حواشی
متفرقه اند ۱۵

(۲۲) ملا عبد الحکیم سیالکوٹی بروالد صاحب

علامہ زمان و افتخار زمانیان است۔ الحق در جمیع فنون درسی مثل اواز زمین ہند بر نہ
 خاست۔ آثار و دانش باین کیفیت و کمیت و حسن قبول بر صفحہ روزگار نہ گذاشت۔ مولد
 و نشاء اوسیا لکوٹ از توابع لاہور است در عنفوان سن تمیز و امن ہمت بہ طلب علم برزود
 بیشتر نزد ملا کمال الدین کشمیری[ؒ] کہ متوطن بلدہ سیالکوٹ و بلند پرواز عالم ملکوت بود تلمذ
 نمود و در فرصت کمی ہلال استعدادش بدکامل گشت و عرصہٴ جهان را بہ لواحق فیض مملو
 ساخت۔ در عہد جہانگیری بہ معاش ضروری ساختہ در وطن مالوف بسر می برد۔ چون
 نوبت واری ہندوستان بہ صاحب قرآن شہاب جہان انار اللہ بر لائے رسید و طائفہ علماء
 شعراء اروجی دیگر پدید آمد۔ ملا دین عہد بار ما خود را بہ درگاہ خلافت رسانید۔ ہر گاہ وارد
 حضور می گردید بہ رعایت نقود نامعدود مخصوص می گشت۔ و دوبارہ زہر سنجیدہ شد و مبالغ
 ہم سنگ ہم گرفت و چند قریہ بہ رسم سیورغال القام شد۔ ملا بہ حضور خاطر و فراغ بال در
 وطن مالوف اقامت داشت و تخم علم و فضل در سر زمین سینہ ہا و سفینہ ہا می کاشت۔ تصانیف
 او در بلاد عرب و عجم سائر و اتر است۔ بہ این تفصیل حاشیہ تفسیر بیضاوی۔ حاشیہ
 مقدمات تلویح۔ حاشیہ مطول۔ حاشیہ شریفیہ[ؒ] شرح مواقف۔ حاشیہ شرح عقائد

۱۔ بن موسیٰ الحنفی جامع علم و عمل و زہد و تقویٰ بود تہ مدید در لاہور و سیالکوٹ بر سند تدریس
 و تلقین متمکن بودہ افادہ و افاضہ خلق نمودہ شیخ احمد مجتہد ثانی نیز از تلامذہ وی اند در سال ۱۰۲۶ در بلدہ لاہور
 وفات یافت مولانا رحمان علی و تذکرہ نوشتہ کہ قبرش فی زمانہ منفقود است۔ ملحق حق قطب و تاج الادبیہ
 ملا کمال است (رک: نزہتہ الخواطر ج ۵ رقم ۵۳۰ ذکرہ علمائے ہند ۷۳) ۲۔ (۱۰۲۶-۱۰۶۸ھ) ۳۔
 ۴۔ حاشیہ ص ۲۰۴ تذکرہ شاکر کہ کتاب شریفیہ تالیف سید شریف جرجانی (۱۰۱۶ھ) است کہ بر شرح
 مختصر اصول عندی جواہری نوشتہ صاحب ترجمہ بر این کتاب حاشیہ نوشتہ و کتاب دیگر شریفیہ شرح
 سراجیہ است و علم زائف ۱۱۔ ۱۲۔ از عبد الرحمن رضا اسد بن الایچی المتوفی ۷۵۶ و علم کلاہاست و بر آن
 سید جرجانی شرح نوشتہ آنکہ باسم "شرح مواقف" مشہور دارد۔

تفتازانی۔ حاشیہ خیالی۔ حاشیہ شرح شمسۃ حاشیہ عبدالغفور۔ تکملہ حاشیہ عبدالغفور حاشیہ شرح
مطالع حاشیہ شرح عقائد ملا جلال دوانی، درہ تہمینہ وراثیات واجب تعالیٰ حواشی درکنار
شرح حکمت العین۔ حواشی درکنار شرح بدایہ حکمت۔ حواشی درکنار مراح الارواح۔ دوازدهم
ربع الاول ۱۰۶۴۔ سبع وستین والفت طور مار حیات پیچیدہ۔ ودرسیالکوٹ مدفون گردید۔

(۲۳) ملا عصمت اللہ سہارنپوری نور اللہ مرقدہ

از مشاہیر علماء و ہندوست اگرچہ مکفوف البصر اما بینایان راراء دانش پیمیش می نمود۔ عمر با
درس گفت و تصانیف مفیدہ بہ قلم آورد۔ از تحریر آتش حاشیہ شرح ملا متداول است
وفاتش در ۱۰۳۵۔ تسع و ثلاثین والفت اتفاق افتاد۔ درین سال قلم ستانہ می خرامد و آہنگی از مقام
حجاز سر می کند۔ در سال مذکور نوزدہم شعبان شب چہار شنبہ باران شدید بر زمین مکہ معظمہ بارید۔

۱۔ ای الہدی احمد بن موسی الشہیر خیال المتونی بعد ۸۶۷۔ شرح سعد تفتازانی :
۲۔ شمسۃ۔ کتابیست در منطق کہ نجم الدین عمر بن علی القزوی فی المعروف بہ کاتبی در ۶۹۳۔ تلمیذ نصیر الدین
طوسی بہ نام خواجہ شمس الدین محمد تالیف کردہ و ازین وجہ موسوم است بہ شمسۃ۔ علامہ قطب الدین رازی
(۷۶۶) یک شرح این کتاب بنام وزیر غیاث الدین محمد وزیر سلطان خدا بندہ نوشتہ
کہ مشہور است بنام تجرید القواعد المنطقیہ فی شرح شمسۃ و این را قطبی نیز گویند۔ بر این شرح قطب مشاہیر
علماء حواشی نوشتہ اند من جملہ آنها حاشیہ سیالکوٹی است میر سید شریف دین السند جرجانی ۸۱۶
بر این شرح نیز حاشیہ نوشتہ است کہ مشہور است بہ "حاشیہ کوچک" و اورا "میر قطبی" و "شرح شریفیہ و منطق"
نیز گویند ۱۲۔ مولانا عبدالغفور لاری (۹۱۶) از عمدہ ترین تلامذہ مولانا عبدالرحمان جامی د
وی۔ رضی الدین است او بر الفوائد الضیائیہ آنکہ شرح کافیہ ابن حاجب است، حواشی نوشتہ تامفروات ملا
عبدالحکیم سیالکوٹی آن حواشی را تکملہ نوشت بحیث لایمکن التمییز بینہما و حدائق الخفیہ ۴۱۴، ۳۵۳۔ تذکرہ علمائے
ہند ۱۲۵ : ۱۲۵۔ مراجع الدین محمود بن ابی بکر الاموی در ۶۸۲۔ در منطق یک کتاب بنام مطالع الانوار نوشتہ
مولانا قطب الدین رازی ۶۶۶۔ این کتاب از مومی را شرح نموده بہ "لوائح الاسرار" موسوم کرد۔ من بعد این شرح باسم
"شرح مطالع" مشہور شد بر این شرح علامہ سیالکوٹی حاشیہ نوشتہ نیز بر این شرح قطب میر سید شریف
جرجانی در المتونی ۸۱۶۔ حاشیہ نوشتہ کہ آنرا حاشیہ شریفیہ مطالع میگویند ۱۲۔ المتونی ۹۰۸۔ و ابن شرح
دوانی بر عقائد مضیہ است : ۵۔ درہ تہمینہ رسالہ است :

وسیلے عظیم درون مسجد در آدہ تا طراز جامہ کعبہ بلند گردید مقام زیر آب ماند۔ و ناودان فرو افتاد۔
 و درون خانہ یک قد آدم آب ایستاد۔ مقدار قامت آدمی مسجد از خاک و خاشاک پر گشت۔ و مزہ
 آب زمزم تغیر یافت۔ بہ حدی کہ از گلو فرو نمی رفت۔ و ششم شعبان روز پنجشنبہ بعد عصر خانہ کعبہ
 فرو شد۔ و بتلے کہ حجاج کردہ بود افتاد از جهت شامی تمام و از جهت شرقی حتی الباب
 و از جهت غربی سہ ریح۔ اللہ اکبر بعد ظہور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سقوط کعبہ شریفہ گاہے واقع
 نہ شد۔ درین حادثہ چہار ہزار خانہ عباد موافقت خانہ خدا کردہ۔ و قریب پانصد کس بہ طوفان
 فترت۔ سلطان مراد رابع بن سلطان احمد والی روم انار اللہ بر گاہے بہ تعمیر خانہ مبارک امر
 فرمود۔ و در ۱۰۴۲ھ اربعین و الف عمارت ہمایون بہ اتمام رسید۔ و بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہ سلطان
 مراد بہ احراز این سعادت عظمیٰ فائز گردید۔ و عمارت مسجد حرام کہ الان موجودہ است پیش ازین
 سلیم ثانی رفع اللہ قدرہ در ۹۸۰ھ ثمانین و تسع مائت بنا نہادہ۔ و جانب شرقی و شمالی مرتب
 ساختہ بہ معمورہ اخروی شتافت۔ فرزند ارجمندش سلطان مراد ثالث اکرم اللہ مشواہ بہ تعمیر
 باقی پرداخت۔ و در ۹۸۴ھ اربع و ثمانین و تسعمائت بہ انجام رسانید۔ حسن این عمارت عالی
 نشان تعلق بہ مشاہدہ دارد۔

(۲۴) میر محمد زاہد الہروی الکابلی

پدرش قاضی محمد اسلم در بلدہ فاخرہ ہرات متولد گردید۔ و در دارالملک کابل توطن

سلطان احمد بن محمد بن سلیم والی روم المولود ۱۰۱۸ھ سریر آرائی ۱۰۳۶ھ وفات ۱۰۴۹ھ...
 (البدایہ الطالیع ج ۲ ص ۳۰۰) سلطان سلیم بن بایزید بن محمد بن مراد بن بایزید بن مراد بن اورخان بن عثمان
 الغازی و موسس سلطنت عثمانیہ مترجم لہ در ۸۶۲ھ ولادت یافت سریر آرائی ۹۱۵ھ وفات ۹۲۶ھ
 پسرش سلطان سیامان بن سلیم المولود ۹۰۹ھ سریر آرائی ۹۲۹ھ وفات ۹۴۴ھ پسرش سلیم ثانی بن سیامان
 بن سلیم اول الذکور ولادت ۹۲۵ھ سریر آرائی ۹۴۴ھ وفات ۹۸۳ھ و ابجد الطالیع ج ۱ ص ۱۰۱
 بیت اللہ الحرام پس مراد بن سلیم بن سیامان است آنکہ در ۹۹۳ھ وفات یافت و در ۹۸۲ھ تخت سلطنت را
 زمین دادہ و در ۱۰۳۱ھ وفات یافت (البدایہ الطالیع ج ۲ ص ۳۱) منتقل التواریخ ۱۱۹۹ھ نیز لے احوال قاضی اسلم ہروی
 دکن تذکرہ علمائے ہند ۴۸۸، از ہمہ تیموریہ ۷۱۴-۷۱۵، حدائق الحنفیہ ۴۱۲، زینت الخواطر ج ۵، رقم ۵۹۰، ابجد العلوم ۹۰۴،

برگزید۔ قاضی از اولاد مولانا خواجہ کوہی [ؒ] است کہ از مشاہیر مشائخ خراسان بود۔ در او اہل سلطنت
 جہانگیری بہ ارادہ تحصیل علم جانب لاہور شتافت۔ و در حلقہ درس شیخ بہلول [ؒ] کہ از صنایع
 علمای آن مکان بود تلمذ نمود۔ و بعد از تکمیل تحصیل بہ مستقر الخلافہ اکبر آباد رفتہ با سیاب محفل جہانگیری
 گردید و بہ واسطہ قرابتی کہ با مولانا میرکلان محدث نور اللہ ضریحہ داشت مورد عنایات سلطانی
 شد۔ و منصب قضاہ کابل تفویض یافت۔ مولانا میرکلان نبیہ [ؒ] مولانا خواجہ کوہی است۔ علم از
 علمای اعیان عصر فرا گرفت۔ و حدیث از میر جمال الدین محدث و سید میرک شاہ سند کرد۔ و سعادت
 زیارت حریم شریفین اندوخت و بسیار سکا از اکابر سلسلہ نقشبندیہ را در یافت۔ و چون
 وار و ہند گشت۔ اکبر شاہ مراسم احترام فوق الحد بجا آورد۔ و برائے تعلیم شاہزادہ سلیم برگزید۔

۱۰ ابن دوی خواجہ محمد سعید خراسانی المعروف بہ میرکلان از اساتذہ علی قاری بود۔
 ۱۱ چشتی صلا ری مرید شاہ بھیکہ چشتی از قوم افغانان بود علوم منقول و معقول از سید عبدالرشید سید عتیق اللہ
 جالندھری حاصل کرد و وضع قلندرانہ داشت تقریباً نو کتب جلد تصنیف فرمود سید عظیم اللہ جالندھری
 ہم در علوم ظاہری شاگرد وی بود در خزینہ ج ۱ ص ۱۶۸ (۱۶۸) ۱۲ محمد سعید الخنفی الخراسانی المعروف بہ میرکلان محدث
 معلم شاہزادہ نور الدین محمد جہانگیر علوم عقیدہ بر بلا عصام الدین ابراہیم بن عرب شاہ اسفرائینی ر ۹۲۳
 حاصل کرد حدیث بر سید نسیم الدین میرک شاہ بن جمال الدین حسینی ہروی سند کرد و ملا علی قاری و شارح
 مشکوٰۃ المتون ^{۱۰۱۰} سید غضنفر بہروالی و علی ^{۱۰۱۱} در علم حدیث از تلامذہ بودند و ۱۰۱۲ در اکبر
 آباد انتقال نمود و فرزندانش تاریخ ذوات است از ذکرہ علمائے ہند ۲۳۰-۲۳۱ حدائق الخفیہ ۳۸۵ ابجد العلوم
 ۹۰۲ و بوستان اخبار ۲۱۹ نزہتہ الخواطر ج ۴ رقم ۵۰۶ ۱۰۱۳ میر جمال الدین نامش عطار اللہ بن فضل اللہ
 الحسینی الشیرازی الملقب بہ جمال حسینی و معروف بہ میر جمال الدین صاحب روضۃ الصفا در وصف وی قصیدہ گفتہ
 از تالیفات وی کتاب روضۃ الاحباب فی سیر النبی ذالآل و الاصحاب کتاب بے نظیر است شاہ عبدالعزیز دہلوی و در
 مجالہ نافعہ گفتہ: اگر نسخہ صحیحہ این کتاب یسر شود از ہمہ کتب یسرتر است مگر شیخ عبداللہ السلطان پوری ر ۹۹۱-۹۹۲
 گفت این کتاب از تالیفات شیخ جمال الدین محدث نیست زیرا نگہ در جزو ثالث این کتاب در وصف علی گفتہ۔
 ہمیں بس بود حق تالی ادب کہ کردند شک در خدائی او۔ و ازین بیت عقیدہ حلول ظاہر میشود میر جمال جملہ علوم و فنون از
 عم خود یاد اخیل الدین حسینی و معاصرین ایشان حاصل کرد و در در سلسلہ شریفیہ در گنبد کے کرد والا مقبرہ خاتقان منصور است
 و در خانقاہ اخلاصیہ بدیس رانادہ انتقال داشتہ رک: روضۃ الصفاء: ۸۱-۸۲ روضات الجنات ۲۹۹-۳۰۰ نوائل
 الرضویہ از عباس قمی ج ۱ ص ۲۴۲ حدائق الخفیہ ۳۶۸-۳۶۹ مقالات الشعراء و جواشی آن سید راشدی ر ۵۳۸-۵۳۹
 ۱۰ نام دوی محمد بن عطار اللہ الحسینی الدشتکی الشیرازی و نسیم الدین لقب المعروف بہ میرک شاہ در علوم حدیث و دیگر
 فنون تلمذ پدرش خود سید جمال الدین محدث است سن ذوات دوی مذکور نیست در رک: روضۃ الصفاء: ۸۳۰

در بیلده لاہور است۔ خلف الصدق او میر محمد زاہد پہلوان میدان تحقیق و پیش رو کو چہ تحقیق
 است۔ وقت طبعش خون از رگ اندیشہ چکانیدہ و لطافت و ہنرش رنگ سخن را بہ مرتبہ پورانی
 علم از پدر بزرگوار و دیگر علماء روزگار اخذ کرد۔ اما بہ قوت ادراک خدا داد قدم از استادان پیش
 گذاشت و رایت فوقیت در مستعدان زمان برافراشت۔ و در رمضان ۱۲۶۴ھ اربع و ستین و
 الف از پیشگاہ صاحب قرآن ثانی شاہ بھجان بہ خدمت واقعہ نویسی دارالملک کابل مامور
 شد۔ و در سال ہشتم جلوس عالمگیری بہ منصب احتساب اردو سے پاوشاہی معزز گردید۔ و بعد
 چندی صدارت کابل تفویض یافت۔ و بہ این تقریب در وطن مالونف گوشہ جمعیتی گرفتہ
 متاع گرانمایہ علم را در چار سوئے عالم رواج می داد و کتب غرابہ خامہ وقت طرازیہ تحریر
 آرد مثل حاشیہ شرح مواقف^۱ و حاشیہ شرح تہذیب علامہ دوانی^۲ و حاشیہ تصور و
 تصدیق بلاقطب الدین رازی^۳ و حاشیہ شرح ہیاکل^۴ از محمد اسلم خان فرزندزادہ میر
 استفسار رفت کہ سال وفات میر چیست۔ گفت سالہ احدی و ما۱۰۰۰ الف مرقد او در کابل است

(۲۵) ملاقطب الدین شہید سہالوی نورالدین مضمحل

امام اساتذہ و مقتدلئے جہا بذہ است بمعادن عقلیات و مخزن نقلیات اصلش
 از شیخ زادہ سہالی من اعمال لکھنواست۔ شیخ زادہ سہالی و وفریق از و انصاری

۱۔ المواقف فی علم الکلام للعلامہ عضد الدین عبدالرحمن بن احمد الایچی القاضی۔ این کتاب بلئے غیاث الدین
 خواجہ ابوالیقا و سید شریف جرجانی ۸۱۶ھ بر این شرح نوشت و این کتاب بہ شرح مواقف مشہور است میرزا
 بر این شرح حاشیہ نگاشت کشف الظنون ج ۲ ص ۵۶۱ و رک حاشیہ ص ۵ ص ۸۴۸ (۲) ۱۲۰۰ تہذیب المنطق
 و الکلام للعلامہ سعد الدین سعید بن عمر التفتازانی المتوفی ۷۹۲ھ ابن مسن لغایت مختصر بود حصہ منطق وی حسن و
 مشہور و تر بود علامہ جلال دقانی ۹۰۴ھ بر این حصہ شرح نوشتہ و بر این شرح متعدد علماء حواشی تعلیق کردہ مجملہ
 آن حاشیہ میرزا پوراست ۱۲۰۰ھ قطب الدین محمد بن محمد رازی المعروف بہ تختانی از مشاہیر و زمان خود بود و ایقنا
 و حاشی کتب فنون از و معروف اند مجملہ آن رسالہ تصور و تصدیق است میرزا پور بر آن حاشیہ نوشت :
 ۱۲۰۰ھ نام کتاب ہیاکل النور است کہ تالیف شیخ شہاب الدین یحیی بن حبش السہروردی المتوفی ۷۸۵ھ است
 بر این کتاب مولانا جلال الدین دقانی ۹۰۴ھ شرح نوشتہ میرزا پور بر وی بر این شرح حواشی نوشتہ و رک
 کشف الظنون ج ۲ : ۱۲۰

و عثمانی ریاست شہر و زمینداری آنجا تعلق بہ ہر دو فریق دارو۔ ملاقطب الدین از شیخ زادہ و انصاری است۔ کسب کمال بہ خدمت ملا شیخ و انیال جو راسی از تلامذہ ملا عبدالسلام دیوہ و قاضی گھاسی منوڈ و دست بیعت بہ قاضی گھاسی و او قاضی گھاسی عمدہ تلامذہ و اگل خلفاء شیخ محب التمالہ آبادی بود۔ ملاقطب الدین عمر با انجن درس آراست۔ و جہان جہان ارباب تحصیل را بہ پایہ تکمیل رساند۔ و امروز سلسلہ استفادہ اکثر علماء کشور ہندوستان بہ او منتہی می شود۔ شیخ زادہ لائے عثمانی از جہت نزاع شرکت زمینداری با شیخ اسد اللہ خان زادہ ساکن پنتی پور کہ از سہالی پنج کردہ است اتفاق کردہ بر ملا شیخون آوردند۔ و این چنین عالم عدیم المثل را تشریت فنا چشانیدند۔ ملا بر شرح عقائد علامہ دوانی حاشیہ دقتی تعلیق کردہ بود وقتہ جو بیان وقت شیخون خانہ ملا آتش زدند۔ حاشیہ مذکور در ضمن اثبات ہلبیت طعمہ آتش پیدا و گردید۔ شہادت ملا در سالہ ثلث و ماتہ و الف واقع شد۔ شیعہ مصرع تاریخی در بحر خفیف یافتہ کہ در ان ترکیب تو صیفی قطح می شد لہذا فقیر مصرع را در وزن رباعی بردہ ۳ مصرع دیگر ساخت کہ ۵

علامہ بکر زاخرد فضل و ہنر در دامن ارباب طلب ریخت گہر
دل خون شد و تاریخ و فالتش فرمود قطب عالم شدہ شہید اکبر

۱۔ الحنفی العمری نسب او بہ شیخ زین الدین علی الاودی (۱۸۰۰ھ) ابن اخت الشیخ نصیر الدین محمود والاودی ثم الدہلوی تلمیذ مفتی عبدالسلام دیوہی (۱۰۲۹ھ) و مرید شیخ سخی حفید شیخ نظام الدین امینٹھوی (۱۸۱۰-۶۹ھ) و شیخ قطب الدین محمد سہالوی از تلامذہ دی است ذر ہتہ الخواطر ج ۵ رقم ۲۲۲: ۲۷ رک و رقم ۲۴ ذکر فی تلامذہ ۳۷ شیخ صدر الدین بن قاضی داؤد حشتی الہ آبادی المعروف بہ قاضی گھاسی المتوفی فی عہد عالمگیر ۱۰۱۷ھ و انشمنہ متجزا مشاہیر علمائے صوفیہ و در علوم ظاہر و باطن مرخیل امثال و اقراں خود بود و نسبش او بوساطت شیخ فرید شاہ گنج بخت عمر بمونڈ خرقہ خلافت از شیخ ابوسعید گنگوہی (۱۰۲۹ھ) حاصل فرمود و بلقب شیخ کبیر مشہور شد و حضرت ایشان از اکابر مشاہیر اقوال ابن عربی بودند مثل ابن عربی بروی نیز عاماد جرح و مدح کردہ اند صاحب تصانیف مشہور است از ان جملہ شرح خصیصہ عربی و فارسی و رسالہ تسویہ مشہور اند و رسالہ آن آفتاب عالم تاب در پردہ عدم متبادری گشت قاضی گھاسی الہ آبادی و صدر الدین بن قاضی داؤد بوسید کبیر قندجی از ارشد تلامذہ و خلفاء دی بودند رک: تذکرہ علمائے ہند ۷۱ از ہتہ الخواطر ج ۵ رقم ۲۲۲: ۲۷
گہ دوانی بر عقائد مفیدہ شرح نوشت و ملا بر آن شرح حاشیہ است: ۵

(۲۶) مولوی سید قطب الدین شمس آبادی نور اللہ مرقدہ

اصلش از سادات ایتی من مضافات اودھ است۔ از وطن خود نقل کرده شمس آباد
را مشرق اندر ساخت شمس آباد از توابع قنوج است سید علامہ تحریر و فہامہ بی نظیر
بود لہذا از فضلہ عصر نمود۔ آخر در حوزہ درس ملاقطب الدین شہید سہالوی در آمد و قسطی از علوم
فرا گرفت۔ و فاتحہ فرارغ خواند۔ و در شمس آباد مسند افادہ گستر و۔ و جم غفیر را با فاضلہ دانش و پیش
مرتبہ کمال و تکمیل کرامت نمود۔ ملاقطب الدین شہید می فرمود کہے کہ خواہد مغز سخن را در بیاید
سید قطب الدین را در اک نماید قریب ہفتاد سال عمر یافت و در ۱۲۱۱ھ احدی و عشرین
و مائتہ و الف ورق حیات گزیداند۔

(۲۷) قاضی محب اللہ بہاری

بحرے است از علوم و بدرے است بین النجوم مولدش محب علی پور از لواحق صوبہ بہار
در عنقوان شباب دیار پورب را سیاحت کرد و کتب ادائل و واسطہ جا بجا تحصیل نمود
انجام کار خود را در حلقہ درس سید قطب الدین شمس آبادی رسانید و بہر ہمونی این قطب الا
درجات کمال را طے کرد و بعد از تجلی بہ زیور فضائل بار سفر جانب دکن بر لبست و در بار گاہ غلہ
مکان راہ یافتہ بہ منصب قضا بلکہ لکھنؤ اعزاز اندوخت۔ بعد چندے معزول شد باز عنان
بہ ملک دکن منصرف ساخت۔ و بہ تفویض قضا رحیدر آباد سبج اتمیاز بدست آورد۔ ناگاہ
بہ علتی معاتب و معزول گشتہ خارجہ کشتید آخر بہ شفاعت بعضے عمدہ ہا تقصیر عفو شد۔ و بہ
تفویض معالی شاہزادہ رفیع القدر بن شاہ عالم نامور کہن بہی پذیرفت۔ و چون شاہ عالم را
حکومت صوبہ کابل از پیشگاہ خلافت مقرر گشت در رکاب شاہزادہ بہ کابل رفت و چون
غلہ مکان را بہت عزیزست بہ کشور جاودانی افراشت۔ و شاہ عالم با عسا کر منصورہ از کابل متوجہ

شہرک، رقم ۲۵ ذکر فضلہ اللہ المذکور حالاً در رقم ۲۶

ہندوستان گردید اختر طالع قاضی محب اللہ عروج عظیم کرد و پھر محنت منصبی بلند و
 صداقت مجموعہ ممالک ہندوستان و خطاب قاضی خان سرایہ مباحث بدست آورد۔ اما عمر
 و تازہ کرد و شاہ عالم بہ اکبر آباد رسیدہ بود کہ قاضی از منصب حیات معزول گشت فی ۱۱۹۱ھ
 تسعة عشر و مائتہ و الف نتیجہ طبع و قاضی سلم العلوم در منطق و مسلم الثبوت در اصول فقہ و رسالہ جوہر
 فرد و مسئلہ جز لای تجزی امر و دست گردان علما است۔

بعد از وفات شاہ عالم بہادر شاہ در ۱۱۲۲ھ ہجرت عظیم در لاہور میان پسران او واقع شد یعنی جہان شاہ
 رفیع الشان و جہان شاہ با اتفاق امیر الامراء ذوالفقار خاں یک طرف شدہ بر سر عظیم الشان کہ خود مالک تخت
 شمرده آمدہ شروع محاربه نمودند چون عظیم الشان کشتہ شد تخت و خزانہ بدست جہان شاہ افتاد بعد معز الدین
 جہان شاہ تعاون امیر الامراء و رفیع الشان جہان شاہ مع پسرش فرخندہ اختر شہید ساخت و بے مزاجت
 فرستہ در ۱۱۲۲ھ در لاہور بر تخت سلطنت نشست در مفتاح التواریخ (۲۹۹) ۱۲ھ از کتب متداولہ است
 در علم منطق کہ مؤلف بر این متن نثر نموده و بعضی حل معضلات کہ در شرح مطالع و غیرہ مذکور اند انہما را بنفس خود نسبت
 داده شارحین را در شکل انداختہ فی الجملہ متن مختصر و جامع است علماء فن بر این کتاب شروع نوشتہ اسامی خود
 زندہ داشتہ اند یکے شرح ملامت حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ است کہ وی بر مسلم الثبوت تالیف کردی الاحکام نیز شرح
 نوشتہ تاریخ ذلت بلاہ و ریافت رسیدہ دوم شرح قاضی مبارک گوپامونی بن شیخ محمد ائمہ (۱۶۲ھ) کہ این شرح
 بر منطقیت او شاہد دل است سوم شرح ملامت ولد حکیم شکر اللہ ندوی (۱۲۰ھ) است بہ تصدیقات کہ
 معروف بجمہ اللہ است چہام شرح ملامت حسین است پنجم شرح بحر العلوم است بر مسلم و مسلم نایں ہمہ شرح مقبول و
 متعارف اند و علماء بر آہن حواشی نوشتہ اند و ثقافت الہند (۲۵۵-۲۶۰) ۱۳ھ مسلم الثبوت در اصول فقہ، این ہم
 متن متین است بر آن نیز علماء شروع و حواشی نوشتہ اند از انجمن نواح الرجموت فی شرح مسلم الثبوت علامہ عبد العلی
 بن نظام الدین سہالوی در ۱۲۲۵ھ و نفائس الملکوت للمولوی ولی اللہ بن حبیب اللہ الکھنوی بہ شرح علم المسلم
 للمولوی حسین بن حبیب اللہ الکھنوی و شرح علیہ للشیخ احمد عبد الحق الکھنوی و کشف البصیر شرح المسلم للقاضی شیر الدین
 القنوجی و شرح للشیخ عبد الحق بن فضل حق الخیر آبادی در کتاب ثقافت الہند ص ۱۲۶
 ۱۳ھ سید علی الکھنوی در ثقافت الہند نیز این رسالہ ذکر کردہ (ص ۲۶۵) نیز رسالہ مقالہ عامۃ الورد و
 کتاب افادات و منہیات بر رسم تذکرہ علماء ہند ص ۱۱۶

(۲۸) حافظان اللہ

بن نور اللہ بن حسین بناری از حفاظ قرآن و از فحول علماء ہندوستان است و در معقول و منقول کوس شہرت می نواخت۔ و در علم اصول فقہ علم اقیانوس می نواخت تفسیر درین علم تصنیف نموده و بہ مفسر موسوم ساخته و خود شرح آن نوشتہ محکم الاصول نام گذاشتہ و بر تفسیر بیضاوی و عہدی و تلویح و حاشیہ قدیم و شرح مواقف و شرح حکمت العین و شرح عقائد ملاحلال و دوانی و غیرہ خواشی دارد و حاشیہ بر رشیدیہ مناظرہ نوشتہ و ابجاث باقیہ را در نموده و صحاکہ در مسئلہ حدیث دہری کہ محقق جوہوری ملاحظہ فرماید مسئلہ بامیر باقر استرآبادی معارض است در سبک تحریر کشیدہ و او چندی از خدمتگاران بہ منصب صدارت بلدہ لکھنؤ مامور بود۔ مشارالہ بہ تقریب صدارت وقاضی محب اللہ صاحب سلم بہ تقریب قضا در ان بلدہ قاخرہ مجتمع بودند باہم طریق مباحثہ علمی مسلوک می داشتند در آخر ایام حیات از شاہ بہمان آبادواند الہ آباد شد و از خدمت والائے شیخ محمد یحیی المدعو بہ شیخ خوب اللہ آبادی قدس سرہ کہ احوال

۱۰ قاضی محب اللہ بہاری در سام الثبوت بر محکم الاصول اعتراضات کردہ و بوجہ ضعف این کتاب را بیان نموده
 ۱۱ التلویح علی التوضیح فی الاصول للتفتان زانی
 ۱۲ شرح موقف سید شریف جرجانی المتونی ۱۱۶۷ھ و بہ اذن شروہ و علیہ حاشیہ للشیخ المزبور
 ۱۳ در علم مناظرہ از شیخ عبدالرشید المدنی فیہ خمس المجلدین جزیری ۱۱۳۳ھ رک ۵۵ رقم ۲۰ ذکر فضلار ۱۱۲۵ھ میر محمد باقر و اما و الشیخ استر
 آبادی ثم الاصبہانی خلف سید شمس الدین محمد و اما و پدرش بہ و تخر شیخ علی اعلی عقد کردہ بہ و اما و اشہار یافت بود و کات
 البہار العالمی تالیف ریاست علماء و بلاد عجم با و مفوض شد و در ۱۲۰۴ھ بہ نجف الشرف وفات یافت بتالیفات کثیرہ
 دارد من جملہ آنها الاقن البعہ مشہور تر است برائے فہرست تالیف درک ہدیہ العارفین ج ۲ ص ۲۶۶-۲۶۷
 ایضاً برائے احوال رک مفتاح التوارخ ۲۳۸ ص المزبور ۲۷۵ بر روزا و حقیقی و اما و سجادہ لشیخ محمد افضل
 الہ آبادی و اللہ است در ۱۱۴۲ھ در جوار رحمت اسود آیت کریمہ بقدر رضی تارخ است شیخ یحیی کتب و رسال تصنیف
 کرد من جملہ آنها و فیات الاعلام بہ منط النجات الانس ماجامی و چہار مجلد مکتوبات و راہلہ حقیقت تصوف و اغاثۃ الفکر
 فی شرح خلاصیات البخاری و شرح رسالہ لیکہ حاشیہ دستور البندی و صرف مشہور و معروف اندر تذکرہ علمائے ہند ۵۰۵
 مفتاح التوارخ ۲۳۱ نور العارفین ۲۶۶-۲۶۷

ایشان بہ تقریب ترجمہ نامہ در مجلد ثانی مذکور می شود استفادہ طریقیہ از منقہ نقشبندیہ نمود و بان مشغولی و بنید بعد ظہور اثر معبود این طایفہ علیہ حضرت شیخ فرمودند کہ ظاہر البعد اختتامی کہ سید سندر با خواجہ علاء الدین عطار ^{علہ} عطر مرقدہ اتفاق افتاد این قسم اجتماع نہ شدہ باشد لکن شہما از سید درین طریق راجح اید و من در جنب خواجہ رتبه ندارم حافظ امان اللہ تو اضع کرد کہ شما قدم بہ قدم خواجہ اید و من با سید مناسبت ندارم عنقریب بہمان ایام در بخارس کہ مقسط الراس اوست انتقال کرد و کان ذلک فی ۱۳۳۳ تہذیب و مائتہ و الف و ہا ہجاء فلن گردید -

(۲۹) شیخ غلام نقشبند لکھنوی قدس سرہ

علامہ ایست جامع عجائب و غرائب علوم و خدایسی است خازن اسرار معلوم و مکتوم آبا کریم آن جناب متوطن قصبہ کہوسی تابع بلدہ جون پور و از عطار آن مکان اند پدید بزرگوار او شیخ عطار اللہ بہ اشارہ روحانیت شاہ نقشبند قدس سرہ غلام نقشبند نام گذاشت۔ آن جناب از ابتدا تا انتہا و ظل تربیت میر محمد شفیع قدس سرہ کہ ہمہ نزد شیخ عطار اللہ و والد شیخ غلام نقشبند تلمذ کردہ بود جا گرفت۔ و بہمت بہ احراز فضائل صرف کردہ در سن ہزودہ سالگی منتہی الجموع فنون کمال گردید و سن بسبت و یک سالگی تیمنا قدرے نزد شیخ اشخ خود شیخ پیر محمد لکھنوی قدس سرہ خواندہ رسم

۱۵ رک : سرز آزاد ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۵۲ سید سندر - خواجہ سید شریف جرجانی (۱۲۵۰-۱۲۷۵) از جملہ منتظران و مقبولان خواجہ علاء الدین عطار است بعد از بیعت حالات بخودی و استغراق چنان بردی غالب شد کہ از خود ہم خبر نہ داشت و سید جرجانی گفتہ : تا من بصحبت زین علی لا از سیدم از رفض ز رستم و تا بصحبت عطار نہ پیستم خدای را نشناختم درک : خزینہ ج ۱ ص ۶۲ و تقصار ۵۸، خواجہ علاء الدین عطار نام وی محمد بن البھاسی است قصہ عقودی با دختر شاہ بہاؤ الدین نقشبند معروف است در ۸۱۲ رحلت نمود درک : خزینہ الاصفیاء ج ۱ ص ۵۵۱-۵۵۳، شیخ عطار اللہ مکتوری بن محمد شریف بن تاج محمود المیسینی المداری از مشایخ مشہور دینمان خود بود علوم شریف از شیخ پیر محمد سلونی در ۹۹۶-۹۹۷ سالہا اخذ کرد و خرقہ دار بہ از پدر خود پوشید بعد از وفات یافت در زمعتہ الخواطر ج ۶ رقم ۳۵۰-۳۵۱ بن اولیاء جوہیری نم لکھنوی۔ دانشمندے بود بعلم ظاہری و باطنی صاحب التصانیف الرائفہ و التالیفات الفائقہ کتب درسیہ بر قاضی عبدالقادر عمری لکھنوی و بیعت طریقت بردست عبداللہ السیاح و کئی چستی داد۔ کتاب منازل اربعہ در سلوک، سراج الکلمتہ حاشیہ شرح ہدایتہ الکلمتہ صدر الفیاضی و حاشیہ ہدایتہ دفعہ الفتاوی الفقیہیہ غیرہ رسائل از ویادگار اند۔ شیخ المزیو در ۱۰۸۰ وفات یافت زیر بہت الخواطر ج ۶ رقم ۱۳۸ مذکور علمائے ہندیم ۳۵۰-۳۵۱ خزینہ الاصفیاء ج ۱ ص ۴۸۲-۴۸۳

فاتحہ بجا آورد۔ فرمود در ابتدا تحصیل شیعہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم کہ تکلمہ با من
پیش جامہ مراد بست مبارک دامی کنند۔ در عین خواب تعبیر الہام شد کہ کہ ابواب علم بر من کشایند
و شرح صد می فرمایند۔ محل اقامت میر محمد شفیع شاہ بھمان آباد بود۔ و تکیہ ایشان در آن مصر
جامع مشہور است۔ شیخ غلام نقشبند بلوچے زیارت میر قدس سرہ ہم در ایام حیات و ہم بعد از ممات
او بہ شاہ بھمان آباد می رفت و کسب برکات می نمود۔ چون شیخ پیر محمد قدس سرہ ازین عالم رحلت
کرد جمیع خلفاء ارادت مندان بر سجادہ نشینی میر محمد شفیع قدس سرہ اتفاق کردند و سجادہ را بہ انتظار
قدم میر معطل داشتند تا آنکہ میر بہ لکھنؤ رسید و بہ خاطر آورد کہ شیخ غلام نقشبند را بر سجادہ
باید نشانند و برائے جلوس اوروزے مقرر فرمود و مانی الضمیر یا احد سے تا بہ حد سے کہ با شیخ غلام
نقشبند ہم ظاہر نہ کرد الہامی و موالی شہر در روز موعود فراہم آمدند و مرزا شیخ محفل عظیمی العقایدانت۔
میر محمد شفیع بر خاست و سجادہ پیش صف اکابر فرس کرد و دست شیخ غلام نقشبند گرفتہ بر سجادہ نشاند
و خود در قدم افتاد۔ حضار محفل وضع و شریف تبعیت میر کردند۔ و سر در قدم گذاشتند قدر و منزلت
شیخ غلام نقشبند ازہیجا توان دریافت کہ حضرت میر اورا شائستہ خلافت دیدہ بجائے پیر نشاند
و آداب مریدانہ بجا آوردہ فی الواقع شیخ غلام نقشبند سجادہ را رونق دیگر داد و مرجع طلاب ظاہری
و باطنی گردید۔ و جہانے را بہین تربیت از کمالات جہتیں گران مایہ ساخت سلسلہ اکثر فضلا
عصر بہ اینجناب منتہی می شود۔ شاہ عالم بہادر شاہ ایشان را الکلیف ملاقات کرد۔ اعزاز و اکرام
پیش از حد بہ تقدیم رساند مزاج اقدس ہمہ مصروف حفظ شریعت بود و بروفق الحجب لدد و
البتعض بعد چون از کسے امرے تا ملایم شروع سری زوغبار سخت بردا من خاطر والامی نشست
و اگر آن کس توفیق توبہ می یافت زیادہ تر از سابق مورد الطائف می گردید۔

نقل است کہ روزے قلند سے از فرقہ بے قیدان در مجلس شیخ وارد شد۔ شیخ از مشاہدہ بعضے

۱۵ میر از ذریعہ محمد عالم انوار الخوانی (۱۱۳۸ھ) بود و ولادت و نشأت بمدینہ لاہور پذیرفت و تربیت از شیخ پیر محمد
لکھنوی یافت در سن ۱۱۵۰ھ وفات یافت پاک نجد اپریست "تاریخ وفات است از ہمتہ الخواطر ۶۶
رقم ۵۹۰ : ۱۱۵۰ھ قطب الدین شاہ عالم بہادر شاہ خلف دویم عالمگیر بادشاہ غازی المتولد ۱۰۵۳ھ
جلوس ۱۱۱۹ھ وفات ۱۱۲۲ھ۔

اوضاع خلاف شرح برآشفقت و فرمود این طائفہ را نہ دیدار خدا میسر می شود و نہ شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم: قلندری گفت یا شیخ باش ما ہم دیدار خدا میسر می شود و ہم شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و شمار بیچ نہ خواهد شد۔ شیخ پرسید چرا؟ گفت شمار خود مدتہ العمر پیرا من گناہ نہ کرویدہ اید و فرا بے مواخذہ شمار داخل بہشت می کنند۔ و ما خود غرق گناہیم فردا ما را در حضور رب العزتہ تعالیٰ نشانہ می برند۔ و حضرت رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بہ شفاعت ما مشتق عاصیان قدم رنج می فرمایند۔ شیخ را ازین کلام رفتہ دست داد۔ و چہ خوب می گوید صاحب بروہ

لعل رحمة ربي حين يقسمها تاتي على حسب العصيان في القسم

مناسب این نقل فقیراً واقعہ عجیبہ مشاہدہ افتاد۔ در ایام اقامت مدینہ منورہ موافق غرہ شعبان ۱۵۱۱ھ احدی و خمیس و ماہہ و الف بہ اتفاق چندے از آفاقیان قصد زیارت قبا کریم۔ و یہ سیرستان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفتیم۔ این بستانی است در قبا مشہور کہ آن را بستان قویم نیز گویند بہ ضم قاف و فتح واو و در جماعت قلندری بود از ما و راہ النہر شخصے دید کہ قلندری نوشتہ تلکے غورہ و زردیدہ و زردیل خوب پنهان کر وہ آن شخص یاران را از خیانت قلندری آگاہ ساخت۔ یاران زبان ملامت در از کردند کہ سرتہ ہمہ جا مذموم است بیما و چنین مقام شریف لطیف۔ چون از ہر جانب قلندری را ہدف ناوک طعن ساختند قلندری گفت یاران شما خود عاقل آید۔ می دانید کہ این خوشہ خام قابل تناول نیست اما مراد ارتکاب این فعل مقتدی است گویند اگر کہے مال شخصے را خیانت کند۔ در دیوان قیامت مالک و خائن را یک جا کنند۔ من مروی ام سرتا پان غرق معاصی۔ روسے و راہے نہ وارم کہ فردا در جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم باریب قوم۔ خوشہ از باغ حضرت زردیدہ ام کہ شاید بہ تقاضائے این خوشہ مراد جناب حضرت برزد۔ و بہ

۱۵ ابو عبد اللہ شرف الدین محمد بن سعید رشتی (۶۰۸-۶۹۵) ابن عماد البوصیدی۔ این قصیدہ مشتعل بہ یکصد و شصت و پنج بیت است بوییری و دین قصیدہ معارضہ کرد قصیدہ بانس سعادت لاکہ این در اصل مشہور برودہ است و کائل آن کعب بن زہیر است بوییری و آخر قصیدہ خود چند اشعار گفتہ مشتعل بردما و مناجات و این بیت در آخر قصیدہ رقم ۱۵۸ است و قبیلہ :-

یا نفس لا تقنطی من زلۃ عظمت ان الکبائر فی الغفران کاللمہ

خاصہ از مشاہیر بزرگان اہمیتی من توابع لکھنؤ است۔ و نسبش بہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منتہی می شود۔ مولد و منشا ملا جیون اہمیتی است۔ حامل کلام الہی و وراثت عقلی و نقلی بجز لامناہی بود۔ آواز حال بہ ارادہ کسب علم و رقصبات پورب گردید۔ و از فضلا و عصر استفادہ نمود۔ و فاتحہ فارغ از ملا لطف اللہ کوروی گرفت۔ آخر کشش طالع اورا بہ خدمت مکان رسانید و سلطان بہ خدمت او تلمذ کرد۔ ملا سادہ وضع و از تکلفات رسمی بیگانہ بود۔ باوشاہ با اوجن وطنی داشت۔ و اعزاز و احترام فراوان می کرد۔ و ہم چنین شاہ عالم بہ اورشاہ نسبت سینہ پد عمل می نمود و لوازم تکریم فوق الحد بجامی آورد۔ ملا حافظ خیلے بلن داشت عبارت کتب و رسمی ہفتہ صفحہ ورق و ورق از برمی خواند۔ و قصیدہ طولانی را بہ یک شنیدن یا می گرفت سعادت زیارت حرمین شریفین زاد ہما اللہ شہ افہ اندوخت۔ و ایام زندگانی بہ شغل درس و تحریر تصانیف صرف ساخت۔ و قاتلش در ۱۳۱۳ھ بماتہ الف در دارالخطانہ شاہ بجان آباد اتفاق افتاد۔ نعش اورا بہ اہمیتی بردہ دفن ساختند۔ از مصنفات اوست تفسیر آیاتی کہ مستنبط مسائل فقہی است۔ مسمی بہ تفسیر احمدی و نور الانوار شرح منار

راصول فقہ :

۱۳۱) سید سعد الدین سید غلام محمد سلونی قدس سرہ

مجدد قول سلونی و کواکب فلک سلونی است۔ ولادت او در قصبہ سلون از مضافات الہ آباد واقع شد۔ ہما نجا نشوونمایافتہ۔ و او دختر زاوہ شیخ پیر محمد سلونی است کہ

لہ از فحول علماء بود و اخذ علوم از شیخ جمال اولیاء الحشتی الگوردی در ۱۰۳۳ھ (۱۶۲۰م) کرد شیخ احمد بن ابی سعید اہمیتومی الزبور و قاضی علیم اللہ الچندوی در ۱۰۳۳ھ (۱۶۲۰م) از تلامذہ وی بودہ و زمرہ الخواطر ج ۵ رقم ۵۳۵) لہ یا تفسیرات احمدیہ۔ لہ منار الانوار من تبین است و اصول فقہ از شیخ ابوالبرکات نسفی شاہ صوبہ آن من لائزہ شرح نوشتہ و آن شرح از متداولات است و در تقریحات تعصب مترشح بہ لہ بن عبد البنی بن ابی الفتح بن الہداد بن من اللہ بن بہار الدین العمری الجونپوری ثم السلونی۔ از مشاہیر مشائخ بود و ولادت وی در ۱۰۹۶ھ و وفات ۱۰۹۹ھ است تلمیذ و خلیفہ در طریقت شیخ عبد الکریم بن سلطان مانک پوری در ۱۰۵۶ھ بود جمیع عمر در اشاد و تلقین و تدیس صرف کرد و زمرہ الخواطر ج ۵ رقم ۱۱۳:

از کبار اولیا بودہ۔ ولست و دوم محرم ۱۰۹۹ تسبیح و تسبیح و الف بہ عالم قدس خرامیدہ مستقبلاً
او مشہور عالم است۔

سید سعد اللہ در صغیرین بہ اکتساب علم موفق گشت۔ و در فرصت قلیل مسافت
طلب طے کرد۔ و در عین شباب مسند تدریس آراست و پہلو بہ مدرسین کہن سال زد
و تصانیف فرا پر داخت۔ خاصہ در علم حقائق و حکمت و معقولات تحریرات علیا جلوہ پیرا خست۔
مرید پدر بزرگوار خود است۔ و او مرید حجابی و او مرید صوفی فیروز و او مرید سید و جیمہ الدین
علوی احمد آبادی قدس اللہ اسرارہم۔ سید سعادت زیارت حریم شریفین اندوخت۔
و چندی در ام القریٰ طرح اقامت ریخت۔ و قبولے عظیم یافت اکابر و اصاغر بقلع مقدسہ
سرشتہ اعتقاد بدست آوردند۔ و فنون ظاہر و طریق باطن اخذ کردند۔ شیخ عبداللہ البصری
الملکی قدس سرہ المتوفی ۱۳۱۱ھ اربع و ثلاثین و مائتہ و الف کہ اعلم علما زمان و ہا لاتفاق استاد
جہان بیان است و الیوم سلسلہ اجازت اکثر علما عرب و عجم بہ او می رسد۔ طریقہ علیہ قادر بہ
از خدمت پیدا خذ کرد و فرزندار جہندش شیخ سالم رسالہ اجازت والد ماجد جمع کردہ است
در انجامی نویسد۔

«مشایخ فی الطریق و اساتذہ فی ارشاد و التعقیق جملہ اجلار منهم العلامة المحقق بالسید سعد اللہ

الہندی عن السید عبدالشکور عن شاہ مسعود الاسفرائینی عن الشیخ علی الحسینی عن الشیخ

جعفر احمد الحسینی عن الشیخ ابراہیم الحسینی عن الشیخ عبداللہ الحسینی عن الشیخ عبداللہ الحسینی

عن الشیخ عبدالرزاق عن سیدنا عبدالقادر ماجیلانی قدس اللہ اسرارہم۔

سید سعد اللہ بعد معاودت از حریم شریفین در بند مبارک سورت بار اقامت گشاو

و مرجع و معتقد فیہ عالمیان گشت۔ غلہ مکان احصا و اعتقاد عظیم داشت۔ رحلت سید سبیت

و ہفتم جمادی الاولیٰ ۱۳۸۱ھ ثلاثین و مائتہ و الف واقع شد۔ آرامگاہ بندر سورت۔

لہ من جملہ آن حاشیہ بر حکمت و رسالہ کشف الحق و رسالہ چہل بیت قمی و رسالہ ثبوت مذہب

شعیہ و رسالہ تحفۃ الرسول و حاشیہ میں الوصول و آداب البحت و منطق و خواشی بر حاشیہ قدیم و

جدیدہ و غیرہ تصانیف عالیہ و اسفند ۱۲۷۶ھ نزد مکان خود در مغسل مراد فنون شد و مقالات الشعراء

۱۲۷۶-۱۲۷۳) ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

سلسلہ اجازت

شیخ عبداللہ البصری المکی (۱۱۳۲ھ)
قا

سیدنا شیخ عبدالقادر الجیلانی

| |
|--------------------------|
| الشیخ عبدالقادر الجیلانی |
| الشیخ عبدالرزاق |
| الشیخ عبداللہ الحینی |
| الشیخ عبید اللہ الحینی |
| الشیخ ابراہیم الحینی |
| الشیخ جعفر احمد الحینی |
| الشیخ علی الحینی |
| الشاہ مسعود الاسفرائینی |
| السید عبدالشکر |
| السید عبداللہ |
| الشیخ عبداللہ البصری |

۳۳) مولانا نور الدین نور اللہ ضریحہ

بن شیخ محمد صالح احمد آبادی علامہ زمانہ یگانہ اقران است۔ در عین عصر مثل اولی کم گذشتہ۔ نزد ملا احمد سلیمانی احمد آبادی و ملا فرید الدین احمد آبادی شہساز گرد و مہر آمداریاب دانش گردید۔ در سال ۱۳۳۰ هجری واریعین و ماتہ و الف شرف زیارت حرمین شریفین دریافت و سال دیگر مراجعت نمود۔ و بہ خدمت محبوب عالم احمد آبادی ملقب بہ شاہ عالم ثانی قدس سرہ جمعیت کرد و خلافت خالوادہ حاصل نمود۔ و مدرسہ خالقہ رفیع البیانی تعمیر کرد۔ و از ابتداء تحصیل تا انتہاء عمر بہ تدریس و تصنیف پرداخت و عالمی را بہ تبحر رساند و زیادہ بر یک صد و پنجاہ تصنیف صغیر و کبیر در سلک تحریر کشیدہ مثل تفسیر کلام اللہ مختصر و تفسیر نورانی فی السبع المثانی دوازده ہزار بیت و تفسیر ربانی بر سورۃ البقرہ سی ہزار بیت۔ و حاشیہ بر اواکل

۱۰ بن مولانا سلیمان مزبور دارو احمد آبادی گجرات گردید و از خدمت شیخ عبدالحق دہلوی و ۱۰۵۲ھ کسب فیوض نمود و فاضل متبحر گشت پسرش مولانا احمد یگانہ سعید کار بود در علم و دست رس داشت و در اکثر عظیم تصانیف نازدہ دارد و علم معقول بدیاری گجرات از دواج یافته مجلد مصنفاتش فیوض القدس نام کتابے است و در علم کلام اکثر تحصیل و بی پیش مولانا محمد شہ رفیع در ۱۰۵۰ھ شرح مواقف و اکثر علوم عقلیہ از مولانا ولی محمد خان نور گجراتی و تصوف از میان شیخ فرید اخذ کرد۔ در ریاضی پیش امیر قبا و بدشی مخاطب بہ دیانت خان و ۱۰۵۳ھ گذرانید۔ بعضی علم از مولانا مولانا سلیمان گرفتہ در ۱۰۵۵ھ بعالم قدس شتافتہ مولانا نور الدین گجراتی تاریخ وفات وی عین مصر یافتہ شمع کہ بود بہ انجمن علم گل شد و تذکرہ علمائے ہند ۱۲-۱۳-۱۴ھ الحنفی گجراتی در معقول و منقول از مشاہیر علماء ہند ۱۰۵۵ھ الخواصر ۵۰۵ رقم ۵۰۵ھ الشیخ العالم الفقیہ محمد بن سید جعفر بدر عالم بن سید جلال مقصود عالم بن محمد الحسینی البخاری ابوالجہد محبوب عالم گجراتی ر ۱۰۵۵ھ (۱۰۵۵ھ) جاوہر خدایلی وادہ کتاب علمی در جبلت وی بود از مشائخ و علمائے صوفیہ احمد آبادی گجرات است تصانیف کثیرہ دارد از انجملہ و تفسیر یکے فارسی بروایت اہل بیت و دوم عربی بطور جلالین و زینت النکاتہ شرح مشکوٰۃ علامہ تدریس و مطالعہ کتب علیہ بے عبادت و تہاد و یا اختیارے کرد و تذکرہ علمائے ہند ۱۴-۱۵-۱۶ھ الخواطر ۶۶ رقم ۶۶ھ والدی سید جعفر و ۱۰۵۵ھ وفات یافت کتاب روغرات شامی از وی یادگار است و تذکرہ علمائے ہند ۱۴-۱۵ھ

تفسیر بیضاوی و نوبل القاری تشریح صحیح البخاری و حاشیہ قومیہ بر حاشیہ قدیمیہ و حاشیہ تشریح
 موافقہ و حل معاقد حاشیہ تشریح مقاصد و حاشیہ تشریح مطالعہ و حاشیہ تلویح و حاشیہ
 عضدی و معول حاشیہ مطول و حاشیہ تشریح وقایہ و حاشیہ تشریح ملا و حاشیہ منہل
 و حاشیہ شمسیہ منطق و تشریح تہذیب المنطق لکن کہ ادق تصانیف اوست و طریق الامم تشریح

۱۔ موافقہ فی علم الکلام۔ علامہ عبدالدین عبدالرحمن بن احمد الایچی القاضی۔ وی این تالیف برائے غیاث
 الدین وزیر خدابندہ کرد و سید شریف علی بن محمد جانی سلسلہ ۸۱۶ھ بر این شرح نوشت۔ مولانا مزبور برین شرح
 حاشیہ نوشت رکشف الظنون ۲: ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ مقاصد الطالبین فی علم اصول الدین للسعد تفتازانی و از مؤلف
 بدان شرح است و این کتاب معروف بہ شرح مقاصد است۔ مؤلف من را بدستش مقاصد ترتیب داده و در ۸۲۴ھ
 زرافت یافت و برین شرح مغالطہ عامہ الموعوم بہ الجذر الاسم مشہور است رکشف الظنون ج ۳ ص ۹۲ (مولانا المزبور
 این شرح حاشیہ نوشت ۱۲ ۱۳ نام کتاب مطالع الانوار است و در فن منطق و حکمت) آنکہ تالیف قاضی
 مزاج الدین محمود بن ابی بکر الاروی المتوفی ۶۸۹ھ است فضلہ من این کتاب را بہ تدریس و بحث اعتقاد کرده اند و
 این کتاب بر دو طرف مرتب است طرف اول در منطق و طرف ثانی در فلسفہ است علامہ قطب الدین محمد بن محمد
 رازی تحتانی بر این متن شرح نوشتہ الموعوم بہ نواع الارز برائے غیاث الدین وزیر خدابندہ متعدد علماء بر این شرح
 جو انہی نوشتہ من جملہ آن حاشیہ سید شریف مشہور است مولانا مزبور نیز بر این شرح رازی حاشیہ تالیف کرد
 رکشف الظنون ۲: ۴۵۳) عضدی یکے کتاب است در علم نحو کہ از رشحات قلم امام ابی علی الحسن بن احمد
 الفارسی النخعی (۸۸۵ھ) است رکشف الظنون ج ۲ ص ۱۱۴ مولانا المزبور بر آن حاشیہ نوشت ۱۷ نام کتاب
 عدالمنہل الصافی فی شرح الوافی است۔ علامہ محمد بن عثمان بن عمر البلیخی یک کتابے نوشتہ و اورا باسم "الوافی"
 موعوم کرد و بعد انان شیخ امام محمد بن ابی بکر الدسائینی المتوفی ۸۶۸ھ بر آن شرح نوشتہ و ملک ہند المستنصر بالله
 شہاب الدین احمد ر، را ہدیہ پیش کرد رکشف الظنون ج ۲ ص ۶۲۶) و من این کتاب المنہل و رآن در
 دربار ہند متداول بود۔ مولانا المزبور بر آن حاشیہ نوشت ۱۷ تہذیب المنطق و الکلام۔ تالیف سعد الدین
 سعید بن عمر تفتازانی المتوفی ۶۹۲ھ بغایت مختصر این کتاب بر دو فن مشتمل است مگر فن منطق وی احسن و
 مشہور تر است بر این متن متعدد علماء شروع نوشتہ منجملہ آن شرح علامہ جلال الدین محمد بن سعید وافی المتوفی ۷۱۵ھ
 است غیر نام بعد از ان فاضل شہیر بر الوافی السعیہ ہی المتوفی ۹۵۰ھ بر آن شرح تکلمہ نوشتہ و دوم شرح مولانا مزبور
 است و سوم شرح ابن زوی عبداللہ بن شہاب الدین حسین بن زوی الشہابادینی الشیبی نزل بغداد المتوفی ۱۰۱۵ھ
 نامشہور ۹۸۱ھ و نام شرح وی تحف الشاہجہانیدہ فی شرح تہذیب التفتازانیہ است و قل من یعرف الشرح
 پنہا اسم ر ہدیہ العارفین ج ۱ ص ۴۳۔ ۴۴ و رکشف الظنون ج ۱ ص ۱

فصوص الحکم۔ وشرح متنوی مولوی روم۔

ولادت او در احمدآباد ۱۰۶۲ھ اربع و ستین و الف و فات شب نهم ماہ شعبان ۱۱۵۵ھ خمس و خمیسین و ماتہ و الف واقع شد۔ اعظم الاقطاب تاریخ یافتہ اند۔ عمرش نو و دو یک سال قبرش قریب خانقاہش۔ پیدسودا شد بلگرامی ۱۱۵۵ھ قدس سرہ چندمی در مدرسہ مولانا اقامت داشت چنانچہ در فصل اول گذارش یافت۔

(۳۳) ملا نظام الدین

خلف الصدق ملا قطب الدین شہید سہالوی[ؒ] طاب ثرا ہما۔ استاد جہان و تحریر زمان بود۔ ابتدائے حال بہ طلب علم گر و قصبات پورب برآمد۔ و از علماء عصر فنون و دسی اکتساب نمود۔ آخر بہ جناب شیخ غلام نقشبند لکھنوی قدس سرہ پیوست۔ و بقیہ کتب تحصیل گذرانید۔ و فاتحہ فراغ خواند۔ و ہم در لکھنور حل اقامت افکند و تمام عمر بہ تدیس و تصنیف اشتغال ورزید و اعتبار و استہارہ عظیم یافت۔ امروز علماء اکثر قطر ہندوستان نسبت تلمذ بہ مولوی دارند۔ و کلاہ گوشہ تفاخر می خنکنند۔ و کسے کہ سلسلہ تلمذ باومی رساند بین الفضلاء علم امتیاز می افزاود۔ و مردم بسیار را ویدہ شد کہ تحصیل جاہائے دیگر کردند و برائے اعتبار فاتحہ فراغ از مولوی گرفتند۔ مرید شیخ عبدالرزاق بالسونی[ؒ] است۔ و از خدمت میر سید اسماعیل بلگرامی[ؒ] خلیفہ شیخ عبدالرزاق مسطور قدس اللہ اسرار ہما نیز ارشاد و تلقین گرفت و فیض ہا اندوخت۔ از تالیفات اوست حاشیہ شرح ہدایہ حکمت صدر لے شیرازی[ؒ] و شرح مسلم الثبوت۔

فقیر بہ تاریخ نوزدہم ذی الحجہ ۱۲۸۸ھ ثمان و اربعین و ماتہ و الف در بلدہ لکھنویک صحبت مولوی را دیدم۔ طریقہ سلف صالحین داشت۔ و ششعہ تقدس از ناصیہ ہمایون می تافت نهم جمادی الاولی روز چہار شنبہ ۱۱۶۱ھ احدی و ستین و ماتہ الف سفر گزین ملک جاودانی شد لام گاہ لکھنوی مسطور گوید

عالم کامل امام عصر استاد جہان
طائر روحش بہ سیر جنتہ الماومی تانت
سال تاریخ وفات او بہ طور تعمیہ
گفتہ شد ملا نظام الدین دل فروس یافت

۱۷ رک ۲۵ ذکر فضلا ۱۷ رک ۱۸ رقم ۱۱ ذکر فقرا ۱۲ رک ۱۹ رقم ۱۰ ذکر فقرا ۱۷ رک ۱۸ حواشی در ذیل ۱۲

بر ملتفتان این اوراق و حقائق جو بیان انفس و آفاق جلوہ پیر اباد کہ سرزمین پورب از قدیم الایام
 معدن علم و علماست۔ سید محمد کرمانی صاحب سیر الاولیا کہ مرید سلطان المشائخ نظام الدین
 دہلوی است قدس سرہ می گوید کہ مولانا فرید الدین گشتی شافعہ شیخ الاسلام اودھ بود۔ مولانا علاء الدین
 نیلی اودھ پیش شیخ الاسلام قاری کشف بود۔ مولانا شمس الدین یحییٰ و دیگر علماء اودھ سامع بودند
 ترجمہ مولانا شمس الدین یحییٰ در اوایل ابن فصل گذشت۔ اگرچہ جمیع صوبہ جات ہند بہ وجود حاملان علوم
 تفاعروارند سہماحصار پائے تخت خلافت کہ بہ واسطہ مرجعیت صاحب کمالان ہر قسم در آنجا فراہم
 می آیند۔ و از تراکم افکار و اجتماع عقول اہل ہر عصر کمالات نفس ناطقہ راچہ علم عقلی و نقلی وچہ غیر
 آن بہ پایہ بالاتر می رسانند۔ اما صوبہ اودھ والد آباد خصوصیتی دارد کہ در ہیچ صوبہ نہ توان یافت چہ تمام
 صوبہ اودھ و اکثر صوبہ الہ آباد بہ فاصلہ پنج کردہ نہایت وہ کردہ تخمیناً آباد می فرساید و نجبا است
 کہ از سلاطین و حکام و ظائف و زمین مدد معاش داشته اند۔ و مساجد و مدارس و خانقالات بنا
 نمادہ و مدرسان عصر در ہر جا ابواب علم پر روئے دانش پر وہان کشادہ و صلای اطلبوا العلم
 در وادہ۔ و طلبہ علم خیل خیل از شہرے بہ شہرے می روند۔ و ہر جا موافقت دست بہم داد۔ بہ تحصیل
 مشغول می شوند۔ و صاحب توفیقان ہر معمورہ طلبہ علم را نگاہ می دارند۔ و خدمت این جماعہ را

سید محمد بن سید مبارک بن سید محمد کرمانی ہندی معروف بہ امیر خورو۔ در زمان صفر اشرف بیعت شیخ
 نظام الدین اولیا اشرف شدہ و بعضی مجلسا را دیدہ و بعد از و در خدمت خلفاء اودھ و از شیخ نصیر الدین محمود
 رشیدی تربیت یافتہ پدر و اعمام و اجداد از نزدیکان شیخ بودہ اند و اکثر از آنچہ در تالیف خود "سیر الاولیا"
 نقل کردہ بواسطہ آبا ئے کرام خود کردہ رحمتہ اللہ علیہ و کتاب او را ای تراجم شیوخ چشتیہ است در وہ باب رک:

استوری ج ۱ ص ۹۲۲ ہدیہ العارفین ج ۲ ص ۱۱۶ اخبار الاخیار ص ۵۴: سید محمد بن احمد بن علی البخاری
 الملقب بہ ایضاً نظام المشائخ محبوب الہی المتوفی ۷۲۵ھ رک: تذکرہ رحمان علی ۲۲۰ تاریخ مشائخ چشت
 نظامی ۱۶۱-۱۶۵ از علمائے اودھ بود پیش مولانا فرید الدین شافعہ شیخ الاسلام اودھ تفسیر کشف می
 خواند مرید و خلیفہ خواجہ نظام الدین محمد بدایونی (۷۲۵ھ) رک: اخبار الاخیار ۹۳ تذکرہ رحمان علی ۲۰-۱۶۱
 تقصار الامیر القنوجی ۲۲ تاریخ مشائخ چشت ۱۶۹: سید از مشائخ علماء اودھ در علم خود لغت و عربیہ بے
 مثال بود و علمائے مشاہیر و مشائخ کبار بروئے تلمذ کرد در ۷۲۵ھ۔ ۱۳۵۱ وفات یافت در زمبہ
 الخواصر ج ۲ رقم ۱۸۹ رک: رقم ۳ ذکر فضلاء ۱۲۰

سعادت عظمیٰ می وائزده صاحب قرآن ثانی شاہ جهان انار اللہ برہانہ می گفت پورب شیراز
 مملکت با است و تا حد و دست اللہ تلتین مادہ والف ہنگامہ علم و علماء درین گل زمین گری
 داشت تا آنکہ برہان الملک سعادت خان نیشاپوری در آغاز جلوس محمد شاہ حاکم صوبہ اودھ
 شد و اکثر بلاد عمدہ الہ آباد نیز مثل دارالخجور و جونیور و بنارس و غازی پور و کرہ و مانک پور و کورہ
 جهان آباد و غیرہ اضمیمہ حکومت گری و و وظائف و سیور غالات خانوادہ ملے قدیم و جدید
 یک قلم ضبط شدہ و کار شرفا و نجلیہ پریشانی کشیدہ واضطرار معاش مردم آنجا را از کسب
 علم بازداشتہ در پیشہ سپاگری انداخت و رولج تدریس و تحصیل با آن درجہ نہ ماند و ملے
 کہ از عہد قایم معدن علم و فضل بود یک قلم خراب افتاد و انجمن ہائے ارباب کمال بیشتر برہم
 خورد و اناللہ انالہ راجعون و بعد از حال برہان الملک نوبت حکومت بہ خواہر زادہ ابوالنصور
 خان صفدر جنگ رسید و وظائف و اقطاعات بدستور زیر ضبط ماندہ و در اوخر عہد محمد شاہ
 ۱۱۵۹ تسخ و خمین و ماتہ والف صوبہ دارمی الہ آباد نیز بہ صفدر جنگ مقرر شدہ و تتمہ
 وظائف آن صوبہ کہ تا حال از آفت ضبط محفوظ مانا بود بہ ضبط درآمد و در عہد احمد شاہ
 صفدر جنگ بہ پایہ وزارت اعلیٰ صعود نمودہ و نائب صوبہ کار برار باب و وظائف تنگ
 تر گرفتہ و تا عین تحریر کتاب این دیار پامال حوادث روزگار است لعل اللہ بحدت بعد
 ذلک اسرأ با وجود این خرابی ہارواج علم خصوص معقولات بہ کیفیت کہ آنجا است و ر قلمرو
 ہندوستان بیچ جانست ہنوز علماء ر فحول جلوہ طراز اند و بہ وصول اقصیٰ مراتب کمال

۱۱۵۹ محمد شاہ - ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ با دشاہ غازی ولدہ جهان شاہ ابن شاہ عالم بہادر شاہ - در ۱۱۳۰
 در ہفتہ سالگی در اکبر آباد بر تخت شاہی نشانیدہ محمد شاہ موسوم بہاقتند و در عہد ایشان نواب برہان
 الملک سعادت خان ناظم صوبہ اودھ شد و در ۱۱۵۰ وفات یافتند تاریخ وفات سعادت ملک ولیم بمردو
 بعد وفات او نواب منصور علیخان کہ داماد او بود بخطاب نواب صفدر جنگ بر مسند امارت نشست و
 ۱۱۶۱ محمد شاہ وفات یافت و مفتاح التواریخ ص ۳۲ و ۳۲۱ و ۳۰۵ ۱۱۶۱ بعد وفات محمد شاہ
 پسرش بالقاب مجاہد الدین محمد ابوالنصر احمد شاہ بہادر با دشاہ غازی سریر سلطنت را رونق بخشید
 در ۱۱۶۱ تا ۱۱۶۴ و خلعت وزارت نواب صفدر جنگ و میر بخش گری بصلابت خان ذوالفقار جنگ
 مرحمت فرمود و در ۱۱۸۸ وفات یافت و مفتاح التواریخ ص ۳۳۵ - ۳۳۵ مفتاح التواریخ ص ۳۲۴ و آثار الامراء

باصدر جہان کدورت بانیاں خواہ جائے است

در صوبہ اودھ محروسہ بلگرام از قدیم مشارف ضلہ کرام و منظر علماء عظام است و ولوان
دانش مندا زین شہر برخاستہ و مجلس افادہ و استفادہ بہ کمال خوبی آراستہ اما کسے بہ
استیفادہ احوال این اکابر توفیق نہ یافت لاجرم قدما بیشتر بہ ہم عنانی منہم من لم نقصص -
سبیل گم نامی پیووند و شہر زمر قلیل بہ تبعیت منہم من قصصنا علیک . در عرصہ معارف جلوہ نمودند .
واصل این است کہ مردم ہند و حفظ احوال مشائخ طریقت قدس اللہ امرار ہم اہتمامی داشتہ
اند و بہ ضبط احوال دانش مندان کم پرداختہ . و کتابے مستقل درین باب از سلف و خلف استماع
نیفتاد . کتاب عین العلم ناطق است کہ مصنف او از اجلہ علماء و اقیار روزگار بود . بقول اصح ہندی
الاصل است لما علی قاری و شرح عین العلم گوید :-

« هو من فضلاء الہند و صلحاء ہم علی ما صرح بہ الشیخ ابن حجر العسقلانی

فی شرح مقدمتہ »

کسے از موزخان ہند احوال اودا ضبط نہ کرد و با وجود این چنین تصنیف عالی گویا نامش از صفحہ
روزگار محو گردیدہ ازینجا است کہ احوال فضلہ شہر نوعی کہ باید بدست نیامد ناگزیر بہ مضمون
خان لم یصب و ابل نطل شکارستم و آنچه در کتب معتبرہ اجمالاً مشاہدہ شد و از روایات ثقات استماع
اقتدار قلمی ساختہ . اسامی بزرگان جامع علوم صوری و معنوی در فصل نخستین گذارش یافت و درین فصل نیز

لہ کنانی المطبوع و فی الکشف کا صرح ابن حجر فی مقدمتہ و زاد و قیل انه منسوب الی بعض فضلاء بلخ
واللہ اعلم بتصحیح نیتہ فی تخفیفہ ترجمتہ انتہی و صحیح عند بعض اندہ الشیخ الامام العالم
العلامہ محمد بن عثمان بن عمر البلخی الحنفی و هو مصنف الوافی فی علم الفخوار کشف الظن
۱۲۱۱ھ ایضاً فی ہدیۃ العارفین (۲: ۱۱۸۴) . محمد بن عثمان بن عمر البلخی الحنفی الحنفی النحوی للسنی
تصحیح صنف عین العلم و ذین العلم فی اختصار و احیاء العلوم للقرالی و قد طبع الکتاب فی لاہور
و اثبت علیہ اسم ہذا المؤلف و قد دایت نسخہ خطیہ عند احد الاخوة مکتوب علی وجہ الکتاب
تالیف محمد بن عثمان الخ و مراد از ابن حجر کی است نہ کہ عسقلانی شارح بخاری فالعسقلانی زیادہ از بعضی
نسخ است و اللہ اعلم ۱۲ رک - السورۃ البقرۃ آیت - رقم ۲۶۵

بعضی اکابر مجمع البحرین اند چون غالباً بہ صفت فضیلت اشتہار داشته اند۔ این فصل را بہ ذکر مناقب و نشر آثار و الازیب و زینت و اوصیٰ شوی۔ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی در مثنوی امواج الخیال بہ توصیف فضلاء شہری پردازد ۵

وقت نشان نکتہ پرداز
 بشکافتہ ہر یکے بہ تحقیق
 برابر سے خود نمودہ واجب
 بر چشم شمرودہ فرض چون دین
 ابرو سے بیان شان رفیع است
 ہر بحث کہ دل کند بصد غور
 از منطق شان خطا نفور است
 ہر فرد یگانہ امثال
 دانائے حقائق کیانی
 وہ ہر میر کو چہ اش سخن ساز
 از وقت لغز مغز نہ قبیح
 تنقیح اصول ابن حاجب
 تلویح رموز حکمتہ العسین
 مفتاح معانی بدیع است
 در حینر حل کشنی فی الفسور
 تصدیق بہ حکم شان ضرور است
 شیرازہ نسخہ فضائل
 اشراقی حکمت یسانی

۳۴) سید رفیع الدین بلگرامی

از اولاد سید محمد صفری است۔ سلسلہ نسبش بدین طریق ہے۔ سید رفیع الدین بن سید بدیع الدین بن سید تاج الدین جد القبیلہ یکے از قبائل اربع محلہ حیدوارہ بن سید حسین معروف بہ سید دولارہ بن سید حسن بن سید محمود بدین بن سید بدین بن سید جمال الدین بن سید ابراہیم بن ناصر بن سید سالار بن سید محمد صفری قدس سرہ کہ ترجمہ اش در فصل اول گذارش یافت۔

سید رفیع الدین در مبادی عہد جوانی و تباشر صبح زندگانی بہ ارادہ طلب علم از وطن ہالوف برآمد۔ و قلم و فنون عقل و نقلی یک قلم و نور و دید۔ و عروس علم را بہ زیور حسن عمل آرائش داد۔ و بہ صدق عاوا القمرا لی ابراہیم پر تو قدم بر سواد بلگرام افشاند۔ و بقیتہ العمر ساکنان مسالک تلذذ را بہ درجات کمال رساند۔ خط شان نسخ بہ پختگی و شیرینی می نوشت۔ و کتب و رسمیں پیش از حضور و قید کتابت آورد۔ و امروز

لے رک و رقم ۲ ذکر فقار

صالح کثیره مثل مطول و تلویح اصول بہ خط شیرین نمطا و موجود است ہر یک کتاب را من اولہ الی آخرہ تحشیہ نمود و ولیدہ بر فضیلت و استعداد خود و گذشتہ در خاتمہ تلویح بہ خط خاص خود می نویسد۔

قد وقع الفراغ من تسويد هذه النسخة الشريفة المسماة بالتلويح في شرح التوضيح بمدرة استاذي العلامة النافع للخاصة والعامة اعلم العلماء اكمل الاقبياء عالمي اهل الشرع والايمان ما حي اثار الظلم والطغيان الحضرة العلية شيخ حسين بن شيخ داود متع الله الطالبين بطول بقائه في افضل الايام يوم الجمعة الثامن عشر من شهر ربيع الاول سنة خمس وتسعين وتسعمائة مالكة وكاتبه رفيع الدين بن بدر الدين بن تاج الدين بن الحسين الحميني والمأمول من القارئین لهذا الكتاب والمستفيدین به ان يذكر والكاتب المذنب في اوقاتهم الشريفة بدعاء الخير وسلامة الايمان والله سبحانه هو المستعان

(۳۵) سيد حسين

بن سيد نوح عرف سيد پياره بن سيد محمود اكبر قدس سره ترجمه سيد محمود اكبر اصالة و ترجمه سيد محمد نوح ضمناً و فصل گذشتہ گذشتہ سيد حسين سيد الانزاد و فاضل خوش استعداد بود صاحب بهرت عالی و نوح تويم و منظر انك لعلی خلق عظیم با وصف ابن فضال كمال صلاح و تقوی داشت و در نهایت تواضع و شكست نفس معاشرت می كرد عمری و ما زیادت و از ابتدا تا انتها در وطن مالوف به طویر انزاد گذرانید و همواره به شغل کتاب و عبادت رب الارباب ذخیره اخروی انداخت در یکی از قبالات شمعیه دستخط سيد حسين و بلاورش سيد حسن که ترجمه اومی آید مشاهده افتاد تاریخ تحریر قسب له ۱۰۰۹ شمان و الف بجمری رحمة الله علیه

طه رک: رقم ۱ ذکر فقراء

۳۶) سید حسن براور اعیانی سید حسین مسطور

عالم عامل و فاضل کامل بود و در فروع حنفیہ جہارت کلی داشت . کتاب قدوری فقہ من اولہ الی آخرہ محشی بہ خط شریف او امروز موجود است . در عصر خود ممتاز اقران می زلیست و تمام عمر در وطن بسر برد . ذہم شعبان المعظم منو جبہ دار البقا گردید رحمتہ اللہ علیہ .

۳۷) قاضی الہداد

از شیوخ فرشتوری بلگرام ساکن محلہ سیدوارہ است کہ نسب ایشان بہ قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم می رسد . فرشتوریان بلگرام را شعوب و قبائل بسیار است و مناصب شرعیہ شہر مجموع از عہد قدیم باین دو دمان تعلق دارد از چندی قضا و شیعہ عثمانیہ نقل کر وہ و افتاد عدالت و لقب قضا و قبیلہ خاص قاضی الہداد باقی است . چون قاضی الہداد در عصر مشرعی وارد بر آسمان رشد برآمد منصب قضا از قاضی کمال عثمانی کہ اباعنجد تعلق بہ عشیرہ عثمانیال داشت اخذ کرد . او بہ کمال تدین این منصب جلیل القدر را سرانجام می داد تا آنکہ قاضی محمود ابن قاضی کمال بدگام اکبر بادشاہ شتافتمہ و براوج ترقی صعود نموده بہ والاپایہ امارت رسید . دوم خصال شتافتمہ فرمان قضا کے آل تمغابنام پدر بزرگوار خود حاصل نموده منصب موردی را بدست آورد تا الیوم

۱) المختصر در فروع حنفیہ تالیف ابوالحسین احمد بن محمد القدوری البغدادی الحنفی المتوفی ۲۷۰ھ المعروف بالتقدیر
و این را کتاب نیز گویند . متن متین در فقہ حنفی معتبر و متداول در میان ائمہ اعیان بحسب تعداد بعضی شارحین
بر دو ہزارہ ہزار مسائل مشتمل است . این کتاب متعدد و شرح متعارف آند یکے آنها شرح ابوبکر علی المعروف
بالحدادی ۳۰۰ھ است الموسوم بہ الجوہر المنیر کہ آن مختصر است از شرح السراج الوجلج و این شرح غیر معتبر
است و کشف الظنون ۲ : ۳۰۰ھ : ۳۰۰ھ از فقہار سید مدینہ و سادات تابعین بود . در کتاب حلت نمود
۳) ابوالفتح قاضی کمال الدین بن بندگی قاضی عبداللہ علم عرف داد سے و ایم خلف الصق قاضی محمود الہداد . قاضی
کمال ۹۱۶ھ متولد شد در حیاة والد خود عہدہ قضا سرانجام داد قاضی الہداد بواسطت بلا فیضی منصب قضا بنام خود حاصل کرد
تا ہم سپرد و یکم قاضی کمال قاضی محمود ابن عہدہ را از قاضی الہداد بفرمان شامی واپس گرفت در ۱۰۰۰ھ قاضی کمال وفات یافت و تہ
خطہ بلگرام ۱۵۵ - ۱۶۵) :

شیخ کمال بن بکر مکرّم (۳۹)

از شیوخ فرشتوری بلگرام و عظمائے این مقام است منصب تولیت اراضی مدوہ شاہ
 از عہد قدیم بہ عشرتہ خاص شیخ کمال تعلق دارد۔ والی یومناہد اباقی است مردم ارباب علم
 و فضل بسیار ازین دو دمان برخاستہ اند شیخ کمال بدر آسمان کمال و سرآمد اقران و
 امثال بود و در جمیع علوم درسی از علامہ تفتازانی و فہامہ جرجانی یاد می داد۔ زہے صاحب
 دولتے کہ از بدایت عمر تا نفس و اہلبین بہ خدمت علم شریف گذرانید و اوقات گرامی را
 منقسم بہ چہار جزو ساخت۔ جزوی برائے تقدیم عبادت مولیٰ تعالیٰ شانہ و جزوی برائے
 اثبات صور علمی در مرآت ضمائر معنی طلبان و جزئی برائے آراستن طرہ خط بر عارض قرطاس و
 جزئی برائے ادائے حقوق اقارب و احباب خط عربی در نہایت جلا و شیرینی و بختگی می نوشت۔
 کتب درسی از صرف و نحو و منطق و حکمت و معانی و بیان و فقہ و اصول و تفسیر و غیرہ با مجموع
 بہ دست مبارک کتابت کرد و ہر یک کتاب را من اولہ الی آخرہ محشی ساخت بہ حیثیتی کہ
 متن محتاج شرح و شرح محتاج حاشیہ نہ ماندہ و این کتب را نمونہ صحائف آسمانی و نسخہ
 الواح ربانی توان گفت کہ در تمام کتاب یک نقطہ فلفظ نہ توان یافت حقائق حقا کہ بدست یاری
 خامہ مشکبار ریاحین عجیبی بر تربیت خود نشانند و روالح ثواب تادم صبح قیامت وقف دماغ
 خود ساخت۔ چہ جزو کشان مدارس علم در ہر عصر فیض ہا ازین صحف مکرّمہ برگرفتند و زمزمہ
 دعوات اجابت طراز بہ ملاذ اعلیٰ رسانیدند و می رسانند۔ درین ایام بہ تصرف حوادث روزگار
 کتب مذکور از کتب خانہ او متفرق شدند۔ برخے جا بجاد بلگرام است۔ و پارہ و راطراف
 و اکناف دائر گشت از بعضی قبالات شریعہ بہ وضوح پیوست کہ شیخ کمال در سنہ ۹۹۴ ھ راج
 و تسعین و تسع مائہ بر صدر حیات متمکن بود و این بیت در مرثیہ او بہ نظر رسیدہ
 در دوا و مسرتا کہ زوال کمال شد بر طالبان حیات و روزہ وبال شد

(۳۰) شیخ عبدالکریم بلگرامی

از عشرتہ شیخ کمال مرقوم است۔ دانش مند و الامتزلت و صدر نشین مسند تولیت بود و در
عنفوان نشو و نما کلام اللہ را از بر کرد و علم از علماء قبیلہ خود فرا گرفت و در جمیع علوم عقلی و نقلی سیما
فنون عربیہ علم انادلا غیر می افراشت۔ مقامات حریری تمام بر نوک زبان داشت و نشر عربی بہ خوبی
انشائی کرد و شغل شریفش ہموارہ ریاض طاعت آراستن بود و حدیقہ انادہ پیر استن خط عربی و فارسی
جید می نوشت۔ و در تیز دستی قصب السبق می رہ بود استادا و المحققین میر محمد طفیل محمد نور اللہ
مفجعہ می فرمود کہ برائے من در عرصہ روز حاشیہ شمسیہ کتابت کردہ در پایان عمر چند مقامہ
بر طرز مقامات حریری و شرح فارسی بر مقامات در سلک تحریر کشیدہ بر اس مائتہ ثانی عشرت
سفر بہ عالم قدس کشید۔

(۳۱) مولوی شیخ عبدالغفور

برادر صغیر اعیانی شیخ عبدالکریم مذکور از مشاہیر علماء شہر و بخاریہ فضلا عصر است تحصیل کمال
از اکابر و دو مان خود استادان دیگر کرد و در فنون عقلی و نقلی تبحر اندوخت و در ایام بہ اشاعہ فیض
و انادہ طلبہ پرداخت و فراوان تلامذہ را بہ پایہ دانش مندی رساند استادا و المحققین میر محمد طفیل
نور اللہ مرقدہ ہند و وی اصول و در خدمت مولوی گذرانیدے فرمود مولوی با من مکرر نقل کرد کہ از
مطالعہ کتب فلاسفہ امیلانی بہ مذہب این طائفہ بہم رسید روزگار سے درین تیرہ سہ گردان بودم
تا آنکہ شبہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم کلمہ چند مرا ارشاد فرمودند
وز نگار شکلی کہ بر مرآت خاطر نشسته بود و در ساختند۔ و حقیقت دین اسلام چون روز روشن
بر من منکشف شد۔ فالحمد للہ علی افضالہ نقش نگین او در یک الغفور ذوالرحمۃ۔ صاحب نشا
جامع القوامین کہ در مکتبہ اعظمیہ رواج دارد شاگرد مولوی است نامش خلیفہ شاہ محمد تقی
در بلگرام بسر برد و بہ خدمت مولوی عبدالغفور تلمذ نمود۔ و در منزل میر سید اسمعیل فاضل کہ ترجمہ

اش می آید اقامت داشت - در فضیلت خود نامه به اسم مولوی عبدالغفور درج ساخته هر چند
کلامش رتبه ندارد اما مقصود اینجا تذکره حال مکتوب الیه است نه عبارت آرائی کاتب - سرخی
مکتوب این است :-

«مکتوب سوم در جواب عنایت نامه فیض شامه قبله ارباب فضائل کعبه اصحاب فواضل مولوی
شیخ عبدالغفور زینت بخش بلگرام لاناں معموراً بالکرام تحریر یافت :-
والقاب و نفس مکتوب چنین نوشته :-

در پیوسته ذات قدسی صفات آن مجید فیض سبحانی منبع علوم روحانی کاشف و قائل معقول بقول
واقف حقائق فروع و اصول معتدله کاروان منازل تحقیق پیشوائے رب روان مراحل تدقیق
مدائش ظلال نواله و کماله فیض بخش عقیدت آشنایان و هدایت فرمائے عبودیت گریبان باد :-

(۴۲) شیخ عنایت اللہ

خلف الصدق شیخ عبدالکریم مسطور رحیمہا اللہ تعالیٰ عجوبہ زمانہ و نادرہ یگانہ است علم از پدر
بزرگوار و دیگر دانش مندان روزگار اخذ نمود - و در جمیع فنون عربی و فارسی و ہندی از سنسکرت
و بجا کا و موسیقی ہندی اقتداری بہم رساند - و خطوط و عفت قلم مشق کرد - و قرآن مجید را یاد گرفت
و دست بردامن ارادت میر سید احمد کاشفی الکاظمی قدس سرہ زدہ و نسبت ہم پیرگی با سید العارفین
میر سید لطف اللہ بلگرامی داشت و تصفیہ قلب و تزکیہ باطن و تہذیب اخلاق بہ منتہی رسانید
و مصاحبت امرایرودہ روئے کار ساخت - خیر اندیش خان کنبو عالمگیری اعزاز و اکرام افزون از حد
می کرد - و بہ علاقتہ محبت او چند در مقام امادہ رطل اقامت آنگند -

و از عجائب الطوائف اینکہ ہمیشہ طرف سحر برمی خاست و نقشے از نعمات ہندی می خواند بعد
از آن تہیہ نماز صبح می کرد و لباس فاخرہ پوشیدہ و سلاح بستہ بہ وضعی کہ بہ دربار امرامی رفت خود را
آراستہ متنوجہ نماز می گردید - و ارکان نماز را بہ حضور و خشوع تمام ادا می کرد - چون سبب اختیار
این وضع استفسار کردند فرمود ہر گاہ بہ دربار ارباب و اول ثیاب مکلف پوشیدہ و سلاح بر خود

راست کرده می رویم در بارگاه سلطان ازل به طویق اولی یا ہیئت آراسته باید رفت. و به طویق
حدیث شریف **صفتهم فی القتال و صفتهم فی الصلوة سوار ظاہر او باطناً** خود مستعد جہاد باید ساخت -
وللناس فی ما یعشقون مذاہب

بعضہ باعیات مولانا سحابی استرآبادی^{رحمۃ اللہ علیہ} کہ مضامین آن تعلق بہ آیات قرآنی دارد شیخ عنایت اللہ
بر آن رباعیات شرحی نوشتہ۔ انتقال او از کدورت گاہ فنا بہ صفوت کدہ بقادر عشرہ ثانی بعد ماتہ و
الف واقع شد۔

۱۳۴) میر سید اسماعیل بلگرامی

از اولاد سید محمد صفری است و داماد میر سید طیب بن میر عبدالواحد اکبر قدس اللہ اسرارہما
سلسلہ نسب او یان طویق میر سید اسماعیل بن سید قطب عالم بن سید دولارہ بن سید عبدالنبی
جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سیدوارہ بن پیار سے بن حسن بن سید محمود بدین تتمہ نسب در
ترجمہ سید رفیع الدین عنقریب گذشت۔ سید از نحول علماء و جہانہ فضلہ است۔ و بہ دو واسطہ شاگرد
امیر فتح اللہ شیرازی در عقلیات برہان ساطع بود و در نقلیات حجت قاطع جم غفیر دانش آموزان
را کامل مکمل ساخت و بر حاشیہ علامہ دوانی بر تہذیب المنطق حاشیہ مدون مستعدانہ نوشت
و باوصف علوم مرتبہ دانش بسیار کوچک دل بزرگ ہمت بود۔ و فیض رسانی طولی داشت
و علم مہینقی ہندی خوب می دانست و از ہرہ و قائلق این فن می زیست۔ ابتداءً بہ قصد تحصیل علم از
بلگرام رخت سفر بر بست۔ و بہ خدمت ملا عبدالسلام دیوہ پیوست۔ و نسخہ ہائے متداولہ درسی
اکثر بہ خدمت ملا گذرانید۔ و تیرہ فضیلت بہم رسانید۔ بعد از ان بہ خدمت مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی شتافت
و استدعا سبقت نمود۔ مولوی غدر آورد کہ از ہجوم طلبا گنجایش وقت علیحدہ نیست مگر آنکہ سماعت سبق

ملہ سحاب گوہر پاس اسرار و آفتاب سرگرم افاضہ انوار و سار شاد حقائق و معارف بے نظیر افتادہ در حدود
سنہ ۱۰۰۰ در نجف فنامی صورتی ما با فنامی معنوی ہم آغوش ساخت ہفتاد ہزار ہامی گفتہ بود از انجملہ قریب بیست
ہزار در سغان مردم مرقوم بود باقی ماند درک، سر و آزاد ۱۴-۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

مغلوبیت فضلاء خود استشمام کرد و سید اسماعیل حاضر مجلس نہ بود تو اب مسرعی را بطلب سید فرستاد۔ سید بر جناح استعجال خود را رسانید و پائیں مجلس نشست و تقریر طرفین را گوش کرد۔ آنکھ بآن ہر دو فاضل خطاب کرد کہ این طرف ہم متوجہ باید شد۔ ہر دو عنان بحث بہ جانب سید تاقند۔ سید بہ زبان شیرین و بحث ہلے قوی انہار مغلوب ساخت۔ فاضلے کہ افغان بود طریق کج بختی پیش گرفت تا بجائے کہ دست بہ قبضہ شمشیر برد سید بر جہتہ شمشیری کہ بر مسند نواب موضوع بود دست آورد و ہاز نیام کشید۔ مردم در میان آمدہ طرفین را باز داشتند۔ نواب نجابت خان علم و شجاعت سید مشاہدہ کرد بغایت مسرور گردید۔ و فرمود سید صاحب السیف والقلم است۔ سید اسماعیل آخر الامر ملازم پیشگی را گذاشتہ در بلگرام منزوی گردید۔ و جامعہ طلبہ را بر ماہافادہ صلائے عام و داد۔ و بقیہ ایام زندگانی را بہ شغل شکر و تدریس و تصنیف تمام ساخت۔ و چہارم شوال روز شنبہ ۱۰۸۸ھ ثمان و ثمانین و الف رخت سفر ازین عالم بر بست ختم اولیا تاریخ یافتہ اند۔ خواہ گاہش بلگرام۔

درین محل شدید ز قلم را مسری و ہم و احوال ملا عبد السلام دیومی و استاد او ملا عبد السلام لاہوری و امیر فتح اللہ شیرازی بزبان تقریر حوالہ می کنم۔

(۲۲۲) ملا عبد السلام ساکن دیوبہ

از مضافات صوبہ اودہ۔ اصناف علوم را سیماعربیت در سر زمین مولد خود تحصیل نمود۔ قائد قسمت او را بہ لاہور آورد۔ و در ظل رافت ملا عبد السلام لاہوری رسانید ہر چہ خواندہ بود و خدمت ملا تصحیح نمود۔ و قدم بر قدم استاد گذاشت۔ و چنانچہ اتحاد اسمی متحقق بود نسبت نصیحت نیز تہ بہ مساوات بہم رساند۔ چندی بدانش آموزی مستفیدان گذرانید۔ آخر ملازمت صاحب قرآن شاہ بھمان دریافت۔ و چندی بہ منصب افتاد عسکر یا مور گردید و در کبر سن دست ازین منصب باز داشتہ در دار السلطنت لاہور رنگ انزواریخت و تثنہ کامان علوم را بہ کوشش افادہ

۱۰۸۸ھ و نیز تاریخ و دانش یافتہ اند۔ (۱) سید افضل زمانہ (۲) قضا ختم اولیا (۳) پنجین شوال میرم داخل جنت شدہ (۴) عاشق خیر حق بود در ۱۰۸۹ھ و مدت حیاہ او از کلمہ سیدم، استخراج می یابد تاریخ تولدش از الفاظ افضل زاد

سیرابی ساخت. وحاشیہ بر تفسیر بیضاوی در مسلک تحریر کشیدہ

(۴۵) ملا عبدالسلام لاہوری

معدن عقلیات و نقلیات بود۔ و فنون ادب و فقہ و اصول را نیکومی دانست علم از امیر فتح اللہ شیرازی وغیرہ فرا گرفت۔ و قریب شصت سال درس گفت و جمعی کثیر را پایہ فضیلت برساند۔ وحاشیہ بر تفسیر بیضاوی تعلیق نمود و قریب نو و سال عمر یافت۔ می گفت سخنان بسیار بر کتب متداولہ داشتیم۔ و برابر باب استعداد عرض کردم۔ و در معرض قبول افتاد اما از کثرت اشتغال درس فرصت تحریر نیافتیم۔ الحال کہ ضعف قومی مستولی گشت و قوت حافظہ رو بہ انحطاط آورد۔ ہماز خاطر برآمد۔ بر فقدان این صورت ذہنی تاسف می نمود۔ در سنہ ۱۳۳۶ سید و تلمیذین والہ کتاب زندگانی بر ہم نهاد۔

(۴۶) امیر فتح اللہ شیرازی

در حکمت عملی و نظری یکتائے روزگار بود۔ و در دانشگاہ خواجہ جمال الدین محمود و مولانا کمال الدین شروانی و مولانا کریم میرغیاث الدین منصور شیرازی تلمذ نمود۔ و قدم از اساتذہ

لہ تفسیر بیضاوی۔ المودیم بہ انوار التنزیل فی اسرار التاویل، السالیف ناصر الدین ابوسعید عبداللہ قاضی القضاة الامام الشیخ امام الدین عمر بن قاضی القضاة الامام فخر الدین محمد بن الامام صدر الدین علی، الشافعی البیضاوی ربیضا بلکہ است در علاقہ اصطرخ بہشت فرسخ از شیراز، کتب درسیہ ہر شیخ اسحاق بن کاکو و شیخ سعد اللہ در ۹۹۹ھ و قاضی صدر الدین در ۹۹۹ھ اقرات کرد۔ شیخ محب اللہ آبادی در ۱۰۵۰ھ و مفتی عبدالسلام المزبور سابقاً و شیخ محمد میر بن القاضی سائیں السیوستانی لاہوری در ۱۰۵۰ھ صاحب آثار الامراء نوشتہ کہ ملا مفتی معسر بود و تادمت باین منصب را سرانجام داد و در بادشاہ نامہ عمرش۔ نوشتہ و مدت درس پنجاہ سال و اندر علم ۱۲ روزعتہ الخواطر ج رقم ۳۵

۱۰۵۰ھ بن میر صدر الدین شیرازی در ۹۰۰-۱۹۲۸ علامہ و صر المشہور بہین الانام تالیفات محاکمات بر شرح تجرید ما بین پدر خود و علامہ دوانی و شرح ہیاکل النور سہروردی در ۵۸ھ و تعدیل المیزان و معیار الافکار و معارج و دواعی در علم ہیئت وغیر ذالک درک۔ مقالات شعراء ۵۵۹-۱۲۱

پیش گذاشت عادل شاہ بیجاپوری بہ ہزاران خواہش اور از شیراز بہ دکن طلبید و وکیل مطلق
 نو و ساخت روزگار سے برین منوال گذشت۔ آخر در سال ۹۹۱ھ احدی و تسعین و تسع مائتہ اکبر
 بادشاہ اوران شور طلب فرستاد۔ و حسب الطلب بہ فتح پور سیکری رسید۔ خانخانان
 و حکیم ابوالفتح استقبال کردہ بہ ملازمت آوردند و مورد اصناف نوازش گردید۔ و در کمتر
 فرصت بدولت مصاحبیت فائز شد و قامت اقتیاز بجلعت صدارت کل آراست۔
 و دختر مظفر خان تربتی بسک از و واج در آورد۔ گویند بہ منصب سہ ہزار می رسیدہ بود۔ و در
 ۹۹۳ھ ثلث و تسعین و تسع مائتہ بخطاب امین الملکی بلند رتبہ گردید۔ حکم شد کہ راجہ تو در مل
 بہات ملکی و مالی را بہ عیوب دید میر سر انجام دہد میر فصلی چند متضمن کفایت سرکار و رفاه رعایا
 از نظر گذرانید۔ در جہ استخسان یافت و در ہمین سال بخطاب عضد الدولہ ناموری اندوخت۔
 و بر ہمنوی راجہ علی خان والی خاندیس دستوری یافت۔ از آنجا بہ تاکامی برگردید۔ و بنجان
 اعظم کہ برائے تاخت ولایت وکن و مالش سران آن دیار تعیین شدہ بود پیوست۔

۱۰ پسر سلطان ابراہیم عادل شاہ۔ بعد از وفات پدر در ۹۶۵ھ در بیجاپور دکن بر سر حکومت نشستہ و بعد
 از سلطنت بست در سال ۹۸۸ھ از دست خواجہ سرای کشتہ شد رک : مفتاح التواریخ ۱۸۹
 ۱۱ مرزا عبد الرحیم خان خانان پسر مرزا بیرم خان التولد ۹۶۲ھ و المتوفی ۱۰۳۶ھ کتاب ترک با بر می زند
 یادگار است کہ یکم عرش آشیانی از ترکی بہ فارسی نقل کرد و برائے تفصیل احوال رک : آثار الامراء ۶۹۳۔
 ۱۲ مفتاح التواریخ ۲۳۲ نز معة الخواطر ج ۵ رقم ۴۳۳) ۳۳ بن عبدالرزاق الکیلانی الشیعی دور الحاد و زندقہ
 و ذمائم اخلاق قرب المثل بود شرح قانونی رطب ادر شرح اخلاق نامری و مجموعہ رسائل مسنی بہ چہار باغ "زد
 یادگار اند سال ۹۹۷ھ در بلدہ "حسن ابدال" وفات یافت در رک : منتخب التواریخ ۲۳۵ آثار الامراء ۵۵۸۔
 ۱۳ ۵۶۲ نز مة الخواطر ج ۴ رقم ۲۰ ۱۱ خواجہ مظفر علی نام دیوان بیرم خان بود و در عہد عرش آشیانی بر دالا
 منصب دیدانی بخطاب مظفر خانی سر بلند گردید و بعد از ان بخطاب جملہ الملکی اعتبارش افزود و بہ ایالت
 بنگالہ نیز دستوری یافت و در ۹۸۱ھ بمنصب وزارت سر فراز گشت جامع کبیر اگرہ از دیادگار است در ۹۸۸ھ
 در معرکہ کشتہ شد و آثار الامراء ۲۲۱-۲۲۷) ۵ دیوان محمد اکبر شاہ بود آبادی ملک عزل و نصب کار پر وازان ..
 خالصتہ حوالہ او بود در سال ۹۸۰ھ بصوبہ دہلی ناک بنگالہ ہم معزز و ممتاز گشتہ و در ۹۸۰ھ در لاہور در گذشتہ و مفتاح
 التواریخ ۱۹۴) ۱۱ شاہ علی بن مبارک بن عادل بن حسن بن نصیر الغار و قی المعروف بہ راجہ علیخان برہانپوری بعد وفات برادر
 خود مورثہ در ۹۸۴ھ در برہانپور دوار الحکومت خاندیس بر سر سلطنت نشست و بعضی و تدبیر حکمرانی کرد و عادل و
 قاضی بود اہل علم را قریب کرد در ۹۸۸ھ وفات یافت در رک نز مة الخواطر ج ۵ رقم ۴۳ (۴) ۱۲

چون خان اعظم با شہاب الدین احمد خان و دیگر سرداران کمکی بدست کی پیش گرفت۔ راجہ علی خان نفاق امر مشاہدہ کرو۔ لشکر و گن بجو متفق ساخت۔ و کمر بمقابلہ بست۔ ہر چند میر نو است کہ اورا براہ آرد صورت نہ بست۔ ناچار بہ گجرات نرو و خان خانان رفت کہ اورا بہ کمک بردان ہم بعلتی دست نداد۔ از انجا خود را بحضور پادشاہی رسانید و در ۹۷۷ھ سبغ و تسعین و تسع ماہ وقت معاودت پادشاہ از سیر کشمیر بہ عارضہ جسمانی در شہر ماند و جان بقابض ارواح سپرد۔ اول در خانہ میر سید علی ہمدانی قرس سرہ گذاشتہ بودند بحکم پادشاہ از انجا بر آوردہ بر فراز کوه سلیمان کہ جائز و کشتائے ست نقل کردند۔ پادشاہ از فوت میر بسیار متاسف شد و بر زبان گذرانید کہ میر وکیل و حکیم و طبیب و منجم بالود اندازہ سوگواری می کہ تواند شناخت اگر بدست فرنگ افتادی و تمل خزائن در برابر خواستی درین سودا فراوان سود کریم۔ و آن گرامی گوہر را بس ارزان خرید می

شیخ فیضی گوید

شہنشاہ جہان را در وفاتش دیدہ پرغم شد سکندر اشک حسرت ریخت کا فاطون عالم شد
از مصنفات او تکملہ حاشیہ علامہ دوانی بر تہذیب المنطق و حاشیہ بر حاشیہ مذکور
متداول است۔ تصانیف علمائے متاخرین ولایت مثل محقق دوانی و میر

۱۷۰۰-۱۷۰۰ھ ای مرزا عزیز گو کہ مخاطب با عظیم خان کوکلتاش پسر محمد خان اعظم۔ در ۱۶۰۰ھ از جلوس بختاب اعظم خان نام بر آورده دینال پور بجایگرا و مقرر شد و در ۱۷۰۰ھ با جل طبعی مسافر و ار الملک بقاگر دیدرک و مفتاح التواریخ ۱۷۰۰ھ از سادات نیشاپور است منصب پنج ہزاری سر افتخار برافراختہ بسپہ سالاری مملکت مالوہ یقین گشت بعد از یک سال بسبب اختلاف حکومت گجرات بد غرض یافت و بعد از عزل و نصب در ۱۷۰۰ھ رخت ہستی بر بست و آثار الامرار ج ۲ ص ۵۶۰-۵۷۰) المتولد ۱۷۰۰ھ کہ تا لیسفات دی بریکصد و ہفتاد و ستجاہ زانند مجملہ آن مجمع الاحادیث، شرح الاسرار الحنفی، وغیرہ الملک، شرح غصص الحکم، مرآة التائبین، شرح قصیدہ ہمزیہ نارضیہ اداب بمریدین و قواعد عشرہ شہید اندرک: حدائق جہلی ۲۹۷ خزینۃ الاصفیاء ۲: ۲۹۳ تذکرہ علمائے ہند ۱: ۱۲۸) تہذیب المنطق و الکلام علامہ سعد الدین لغتازانی و المنذری ۱۷۰۰ھ، بر حصہ منطق دی علامہ جلال الدین دوانی در ۱۷۰۰ھ، شرح نوشتہ ناقص میر آن شرح و تکملہ نوشتہ بعد بر آن حاشیہ زینشت کشف الظنون: ۵ علامہ جلال الدین محمد دوانی در ۱۷۰۰ھ ابن سعد الدین سعد علامہ در ۱۷۰۰ھ تولید یافت تا لیسفات دی کثیرہ است صاحب ریجانۃ الادب ۲: ۲۷۰ فہرست آباء تا ۲۹ ذکر کردہ من جملہ آن حاشیہ قدیر و جدیدہ شرح تجرید الکلام قوشچی و المنذری ۱۷۰۰ھ) و حاشیہ بر تحریر الفوائد المنطقیہ شرح شمسیہ القطب الدین رازی در ۱۷۰۰ھ و اعقاب العسید، و حاشیہ قدیمہ جدیدہ اسم تنویر المطالع بر شرح مطالع رازی و بر حاشیہ شرح مطالع سید شریف در ۱۷۰۰ھ مشہور و متداول اندرک: البہرہ المطالع ۲: ۱۳۰ والنوراس فر ۱۳۳ و کشف الظنون ۱: ۱۸۴ و مواضع اخری منہ و آداب اللغۃ ۱: ۲۶۸ و معجم الطبوعات ۱: ۸۹

صدر الدین میر غیاث الدین منصور و میرزا جان میر بہندوستان آورد و در حلقہ درس انداخت و جم غفیر از حاشیہ محفل میر استفادہ کردند و از ان عہد معقولات را رواجی دیگر پیدا شد۔

۴۷) ملک بہاء الدین نور اللہ شرح

ساکن محلہ خورد پورہ معروف بہ ملک بہلی بفتح بار موحدہ و ہا و مختلفی و لام مشدود مکسوسہ کبیر مجہول و یاد تختانی در آخر انصاری الاصل است از فرزندان شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری قدس سرہ و دو مان او بلکہ اشتہار دارد و وجہ تلقب از ملک فیض اللہ کہ از بنی اعمام ملک بہاء الدین

۱) میر صدر الدین شیرازی (۵۹۰ھ) محمد بن ابراہیم المعروف بالانوند از مشاہیر علمائے فلسفہ بود از تالیفات وی اسفار الربیعہ و شرح ہدایۃ الحکمت للابھری و دیگر رسائل مشہوراند میر صدر الدین شیرازی آخر کیرت وی ابوالمعالی و لقبش بلسان ابی فضل و کمال صدر العلماء و صدر الحقیقہ از بنی اعمام ابراہیم الدین عبداللہ بن عبدالرحمان الحسینی الدشتکی شیرازی است و تلمذ لا قطب الدین و خواجہ نصیر الدین محمد طوسی (۶۷۲ھ) است میرزا بود در معارفہ علامہ دوانی حواشی قدیمہ جدیدہ نوشتہ و مجموعہ دو دین ہر دو فضلا بر شرح تجرید توحشی مشہور بہ طبقات الصدیہ و الجدلۃ است و مثل آن بر شرح مطالع قطب دازی نیز حواشی نوشتہ بیک دیگر معارفہ کردہ اند در بکے تفصیل رک : حواشی مقالات الشعرا حجام راشدی تحت ترجمہ صدر شیرازی و پسرش غیاث منصور (۵۷۰ھ) میر غیاث الدین منصور بن میر صدر الدین شیرازی (۹۰۰-۱۰۷۸ھ) تالیفات وی در فلسفہ و کلام اہمیت دارند نمونہ آن محاکمات میان جلال و صدر بر شرح مطالع و شرح تجرید مشہور اند نیز شرح بر کتاب ہیاکل النور سہروردی (۵۸۶ھ) و شرح بر رسالہ اثبات واجب پیرا خود و تعبیل المیزان در منطق کہ خلاصہ منطق مشافہ است و خلاصہ المعیار الافکار - معالم الشفا در طب (سفر دیر بیت) حاشیہ بر شرح شفا حاشیہ بر شرح حکمت العین در وہانی بر حاشیہ شمیہ خلاصہ التلخیص اختصار کتاب تلخیص معانی و بر حاشیہ تمذیب منطق للدوانی و اخلاق منصور می و غیرہ معروف اند در رک : مقالات الشعرا و حواشی آن از حجام راشدی از ۵۹۰ھ

جسید اللہ بن عبداللہ العلوی الدہلوی شمس الدین (۹۹۲ھ) المعروف بہ فاضل میرزا جان شیرازی از تالیفات وی معروف اند انوذج الفنون - حاشیہ علی شرح تجرید العقائد القدیمہ و الجدیدہ و حاشیہ علی شرح ابن سینا النصیر طوسی و حاشیہ علی شرح حکمت العین لبارک تہا و حاشیہ علی شرح الشمیہ للشیرازی و حاشیہ علی حاشیہ الخطائی للطلول و حاشیہ علی حاشیہ الخطائی للشمس و حاشیہ علی لوامع الاسرار شرح مطالع الانوار فی المنطق و الحکمت و حاشیہ علی شرح السید المرآف و حاشیہ علی الطویل و حاشیہ علی شرح القطب شیرازی تحت المنتہی در رک : ہدیای العارفین ۲۶۲-۲۶۳ و اعلام للذکر ۲۶۲ ص ۲۶۲ و ہفت انیم ۲۸۲ طبع کلکتہ

۲) دغنی نہ اند کہ این افاضل اربعہ آنچه در فن منطق و حکمت و کلام و معانی و اصول فقہ نوشتہ خلاصہ ذائق متاخرین است و بعد از ان فضلا رہند و پاک این ذائق را ببحث قرار دادہ تدقیق در تدقیق کشیدہ در مصارفہ و تہنیه مشہول شدہ علوم عدت و الغایت فرغ دادہ اند کہ آن منصور بیت ۱۰۵ التولہ ۳۹۶ التنوین ۳۴۳ ہرت از بندگترین مجال تصویف و دانش خواہان است کہ کتب رسالہ و بنا جاتا و شعرا زیاد می با و سبب است در تازمی و فارسی نویسدہ و شاعر برکتی بود کہ بنام از کتب خود وی نوشتہ بر فی اہم بلوہاں و کجا شادان و مرطوب لوگاشندہ اثنزین کتاب آنکہ با و سبب است طبقات ہونید را مالی میرعبوات است آنکہ بتصحیح حواشی آٹامی عبدالحی جیبی در

است استفسار رفت گفت که بزرگان ما را در فرامین و سجالات ملک الامر نوشته اند۔

ملک بہار الدین فاضل است صاحب ذہن بلند و طبع وقت پسند اول بہ گویا پامور فتنہ نزل و ملاو حیر الدین گویا موی تلمذ کرد۔ بعد از خدمت مولوی قطب الدین شہید بہالوی تحصیل نمود و در جمیع فنون و رسمی سرایہ فراوان اندوخت سیما ام العلوم نحو و صرف کہ درین دو فن بہارتی عظیم داشت۔ و در وطن مالوف قدم افشردہ علی الدوام با فائدہ طلبامی پرداخت و در عشرہ اولی بعد ماتہ و الف متوجہ نرسبت کدہ بقا گردیدہ تشریح نیر بلندی روضہ نواجہ عماد الدین بلگرامی قدس سرہ جانب دروازہ واقع شدہ ترجمہ فرزند ارجمندش شیخ فخر الدین احمد و فصل اول گذارش یافت۔

(۴۸) سید ضیاء اللہ بلگرامی قدس سرہ

از اولاد سید محمد صفری ساکن محلہ میدا پورہ و از اعاظم علماء و اتقیا است بسلسلہ نسبش برین ولیرہ سید ضیاء اللہ بن خان محمد بن عبدالغفار بن سید تاج الدین جد القبیلہ یکی اربعہ محلہ سیدوارہ بن سید حسین عرف سید دولاہ بن سید حسن بن سید محمود بدین نسب مافوق در ترجمہ سید فیح الدین مسطور گردید۔ تزیین سید عبدالغفار جد سید ضیاء اللہ با دختر سید محمد اشرف بن سید احمد عرف او چھی از قبیلہ تچ ہمیشہ بود و چون سید محمد اشرف پسر سے نہ داشت سید عبدالغفار داماد خود را متبنی ساخت سید عبدالغفار باین علاقہ از محلہ سیدوارہ نقل کردہ سکونت میدا پورہ گرفت۔ سید ضیاء اللہ در آغاز سن آگہی کلام اللہ را با تجوید حفظ کرد۔ و کسب فضائل منظور نظر بہمت ساخت و در قصبات پورہ بطور طلاب این دیار ساغر و دائر گشت۔ و از علماء عصر فنون و رسمی اخذ نمود و با جناب سید احمد بن سید محمد کاپوی قدس اللہ اسرار ہما غائبانہ عشق باخت و این بیت بنظم در آورده

۱۵ بن عینی بن آدم بن محمد صدیقی الگویا موی سبط شیخ جعفر بن نظام الدین عثمانی امیتھوی و پدرش ایشان سبط شیخ بہدیم خیر آبادی بود۔ تدریس علوم برجہ خود شیخ جعفر نمود شیخ محمد افاق لکھنوی و قاضی عصہ اللہ بن عبدالقادر۔ العری از تلامذہ ذی بودند۔ ملا مزبور در تالیف "فتاویٰ ہندیہ" شریک بود کتاب حصن حصین را شرح نوشتہ و بر خیالی و مطول حواشی وارد و غیر آن رسائل در تصوف اند یادگار اند در ۱۰۸۳ھ وفات یافت در زمبہ الخواطر ج ۵ رقم ۶۳۶ (۱۵) رک : رقم ۲۵ ذکر فضلاء ۱۳ رک : رقم ۱ ذکر فقرار ۱۳ رک : رقم ۶۹ ذکر فقرار ۱۲ ھ در گذشت رقم ۳۹ و ۴۰ ذکر فقرار ۱۲

کاپی مکہ بلگرام یمن اے تو احمد منم اولیس قرن^{۱۵}

بعدہ بہ ملازمت اقدس حضرت امیر سید و بعضے نسخ تصوف فرا گرفت۔ و در بلگرام بر سجادہ
خدا پرستی و تدریس علوم ممکن و زید و جم غفیر طلبہ را بہ کام دل فائز ساخت۔ حضرت سید بغایت متقی
و پرہیزگار بود۔ و در نصرت دین متین و اقامت احکام سنت نبویہ قدمی را نسخ داشت و در تاریخ بست
و پنجم ماہ شعبان روز شنبہ ۱۰۰۰ الماربع و مائتہ و الف شبستان خاک را ضیاء بخشید و حسب الوصیہ پایان
مرقد خواجہ عماد الدین بلگرامی قدس سرہ بیرون حرم متصل دیوار جنوبی مدفون گردید و رقم الحروف گوید

خورشید سپہ علم و فضل و تقویٰ آن میر ضیاء اللہ روشن سیمایا

و امن افتخاند بر شبستان جہان تاریخ نشو بمنزلی قدس ضیایا

تاریخ انتقال سید ضیاء اللہ مرحوم در پید بیضا ۱۰۰۰ الماربع و مائتہ و الف ثبت شدہ و در نسخ
اوائل ماہ اکر ام ہمین سال ثبت است۔ آخر یہ تحقیق رسید کہ تاریخ انتقال مشارالہ ۱۰۰۰ الماربع
و مائتہ و الف است۔ رباعی موافق این سال تنظیم در آمد۔ سید ضیاء اللہ و پدر علامہ میر عبد الجلیل کہ
ذکرش تحریر می یابد ہم عمر بودند و از ایام صبا اخلاص و ربط خاص داشتند۔ سید ضیاء اللہ این نامہ
بمیر احمد ترقیم نموده کہ شہمائے موزون کہ در صورت سخن تجلی داشت اگر چہ نمکین بود شیرین افتاد
برین عید می خواستم قرآن شدن ایام تشریق گذشتہ بوز بیلے نثار زر بامی جستم جز نقد جان بدست
نیامد۔ ازین حسرت جو اہر مشورہ تلاش می کردم از چشم ریخت منظوم بر آمد

اول بہ کرشمہ اش سلامی و زردیدہ بہ غمزہ اش پیامی

۱۵ اولیس قرنی۔ تابعی معروف آنحضرت در حق وی بشارت داده در الصبح للمسلم ص ۳۱۱ ۱۲۶۰ و قرنی نسبت
بسوئے احد اجداد اوست کہ اسم او قرن بن رومان است بعضے او را افضل التابعین قرار داده مگر این مطلقاً صحیح
نیست امام احمد گفته افضل تابعین سعید بن المسیب است و این معنی موافق مذہب اہل مدینہ است و اہل بصرہ افضل
تابعین حسن بصری را قرار داده حضرت الامیر القنوجی گفته افضلیت اولیس بلحاظ ثروت ثواب است۔ افضلیت
سعید بلحاظ معرفت علیم و احکام و اصحاب تذکر حکایتما آورد و دوی منسوب کردند و انشد اعلم بصحبتہا در جنگ صفین
مقتول شد و وہی در میزان الاعتدال گفته: لولان البخاری ذکر اولیائی الضعفاء لما ذکرته ۱۵ لآلانہ من اولیاء اللہ
الصادقین و تقصار ۲۳ - ۲۴) ۱۵ رک: رقم ۵۸ ذکر نضار

از ناله بعثتوہ اشس دعائے
 از اشک بہ پائے او سجودے
 از گم بہ بچندہ اشس نیازے
 از دست دعا بدا من او
 شوقی ز نیاز من نیازش
 چون خط شریف دلبر آمد
 لطفی کہ بنا مہ اشس نہان بود
 بجزری کہ بود مرا و دلبر
 چون جان برضای دوست لبست
 ہمت براد او کنم صرف
 وز ہجر بہ وصل او تنائے
 و از آہ بگوشش او درودے
 و از غم بہ نشاط او گدازے
 و ز روح نثار بر تن او
 آہی ز خروشش من بسا زش
 از نخل امید من بر آمد
 بر کشتہ تیغ بجز جان بود
 از وصل ہزار بار خوش تر
 از ہر چہ رضای دوست مست لبست
 شد ختم سخن بد کہ این حرف

ترجمہ سید قادری خلف الصدق سید ضیاء اللہ از فصل اول نگارش یافت و فرزند
 دیگرش سید احمد بن سید ضیاء اللہ بہرہ از علم داشت و حافظ قرآن و قاری خوش الحان بود
 و بہ تحریر خط نسخ یا قوت راعرق آب نجالت می ساخت۔ کلام اللہ و تفسیر مدارک بخط او
 امروز سواد باصرہ را نورے تازہ و جلالتے بے اندازہ می بخشد در سن ہشتاد و سا لگی لبست و
 یکم ذی الحجہ ۱۲۳۳ الہ ثلاث و اربعین و مائتہ و الف بہ گلگشت فرودس اعلی شتافت۔ و در باغ عقاب
 آباد خود مدفون گردید و فرزند دیگرش میر سید اشرف بن ضیاء اللہ بزرگ عہد بود و بہرہ از
 فضیلت داشت و پیوستہ بہ مطالعہ کتاب و تلاوت قرآن و عبادت عالم آفرین تعالی شانہ
 و تعمیر وقت می کوشید تا آنکہ در عشرہ رابع بعد مائتہ و الف متوجہ نشیمن قدس گردید و برابر والد مرحوم
 خود پائین در گاہ خواجہ عماد الدین قدس سرہ آسایش گرفت۔ سید غلام حسین بن سید محمد اشرف
 مسطور کتب درسی بہ ترتیب از جناب استاد و المحققین میر طفیل محمد بلگرامی روح اللہ
 روچہ تحصیل نمود۔ جوانی صالح و متقی بود و مدتہ العمر پیرامن مناہی نگردید و در عمر سی و یک سالگی
 برابر اربعانی خود سید احمدی در ماہ شعبان ۱۲۴۱ الہ رابع و اربعین و مائتہ متوجہ سفر از وطن شد و این

اول سفر او بود۔ در اثنا راه قریب انا و از دست قطاع الطریق ہر دو برادر بعتر شہادت فائز شدند۔

۴۹) سید عنایت اللہ

بن سید عبدالستار بن سید حاتم بن سید بدر الدین جد القییدہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سید وارہ فقیہ بے بدل و طبیب بالادست بود و طبعی بلند و ذہنی آسمان پیوند داشت و در عصر خود ریشہ عجیبی در روایت کشتی رواند۔ و استخراج مسائل فقہی را بپایہ اعلیٰ رساند مفتیان زمانہ اقرار زمانہ تفوق او در دست داشتند۔ و روایت طلبان از بلا و دور دست بخدمت اومی رسیدند۔ ابتدا لے حال قرآن مجید را یاد گرفت و در حوزہ درس میر سید اسماعیل بلگرامی تربیت یافت۔ و منازل تحصیل علمی بہ ترتیب عبور نمود و اکثر بہ مطالعہ کتاب اشتغال داشت۔ فوٹوش در ۱۲۰۰ شمسی و ماہ الف واقع شد و در باغ احداث کردہ خود مدفون گردید و اولاد او دو پسر و تہ فضیلتی بہم رسانیدند۔ اول سید محبوب فاضل مستعد بود ہموارہ با فائدہ طلبہ می پرداخت۔ استاد و المحققین میر طفیل محمد روح اللہ روحہ با او خوش طبعی لے نمکین داشتند۔ و عشرہ ثالث بعد ماہ الف ازین عالم در گذشت۔ دوم سید مرتضیٰ معروف بہ سید نواب نسخ متداولات را تحصیل کرد۔ و طبابت از پدر آموخت و سرآمد اطباء شہر شد۔ خصوص در نبض شناسی دستی عالی بہم رساند و در سائرہ مرض مسیحاتی بکار می برمی برد و تالیفی درین فن جمع کردہ و یازدہم ذی القعدہ ۱۱۵۸ شمسی و ماہ الف نبض حیات او ساقط شد۔ و در مقابر اسلاف خود آرمید عمرش قریب بہشتاد سال۔

۵۰) میر سید خیر اللہ بلگرامی

از احفاد سید محمود اکبر است برین نہج سید خیر اللہ بن سید عبدالحمید بن سید طیب بن سید عبدالقادر بن سید ابوالقاسم بن سید خان محمد بن سید محمود اکبر بلگرامی قدس سرہ از مستعدان زمانہ و صاحب کمالان یگانہ است ظریف طبع لطیفہ سنج خوش خلق بود و فضائل ضیہ

لہرک : رقم ۳۴م ذکر فضلہ ۲۵ رک : رقم ۶۸ ذکر فقارہ ۱۰

و شمال سنیل بسیار داشت و خالی از تشنه معنی نبود و غشوی مولوی روم را در آن عصر بہ ازو
کے درس نمی گفت و ہمیشہ ترقییم عبادت و نخل کتاب سرمایہ اخروی می انداخت۔ خلیفہ
شاہ محمد صاحب جامع القوائین ثمنوی مولوی روم از خدمت میر سید کردہ و مکتوبی بنام میر
در نشات خود آوردہ۔ عنوان مکتوب این است :-

” مکتوب نہم۔ بخدمت خلاصہ خاندان اصطفانقاوہ و دوستان ارتضا۔ ثمرات و نجات و نگاه
میر سید خیر اللہ تحریر یافت۔ برضمیر خورشید نظیر آن زینت افزائے محفل سخن رونق بخش
مضامین نو و کهن۔ نگاہ آموز چشم بینش۔ چراغ افروز بزم آفرینش نمک خوان اہلیت مردک
دیدہ قابلیت۔ مبدع قوانین مروت مخترع آئین فتوت۔ اختر منیر برج نقابت گوہر بے
نظیر درج نجات مجمع الاخلاق منبع الاشفاق واضح و لاج باد“

سید خیر اللہ پنجم شوال روز چہار شنبہ ۱۲۱۴ھ اربعہ عشرہ و ماہ الف بہ جنت المسوی
خرامید و در بلگرام در مقابر آبار مدنون گردید۔ انتقال میر ب موت فجاءة واقع شد۔

” روی بیہقی فی شعب الایمان عن ابی السکن الہجوری قال مات
خلیل اللہ فجاءة و مات داؤد فجاءة و مات سلیمان بن داؤد فجاءة هو
تخفیف علی المؤمن و تشدید علی الکافر“

درین محل خلاصہ تر دست سلسلہ گفتگوے دیگر می جنباند و تقریب واقع سید خیر اللہ واقع
سید محمد نوح والد مولف کتاب بغرض ارباب عبرت می رساند۔ نہم محرم شخصے در بلگرام
بموت فجاءة در گذشت والد مرحوم بدفن میت پرداخت و بخانہ برگشتند۔ این سانچہ مرثیہ
عبرت در چشم ایشان کشید و طلسم ہستی بہا منشور بنظر در آمد یا میر سید محمد خلف الصدق علی
مرحوم میر عبد الجلیل خطاب کردند کہ دو قضیہ ازین قبیل مشاہدہ شدیکے انتقال سید خیر اللہ
بن سید عبد الحمید دوم وفات سید محمود و پدر سید لطف اللہ کہ ترجمہ او در فصل اول در
سلک ارادت مندان سید العارفین قدس سرہ نگارش یافت۔ شب دہم محرم در بلگرام
چند جا تشریف بردند آخر در محلہ خود یعنی مہدانپورہ برآمد۔ و بر صفحہ تابوت امام علیہ السلام

نشستند و بعد فصلی لفظ اللہ بر کشیدند و جان بجهان آفرین تسلیم نمودند ۵
 سبکروان زخم آسمان برآمده اند ز راستی چو خدنگ از کمان برآمده اند
 و این حادثہ شب و ہم محرم یک پاس شب باقی مانده ۱۱۶۵ ۱۱۶۵ خمس و ستین و مائتہ و الف
 واقع شد روز شہادت امام علیہ السلام وقتی کہ آفتاب بہ یک نیزہ رسید و باغ محمود
 نزد قبر والد خود سپیدروز در خلوت کدہ خاک آسایش گزیدند۔ عمر شریف ہفتاد سال ۔
 راقم الحروف گوید ۵

میرید نوح آن نخل ریاض مکرمت روز عاشورا علم افراخت در ملک بقا
 سائلی پر سید از آزاد سال رحلتش گفت حشر والد با شہید کرد

۱۵) سید محمد فیض بلگرامی

بن سید محمد صادق بن سید صدر جهان بن سید حاتم بن سید بدر الدین جد القبیلہ یکے
 از قبائل اربعہ محلہ سیدوارہ کسب علوم متداولہ از خدمت میر سید اسماعیل بلگرامی نمود۔ و علم
 حدیث از قطب المحدثین میر سید مبارک بلگرامی سند کرد۔ و با علامہ مرحوم میر عبد الجلیل
 بلگرامی ربط خاص بہم رسانید و قواعد علمی پیش از حصر اخذ نمود۔ و بر شمائل النبی ابی عیسیٰ ترمذی
 و حصن حصین ترجمہ بزبان فارسی نوشت نام و تاریخ اقتتاح ترجمہ شمائل نبی بے الف و لام
 و تاریخ ختم کرد در ۱۰۹۶ ست تسعین و الف دست داوید ضیاء اللہ بلگرامی درین قطعہ
 نظم ساخت ۵

چو سید فیض منطوق فضائل مترجم ساخت از جہد کما ہی
 سزدگر چرخ ذکر سعی خیرش علم گرداندا از مسہ تا بہ ماہی

۱ رک : رقم ۲۲ ذکر فقراد ۲ رک : رقم ۴۰ ذکر فقراد ۱۲ رک : رقم ۳۳ ذکر فقراد ۱۲
 ۲ رک : محمد بن عیسیٰ الترمذی صاحب الجامع و شمائل للترمذی کتاب بیت در سراحوال و فضائل
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بر آن متعدد علماء شرح نوشتہ در شہرترین شرح شمائل ملا علی
 قاری است ۱۲ ۱۵ الحصن و الحصین من کلام سید المرعین للشیخ شمس الدین محمد بن الجوزی المتوفی ۷۳۹ ۷۳۹ ہجری کتاب
 جامع ادویہ و اذکار النورہ است :

بجدا شد کہ شد این گنج معنی نصیب عہد عالمگیر شاہی
 زمین صحبت سید مبارک خدا کردش باین دولت مہابی
 خرد تاریخ ترتیبش رقم زد زہے گنجینہ فیض آلہی

مخفی نہ ماند کہ زمیندار می بلگرام تعلق بہ قبائل اربعہ محلہ سیدوارہ دارد سید محمد فیض
 در عصر خود این عہدہ را بہ رونق تمام رسانجام داد۔ ولوائے وہا بہ وضو کت باسماں افراخت
 اتفاقاً اور اباخان عالم نامی حاکم شہر نزاعی رود اولست و نہم رمضان ۱۱۳۳ھ ثلاث و ماہیہ والف
 کار بجہال و قتال انجامید۔ خان عالم غالب آمد۔ و اثنا البیت سید محمد فیض مجموع بتاریخ
 رفت۔ درین ہنگامہ ترجمہ مسطور ہم بر ہم خورد۔ سید محمد فیض کمر بہ تدارک بست۔ از بلگرام
 قصد دکن معسکہ عالمگیر خلد مکان کرد۔ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی بیاس ربط قدیم درین
 سفر بر قامت سید محمد فیض پرداخت۔ در درین وقت کہ آشنایان بیگانہ می شنودا داسے
 حقوق آشنائی بر خود لازم گرفت سید محمد فیض بہ ارووسے عالمگیری رسیدہ ماجرایہ مسامع
 خلافت رسانیدہ و خان عالم را از حکومت بلگرام معزول ساخت و بہ وطن عطف عنان
 نمود۔ درین وقت ترجمہ را تلاش کرد۔ چند جزو از وسط کتاب بدست آمد۔ بار دیگر بہمت
 بہ ترتیب ترجمہ گذاشت و دو از وہمومی الحججۃ اللہ اثنا عشر و ماہ والف با تمام رسانید۔ تاریخ
 ختم ثانی این فقرہ یافت۔ قد تم بعون اللہ الاعد و رسولہ احمد! استا و المحققین میر طفیل محمد نور اللہ مرقدہ
 و مدتہا بخانہ سید محمد فیض تشریف داشتہ اند۔ مشارالہہ و قائل خدمت گزار می کما ینبغی مرعی می
 داشت و فائش در ۱۱۳۳ھ ثلاث و ماہ والف واقع شد۔ تبرش در بلگرام بر چہوترہ کہ در حین حیات
 برائے دفن خود ساخت عمرش قریب شصت سال۔

(۵۲) سید محمد باقر بلگرامی

از سادات پیچ بہیہ ساکن محلہ میدانیپورہ اولاد سید محمد صغری است قدس سرہ باین طریق
 سید محمد باقر بن سید داود بخش بن سید ابوالفتح بن سید عبدالباقی بن سید کمال الدین بن سید
 حسین بن سید فضل اللہ۔ بانی نسب در فصل اول تحت ترجمہ سید اجمل

یہ ریافت سید محمد باقر فاضل جید صاحب طبع بود۔ و در فن لغت عربی خویش لایہایہ داشت۔
 کسب کمال بخدمت سید فرید الدین معروف بہ سید بدلی بلگرامی کرد۔ بعدہ بہ جناب سید نور اللہ
 پادراعینانی سید العارفین میر سید لطف اللہ قدس اللہ اسرارہما ملہم نمود۔ ذکر ہر دو استاد و الا نراہ
 و در فصل نخستین تقدیم یافت آخر الامر از صحبت علامہ نامی میر عبد الجلیل بلگرامی استجلاب تواریخ
 کرد۔ و در ہر فن دستگاہی بہم رساند و خط شیرین بدست آورد۔ و شان خط علامہ مرحوم
 اختیار کرد۔ و در ۱۳۱۳ھ احمدی و تلشین و ماتہ و الف رخت سفر از خاکدان قافی بہ ریاض جاودانی
 پرست۔ عمرش قریب بہ شصت سال۔ خواب گاہ بلگرام۔

(۵۳) سید عبد اللہ

از بعض طبقات سادات بلگرام ساکن محلہ میدان پورہ ست۔ و در علوم عربی و فارسی و ہندی
 استعداد عالی داشت۔ و در فنون درسی تلمیذ قاضی علیم اللہ کچندوی بود۔ و خطوط بہ ہفت قلم
 نگارش می نمود۔ و در فنون سپاہگری و استعمال اسلحہ و آلات حرب و اکثر صناعات اہل حرب
 و توفی داشت۔ و در بریدن گل کاغذین کار مائے دست بستہ می کرد۔ ہموارہ صاحب اعتبار
 زیست۔ و اکثر بہ رفاقت نواب مبارز الملک سر بلند خان بسر برد و بخدمت عدالت عسکر
 می پرداخت۔

فتح توام الدین احمد آبادی۔ با فقیر نقل کرد کہ چون سر بلند خان تونی کرت اولی د ۱۱۲۴ھ

۱۵ رک : رقم ۸ ذکر فقار ۱۲ ۱۵ رک : رقم ۶۶ ذکر فقار ۱۲ ۱۵ رک : رقم ۵۳ ذکر فقار ۱۵ رک : رقم
 ۶۹ ذکر فقار ۱۵ رک : رقم ۵۸ ذکر فقار ۱۲ ۱۵ نواب مبارز الملک سر بلند خان تونی۔ نامش میر محمد فتح
 و طش تون کہ نہرست در ایران۔ در عہد خلد مکان با پدر خود ر میرزا محمد افضل المخاطب بہ مقتدر سے خان اناربان
 بند پاک آمد و بعد وفات پدر خود بلیاقت کار داری بمناسب چہرہ عزت برافروخت و پسر بشک بادشاہی
 رسیدہ بدیہ بیگم حبیبہ روح اللہ خان بخش را بعد مناکت در آہد چون بدیہ بیگم خواہر عائشہ زوجہ سلطان عظیم
 الشان بود بنا بر آن بسطنت شاہزادہ در عہد خلد منزل بخطاب سر بلند خان نامور شد و بعد از تغیرات بصوبہ داری
 گوات علم کامیابی برافروخت و بعد در دودنا در شاہ در ۱۱۵۸ھ بنہاں خانہ مستی در شد و در تارخ مظفری سال وفاتش
 ۱۱۵۹ھ مزبور است در رک : مآثر الامراء ۳ : ۸۰۱ - ۸۰۶ ۱۲۱۸ھ

اربع و عشرین و مائتہ و الف ناظم صوبہ احمد آباد شد۔ سید عبداللہ را منصب صدارت احمد آباد تفویض نمود۔ سید بار باب وظائف و ادارات سلوک پسندیدہ کرد۔ و غربا و ضعفا را بہ احسان فراوان نواخت۔ التعداد رسید بلند بود۔ شاہ اسد اللہ نبیرہ[ؒ] و صاحب سجادہ شاہ وجیبہ الدین علومی گجراتی قاسم سرہ شرح مواقف بخدمت سید گذرانید۔ و من ہدایہ فقہ تحصیل نمود و فی ما بین مولانا نور الدین و سید من واسطہ ارتباط شدم۔ و بخدمت مولانا گفتم کہ در عہد حکومت محمد اعظم شاہ ظان فاضل را بتقریب ضیافت خواندید و مباحثہ علمی در میان آورده صحبت را منجر بہ رنجش ساختند۔ الحال چنین نباید کرد۔ این معنی را بخدمت سید ہم اظہار نمودم۔ سید گفت چرا این طور حرف بر زبان آوردید۔ ذکر علمی مضائقہ ندارد بلکہ سبب افادہ و استفادہ است۔ سید بخانہ مولانا تشریف آورد۔ و ذکر علمی در میان آمد۔ سید باستعداد تمام سخن کرد و فوعی کہ مولانا و سائر مستعدان مجلس محفوظ شدند۔ و لب بہ تحسین و آفرین کشودند۔ آخر الامر او را در دارالخلافت شاہ بہمان آباد بیماری استسقا عارض شد بہمان حالت در بلگرام آمد و بہ فرصت کمی جان بہ بہمان آفرین سپرد و سمت غربی باغ محمود در مقابر قبیانہ خود مدفون گردید۔ و مکان انتقالہ^{۱۳۲} انہیں و تلبثین و مائتہ و الف نام قاضی علیم اللہ کچندی و فضل اول چند جا گذشت درین فصل ہمین جا بتقریب تلمذ سید عبداللہ مذکور شد چون این فصل انجمن جماعہ فضلا است معرفت قلم ذکر قاضی بر سامع مجامع عرض می دارد۔

۵۴۵ قاضی علیم اللہ کچندی

کچندی بہ کاف تازی و جیم فارسی منفقو حتمین و نون ساکن و وال مہملہ قصبہ ایست بر لب دریائے

۵۴۵ رک۔ رقم ۱۵۵ ذکر فضلا ۱۲

۵۴۵ شرح مواقف۔ و علم کلام تالیف عضد الدین عبدالرحمن بن احمد الایچی القاضی۔ قاضی عضد الدین کتب را برائے غیاث الدین وزیر خدا بندہ تالیف کرد و سید شریف جرجانی^{۱۳۱۶} بر آن حاشیہ نوشت و این شرح بہ اسم شرح مواقف نامور شد کشف الظنون ج ۲ ص ۵۹۱ (۱۲) رک۔ رقم ۳۲ ذکر فضلا ۱۲۔
 ۵۴۵ بن بدھ بن معروف الحنفی القردائی الکنندی۔ جدوی "معروف" پسر بنت الشیخ جمشید را جگری بود۔
 و نیز ہذا الخواطر ج ۹ رقم ۳۶۶

عالم بالا دست و عامل خدا پرست بود۔ نسبش بہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منتهی می شود بعضے اجداد او
 بہ تصاریف روزگار از مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ بہ کرمان افتاد و در آنجا با مقامت
 کشادہ یکے از اسلاف او مولانا عماد الدین کرمانی ^{رحمۃ} است صاحب فتاویٰ اے عماد یہ شیخ مبارک ^{رحمۃ}
 فرزند مولانا عماد الدین مذکور از کرمان متوجہ ہندوستان شد و طرح اقامت در بلدہ قنوج ریخت
 ازان وقت اعقاب او درین بلدہ فاخرہ سکونت دارند مولوی علی اصغر در سن شباب شوق علم
 بہم رساند مختصرات و متوسطات از مواضع متفرقہ تحصیل نمود۔ و مطالعات از مولوی لطف اللہ
 کوروی روح اللہ روحہ فرا گرفت۔ شیخ احمد ملا جیون امیتوی کہ ذکرش گذشت و مولوی علی اصغر
 ہر دو با ہم نزد مولوی لطف اللہ فاتحہ فراغ خواندند۔ مولوی علی اصغر جانب لکھنؤ شتافت۔ و با شیخ
 پیر محمد لکھنوی قدس سرہ بیعت کرد۔ و اربعینات کشید۔ و اجازت ارشاد گرفتہ بہ قنوج مراجعت
 نمود۔ و تالیف اسپین پاور دامن عزالت پیچید۔ و مدت شصت سال درس گفت خلق کثیر در
 حوزہ درس او منتہائے فضیلت حاصل کردند۔ و در آخر عمر تفسیری بر کلام اللہ نوشت مسمی
 بہ ثواقب التنزیل ^{رحمۃ}۔

فقیر و دوسہ صحبت مولوی را در یافت ذات قدس معلی بود۔ در شاہد اربعین و ماتہ و الف
 منوجہ دار البقا گردید پیش مسجد خود زیر صفہ مدقون گشت۔ راقم الحروف این مصداق
 تاریخ یافت ^{رحمۃ}

شد بہان آفتاب صبح علوم

(۱۵۵) میر عبدالمادی

بن عبد الواحد اصغر بن میر سید طیب بن میر عبد الواحد بلگرامی قدس اللہ سرار ہم سید عالی
 مقدار و دانش مند بلند اقتدار است۔ نسخہ جامع معقول و منقول و لوح محفوظ فروع و اصول
 حُسن سیرت تفسیر آنک لعلی خلق عظیم و حسن صورتش توضیح ماہذا بشوران ہذا الاملاک
 کو بیہ در ربیعان آگاہی نطق ہمت با حراز کمالات انسانی بر لبست۔ و کتب مبادی تحصیل

۱۵۵ «الفوائد البیہ» بن چنین نوشتہ عماد الدین والد صاحب «افصول العبادیہ» است ذام مؤلف عبد الرحیم ابو الفتح زین الدین است و در نسبت
 وی قدس سرہ تبارک است و از تالیف این در ۱۵۶۰ ہجری بمقتضی غرض شد کہ الفوائد ۹۴۰ ہجری شیخ مبارک ^{رحمۃ} رک حاشیہ ص ۲۳۹

حاصل شود۔ گفتم ہمیں وقت و جہی بہ خاطر رسیدہ کہ تیمم جنب بہ منزله غسل است و تیمم محدث بہ منزله وضو پس صاحب طہارت کبری اولی باشد بامامت از صاحب طہارت صغریٰ چہ احتمال دارد کہ جنب و محدث را پیش ازین جنابتی بلا شعور ایشان عارض شدہ باشد پس صاحب طہارت کبریٰ از نجاست حکمی سابق و حال طاہر گشت و احتمال در و مرتفع گردید۔ و صاحب طہارت صغریٰ ازین احتمال خالی نیست و در صورتیکہ مغتسل از جنابت و متوضی از حدت جمع شوند احتمال نجاست حقیقی ہم از مغتسل مرتفع می شود۔

تا و در پایان عمر جانب گجرات احمد آباد حرکت کرد۔ و در شہر بروہہ کہ از گجرات فاصلہ چہل کردہ دارد ہمسا رسید۔ و در ۱۳۷۱ھ بیع و ثلثین و مائتہ و الف باویہ سفر آخرت پیوہ و ہما نجا مدفون گشت۔ عمرش قریب پنجاہ و پنج سال۔

(۵۷) میر احمد

بن سید عبداللہ بن سید محمود و اصغر بلگرامی قدس سرہ والد میر و اصل سید عبداللطیف برادر اعیانی سید عبداللہ است۔ چون سید عبداللہ پسر نہ داشت میر احمد را بہ فرزندگی گرفت و او نقش نگین خود احمد بن عبداللہ ساخت۔ لہذا باین نسبت بین الجہو را شہار و ارد صاحب فضائل و حسن شمائل بود۔ و در اقران و امثال و بزمید و جاہت و عمدگی امتیاز داشت۔ ذکر برادرش سید معین الدین در ضمن ترجمہ سید جان محمد بعد ازین می آید۔

سید احمد را در عرف ملا و سید معین الدین را موان می گفتند۔ چون ہر دو برادر تمام عمر بہ ثروت و جمعیت گذرانیدند و مردم شہر ضرب المثل بود کہ ملا موان سدا موان۔ سید احمد خط نستعلیق و شکستہ بہ جودت می نوشت و در فن سیاق و سستی قومی داشت ضابطہ او چنین بود کہ ہر روز بلا ناغہ بعد ازلے نماز صبح دو ورق کتابت می کرد۔ و ازین التزام کتب بسیار از قلم جو اہر رقم او صورت گرفت و امروز حاضر است۔

میر جو ادبے مثل و شجاع بے نظیر بود۔ و از طرف نواب مکرم خان بن نواب شیخ میر عالم گیری

یہ حکومت موضع پہا سو بعدہ موضع داسنہ وغیرہ از توابع وہلی پرواخت و کوس دیانت می
نواخت و با وصف اشتغال حکومت اوقات گرامی را بہ تقدیم عبادت الہی مامور می داشت۔
وچہارم حمادی الاولی ۱۰۹۶ سنہ تسعین والہ ریاض فرانس خرامید۔ انتقال او در شہر
مرادآبا و قریب بلدہ سنبل واقع شد۔ سید معین الدین برادر خود را وصیت کردہ بود کہ
نعش او را بہ وطن رسانند۔ جسدا اور اول در مرادآبا و بہ خاک امانت گذاشتند و بعد
شش ماہ بہ بلگرام آورده در باغ محمود دفن ساختند۔ کاتب الحروف آئیہ کریمہ و
تجیتہم فیہا سلام تاریخ بر آورد۔

میر در عہد سلطان اورنگ زیب عالمگیر غلام مکان مطابق ۱۰۹۲ سنہ ثانیہ تسعین
والہ در کنار باغ محمود چاہے ساخته کہ ہم چشمی با کوثر دارد۔ و از ان وقت مجموع ساکنان
محلہ میدان پورہ و حوالی آن آب ازین چاہ می خوردند۔ مولف کتاب تاریخ درین قطعہ
ضبط کردہ

محیط جوہ و احسان میر احمد کہ فیض در جہان گرویداری
عمارت کرد چاہ خیر بنیاد کہ وارد تاقیامت استواری
ز آب حوض کوثر جام ہر شار جزائے این عمل باید زیاری
بکام تشنگان تاریخ سالش رقم کردم زلال خیر جاری
میر از اقران سید ضیاء اللہ مرحوم الصدر است و محل ترجمہ او مقدم بود لیکن برائے
اتصال ترجمہ او با ترجمہ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل درین مقام آورده شد پیشتر گذارش
یافت کہ میر احمد و سید ضیاء اللہ با ہم روابط روحانی داشتند۔ و درین محل از مکاتیب
جانبین و نامہ بر بال کبوتر روزگار می بندم

نامہ سید ضیاء اللہ بہ میر احمد

” در خرمن کائنات کریم نگاہ یک دانہ بخت است و باقی ہمہ گاہ
” سبحان اللہ زہے آن یک دانہ در جنب قیمت آن گوہر یک دانہ کم از دانہ خشخاش است

و البتہ و نبوت پناہ آدم صلی اللہ علیہ السلام در طلب این دانہ از فقدان نعمت بہشت
 بیندیشید و ہر تعبے و شدتے کہ فرمایش آمد بہ اختیار بر کشید۔ یعقوب علیہ السلام از شوق
 این دانہ بہ حدے دانہائے انگ ریخت کہ و ابیضت عینا لا من الحزن مفسران شد صدر
 نشین محفل رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از آنے کہ استغنا بآن دانہ بہم رساند چندان غنا حاصل
 کرد کہ ہر چند کو بہائے مگر را اطلا ساختہ بحضرت حضور پیدا آوردند بگوشہ چشم نہ گریست۔
 و دفعنا لك ذكرك بلین این بہمت است۔ بالجملہ بیچ متفنی درین عالم نیست
 و نبودہ و نخواستہ بود کہ اثر سے ازین خیال از سر نہاشہ باشد۔ مجنون بیچارہ سرگشتہ ہمیں طلب
 از جہان رفت۔ فراد مسکین نیز درین ذوق جان داد۔ زلیخا بہ قوتہ ہمیں دانہ پسرا از کنار
 پدر جدا ساخت۔ دل سے برمانے کہ از طلب این دانہ نادانانہ گذشت۔ آدمیم بر سر مدعا بندہ
 ہر چند بانداق طیبہ مہبان و حوصلہ ایشان آشنائے نداشتند لیکن بہر حال یک گونہ لذت سماع
 پیدا کرد کہ با ستناد آن می زید۔ و ازینجا است کہ خود را جا کپائے اہل محبت می شناسد۔
 اما بیچ معلوم نشد کہ آن عزیز دانہ خود را کہ مقسیم ازل است مگر پیش طائر سے انداختند کہ چیدہ
 بردان کرد یا براتب تو سن سفر بر آیمختند کہ بہ گلو فرد کشید۔ کیفیت بے توجہی را نوعی کہ واقعی
 است پیدا برنگازند کہ رافع حدیثات باطن گرد۔ بر تقدیر سے کہ مخلص را از رعایا حقوق
 دوستانہ مقصر دانستہ عوض نمودہ باشند۔ جائے آن دارد۔ اما چون عوض بدی بہ بدی
 داند سب دوستی نامحود است بایستے کہ نظر بر تقاعد و تکاسل این طرف نمیزاخند باوائے
 احسان از خود می شدند۔ و بہ امانے احوال بہمت اشتمال مرہون منت می ساختند مگر
 عبود حمی و حقوق صبا از یاد رفت ۵

اے عجب آن عہد و آن سوگند کو وعدہ لائے آن لینے چون قند کو ۶
 گرفتار بندہ از بد بندگی است چون تو باید بد کنی پس فرق چیست

جواب میر احمد بہ سید ضیاء اللہ

عربی شامہ مشام لگانگی را عطر آموذ ساخت۔ و خاطرہ پراگندہ را بہ جمعیت فراہم آورد۔

من داین رتبه از کجا لیکن مور پروردہ سلیمان است

دور عالم بیداری اویسی سیدلین جموی صاحب سجادہ غوث صدانی شیخ عبدالقادر
جیلانی رضی اللہ عنہم بودہ اند و غالباً نہ بیعت حاصل کرده۔ آن جناب کتب او اہل بہ مشارکت
استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی قدس سرہ بخدمت میر سید سعد اللہ بلگرامی گذرانیدند بعدہ در
قصبات پورب ساہرو دائر گشتند و کتب او اسطہ از مواضع متفرق کسب نمودند و آخر در
حلقہ درس شیخ غلام نقشبند لکھنوی سرشتہ تحصیل بہ انتہا رسانیدند و علم حدیث از قطب
المحدثین میر سید مبارک بلگرامی نور اللہ مضجعہ سند نمودند و در جمیع علوم عقلی و نقلی خصوص حدیث
و تفسیر و لغت و فنون عربیت و تاریخ و موسیقی اقتداری عظیم بہم رسانیدند حافظہ تریف بہ مرتبہ
بود کہ قاموس اللغہ من اولہ الی آخرہ از برداشتند و احادیث نبوی و اسما و الرجال و اشعار و امثال
و اخبار فن تاریخ آن قدر مستحضر بود کہ محاسب اندیشہ پی بہ کسبت آن نمی تواند بر چشم روزگار کھن
سال صاحب کمالی باین جامعیت کہ مشاہدہ کرده و نام بلگرام بہ میان وجود فائض الجود شہرہ
آفاق گردیدہ۔ ملاقات آن جناب با سید علی معصوم مدنی مصنف سلاۃ العصر در اورنگ آباد کن

۱۲۹۴ھ رک: رقم ۵۸ ذکر فضلار ۱۲۵ رک: رقم ۴۸ ذکر نقار ۱۵۵ احوال بایغان مرقوم رقم ۲۹ ذکر فضلار ۱۲۵ رک: رقم ۳۳ ذکر نقار
۱۲۹۴ یعنی القاموس المحیط للمحدثین یعقوب محمد الدین الفیروز آبادی (۱۲۹۴-۱۸۱۶ھ) این کتاب متعدد مرتبہ در مصر چاپ گردید بر آن متعدد
تشریح و حواشی مرقوم اند ۱۱۱ شہرہ و نفع آنها تشریح تفسیری زبیدی است المصوم بہ سماج العروسی فی شرح القاموس شیخ عبدالرحیم بن عبدالکریم
صفی پوری دامتہ فی ۱۲۹۶ھ این کتاب را باضافات و زیارات بزبان فارسی مرتب کرده آن را در منتہی الارب فی لغات العرب
میسوم کرده است و این ترجمہ در چهار رباع در لاہور چاپ شدہ است برائے احوال زبیدی رک: ضمیرہ این کتاب ۱۲۵ میر علی
المعصوم المدنی (۱۰۵۲-۱۱۰۹ھ) صاحب سید نظام الدین محمد بن سید معصوم الشیعی الدشتکی الشیرازی المعروف بہ سید علی معصوم و بایغان
از شاہ میر آباد و صنوبر شہر است مؤلف "سلاۃ العصر فی محاسن ایمان العصر ط" و "الطرز" و لغت بر نسق قاموس فیروز
آبادی "انوار الربیع فی انواع البدیع ط" الدرجات الرفیعہ فی طبقات الامامیہ و الشیعہ و دیوان شعر و کتاب سلاۃ الغرب کہ در
آل احوال رحلت خود از مکہ بصوب حیدرآباد بیان نمودہ "ریاض السالکین شرح صحیفہ کاملہ" خاندان میر علی معصوم در شیراز
بیت علم و فضل بود و مدرسہ منصور یہ خیر از منسوب بجد او میر غیاث الدین منصور ۱۰۰۰ھ ۱۲۸۸ھ قصہ نکاح جد
ایشان میر معصوم و پدر وی سید نظام الدین احمد را مؤلف و در تہذیب آزاد (۲۸۶-۲۸۹) بہ شرح و بسط رقم نمودہ رک:
نزهتہ المجلس ۱: ۲۰۹-۲۱۳ بجد العلوم ۱۹۰۸ ایضاح المکنون ۱: ۱۲۷ و ۱۲۸ و البدر الطالع ۱: ۲۷۸ و نزهتہ الخواطر
ج ۶ رقم ۳۵۴-۴۲۴-۵۰۲ (BROCK-S)

آن جناب بعنايات سرمدی از دولت نشاتین کامیاب بودند۔ و منطوق آیه فیض پیر آیه و
 اِنْبَاءٌ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَاِنَّ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ رسوۃ النحل آیت ۲۱ از جمعیت سرمدی
 معنوی خطی وافر داشتند۔ ابتدائے حال باتفاق استاد المحققین میر طفیل محمد روح الشدر و صبر ارادہ
 تحصیل علم قصد مستقر الخلافہ آگرہ کردند۔ و یا تو اب فضائل خان میر منشی خلد مکان کہ در ان
 ایام از ملازمت سلطانی و اماندہ در ان بلده گوشہ نشینی اختیار کرده بود بر خوردند و بہ
 اعانت او چندی در آن مقام رحل اقامت آنگند تا آنکہ شاہ حسین خان از درگاہ خلد
 مکان بہ دیوانی سرکار لکھنؤ مامور شدہ از دکن بہ اکبر آباد رسید آن جناب بہ رفاقت شاہ
 حسین خان از اکبر آباد بہ لکھنؤ آمدند مدت پنج سال در آنجا بسر بردند و از خان مذکور
 رعایات فراوان مشاہدہ کردند۔ ابتدائے ترقی صوری ازین جا است تلمذ بخدمت شیخ
غلام نقشبند لکھنوی قدس سرہ درین ایام واقع شد۔ چون شاہ حسین خان از دیوانی لکھنؤ
 معزول شدہ بہ دیوانی صوبہ پٹنہ منصوب گردید در رفاقت او بہ بلده پٹنہ تشریف بردند و
 چندی در ان الکہ بہ جمعیت گذرانیدند و بہ تقریبی آمدن بلگرام اتفاق افتاد۔ درین ایام سید
 محمد فیض زمیندار بلگرام بعلت عادتہ خان عالمی چنانچہ در ترجمہ او سابق تحریر یافت۔
 بارادہ درگاہ خلد مکان عازم دکن شد۔ علامہ مرحوم بنا بر بطمی کہ با سید محمد فیض داشتند
 کمر رفاقت بستند و باتفاق خود را بارادہ سے خلد مکان رسانیدند ملاقات آنجناب

۱۵ الامیر الفاضل میرزا دی پسر میر حاجی الاکبر آبادی الخاطب بہ فضائل خان۔ از اسرار
 عالمگیر بود تراوت علم بر شیخ عبدالعزیز بن عبدالرشید الحسینی الاکبر آبادی کرد و شہزادہ
 محمد اعظم بن عالمگیر باین طور سے تقریب حاصل کرد کہ شہزادہ در جمیع مہمات بر آن اعتماد
 کرد و آخر الامر از خدمت شاہی سبکدوش شد و در خانہ خود نشسته بہ درس و اتادہ مشغول
 شد بعدہ عالمگیر او ناظر خزانہ کتب منصوب ساخت خان مزبور در علوم و فنون یگانہ روز
 بود ۱۱۱۱ رحلت نمود رک: ۱۱ اثر الامیر ج ۳ ص ۳۸ نزہۃ الخواطر ج ۶ رقم ۶۶۲

۱۵

۱۵ رک: رقم ۱۵ ذکر فضائل ۱۲

باناصر علی در اورنگ آباد دیرین سفر واقع شد و بفرصت کمی معاودت بلگرام دست داد و دیرین
ایام خبر رسید کہ شاہ حسین خان در مرشد آباد دارالملک بنگالہ پیالہ مرگ چشیدہ آن جناب
در تاسخ می فرمایند

خان خورشید نسب شاہ حسین ذات او منظر آیات جلی
آن امیری کہ در انواع شکوہ داشتہ مرتبہ بے بدلی
گوہر فکر وزیران جہان پہلومی رائے منیرش عملی
در ہزار و صد ہشت از ہجرت کرد نہضت بہ ریاض ازلی
سال تاسخ خرد گفت چنین باز حشرش بہ حسین بن علی علیہ السلام

بعد وفات شاہ حسین فرزند ارجمندش میر محمد رضا علیہ السلام زلف شاہزادہ عظیم الشان علیہ السلام بن
شاہ عالم از بنگالہ ارادہ آستان خلد مکان کرد و دار و بلگرام شد و در دیوان خانہ علامہ مرحوم
روزے چند آرام گرفت و او علامہ مرحوم با اتفاق در سال ۱۱۰۵ھ اہم عشر و ماتہ و الف را ہنگام
دکن شدند و بعد از طی مراحل و قطع منازل در اسلام پور از توابع بیجا پور سر اوق عالمگیری

۱۰۴۵) لاناصر علی سرسندی شاعر باکمال، ایگنہ روزگار و صوفی مشرب بود۔ استفادہ از جناب شیخ محمد معصوم
خلف الصدق حضرت مجدد الف ثانی نمود و با اسرار و البستگی پیدا کردہ بہ خوش عیشی فراوان زیست مرزا
فقیر شد مخاطب بہ سیف خان بخشی و شاہ عادل پسر خواجہ شاہ مخاطب شریف خان و نخصنفر خان و
ذوالفقار خان بن اسد خان وزیر اعظم خلد مکان و غیر ہم را ملازمت گرفت و در مدح ایشان سپند
سخن را جولانی داد چون ذوالفقار خان بہ تسخیر ملک کرناٹک متوجہ گردید باو ہم رکاب شد و در آن نواحی
باشاہ حمید مجذوب اعتقاد تمام بہم رسانید و در مدح او ہی پرواز و۔ آخر الامر از وکن بدار السلطنت رشاہ
جہان آباد آمدہ اقامت در زیدتا آکرہ در سال ۱۱۰۵ھ بختہ الماد می خرامیدہ در مفتاح التوارخ ۲۸۹ خزائن عامرہ
۳۲۸ حاشیہ مقالات شعرا از سید حسام راشدی ۱۹۲ و سر د آزاد کلمات الشعراء ۴ - ۱۲۱۷۷ پ
۱۱۰۵ھ میر محمد رضا ۱۲۷۵ھ از زمان عالمگیری بادشاہ بصوبہ داری ملک بنگالہ سر بلندی داشت و مدتی
در شہر پٹنہ برائے نظم و نسق آن دیار استقامت گزیدہ آن شہر را بہ عظیم آباد موسوم ساختہ بود
چون خبر بیماری شد و عالم بن عالمگیر بادشاہ شنید پسر خود محمد فرخ سیرا تیابت خود گناشتہ پیش
پدر آمدہ بود و در محار بہ جہاد ارشاہ کشتہ شد و مفتاح التوارخ ۱۲۱۷۷ پ

راوری یافتند۔ روزے علامہ مرحوم دار و مجلس میزایا علی بیگ سوانخ نگار حضور معالی شدند۔
 میزرا ضابطہ داشتت کہ ہمیشہ کتاب قاموس تصحیح و مقابله می کرد و اوقات را صرف
 این شغل می ساخت۔ آن جناب اشکالی چند از قاموس برستعدان محفل عرض کردند تا من
 اندیشیدم هیچ کس بگره کشائی و انرسید۔ آن جناب با فادہ حل مقامات پرداختند و حضار
 لب تحسین کشودند۔ میزرایا علی بیگ لوازم قدر شناسی چنانچه باید بجا آورد و بالہما کمالاً
 صورتی و معنوی۔ خاطر بادشاہ را متوجہ ساخت۔ بادشاہ بہ منصب شایستہ و جاگیر چند
 از محال سائی پور قریب بلگرام و خدمت بخشی گرمی و وقائع نگاری گجرات شاہ دولہ پیراہ
 امتیاز بخشید۔ آن جناب تاریخ خدمت چنین انشا کردند۔

مرا از جناب خلافت عطا شد زروے کرم خدمت عیش افزا

خرد گفت تاریخ تفویض خدمت وقائع نگاری گجرات زیبا

آن جناب از دکن اول قصد وطن کردند و در ذی الحجہ سال مسطوریہ بوصول بلگرام
 مسرت انداختند۔ و در محرم ۱۱۳۳ شملت عشر و مائتہ و الف از بلگرام متوجہ گجرات شدند
 وغرہ شہر ربیع الاول ہمین سال گجرات را مورد برکات ساختند و قریب چہار سال بہر خدمت
 را با استقلال تمام سرانجام دادند۔ و در ۱۱۳۶ شملت عشرہ و مائتہ و الف عزل در میان آمد
 آن جناب متوجہ وطن شدند و در ماہ جمادی الاول ازین سال سواد بلگرام را از پر تو قوم منور
 ساختند۔ درین وقت از ولادت مولف اوراق ۳۰ ماہ گذشتہ بود۔ میزرایا علی بیگ
 غائبانہ نقش قدر دانی زد۔ و ہم درین سال بخدمت بخشی گرمی و سوانخ نگاری و وقائع
 نویسی سرکار بہکری و سرکار سیوستان از پیشگاہ خلد مکان برائے ایشان گرفت۔ و سند
 درست کردہ مصحوب قاصدا جیر روانہ بلگرام ساخت۔ و قلمی نمود کہ عوض دو خدمت
 چند خدمت تفویض شد۔ باید کہ تعب سفر دکن نہ کشند و از وطن روانہ مکان خدمت
 نشوند۔ و قاصدے دیگر با نقل سند جانب بھکر و سیوستان فرستاد۔ و از تقدیر خدمات
 با علامہ مرحوم مردم آنجا را اعلام نمود۔ قصارا قاصدے کہ رخصت بلگرام یافتہ بود در اثنای
 راہ تلف شد۔ چون زمانہ بسیار از میعاد قاصد گذشت۔ میزرایا قدر شناس سنہ ثانی

از وقت تری با و شاهی درست کرده با قاصد سے ارسال بلگرام نمود۔ آن جناب بعد وصول
 این نوید در ماه جمادی الاول ۱۲۸۱ سبقتاً عشر و مائتہ و الف از بلگرام سمند عزم جانب ملک
 سندھ بہ خرامش آوردند۔ و چہارم رجب المرجب سال مذکوریلدہ بھکر از جلوہ والا برا فر و تختند
 و سمند خدمت را بہ تمکین عالی ترینت بخشیدند۔ و بعد رحلت خلد مکان چون قدر و منزلت آن
 جناب نقش خاطر شہزادہ جامع ارکان سلطنت بود و در طبقات لاحقہ بے آنکہ از بھکر حرکت
 کنند ارکان سر بر خلافت در ہر عصر سندا استقلال خدایات ارسال نمودند تا آنکہ در عہد محمد فرخ
 سیر بادشاہ از سیرنگی قدرت الہی پرگنہ جتوی از توابع سرکار بھکر ریزہ ہائے نبات مثل ترالہ خود
 از ابر باریدہ و بہ نزول این علاوہ غیبی کام و زبان علی شیرین گردید۔ آن جناب درین ساخنہ
 غریب رباعی انشا کردہ در فرود قایع معروف بارگاہ خلافت داشتند کہ ۵

فرخ سیر آن شہنشاہ با برکات چرخ از ادب او شدہ شیرین حرکات
 در سندھ زمین عہد عشرت ہمدش بارید سحاب ریزہ قند و نبات
 میر حیلہ سمرقندی کہ در ان زمان رائق و فائق بہات سلطنت بود و سواخ حضور معلی
 با و تعلق داشت و آخر صدر الصدور شد بہ مجر و ملاحظہ فرود قایع بے آنکہ حکم بہ تحقیق کند حاصل
 بر خلاف واقع نمودہ در اوائل ۱۲۸۱ سبت و عشرین و مائتہ و الف معزول ساخت آنجناب
 در ہمین سال از بھکر جانب داران خلافت شہزادہ جہان آباد حرکت کردند و در خلوتی کہ نو اسب
 قطب الملک سید عبداللہ خان وزیر اعظم و امیر الامرا سید حسین علیخان

۵ نامش عبداللہ در عہد خلد مکان ابتداء تعلقہ قضای جہانگیر نکر عرف و عاکہ مضاف صوبہ بنگالہ یافت
 پسر قاضی بلدہ عظیم آباد گردید و در عہد فرخ سیر ۱۱۲۴ - ۱۱۳۱ بمتصب ہفت ہزار سی ہفت
 ہزار سوار و خطاب میر حیلہ خان خانان معظم خان بہادر منظر جنگ بلندی یافت اگرچہ بظاہر
 داروغگی دیوان خاص و داروغگی ڈاک داشت اما بحریت فرق الفرق اختصاص گرفتہ دستخط
 پادشاہی با اختیار او قرار یافت و از تسلط سادات بارہ بدرجہ زدہ کہ از جانب آہنایک راہ دہ ساخته
 بہ پادشاہ میرسانید و این معنی باعث کشیدگی خاطر سید عبداللہ خان و سید حسین علی خان گشتہ
 از آمد و رفت در بار پائی کشیدند و مینہا حوادث ظہور یافتند آخر در عہد فردوس آرام گاہ در گذشت رک
 آثار الامرا و مفتوح التوارخ ۱۲۱

زند۔ نسخہ واصل الخیرات اگر وظیفہ خاص بود بدست مبارک خود تحریر نمودند۔ و بعد از
 آن نسخہ موجود است۔ و قریب استوائیہ غسل مسنون روز جمعہ برداختہ متوجہ مسجد می شدند۔
 در ماه مبارک رمضان روزانہ بیت الخلاء نمی رفتند۔ و در سفر و حضر نماز تراویح ترک نمی
 شد۔ و از صفات رضیایان کہ چون قصد کتابت می کردند اول تسبیح و حمد و صلوة برترطاسی
 میس می نوشتند بعد از آن شروع بہ کتابت مقصود می کردند و تا آخر عمر این عمل ترک نہ
 شد۔ کتاب خانہ عظمی در مرور باقیات صالحات گذاشتہ اند اکثر این کتب را بدست
 مبارک خود اصلاح و مقابلہ نموده اند و نسخ بسیار بہ خط خاص نوشتہ اند۔ و در اوائل خط
 نستعلیق بغایت شیرین می نوشتند۔ بعد از نستعلیق خطی طبعی ایجاد کردند۔ بنایت
 شیرین و دل نشین کہ چشم ناظران را جلا می افزاید۔ و ذوق کتابت بہ مشابہ داشتند کہ در او آخر
 ایام اقامت بھک کتاب مبارک صحیح بخاری علم استکتب نمودند و در صدر مقابلہ بودند
 کہ عزل خدمت در میان آمد۔ آن جناب بہ عزم شاہ جهان آباد خیمہ را بہ نوشہرہ کہ موضع مسجود است
 در سو او بھک بر آوردند و محض برائے مقابلہ صحیح بخاری مدت شش ماہ مکتب کردند چون
 توابع ذیو احق بسیار در رکاب بود مبالغہ لوف بہ صرف و را آمد و ایوم آن نسخہ قمبر کہ در
 کتاب خانہ والا موجود است۔ تاریخ ولادت با سعادت کہ بہ خط خاص مشاہدہ است۔ و
 نیز ہم خوال الخلاء احدی و سبعین و الف مولد و منشاء بگرام۔ و وصال والا شب شنبہ
 بست دسوم شہر ربیع الآخر ۱۳۵۰ھ ثمان و بیستین و مائتہ و الف در دار الخلاء شاہ جهان آباد
 واقع شد۔ نعش مبارک حسب الوصیہ بہ دار السلام بگرام نقل کردہ روز جمعہ اول وقت
 عصر ششم جمادی الاولی سال مذکور و قدم پدر بزرگوار میر احمد مرحوم دفن ساختند۔
 عمر شریف خصت و شش سال ماہ و دو روز از نتایج طبع والا منقوی است مسمی بہ امواج
 الخیال در تعریف بگرام معاش این است ۵

کتاب تعریف ابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ
 ۵ امواج الخیال۔ و درین کتاب نسب سادات بگرام لازم گرفته شد و درین قسمی اکثر قواعد موسیقی
 ہندی ضبط نموده و مرور آزاد و ۱۲۷۵ھ

آب و گل من کہ فیض عام است از خطہ پاکِ بلگرام است
 ہمانا درین مطلع اشعار می است باین کہ عنصر لطیف بہ مستقط الراس رجوع می کند و
 فرع یاصل بازمی گردد۔ و از جملہ آثار کرامت این کہ جسد مبارک با وجود حرارت آفتاب
 و امتداد مدت کہ در عرض چهارده روز تابوت از شاہ بہمان آباد بوطن رسید سالم و صحیح برآمد
 و در بیچ اعضا صلا تغیری راہ نیافت جسد مطہرا از تابوت بر چہار پائے گرفتہ نوے کہ میت
 تازہ رامی گیرند۔ و بر لب قبر آوردند۔ و چادر زیر کمر گرفتہ در لحد فرو آوردند تا دالمحققین میر
 طفیل محمد طاب ترہ در قبر و آمدہ بخاک سپردند۔ راقم الحروف آیہ کریمہ اولئک لہم عقبے
الذات جنات عدن تاریخ بر آورد۔ و ایضاً آیہ کریمہ للذین احسنوا الحسنی
و زیادۃ در تفسیر بیضاوی گوید الحسنی الجنة والزیادۃ هو اللقاء
طرفہ آنکہ آیہ کریمہ للذین احسنوا الحسنی و زیادۃ اکثر بزبان شریف جاری می شد
 و در منشآت والا پیشتر واقع شدہ۔ میر سید محمد سلمہ اللہ تعالیٰ خلف الصدق ایشان پادہ از منشآت
 والا جمع کردہ اند و قتی سید اسمعیل بلگرامی خلیفہ شاہ عبدالرزاق بانہ قدس اللہ اسرارہما رقعہ
 یہ علامہ مرحوم تحریر فرمودند۔ نسخہ اش این است :-

« میر صاحب مشفق بہر بان فیض رسان سلامت۔ حقیقت نوم و یقظہ ہر باب معانی مشکف و ہمید
 است بعضے نوم را بر یقظہ ترجیح دادہ اند و بعضے یقظہ را بر نوم این معنی را مشر و خاتویر فرمایند والسلام
 علیکم و علی من لدیکم !!

علامہ مرحوم جواب تحریر آوردند نسخہ اش این است :-

۱۰ سورۃ رعد آیہ رقم ۲۱-۲۲ سورۃ یونس آیہ رقم ۲۵ این عمل اللہ تعالیٰ یفضل اولیہ و خطا این است و الحسنی الثورۃ
الحسنی و زیادۃ گویا زید الی شوی بہ تفضلاً لقولہ و یزید ہم من فضیلہ و قیل الحسنی مثل حسنا ہم و الزیادۃ عشر امثالہا
 الی سبعائہ ضعف و اکثر و قیل الزیادۃ مغفرۃ من اللہ و رضوان و قیل الحسنی الجنة و الزیادۃ ہو اللقاء راقم الحروف
 گوید تفسیر زیادۃ باللقاء مرفوعاً ثابت است کما فی الصحیح و ابن ماجہ و الترمذی و مسند احمد و این قول ہم اکثر
 صحابہ کرام است لکن معتز این قول را انکار کردہ و بیت باری تعالیٰ را و در آخرۃ نیز محال پنداشتہ
 اند و رک : تفسیر بیضاوی ص (۳۵۸) طبع ہند فو لکشور لکھنؤ ۱۲۸۶ھ ۱۷۷۰ء کے برائے احوال رجوع کن
 رقم ۳۰۴ ذکر فضلاء و برائے احوال عبدالرزاق بانہ رقم ۱۷۰ ذکر فقرا ۱۲

در بیدار دل - خوابیده ہوا - ثابت مقام تسلیم و رضا سلامت - از معارضہ قوم در تفصیل یقظہ و نوم
نگارش رفتہ - رمز آگاہ اگر چه منطوق کلام الناس نیامہ فاذا ماتوا انتہوا و حدیث شریف
اختصاص ملا و اعلیٰ در تصدیق عمل یقظہ بہ بالا و بہ انحطاط در جبہ خواب دارد ۵

چشم تو نہ بخت ماست پر خواب چہ است

اما مضمون کریمہ و تحسبہم ایقاظا و ہم رقود و نقلہم ذات الیمن و ذات الشمال
باغبار کفالتقلیب کہ مشتمل است بر اسرار عجیب دلالت بر رفعت شان از خود خوابیدگان

دارد ۵

زہے مراتب خوابی کہ بہ بیداری است

و اگر چه ظاہر خطاب تم یا نو مان ناظر بہ ندیم است - اما تفسیر بہ فضل عباد مشغول غایت تعظیم و
ہم چنین مضمون این منظومہ ہندی ع

یار آیوب گاتون سوی کیسین بگت پرایت ہوی

اگر چه ایمائے بنقیض نوم دارد - اما فوائے دوبرہ ۵

” سپین دیکھو پیہ مین کسل گئی آنکھ اہیاگ اور گنواوت سوی سب ہون تو گنوا یوجاگ
از غایت نزاکت کار سے مبنی است بہ تفصیل نوم بر بیداری خوش فحالت آن عاشقی کہ در شب
ہجرت بہ خوابش آئی و او شرمسار بر خیزد بحقیق مقام آنکہ تا سرے بہ خیال او داری اگر بیداری ست
بہ از نوم و اگر نوم ست بہ از بیداری نمک ریزی شبلی در چشم و مژہ برائے رفیع خواب و خوابیدن
عبود ہفت سال و اول درآمدن او بہ بہشت - ہر دو صواب است این است ما حاضر نکرہ سقیم و فوق
کل ذی علم علیم“

تواشی رقعہ

قولہ - اختصاص ملا و اعلیٰ - در حدیث شریف آمدہ کہ در رفع سہ عمل ملائکہ با ہم خصومت
می نمایند یعنی اطعام طعام و نرمی کلام و نماز و در حالی کہ مردم خوابیدہ باشند حدیث بتامہ در

طہ رک: تحفۃ الاغوی شرح ترمذی ج ۴ ص ۱۴۳-۱۴۴: ۱۴۵ سورۃ کہف آیت ۱۴: ۱۴۶

مشکوٰۃ در فصل ثالث از باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ مسطور است قولہ - باعتبار کف الہ
تقلیب یعنی نقلہم صیغہ متکلم دلالت می کند کہ حق تعالی خود تقلیب اصحاب کہف نمود۔
قولہ تم یا نومان در غزوہ خندق شب نزار کفار بر او سرما سخت و باوتند بود حضرت صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم حدیثہ الیمان را برائے استخبار لشکر کفار فرستاد و دعا فرمود تا سرما و جوع از دور
شد۔ ہمیں کہ برگشت باز سرما دور وافر کرد۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فضل عبا یعنی گوشہ زائد
لباسی کہ بر دوش مبارک بود پوشانید۔ و پائے مبارک بر سینہ او گذاشت تا سکیں یافت و بخواب
رفت۔ چون وقت نماز صبح نزدیک رسید فرمود تم یا نومان یعنی بر خیز لے بسیار خواب قولہ عبود
بفتح عین ہمہ و تشدید بار موعده مضموم نام غلامی سیاہ کہ ہفت سال خوابید و اول در بہشت درآمد
سببش این کہ پیغمبر آن عصر را امت در چاہی حبس کردند و ایمان آورد و پنهان از قوم خبر لے
گرفت۔ قصہ تفصیل در قاموس و زیادہ "عبد" مذکور است و چون درین کتاب نسب سادات

۱۰۰ فی قصۃ طویل من حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ و این حدیث را امام احمد در مسند و ترمذی در سنن خود روایت
کرده فرمود این حدیث حسن صحیح است و امام بخاری این صحیح را تصحیح کرده است در ک مشکوٰۃ طبع نور محمدی کراچی
ص ۶۰؛ ۱۰۰؛ ۱۰۱؛ ۱۰۲؛ ۱۰۳؛ ۱۰۴؛ ۱۰۵؛ ۱۰۶؛ ۱۰۷؛ ۱۰۸؛ ۱۰۹؛ ۱۱۰؛ ۱۱۱؛ ۱۱۲؛ ۱۱۳؛ ۱۱۴؛ ۱۱۵؛ ۱۱۶؛ ۱۱۷؛ ۱۱۸؛ ۱۱۹؛ ۱۲۰؛ ۱۲۱؛ ۱۲۲؛ ۱۲۳؛ ۱۲۴؛ ۱۲۵؛ ۱۲۶؛ ۱۲۷؛ ۱۲۸؛ ۱۲۹؛ ۱۳۰؛ ۱۳۱؛ ۱۳۲؛ ۱۳۳؛ ۱۳۴؛ ۱۳۵؛ ۱۳۶؛ ۱۳۷؛ ۱۳۸؛ ۱۳۹؛ ۱۴۰؛ ۱۴۱؛ ۱۴۲؛ ۱۴۳؛ ۱۴۴؛ ۱۴۵؛ ۱۴۶؛ ۱۴۷؛ ۱۴۸؛ ۱۴۹؛ ۱۵۰؛ ۱۵۱؛ ۱۵۲؛ ۱۵۳؛ ۱۵۴؛ ۱۵۵؛ ۱۵۶؛ ۱۵۷؛ ۱۵۸؛ ۱۵۹؛ ۱۶۰؛ ۱۶۱؛ ۱۶۲؛ ۱۶۳؛ ۱۶۴؛ ۱۶۵؛ ۱۶۶؛ ۱۶۷؛ ۱۶۸؛ ۱۶۹؛ ۱۷۰؛ ۱۷۱؛ ۱۷۲؛ ۱۷۳؛ ۱۷۴؛ ۱۷۵؛ ۱۷۶؛ ۱۷۷؛ ۱۷۸؛ ۱۷۹؛ ۱۸۰؛ ۱۸۱؛ ۱۸۲؛ ۱۸۳؛ ۱۸۴؛ ۱۸۵؛ ۱۸۶؛ ۱۸۷؛ ۱۸۸؛ ۱۸۹؛ ۱۹۰؛ ۱۹۱؛ ۱۹۲؛ ۱۹۳؛ ۱۹۴؛ ۱۹۵؛ ۱۹۶؛ ۱۹۷؛ ۱۹۸؛ ۱۹۹؛ ۲۰۰؛ ۲۰۱؛ ۲۰۲؛ ۲۰۳؛ ۲۰۴؛ ۲۰۵؛ ۲۰۶؛ ۲۰۷؛ ۲۰۸؛ ۲۰۹؛ ۲۱۰؛ ۲۱۱؛ ۲۱۲؛ ۲۱۳؛ ۲۱۴؛ ۲۱۵؛ ۲۱۶؛ ۲۱۷؛ ۲۱۸؛ ۲۱۹؛ ۲۲۰؛ ۲۲۱؛ ۲۲۲؛ ۲۲۳؛ ۲۲۴؛ ۲۲۵؛ ۲۲۶؛ ۲۲۷؛ ۲۲۸؛ ۲۲۹؛ ۲۳۰؛ ۲۳۱؛ ۲۳۲؛ ۲۳۳؛ ۲۳۴؛ ۲۳۵؛ ۲۳۶؛ ۲۳۷؛ ۲۳۸؛ ۲۳۹؛ ۲۴۰؛ ۲۴۱؛ ۲۴۲؛ ۲۴۳؛ ۲۴۴؛ ۲۴۵؛ ۲۴۶؛ ۲۴۷؛ ۲۴۸؛ ۲۴۹؛ ۲۵۰؛ ۲۵۱؛ ۲۵۲؛ ۲۵۳؛ ۲۵۴؛ ۲۵۵؛ ۲۵۶؛ ۲۵۷؛ ۲۵۸؛ ۲۵۹؛ ۲۶۰؛ ۲۶۱؛ ۲۶۲؛ ۲۶۳؛ ۲۶۴؛ ۲۶۵؛ ۲۶۶؛ ۲۶۷؛ ۲۶۸؛ ۲۶۹؛ ۲۷۰؛ ۲۷۱؛ ۲۷۲؛ ۲۷۳؛ ۲۷۴؛ ۲۷۵؛ ۲۷۶؛ ۲۷۷؛ ۲۷۸؛ ۲۷۹؛ ۲۸۰؛ ۲۸۱؛ ۲۸۲؛ ۲۸۳؛ ۲۸۴؛ ۲۸۵؛ ۲۸۶؛ ۲۸۷؛ ۲۸۸؛ ۲۸۹؛ ۲۹۰؛ ۲۹۱؛ ۲۹۲؛ ۲۹۳؛ ۲۹۴؛ ۲۹۵؛ ۲۹۶؛ ۲۹۷؛ ۲۹۸؛ ۲۹۹؛ ۳۰۰؛ ۳۰۱؛ ۳۰۲؛ ۳۰۳؛ ۳۰۴؛ ۳۰۵؛ ۳۰۶؛ ۳۰۷؛ ۳۰۸؛ ۳۰۹؛ ۳۱۰؛ ۳۱۱؛ ۳۱۲؛ ۳۱۳؛ ۳۱۴؛ ۳۱۵؛ ۳۱۶؛ ۳۱۷؛ ۳۱۸؛ ۳۱۹؛ ۳۲۰؛ ۳۲۱؛ ۳۲۲؛ ۳۲۳؛ ۳۲۴؛ ۳۲۵؛ ۳۲۶؛ ۳۲۷؛ ۳۲۸؛ ۳۲۹؛ ۳۳۰؛ ۳۳۱؛ ۳۳۲؛ ۳۳۳؛ ۳۳۴؛ ۳۳۵؛ ۳۳۶؛ ۳۳۷؛ ۳۳۸؛ ۳۳۹؛ ۳۴۰؛ ۳۴۱؛ ۳۴۲؛ ۳۴۳؛ ۳۴۴؛ ۳۴۵؛ ۳۴۶؛ ۳۴۷؛ ۳۴۸؛ ۳۴۹؛ ۳۵۰؛ ۳۵۱؛ ۳۵۲؛ ۳۵۳؛ ۳۵۴؛ ۳۵۵؛ ۳۵۶؛ ۳۵۷؛ ۳۵۸؛ ۳۵۹؛ ۳۶۰؛ ۳۶۱؛ ۳۶۲؛ ۳۶۳؛ ۳۶۴؛ ۳۶۵؛ ۳۶۶؛ ۳۶۷؛ ۳۶۸؛ ۳۶۹؛ ۳۷۰؛ ۳۷۱؛ ۳۷۲؛ ۳۷۳؛ ۳۷۴؛ ۳۷۵؛ ۳۷۶؛ ۳۷۷؛ ۳۷۸؛ ۳۷۹؛ ۳۸۰؛ ۳۸۱؛ ۳۸۲؛ ۳۸۳؛ ۳۸۴؛ ۳۸۵؛ ۳۸۶؛ ۳۸۷؛ ۳۸۸؛ ۳۸۹؛ ۳۹۰؛ ۳۹۱؛ ۳۹۲؛ ۳۹۳؛ ۳۹۴؛ ۳۹۵؛ ۳۹۶؛ ۳۹۷؛ ۳۹۸؛ ۳۹۹؛ ۴۰۰؛ ۴۰۱؛ ۴۰۲؛ ۴۰۳؛ ۴۰۴؛ ۴۰۵؛ ۴۰۶؛ ۴۰۷؛ ۴۰۸؛ ۴۰۹؛ ۴۱۰؛ ۴۱۱؛ ۴۱۲؛ ۴۱۳؛ ۴۱۴؛ ۴۱۵؛ ۴۱۶؛ ۴۱۷؛ ۴۱۸؛ ۴۱۹؛ ۴۲۰؛ ۴۲۱؛ ۴۲۲؛ ۴۲۳؛ ۴۲۴؛ ۴۲۵؛ ۴۲۶؛ ۴۲۷؛ ۴۲۸؛ ۴۲۹؛ ۴۳۰؛ ۴۳۱؛ ۴۳۲؛ ۴۳۳؛ ۴۳۴؛ ۴۳۵؛ ۴۳۶؛ ۴۳۷؛ ۴۳۸؛ ۴۳۹؛ ۴۴۰؛ ۴۴۱؛ ۴۴۲؛ ۴۴۳؛ ۴۴۴؛ ۴۴۵؛ ۴۴۶؛ ۴۴۷؛ ۴۴۸؛ ۴۴۹؛ ۴۵۰؛ ۴۵۱؛ ۴۵۲؛ ۴۵۳؛ ۴۵۴؛ ۴۵۵؛ ۴۵۶؛ ۴۵۷؛ ۴۵۸؛ ۴۵۹؛ ۴۶۰؛ ۴۶۱؛ ۴۶۲؛ ۴۶۳؛ ۴۶۴؛ ۴۶۵؛ ۴۶۶؛ ۴۶۷؛ ۴۶۸؛ ۴۶۹؛ ۴۷۰؛ ۴۷۱؛ ۴۷۲؛ ۴۷۳؛ ۴۷۴؛ ۴۷۵؛ ۴۷۶؛ ۴۷۷؛ ۴۷۸؛ ۴۷۹؛ ۴۸۰؛ ۴۸۱؛ ۴۸۲؛ ۴۸۳؛ ۴۸۴؛ ۴۸۵؛ ۴۸۶؛ ۴۸۷؛ ۴۸۸؛ ۴۸۹؛ ۴۹۰؛ ۴۹۱؛ ۴۹۲؛ ۴۹۳؛ ۴۹۴؛ ۴۹۵؛ ۴۹۶؛ ۴۹۷؛ ۴۹۸؛ ۴۹۹؛ ۵۰۰؛ ۵۰۱؛ ۵۰۲؛ ۵۰۳؛ ۵۰۴؛ ۵۰۵؛ ۵۰۶؛ ۵۰۷؛ ۵۰۸؛ ۵۰۹؛ ۵۱۰؛ ۵۱۱؛ ۵۱۲؛ ۵۱۳؛ ۵۱۴؛ ۵۱۵؛ ۵۱۶؛ ۵۱۷؛ ۵۱۸؛ ۵۱۹؛ ۵۲۰؛ ۵۲۱؛ ۵۲۲؛ ۵۲۳؛ ۵۲۴؛ ۵۲۵؛ ۵۲۶؛ ۵۲۷؛ ۵۲۸؛ ۵۲۹؛ ۵۳۰؛ ۵۳۱؛ ۵۳۲؛ ۵۳۳؛ ۵۳۴؛ ۵۳۵؛ ۵۳۶؛ ۵۳۷؛ ۵۳۸؛ ۵۳۹؛ ۵۴۰؛ ۵۴۱؛ ۵۴۲؛ ۵۴۳؛ ۵۴۴؛ ۵۴۵؛ ۵۴۶؛ ۵۴۷؛ ۵۴۸؛ ۵۴۹؛ ۵۵۰؛ ۵۵۱؛ ۵۵۲؛ ۵۵۳؛ ۵۵۴؛ ۵۵۵؛ ۵۵۶؛ ۵۵۷؛ ۵۵۸؛ ۵۵۹؛ ۵۶۰؛ ۵۶۱؛ ۵۶۲؛ ۵۶۳؛ ۵۶۴؛ ۵۶۵؛ ۵۶۶؛ ۵۶۷؛ ۵۶۸؛ ۵۶۹؛ ۵۷۰؛ ۵۷۱؛ ۵۷۲؛ ۵۷۳؛ ۵۷۴؛ ۵۷۵؛ ۵۷۶؛ ۵۷۷؛ ۵۷۸؛ ۵۷۹؛ ۵۸۰؛ ۵۸۱؛ ۵۸۲؛ ۵۸۳؛ ۵۸۴؛ ۵۸۵؛ ۵۸۶؛ ۵۸۷؛ ۵۸۸؛ ۵۸۹؛ ۵۹۰؛ ۵۹۱؛ ۵۹۲؛ ۵۹۳؛ ۵۹۴؛ ۵۹۵؛ ۵۹۶؛ ۵۹۷؛ ۵۹۸؛ ۵۹۹؛ ۶۰۰؛ ۶۰۱؛ ۶۰۲؛ ۶۰۳؛ ۶۰۴؛ ۶۰۵؛ ۶۰۶؛ ۶۰۷؛ ۶۰۸؛ ۶۰۹؛ ۶۱۰؛ ۶۱۱؛ ۶۱۲؛ ۶۱۳؛ ۶۱۴؛ ۶۱۵؛ ۶۱۶؛ ۶۱۷؛ ۶۱۸؛ ۶۱۹؛ ۶۲۰؛ ۶۲۱؛ ۶۲۲؛ ۶۲۳؛ ۶۲۴؛ ۶۲۵؛ ۶۲۶؛ ۶۲۷؛ ۶۲۸؛ ۶۲۹؛ ۶۳۰؛ ۶۳۱؛ ۶۳۲؛ ۶۳۳؛ ۶۳۴؛ ۶۳۵؛ ۶۳۶؛ ۶۳۷؛ ۶۳۸؛ ۶۳۹؛ ۶۴۰؛ ۶۴۱؛ ۶۴۲؛ ۶۴۳؛ ۶۴۴؛ ۶۴۵؛ ۶۴۶؛ ۶۴۷؛ ۶۴۸؛ ۶۴۹؛ ۶۵۰؛ ۶۵۱؛ ۶۵۲؛ ۶۵۳؛ ۶۵۴؛ ۶۵۵؛ ۶۵۶؛ ۶۵۷؛ ۶۵۸؛ ۶۵۹؛ ۶۶۰؛ ۶۶۱؛ ۶۶۲؛ ۶۶۳؛ ۶۶۴؛ ۶۶۵؛ ۶۶۶؛ ۶۶۷؛ ۶۶۸؛ ۶۶۹؛ ۶۷۰؛ ۶۷۱؛ ۶۷۲؛ ۶۷۳؛ ۶۷۴؛ ۶۷۵؛ ۶۷۶؛ ۶۷۷؛ ۶۷۸؛ ۶۷۹؛ ۶۸۰؛ ۶۸۱؛ ۶۸۲؛ ۶۸۳؛ ۶۸۴؛ ۶۸۵؛ ۶۸۶؛ ۶۸۷؛ ۶۸۸؛ ۶۸۹؛ ۶۹۰؛ ۶۹۱؛ ۶۹۲؛ ۶۹۳؛ ۶۹۴؛ ۶۹۵؛ ۶۹۶؛ ۶۹۷؛ ۶۹۸؛ ۶۹۹؛ ۷۰۰؛ ۷۰۱؛ ۷۰۲؛ ۷۰۳؛ ۷۰۴؛ ۷۰۵؛ ۷۰۶؛ ۷۰۷؛ ۷۰۸؛ ۷۰۹؛ ۷۱۰؛ ۷۱۱؛ ۷۱۲؛ ۷۱۳؛ ۷۱۴؛ ۷۱۵؛ ۷۱۶؛ ۷۱۷؛ ۷۱۸؛ ۷۱۹؛ ۷۲۰؛ ۷۲۱؛ ۷۲۲؛ ۷۲۳؛ ۷۲۴؛ ۷۲۵؛ ۷۲۶؛ ۷۲۷؛ ۷۲۸؛ ۷۲۹؛ ۷۳۰؛ ۷۳۱؛ ۷۳۲؛ ۷۳۳؛ ۷۳۴؛ ۷۳۵؛ ۷۳۶؛ ۷۳۷؛ ۷۳۸؛ ۷۳۹؛ ۷۴۰؛ ۷۴۱؛ ۷۴۲؛ ۷۴۳؛ ۷۴۴؛ ۷۴۵؛ ۷۴۶؛ ۷۴۷؛ ۷۴۸؛ ۷۴۹؛ ۷۵۰؛ ۷۵۱؛ ۷۵۲؛ ۷۵۳؛ ۷۵۴؛ ۷۵۵؛ ۷۵۶؛ ۷۵۷؛ ۷۵۸؛ ۷۵۹؛ ۷۶۰؛ ۷۶۱؛ ۷۶۲؛ ۷۶۳؛ ۷۶۴؛ ۷۶۵؛ ۷۶۶؛ ۷۶۷؛ ۷۶۸؛ ۷۶۹؛ ۷۷۰؛ ۷۷۱؛ ۷۷۲؛ ۷۷۳؛ ۷۷۴؛ ۷۷۵؛ ۷۷۶؛ ۷۷۷؛ ۷۷۸؛ ۷۷۹؛ ۷۸۰؛ ۷۸۱؛ ۷۸۲؛ ۷۸۳؛ ۷۸۴؛ ۷۸۵؛ ۷۸۶؛ ۷۸۷؛ ۷۸۸؛ ۷۸۹؛ ۷۹۰؛ ۷۹۱؛ ۷۹۲؛ ۷۹۳؛ ۷۹۴؛ ۷۹۵؛ ۷۹۶؛ ۷۹۷؛ ۷۹۸؛ ۷۹۹؛ ۸۰۰؛ ۸۰۱؛ ۸۰۲؛ ۸۰۳؛ ۸۰۴؛ ۸۰۵؛ ۸۰۶؛ ۸۰۷؛ ۸۰۸؛ ۸۰۹؛ ۸۱۰؛ ۸۱۱؛ ۸۱۲؛ ۸۱۳؛ ۸۱۴؛ ۸۱۵؛ ۸۱۶؛ ۸۱۷؛ ۸۱۸؛ ۸۱۹؛ ۸۲۰؛ ۸۲۱؛ ۸۲۲؛ ۸۲۳؛ ۸۲۴؛ ۸۲۵؛ ۸۲۶؛ ۸۲۷؛ ۸۲۸؛ ۸۲۹؛ ۸۳۰؛ ۸۳۱؛ ۸۳۲؛ ۸۳۳؛ ۸۳۴؛ ۸۳۵؛ ۸۳۶؛ ۸۳۷؛ ۸۳۸؛ ۸۳۹؛ ۸۴۰؛ ۸۴۱؛ ۸۴۲؛ ۸۴۳؛ ۸۴۴؛ ۸۴۵؛ ۸۴۶؛ ۸۴۷؛ ۸۴۸؛ ۸۴۹؛ ۸۵۰؛ ۸۵۱؛ ۸۵۲؛ ۸۵۳؛ ۸۵۴؛ ۸۵۵؛ ۸۵۶؛ ۸۵۷؛ ۸۵۸؛ ۸۵۹؛ ۸۶۰؛ ۸۶۱؛ ۸۶۲؛ ۸۶۳؛ ۸۶۴؛ ۸۶۵؛ ۸۶۶؛ ۸۶۷؛ ۸۶۸؛ ۸۶۹؛ ۸۷۰؛ ۸۷۱؛ ۸۷۲؛ ۸۷۳؛ ۸۷۴؛ ۸۷۵؛ ۸۷۶؛ ۸۷۷؛ ۸۷۸؛ ۸۷۹؛ ۸۸۰؛ ۸۸۱؛ ۸۸۲؛ ۸۸۳؛ ۸۸۴؛ ۸۸۵؛ ۸۸۶؛ ۸۸۷؛ ۸۸۸؛ ۸۸۹؛ ۸۹۰؛ ۸۹۱؛ ۸۹۲؛ ۸۹۳؛ ۸۹۴؛ ۸۹۵؛ ۸۹۶؛ ۸۹۷؛ ۸۹۸؛ ۸۹۹؛ ۹۰۰؛ ۹۰۱؛ ۹۰۲؛ ۹۰۳؛ ۹۰۴؛ ۹۰۵؛ ۹۰۶؛ ۹۰۷؛ ۹۰۸؛ ۹۰۹؛ ۹۱۰؛ ۹۱۱؛ ۹۱۲؛ ۹۱۳؛ ۹۱۴؛ ۹۱۵؛ ۹۱۶؛ ۹۱۷؛ ۹۱۸؛ ۹۱۹؛ ۹۲۰؛ ۹۲۱؛ ۹۲۲؛ ۹۲۳؛ ۹۲۴؛ ۹۲۵؛ ۹۲۶؛ ۹۲۷؛ ۹۲۸؛ ۹۲۹؛ ۹۳۰؛ ۹۳۱؛ ۹۳۲؛ ۹۳۳؛ ۹۳۴؛ ۹۳۵؛ ۹۳۶؛ ۹۳۷؛ ۹۳۸؛ ۹۳۹؛ ۹۴۰؛ ۹۴۱؛ ۹۴۲؛ ۹۴۳؛ ۹۴۴؛ ۹۴۵؛ ۹۴۶؛ ۹۴۷؛ ۹۴۸؛ ۹۴۹؛ ۹۵۰؛ ۹۵۱؛ ۹۵۲؛ ۹۵۳؛ ۹۵۴؛ ۹۵۵؛ ۹۵۶؛ ۹۵۷؛ ۹۵۸؛ ۹۵۹؛ ۹۶۰؛ ۹۶۱؛ ۹۶۲؛ ۹۶۳؛ ۹۶۴؛ ۹۶۵؛ ۹۶۶؛ ۹۶۷؛ ۹۶۸؛ ۹۶۹؛ ۹۷۰؛ ۹۷۱؛ ۹۷۲؛ ۹۷۳؛ ۹۷۴؛ ۹۷۵؛ ۹۷۶؛ ۹۷۷؛ ۹۷۸؛ ۹۷۹؛ ۹۸۰؛ ۹۸۱؛ ۹۸۲؛ ۹۸۳؛ ۹۸۴؛ ۹۸۵؛ ۹۸۶؛ ۹۸۷؛ ۹۸۸؛ ۹۸۹؛ ۹۹۰؛ ۹۹۱؛ ۹۹۲؛ ۹۹۳؛ ۹۹۴؛ ۹۹۵؛ ۹۹۶؛ ۹۹۷؛ ۹۹۸؛ ۹۹۹؛ ۱۰۰۰؛ ۱۰۰۱؛ ۱۰۰۲؛ ۱۰۰۳؛ ۱۰۰۴؛ ۱۰۰۵؛ ۱۰۰۶؛ ۱۰۰۷؛ ۱۰۰۸؛ ۱۰۰۹؛ ۱۰۱۰؛ ۱۰۱۱؛ ۱۰۱۲؛ ۱۰۱۳؛ ۱۰۱۴؛ ۱۰۱۵؛ ۱۰۱۶؛ ۱۰۱۷؛ ۱۰۱۸؛ ۱۰۱۹؛ ۱۰۲۰؛ ۱۰۲۱؛ ۱۰۲۲؛ ۱۰۲۳؛ ۱۰۲۴؛ ۱۰۲۵؛ ۱۰۲۶؛ ۱۰۲۷؛ ۱۰۲۸؛ ۱۰۲۹؛ ۱۰۳۰؛ ۱۰۳۱؛ ۱۰۳۲؛ ۱۰۳۳؛ ۱۰۳۴؛ ۱۰۳۵؛ ۱۰۳۶؛ ۱۰۳۷؛ ۱۰۳۸؛ ۱۰۳۹؛ ۱۰۴۰؛ ۱۰۴۱؛ ۱۰۴۲؛ ۱۰۴۳؛ ۱۰۴۴؛ ۱۰۴۵؛ ۱۰۴۶؛ ۱۰۴۷؛ ۱۰۴۸؛ ۱۰۴۹؛ ۱۰۵۰؛ ۱۰۵۱؛ ۱۰۵۲؛ ۱۰۵۳؛ ۱۰۵۴؛ ۱۰۵۵؛ ۱۰۵۶؛ ۱۰۵۷؛ ۱۰۵۸؛ ۱۰۵۹؛ ۱۰۶۰؛ ۱۰۶۱؛ ۱۰۶۲؛ ۱۰۶۳؛ ۱۰۶۴؛ ۱۰۶۵؛ ۱۰۶۶؛ ۱۰۶۷؛ ۱۰۶۸؛ ۱۰۶۹؛ ۱۰۷۰؛ ۱۰۷۱؛ ۱۰۷۲؛ ۱۰۷۳؛ ۱۰۷۴؛ ۱۰۷۵؛ ۱۰۷۶؛ ۱۰۷۷؛ ۱۰۷۸؛ ۱۰۷۹؛ ۱۰۸۰؛ ۱۰۸۱؛ ۱۰۸۲؛ ۱۰۸۳؛ ۱۰۸۴؛ ۱۰۸۵؛ ۱۰۸۶؛ ۱۰۸۷؛ ۱۰۸۸؛ ۱۰۸۹؛ ۱۰۹۰؛ ۱۰۹۱؛ ۱۰۹۲؛ ۱۰۹۳؛ ۱۰۹۴؛ ۱۰۹۵؛ ۱۰۹۶؛ ۱۰۹۷؛ ۱۰۹۸؛ ۱۰۹۹؛ ۱۱۰۰؛ ۱۱۰۱؛ ۱۱۰۲؛ ۱۱۰۳؛ ۱۱۰۴؛ ۱۱۰۵؛ ۱۱۰۶؛ ۱۱۰۷؛ ۱۱۰۸؛ ۱۱۰۹؛ ۱۱۱۰؛ ۱۱۱۱؛ ۱۱۱۲؛ ۱۱۱۳؛ ۱۱۱۴؛ ۱۱۱۵؛ ۱۱۱۶؛ ۱۱۱۷؛ ۱۱۱۸؛ ۱۱۱۹؛ ۱۱۲۰؛ ۱۱۲۱؛ ۱۱۲۲؛ ۱۱۲۳؛ ۱۱۲۴؛ ۱۱۲۵؛ ۱۱۲۶؛ ۱۱۲۷؛ ۱۱۲۸؛ ۱۱۲۹؛ ۱۱۳۰؛ ۱۱۳۱؛ ۱۱۳۲؛ ۱۱۳۳؛ ۱۱۳۴؛ ۱۱۳۵؛ ۱۱۳۶؛ ۱۱۳۷؛ ۱۱۳۸؛ ۱۱۳۹؛ ۱۱۴۰؛ ۱۱۴۱؛ ۱۱۴۲؛ ۱۱۴۳؛ ۱۱۴۴؛ ۱۱۴۵؛ ۱۱۴۶؛ ۱۱۴۷؛ ۱۱۴۸؛ ۱۱۴۹؛ ۱۱۵۰؛ ۱۱۵۱؛ ۱۱۵۲؛ ۱۱۵۳؛ ۱۱۵۴؛ ۱۱۵۵؛ ۱۱۵۶؛ ۱۱۵۷؛ ۱۱۵۸؛ ۱۱۵۹؛ ۱۱۶۰؛ ۱۱۶۱؛ ۱۱۶۲؛ ۱۱۶۳؛ ۱۱۶۴؛ ۱۱۶۵؛ ۱۱۶۶؛ ۱۱۶۷؛ ۱۱۶۸؛ ۱۱۶۹؛ ۱۱۷۰؛ ۱۱۷۱؛ ۱۱۷۲؛ ۱۱۷۳؛ ۱۱۷۴؛ ۱۱۷۵؛ ۱۱۷۶؛ ۱۱۷۷؛ ۱۱۷۸؛ ۱۱۷۹؛ ۱۱۸۰؛ ۱۱۸۱؛ ۱۱۸۲؛ ۱۱۸۳؛ ۱۱۸۴؛ ۱۱۸۵؛ ۱۱۸۶؛ ۱۱۸۷؛ ۱۱۸۸؛ ۱۱۸۹؛ ۱۱۹۰؛ ۱۱۹۱؛ ۱۱۹۲؛ ۱۱۹۳؛ ۱۱۹۴؛ ۱۱۹۵؛ ۱۱۹۶؛ ۱۱۹۷؛ ۱۱۹۸؛ ۱۱۹۹؛ ۱۲۰۰؛ ۱۲۰۱؛ ۱۲۰۲؛ ۱۲۰۳؛ ۱۲۰۴؛ ۱۲۰۵؛ ۱۲۰۶؛ ۱۲۰۷؛ ۱۲۰۸؛ ۱۲۰۹؛ ۱۲۱۰؛ ۱۲۱۱؛ ۱۲۱۲؛ ۱۲۱۳؛ ۱۲۱۴؛ ۱۲۱۵؛ ۱۲۱۶؛ ۱۲۱۷؛ ۱۲۱۸؛ ۱۲۱۹؛ ۱۲۲۰؛ ۱۲۲۱؛ ۱۲۲۲؛ ۱۲۲۳؛ ۱۲۲۴؛ ۱۲۲۵؛ ۱۲۲۶؛ ۱۲۲۷؛ ۱۲۲۸؛ ۱۲۲۹؛ ۱۲۳۰؛ ۱۲۳۱؛ ۱۲۳۲؛ ۱۲۳۳؛ ۱۲۳۴؛ ۱۲۳۵؛ ۱۲۳۶؛ ۱۲۳۷؛ ۱۲۳۸؛ ۱۲۳۹؛ ۱۲۴۰؛ ۱۲۴۱؛ ۱۲۴۲؛ ۱۲۴۳؛ ۱۲۴۴؛ ۱۲۴۵؛ ۱۲۴۶؛ ۱۲۴۷؛ ۱۲۴۸؛ ۱۲۴۹؛ ۱۲۵۰؛ ۱۲۵۱؛ ۱۲۵۲؛ ۱۲۵۳؛ ۱۲۵۴؛ ۱۲۵۵؛ ۱۲۵۶؛ ۱۲۵۷؛ ۱۲۵۸؛ ۱۲۵۹؛ ۱۲۶۰؛ ۱۲۶۱؛ ۱۲۶۲؛ ۱۲۶۳؛ ۱۲۶۴؛ ۱۲۶۵؛ ۱۲۶۶؛ ۱۲۶۷؛ ۱۲۶۸؛ ۱۲۶۹؛ ۱۲۷۰؛ ۱۲۷۱؛ ۱۲۷۲؛ ۱۲۷۳؛ ۱۲۷۴؛ ۱۲۷۵؛ ۱۲۷۶؛ ۱۲۷۷؛ ۱۲۷۸؛ ۱۲۷۹؛ ۱۲۸۰؛ ۱۲۸۱؛ ۱۲۸۲؛ ۱۲۸۳؛ ۱۲۸۴؛ ۱۲۸۵؛ ۱۲۸۶؛ ۱۲۸۷؛ ۱۲۸۸؛ ۱۲۸۹؛ ۱۲۹۰؛ ۱۲۹۱؛ ۱۲۹۲؛ ۱۲۹۳؛ ۱۲۹۴؛ ۱۲۹۵؛ ۱۲۹۶؛ ۱۲۹۷؛ ۱۲۹۸؛ ۱۲۹۹؛ ۱۳۰۰؛ ۱۳۰۱؛ ۱۳۰۲؛ ۱۳۰۳؛ ۱۳۰۴؛ ۱۳۰۵؛ ۱۳۰۶؛ ۱۳۰۷؛ ۱۳۰۸؛ ۱۳۰۹؛ ۱۳۱۰؛ ۱۳۱۱؛ ۱۳۱۲؛ ۱۳۱۳؛ ۱۳۱۴؛ ۱۳۱۵؛ ۱۳۱۶؛ ۱۳۱۷؛ ۱۳۱۸؛ ۱۳۱۹؛ ۱۳۲۰؛ ۱۳۲۱؛ ۱۳۲۲؛ ۱۳۲۳؛ ۱۳۲۴؛ ۱۳۲۵؛ ۱۳۲۶؛ ۱۳۲۷؛ ۱۳۲۸؛ ۱۳۲۹؛ ۱۳۳۰؛ ۱۳۳۱؛ ۱۳۳۲؛ ۱۳۳۳؛ ۱۳۳۴؛ ۱۳۳۵؛ ۱۳۳۶؛ ۱۳۳۷؛ ۱۳۳۸؛ ۱۳۳۹؛ ۱۳۴۰؛ ۱۳۴۱؛ ۱۳۴۲؛ ۱۳۴۳؛ ۱۳۴۴؛ ۱۳۴۵؛ ۱۳۴۶؛ ۱۳۴۷؛ ۱۳۴۸؛ ۱۳۴۹؛ ۱۳۵۰؛ ۱۳۵۱؛ ۱۳۵۲؛ ۱۳۵۳؛ ۱۳۵۴؛ ۱۳۵۵؛ ۱۳۵۶؛ ۱۳۵۷؛ ۱۳۵۸؛ ۱۳۵۹؛ ۱۳۶۰؛ ۱۳۶۱؛ ۱۳۶۲؛ ۱۳۶۳؛ ۱۳۶۴؛ ۱۳۶۵؛ ۱۳۶۶؛ ۱۳۶۷؛ ۱۳۶۸؛ ۱۳۶۹؛ ۱۳۷۰؛ ۱۳۷۱؛ ۱۳۷۲؛ ۱۳۷۳؛ ۱۳۷۴؛ ۱۳۷۵؛ ۱۳۷۶؛ ۱۳۷۷؛ ۱۳۷۸؛ ۱۳۷۹؛ ۱۳۸۰؛ ۱۳۸۱؛ ۱۳۸۲؛ ۱۳۸۳؛ ۱۳۸۴؛ ۱۳۸۵؛ ۱۳۸۶؛ ۱۳۸۷؛ ۱۳۸۸؛ ۱۳۸۹؛ ۱۳۹۰؛ ۱۳۹۱؛ ۱۳۹۲؛ ۱۳۹۳؛ ۱۳۹۴؛ ۱۳۹۵؛ ۱۳۹۶؛ ۱۳۹۷؛ ۱۳۹۸؛ ۱۳۹۹؛ ۱۴۰۰؛ ۱۴۰۱؛ ۱۴۰۲؛ ۱۴۰۳؛ ۱۴۰۴؛ ۱۴۰۵؛ ۱۴۰۶؛ ۱۴۰۷؛ ۱۴۰۸؛ ۱۴۰۹؛ ۱۴۱۰؛ ۱۴۱۱؛ ۱۴۱۲؛ ۱۴۱۳؛ ۱۴۱۴؛ ۱۴۱۵؛ ۱۴۱۶؛ ۱۴۱۷؛ ۱۴۱۸؛ ۱۴۱۹؛ ۱۴۲۰؛ ۱۴۲۱؛ ۱۴۲۲؛ ۱۴۲۳؛ ۱۴۲۴؛ ۱۴۲۵؛ ۱۴۲۶؛ ۱۴۲۷؛ ۱۴۲۸؛ ۱۴۲۹؛ ۱۴۳۰؛ ۱۴۳۱؛ ۱۴۳۲؛ ۱۴۳۳؛ ۱۴۳۴؛ ۱۴۳۵؛ ۱۴۳۶؛ ۱۴۳۷؛ ۱۴۳۸؛ ۱۴۳۹؛ ۱۴۴۰؛ ۱۴۴۱؛ ۱۴۴۲؛ ۱۴۴۳؛ ۱۴۴۴؛ ۱۴۴۵؛ ۱۴۴۶؛ ۱۴۴۷؛ ۱۴۴۸؛ ۱۴۴۹؛ ۱۴۵۰؛ ۱۴۵۱؛ ۱۴۵۲؛ ۱۴۵۳؛ ۱۴۵۴؛ ۱۴۵۵؛ ۱۴۵۶؛ ۱۴۵۷؛ ۱۴۵۸؛ ۱۴۵۹؛ ۱۴۶۰؛ ۱۴۶۱؛ ۱۴۶۲؛ ۱۴۶۳؛

بلکہ ہم لازم گرفتہ شد ایراد قصیدہ کہ در بیان نسب خود بہ نظم آورہ اند مناسب افتاد و لہذا در
مقام خود مضائقہ ندارد۔ قصیدہ این است ۵

ما یسیم نخل سبز ریاض پیمیری
نخلی کہ اصل ثابت او ختم انبیا است
آن ختم انبیا کہ بتول است دخترش
آن دختر نبی کہ بود شوہرش علی
فرزند اوست خامس آل عباسین
سجاد آنکہ آدم آل حسین بود
زید شہید مصحف اسرار اہلبیت
عیسی کہ شد بموتم اشبال مشہر
سید محمد آنکہ جهان را ز خلق او
سید علی کہ بر در عالم پناہ او
سید حسین شمشہ ایوان مکرمت
سید علی عراقی کہ فیض مقدمش
سید حسن کہ اختر اوج سیادت است
سید علی کہ دشمن شوریدہ بخت را
شادابی بہار گلستان خلق زید
سید عمر کہ سر ز عالی مقام بود
زید سوم کہ سر و اقلیم نقر بود
یحیی کہ در سیاض صفات کمال او
سید حسین منتخب دودہ شرف
داؤد آنکہ دشمن فولاد جسم را
والاکبر ابوالفرح واسطی کہ شہت

احسان ماست بہ ہمہ از سایہ گستری
فرش گذشت از سر این چرخ چنبری
آرایش منصفہ پاکیزہ گوہری
دریلے فیض ساقی صہبانے کوثر می
فرمود در محیط شہادت شناوری
ایزد نصیب دشمن او کرد ابتری
پیدا است از مناقب او شان جیدی
کردی شکار شیر زردی دلاوری
پیچیدہ در دماغ نسیم معطری
کیوان ستاودہ است بعنوان قنبری
روح الامین کند بہ رو ایش کبوتر می
خاک عواق یافتہ از عرش برتری
کسب سعادت از نظرش کرد مشتری
سازد کباب آتش خود شد محشر می
می کرد در تحفظ دلہا صنوبر می
در بزم او ہمیشہ فلک گرم مجبری
کردی ز روی آئینہ دل سکندری
یک شہر چشم حیرت بیان کرد عبہری
باش چراغ انجمن افروز بہتری
چون موسم نرم ساختند دست بہاوری
از آب ذوالفقار بے نقش کافری

آمدند دست او ہمہ کار غضنفری
 روز نبرد شیرستان صفدری
 با طلب دشمنان نگہش کرد و خجری
 چون ذوالفقار دم زده از فتح خبری
 بر بلگرام یافتہ فتح و مظفری
 تاریخ آن ز لفظ خدا داد بشمری
 آسود بر بساط معلائے عبقری
 کرد از جهان بر ملک مقدس مسافری
 بر مرقدش کنند ملائک مجاوری
 اوراست بر سپہ شرف خان اختری
 یسنا ز مرو می کند و سنگ گوہری
 باز مرہ ستم زدگان کرویاوری
 از گوہرش جمال شرف یافت دیدی
 در یوزہ شعاع کند ہمہ سراوری
 مروان راہ را بخدا کرد رہبری
 صاحب کرامتی است ز تعریف ماوری
 کردند جن و انس بہ حکمش مسخری
 باشد پیارہ سر و گلستان سروری
 خورشیدسان مثل شدہ در فودہ پروری
 ہمتاے او نہ زاوہ زار حام عنصری
 ممتاز بودہ در عمل فیض گستری
 بہرام دیر بردار کردہ چاکری
 احمد پسر گرفت ز لطف برادری

سید ابوالفراس کہ سنگام کارزار
 ثانی ابوالفرح کہ باین جد خویش
 سید حسین صاحب شمشیر خوچکان
 سید علی کہ صادم خارا شگاف او
 جد کلان محمد صفری کہ تیغ او
 مفتوح گشت در زمن شاہ التمش
 در سال ششصد و چهل و پنج فوت کرد
 شعبان در روز چاودہم صغیرہ ثنیں
 باشد بہ بلگرام مزار مبارکش
 سید عمر فروغ جبین محمدی
 سید حسین از نظر التفات او
 سید نصیر آنکہ بمصداق نام خود
 سید حسین کان سخا معدن صفا
 سالار از فروغ ضمیر منیر او
 لطف اللہ آنکہ قطب سپہر ولایت است
 دادن کہ نام اوست خدا داد از پدر
 جد القبیلہ حضرت محمود دین پناہ
 عالی جناب سید لوح آنکہ عرف او
 سید حسین خالق مجسم کہ ذات او
 محمود در فضائل کسبی و موہبی
 عبداللطیف آنکہ زابناے روزگار
 احمد کہ صاحب قلم و سیف قاطع است
 عبداللہ آن برادر عبداللطیف کو

عبد الجلیل از پس احمد منتم کہ بہت
 آنجا کہ نغمہ نے کلکم شو و بلند
 مقصود من تفسیر طبع است از سخن
 و ریائے موج خیر علوم کہ می کند
 ایزد مرا بہ علم و عمل اتسیا زاد
 با وصف این فضائل صوری و معنوی
 در یک ہزار و یک صد یک کلک واسطی
 وصفی ز من فصاحب سبحان و انوری
 آرنہ سرفرو متنبی و بختری
 ورنہ سرفرو رتبہ من بہیت شاعری
 ہامن خطاب جوہر اول ز مختبری
 شانم بلند کرد و گرا ز تو انگری
 گویم بہ نفس خویش کہ از جملہ کمتری
 افشانہ این لال محمد سخندری

راقم الحروف سبط حقیقی آن جناب و ذرہ و ریوزہ گران آفتاب است بحال من بیچمدان
 عنایتی خاص داشتند۔ و در ایام ملازمت دار الخلافہ شاہ سبحان آباد مکرر فرمودند کہ می خواہم بہ وجہ
 شما نشانی از من باقی ماند۔ حقوق والا از تربیت دینی و دنیوی از ان زیادہ است کہ بہ ذرات
 زمینی با کواکب آسمان توان شمرد چیرے کہ از دست این ناتوان برآمد ہمین کہ در اماکن فیض موطن
 سیما مؤجہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دست و عابر داشتیم و بزبان نیاز و حضور دل

ع سبحان وائل .. - ۵۴ صاحب سبحان بن زفر بن ایاس بالی اولی۔ از تبیدہ باصلہ بود خطیب عرب النشل جابل
 اسلم فی زمن البنی صلعم ولم یدر کہ درک = بلوغ الارب آلوسی ۳: ۵۶ اخرج المقامات للشوشی ۱: ۲۵۳
 تہذیب ابن عساکر ۶: ۶۵ خزائن الادب للبغدادی ۴: ۳۴۷ مجمع الامثال ۱: ۱۶۶ صاحب الاصابہ درقم
 ۵۵۵ در اسلام دی شک ظاہر کرد ۱۲۱ شیخ اوحمد الدین کرمانی استاد فن دیکے ارسل شگفتہ
 قلم و سخن است مدح و وظیفہ خورد سلطان بنجر سلجوقی بود در آخر عمر مہری پہلج کشید و در ۸۵ سکونت
 شہرستان ۶۴ پر داخت دیوانش قابل دیدنی است رشمع (نخن ۲۱ - ۲۳) سکے ابو الطیب المتنبی ۲۵۶
 ۱۲۸۴ احمد بن الحسین بن عبد الصمد الجعفی الکوفی شاعر حکیم و بے مثال بود۔ دیوان شعر او شہور تر است
 زور اتم الحروف نسخہ دیوان است کہ حسب زمان گفتار مرتب است برائے احوال دی رجوع کن : ابن
 خلکان ۱: ۳۶ معابد انصیص ۱: ۲۴ لسان البیران ۱: ۱۵۹ سکے ابو عبادة و لی بن عبید اللہ الطائی ۲۰۶ -
 ۱۲۸۴ دیوان در صفة ابو بکر صولی) و کتاب معانی الشعر و کتاب حماسہ از دیادگار اندر اشعاروی پہ سلاسل
 الذہب معروف اند و بختری احد سل ۱۳۱ تلمر و سخن است و شخصیت بختری و شعر او مستقل تا ایفات
 معروف اند و نیاات الامیان ۶: ۱۴۵ و المعابد ۱: ۲۳۴ و الشوشی ۲۶۰ نقح السعاده ۱: ۱۵۳

این خدمت به تقدیم رساندم و ثواب یک عمره به روح اقدس نیاز کردم و بقدر استعداد که آن هم
 بر تو عنایات عالی است قصیده بزبان عربی در مدح انشا کردم امیدوارم که این هدیه فقیر از روح
 فیض رسان نظر قبول یابد و خدمتی که از نهایت اخلاص بجا آورده شد بجائے رسیدگی و لطف
 مصطفیٰ بن سید عمر روسی سورتی هرگاه این قصیده را شنید فرمودند قصیده یحییٰ بن یغیث فیها
 یعنی این قصیده استحقاق دارد که غبطه کرده شود و در آن سید احمد امام زاده یمن شرمی برین قصیده نوشته
سید احمد از اولاد ائمہ یمن یعنی سلاطین آنجا است - و طبقه سلاطین حال یمن اول کسی که به
 سلطنت رسید قاسم بن محمد ملقب به امام منصور باشد است از ذریات حسن مثنیٰ بن امام حسن سید مطهر رضی اللہ
عنه و پسر او حسن بن قاسم صاحب سیف و شجاع بے نظیر بود - و ترکان روم که از مدتی بر دیار

۱۰ الامام الاعظم المنصور بابشدا قاسم بن محمد ۹۶۷ - ۱۰۶۹ (۱۰۶۹ - ۱۵۵۹) بن علی بن محمد بن علی بن رشید بن
 احمد بن امیر حسین بن علی بن یحییٰ بن محمد بن یوسف الاصفهانی ملقب بالاضلع ابن القاسم ابن الامام الراعی یوسف الاکبیر
 بن امام منصور یحییٰ بن الامام الناصر احمد بن الامام الهادی یحییٰ بن الحسین بن قاسم بن ابراهیم بن اسماعیل بن
 ابرهیم بن الحسن ابن الحسن بن امیر المؤمنین علی بن ابی طالب تالیفات در کتاب الاعتصام و حدیث درین کتاب
 احادیث از کتب ائمہ آل و محدثین جمع نموده مسلک راجع باجتهاد خود ترمیم و اولنگنه تمیم بعد از وفات مولف علامه احمد بن
 یوسف بن حسین بن احمد زیاده (۱۲۵۲) این کتاب را تمیم نوشته بہ انوار التمام المشرقہ بصور الاعتصام "موسوم کرد و ۱۲
 الاساس لعقائد الاکباس ربا الاساس المتکفل لکشف الالتباس" و در علم اصول - براین کتاب متعدد و ظاهر
 ترمیم نوشته - علامه کردی به اسم التلباس کتاب نوشته این را معارضه کرده و بعد علامه البغدادی بر کتاب کردی
 رد کرده اسم کتاب البغدادی الاحتراس است (۳) کتاب الاشراف (۴) مرآة الوصول - نیز ترمیم در قصیده است -
 الجملہ ترمیم له مؤسس سلطنت تاسمیه است در یمن و اول کسی است که احکام ترک را از یمن اخراج نموده
 درک - البدر الطالع رقم ۳۷۰ دبلورغ المرام ۶۵ و اندر یه ۲: ۳۳ اعلام زرکلی ۶: ۱۴ - ۱۸ : ۱۸
 ۱۵ الحسن المثنی المتون نحو سنه - رک : تهذیب ابن عساکر ۴: ۱۶۲ بحواله زرکلی ۶: ۲۰۱ ۱۷ ۱۲ ۱۲
 ۱۵ الحسن البیط (۳ - ۵۰) (۶۲۴ - ۶۷۰) خاس خلغار را شنید و دو ائمہ ائمہ اثنا عشریہ خلیع نفسه
 من الخلفاء و سلم الامر لعادیرنی بیت المقدس سنه ۴۷ و رسمی بذالعام در عام الجماعة ۴۷ت خلافت
 و می شش ماه ۵۷ یوم است درک - تهذیب التهذیب ۲: ۲۹۵ دالاصا ۱: ۳۲۸ و یعقوبی ۲: ۱۹۱
 و تهذیب ابن عساکر ۴: ۱۹۹ علیہ ابی نعیم ۲: ۳۵ و ابن الاثیر ۳: ۱۸۶ صفة الصفوة ۱: ۳۱۵ : ۱
 ۱۵ از ملک اهل یمن (۹۶۶ - ۱۰۶۸) در عهد خود در یمن استقلال حاصل کرد و رک : البدر الطالع رقم
 ۱۳۳ و خلاصه الاثر ۲: ۳۹ : ۱

و بعد فوت اذ متوکل علی اللہ قاسم بن حسین بن احمد بن حسن مخرج اتراک علم فرمان دہی اوراشت
و بعد فوت اوناصلدین اللہ محمد بن اسحاق بن احمد بن حسن مخرج اتراک نگین ملک بدست آورد
و بعد یک سال مخلص شد و نوبت فرمان دولتی بر حسین بن متوکل علی اللہ قاسم بن حسین بن حسن
مخرج اتراک رسید و بعد فوت او پسرش عباس بن حسین تاج سلطنت بر سر گذاشت و امام
این عصر دست نسب شارح قصیده به دو واسطه به امام مہدی لیلین اللہ احمد بن حسن بن مخرج
اتراک می رسید برین پنج پید احمد بن عبداللہ ابنی طالب بن احمد بن حسن چند روز نوبت
سلطنت بعض ارض یمن به عبداللہ پدر شارح قصیده ہم رسید بود - آخر حسین بن متوکل علی
اللہ قاسم مذکور عبداللہ را به وفا قید کرد و سلطنت را متصرف گشت - عبداللہ تا وقت تحریر
در قید حیات است - سید احمد شارح قصیده بعد حسن پدر بہ ملک دکن افتاد و بانواب نظام
الدولہ شہید بہ وساطت راقم الحروف ملاقات کرد - نواب فرادان رعایت و تعظیم و تکریم بجا آورد
قصیدہ مذکور این است ۵

| | |
|-----------------------------|-----------------------------|
| ادرك عيلا لقاء منك يكفيه | طرفك الناعس المراض يشفيه |
| كتمت داني عن العذال مجتهدا | ما كنت ادد مخول الجسم يفشيه |
| قد اوني عن سقامات منشاء | ونجني من ضرامات مؤسريه |
| لقد ثني عطفه عن مغرم دنف | لمحفظ ثقل الاحراف يثنيه |
| دعي الاله سقامي لويعالج من | اجبتة بداء الخمر من فيه |
| وحبذ العيش لو يمشي على مقلي | غض رطيب من العينين اسقيه |

۱۳۹۱ المتونى ۱۳۹۱ در ۱۲۹۱ اہل صنعار بردست اوبعت خلافت داد درک : زندکلی ۸۱۶ بلوغ المرام ۱۶۹۹
اليسن البدر الطالع ۲: ۲۷ المتقنظ من تاريخ ايمى ۱۴۹ - ۱۸۱ ۱۱۶۴ از علماء مشاهير و شاعرى كانه بود
پسرش ديوان اورا جمع کرده به سلوة العشاق فى نظم الميلى محمد بن اسحاق موسوم سردرک = طيب السمز البدر الطالع
۱۶۴۱ المتقنظ ۱۸۴ بردکلان ۲: ۲۷ ۵۵۲ زندکلی ۶: ۲۵۵ ۱۶۴۱ المتقنظ من تاريخ ايمى ۱۴۹ - ۱۸۱ ۱۱۶۴ از علماء مشاهير و شاعرى كانه بود
الدين اللہ ۱۱۳۱ - ۱۱۸۹ (۱۴۱۹ - ۱۴۷۷) درک : البدر الطالع رقم ۲۲ بلوغ المرام ۱۶۹۹
زندکلی ۴: ۳۳۳ ۱۶۴۱ المتقنظ من تاريخ ايمى ۱۴۹ - ۱۸۱ ۱۱۶۴ از علماء مشاهير و شاعرى كانه بود
در دکن بر سندر ياست نشست و در ۱۶۴۱ شہيد شد درک : مفتاح التواريخ ۳۳۳ - ۳۳۳ ۳۳۳

شان الحب عجيب في صبايته
 يا بجارة هيجت بالنصر لوعته
 لولا ما شاقه عرف الصبا سحر
 اليك بأرشا الوعساء معذرة
 لو أئمتي قطعت أكبادهن متى
 يا صواحب أكباد مقطعة
 اذا دني فمهاتة البيد تشبيهه
 غزاله تصرع الأساد قاطبة
 كهف الانام امام الكون اكرمه
 السيد المقتدى عبد الجليل له
 جد ملاذى واستاذى ومستندى
 علامة ناقد العقول متقنه
 شمس تفيض علينا نورها ابدًا
 بدؤنا اصيل غير منتقص
 بحر غنى عن الاصداف جوهرة
 لقد تحلى بتقوى الله خالصة
 ان جل في حضرة السلطان منصبه
 تواردت الفضل عن آباءه قدما
 رب السموات والارض يوم غد
 يا ايها البحر شنت المسماع من
 ان ظل سبحان في بطن الثور حيا
 وانت في شعراء الفرس ابلغهم
 مولاي اوتيت علما زانه عمل

الهجر يقتله والوصل يحويه
 بحق مقلته العبراء تخليه
 ولم يكن بارق الظلماء يشجيه
 وانت عن رشا البطحاء تسليه
 واينه في كمال الحسن والديه
 فذ لك الذى المتنى فيه
 او ما من فالبانة الخضراء تحكيه
 الا الذى سيد السادات يحميه
 عون الذى حادث الايام يرميه
 مجد ائيل من الأباء يحويه
 رب الورى يصفو الخير يحزبه
 فهامة جامع المنقول محصيه
 حاشا اذا جنت الظماء تطويه
 وكل ليل كما في الآن تلفيه
 ونفس همته العليا ترميه
 والله عن سائر الاكوان يغنيه
 فليس هذا عن الرحمن يلهيه
 وبعد ذلك في الاولاد يبقيه
 من المواهب اعلاهن يوليه
 در الى ساحل القرطاس تلقيه
 فانت من هذه الانفاس محويه
 يا طيب ما بلسان الهند تمليه
 وعنصر اجوهر الحنن يحليه

لعریوتکب ناظرا الغزلان تشوته
 ایابن احمد فروع المنجدین الی
 خلقت فی نسب ال و فی حسب
 لان کسب المعالی من اولی شرف
 ان الوری لعنوا الجاه یوسفهم
 ما شاء مثک بنیان العلا احد
 سقہ الاله محلا انت مساکنه
 نجاه خیر البرا رب اهدله
 الی سبیل التقی لو کنت کفویه
 محمد نور الدنیا تجلیه
 مسلسل لیت الاقلام تخصیه
 و حفاکم من فتاوات مبدیه
 انت الذی بعید النفس تعلیه
 نعم علی شرف الاقلام تبنیه
 و اوراق العنق والوصی سوریه
 مناصوة مدى الایام توضیه

حواشی قصیده

طرف بانفتح چشم فاقترست . مراعن بانکسر بسیار عرض . عاقل ملامت گریه
 مدال بضم عین و تشدید ذال جمع نحول لا غرضدن . مرام بانکسر بیزم افزوخته . موردی بضم
 برافز و رنده آتش تواتر تعالی و الموریات قدحانی القاموس تنی عطفه عرض معترم بضم میم
 و ساکن عین معجزه فتح رسته جمله اسیر محبت . ولف بانفتح نون و کسر آن و ایم المرضی به صنف
 باریک میان دروند برین ارادف جمع . عرف بانفتح بویسه خوش . بارق ابر با برق . شجاء
 غمگین کردن . شجی مضارع آن . جاره تانیث جار یعنی همسایه . لوعه بانفتح سوزش دل .
 مرقه بانضم کاسه چشم . عیار بانفتح گویان رشا بفتحین آهوبره . وعسار بانفتح زمینیم
 رنگستان بطحا بانفتح گذرگاه سیل پر سنگریزه و وادی مکه معظمه تیره کسرتاء نوقانی تکبر . رفو
 نگر استین زانماضی آن . نماه گاو وحشی شعر عرب معشوقه را به هباه تشبیه و هند با اعتبار
 خوش چشمی چنانچه شعرا هند رفتار معشوقه را به رفتار فیل و کر را به کر شیر تشبیه و هند . و اصل
 این مست که اهل هر ولایت را مانوساتی است که در اشعار خود استعمال کنند . و مذاق اینهارا
 خوش کند . هر چند مذاق فیر آن ولایت راستنکه نماید . اگر فیر کسب زبان بکمال رساند
 لاشک انکار و رنگ اقرار می کرد و ذوقی که اهل زبان دریا بند یعنی به یا قریب آن او نیز در

می یابد بید بالکسر بیا بانها۔ میس بالفتح خرامیدن ماس ماضی آن بانه درختی است که قد
 نویان را بآن تشبیه و بھندی القاموس جزء اللیل و علیہ سترہ۔ تلفیہ مضارع الفار معنی یافتن
 ایلا تخشیدن یولیہ مضارع آن تشنیف گوشوارہ در گوش کسی کردن۔ رتہ بالکسر و تشبیه بیدیم
 استخوان بوسید و رم جمع۔ ناظر نقطہ سیاہ چشم یا نگاہ۔ فجار بالفتح نازش۔ شرفہ بالضم
 کنکرہ۔ شرف بضم شین و فتح رمی جمع و سعی بالفتح باران مدی بالفتح غایت مسافت۔

(۵۹) میر محمد جان بلگرامی

ابن عم حقیقی علامہ مرحوم میر عبدالجلیل است نسبش باین طریق میر جان محمد بن سید معین
 الدین بن سید عبداللطیف بن سید محمود و اصغر بلگرامی قدس سرؤ سید معین الدین از عجائب
 روزگار و نوادریل و نبار بود و در ہوش و فطرت نظیر داشت۔ علامہ مرحوم اورا عقل مجسم
 می گفتند و تا آخر عمر پیش امرائے ہند معزز و مکرم زیست۔ برادر کانش میر احمد از طرف نواب
 مکرم خان حکومت بعض محالات توابع دہلی داشت۔ چنانچہ گذارش یافت داد ہمراہ برادر
 بخدمت آئینی آن مواضع مامور بود و ہر دو برادر قسمی اخلاص و اتحاد داشتند کہ یک جان دو
 قالب توان گفت و از نجات دین ہر دو برادر توان دریافت کہ یکے را حاکم کرد و دیگری را
 امین۔ چون نواب مکرم خان بہ ایالت صوبہ ملتان منصب یگشت۔ سید معین الدین را خدمت
 عدالت صوبہ مسطور تفویض نمود۔ سید این منصب نازک را بر استی و درستی پرداخت
 و فیض و شریف شہر را بہ عدل و احسان از خود راضی ساخت۔ وہم در ملتان سیر و شہر بان
 ۱۱۰۳ الشلت و ماتہ و الف بہ گلگشت فر دوس برین خرامید۔ نر زانش سید مکرم الشکذکرش
 می آیتا یہ کریمہ یدخلہ جنات تارنج یافت تبرش در بہان شہر و رحیم روضہ شیخ موسی
 جیلانی قدس سرہ متصل زینہائے دروازہ گنبد مبارک جانب یسار داخل واقع شدہ

ک در گذشت حاشیہ ص ۵۸ : رک : رقم ۵۷ ذکر فضلہ رک : رقم ۶۰ ذکر فضلہ
 مکہ سید موسی پاک شہید فرزند سید عابد گنج بخش گیلانی جمال الدین ابوالحسن بعد اکبر شاہ در ملت
 جو شہادت نوشیدہ در ملتان آسود شیخ عبدالحق دہلوی از دستاورد کرد رک : خزینۃ الاصفیاء
 نوبتہ الخواصر ج ۵ رقم ۷۰۵، و اخبار لافیاہ ۲۰۷ و خاتم اخبار لافیاہ ج ۵ رقم ۷۰۵، :

کاتب الحروف ہنگام مراجعت از سفر سیستان در حدود سنة ۱۰۸۳ صبح و اربعین و مائتہ و
الف بہ زیارت مرقد شریف و قاتحہ فایحہ مستعد گردید۔

میرجان محمد ولادت او یازدہم شہر ربیع الآخر سنة ۱۰۸۳ ثلث و ثمانین و الف اتفاق افتاد۔
سید عالم و فاضل و حافظ کلام اللہ و قاری بے نظیر بود۔ و خط نسخ جی می نوشتت و از
کثرت مصاحبت اہل نرس زبان فارسی و نہایت فصاحت و بلاغت می گفت و جوہر
آبداری سفت۔ تفاوت و بہارت بہمال داشتت و شب و روز و اولے نوافل و طائف
مستغرق می ماند۔ می فرمود از سن بسبت ساکلی نماز تہجد از من فوت نشد۔ شبہا کہ نماز می
گذارد و جبیتی حالت گریہ و تضرع رومی داد کہ در دیوار در رقت می آمد۔ و او غیر را بہ سوز و
درومی می خواند کہ جاگہ سنگ می گذاخت۔ و در سال صحت و اربعین و مائتہ و الف جذبہ توفیق
آئی اورا دریافت منصب و جاگہ پادشاهی ترک وادہ و مصاحبت امر او نعم دنیا و گذارشتہ
اول از دار الخلافہ شاہ بہمان آباد بہ بلگرام آمد و اہل و عیال و مروم قبیلہ را جمع کرو و با اینہا
گفت کہ نعمت و جمعیت دنیا بسیار دیدم و خدمت شما حسب الطاقہ بجا آوردم اکنون
کہ صبح پیری از شب جوانی دمیدہ و چراغ زندگانی بہ آخر رسیدہ می خواہم کہ زیارت حریمین
شریفین و دیگر اہل مقدسہ رخت سفر بندم و بقیہ ایام زندگانی را در طیبہ طیبہ علی ساکنہا
الصلوٰۃ و التحینتہ بسر آرم۔ مناسب آنکہ بہ طیب خاطر رخصت و ہبید و امروز این کس را
کہ ایام جیانش نفسی چند بیش نماندہ ازین عالم در گذشتہ آنگارید۔

حاصل آنکہ بہ استرضاء اہل و عیال کوشیدہ و تلخی صبر برین جماعہ گوارا ساختہ رو بہ اہ مقصود
آورد و عازم بندر تہ گریدید و بتاریخ ہفدہم ربیع الآخر سنة ۱۰۸۳ است و اربعین و مائتہ و الف وارو
سیستان گشت۔ کاتب الحروف در ان ایام بہمانجا بود بسبت و ہشتم شہر مسطور از سیدستان
روانہ بیشتر گردید۔ و پانزدہم جمادی الاولی سال مذکور در جہاز می کہ روانہ بصرہ می شد نشست
قضاہ جہاز و برابر بندر عباسی شکست۔ و علق کثیر و اموال خلیفہ در لجنہ ناکامی فسد و رفت
متصدیان جہاز بر کشتی صغیر می کہ در کاب جہاز می باشد نشستند و میر را ہمدران کشتی گرفتند
باری کشتی در آغوش سلامت بہ ساحلے بر خورد۔ میر از انجا عازم بصرہ گردید و بعد از قطع صحاری

بسیار و حبال دشوار گزار به مشقت تمام خود را بہ بصرہ رسانید و از آنجا بہ دارالسلام بغداد و
سامرہ و نجف اشرف و کربلائے معلیٰ شتافت و شرف زیارت مزارات عالیجات این
مواضع حاصل کرد۔

و چون نادر شاہ و رعہد خود رسوم بدعت از ویار ایران بر انداخت . ہمراہ قافلہ تجار
عنان بجانب مشہد مقدس تافت . و بہ زیارت امام ششم سر باسماں نہم رسانید . از آنجا
احرام بیت اللہ بر بست . و بعد اوائے مناسک حج و عمرہ و فوراً بہ مدینہ سکینہ علی ساکنہا
الصلوٰۃ والتحیۃ آمد و بہ زیارت مرقد معطر و اٹخ سعادت ابدی استشمام نمود . و حلقہ باب
شفاعت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پسر سبجہ اخلاص محکم گرفت . و بہ تمنائے موت در آن بقعہ
مبارک قدم از شہر بردن نگذاشت و دعائے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ بر زبان داشت
اللہم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک و اجعل موتی فی بلد رسولک " آخر چندانہ در آن شہر مبارک
زندگانی یافت . درین فرصت ہمیشہ از صبح تا شام در مسجد نموی می نشست و مصاحف
وقف روضہ مقدسہ را بہ تصحیح می رساند . و اوقات گرامی را درین تغل شگرف صرف می ساخت .
تا آنکہ پانزدہم ربیع الثانی تسع و اربعین و ما تہ داعی حق را بلیک اجابت گفت .
جنازہ اورا بدستور این بلدہ شریفہ از مواجہہ خیر الانام و ما بین بیت و عنبر گزارانیدہ بہ جنت بقیع
برزد و پلایان قبہ سیدنا عباسؓ و ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم بہ فاصلہ چہار درع جانب شرق بخاک

۱۳۲۰ نادر شاہ پسر امام قلی از طائفہ انصار بسال ۱۳۱۰ در دستگیر و خراسان تولد یافت بعد از ۳۲ سالہ
بھذیر شاہ طہاسب صفوی رفت و بسال ۱۳۱۵ طہاسب و پسرش عباس مزار غزل کردہ بر تخت شاہی نشست
۱۳۱۵ تمام افغانستان و ہند را تا دہلی فتح کرد و بہ خوارزم لشکر کشید و بر مملکتی وسیع از وجہ ذلت تا دیاںکے سند حکم
را دوردور ۱۳۱۶ بدست خود و درباریانش قتل رسید . رک : حواشی مقالات الشعراء از سید حسام راشدی ۴۲۲-
۴۲۳ (مراجع آن) ۱۳۱۵ امام ششم یعنی امام علی موسی رضا المتوفی ۳۲۰ نزد شید امامیہ در وانڈا ائمہ اند آخروی محمد بن حسن
خالص است تولد محمد بن حسن در ۲۵۵ھ است گویند کہ دندان خلیفہ معتزل علی اللہ عباسی در سرداب سامرہ نہان شد در
ویافعہ گنقہ در ۲۶۵ھ بقول ابن اللوردی عمروی نزد خلیفہ بخت نہ سالہ بود سید عمیری محمد بن حنفیہ را ہمدی موعود و اعتقاد کردہ
مگر فرزند عسکریہ از امامیہ گوید کہ ہمدی موعود حسن خالص بن علی البہادوی العسکری (۲۶۳-۲۶۰) است کہ دیگر بار ساید درک بقصار
للتواب ۲۶۴ بحوالہ نورالابصار و ما بسط کلام بزہر ہمدی موعود در حج اکثریہ فی آثار القیامتہ و ہذا مذاقہ لساکن تا کیون میں ہمدی
الساعیہ میر در قصار گفتہ : و بعدہ در نورالابصار تئمہ کلام بر اخبار ہمدی نوشتہ ۱۲

سپر و نذر ہے صاحب دولتتے کہ تمام عمر بہ نعمت و جمعیت گذرانید و در خاتمہ ایام زندگانی این ہمہ سعادات و برکات حاصل کرد. نوک فضل الشدیق تیرہ من یشار را تم الحروف و مدت آقامت طابہ مستطابہ ہر جمعہ بنیارت جنت بقیع می رفت و مزار شریف را ہم زیارت می کرد. و بہ خواندن فاتحہ فایحہ سرمایہ سعادت می انداخت. و بعد عطف عنان بہ جانب ہندوستان برادر فضائل مرتبت میر محمد یوسف سلمہ اللہ تعالیٰ تکلیف کرد کہ قصیدہ بزبان عربی مشتمل بر احوال آن مرحوم الشاکر وہ شہود و تقدیم فرمایش ضرور شد و این قصیدہ بہ نظم درآمد

| | |
|---------------------------------|-------------------------------|
| حتی الغمام بساکب ہتان | ارضاً هناك مرا تم الغزلان |
| وستقی و روح الیابیات کانیہا | قلل بہن سوا طم النیوان |
| ورعی الالہ ابا طحا حصیلہا | ازرت بدائی فی نحر عوان |
| وحمی ریا ضماً ضرمت شماتہا | نار الغرام بہجۃ الولہان |
| وام طال عمر ادانک سمجت بہا | ورق الحجی بوقائق الالخان |
| وادام ظل الایک ایک خمائل | فیہا ظفرت برویۃ الجیران |
| وکسا الیریم ربی الحجاز مطارفا | مصبوغة بغرائب الالوان |
| دوقی مہمین عصبۃ من طیۃ | سکنوا منازل مہجتی و جنانی |
| طوبی لقوم ہاجروا و توطنوا | تلك الدیار معادن الایمان |
| منہم ہما مبارع متوسرع | نجل النبی سلالۃ الاعیان |
| السید المقبول جان محمد | ہو فی الوری کالروح فی الابدان |
| والفاضل المتلسک الممتاز فی | فن القراءۃ حافظ القرآن |
| سامی مدی فی لہجۃ عربیۃ | فی الفارسیۃ اسبق الفرسان |
| قد لاح خط النفخ من اقلامہ | ابھی من الیاقوت والمرجان |
| وانظر الی ہذا السواد کانہ | نبت البنفسج من اصول بنان |
| وہو المکین علی ارائمک ثروۃ | والمحتظی بنا صب السلطان |
| لما اکتسی بر و الشیب و ما ارتجی | من عمرۃ الایسیر خرمان |

ولی عن الدنيا وقد ترك الحمى
 ومشي الى خير البقاع مهاجرا
 حتى اذا بلغ المحيط وخصاه
 فطوى مفازا لا يحل سيرها
 واناخ عند البصرة الفيحاء
 فادار المنارات العلية وارتمى
 ثم انثنى وسعى الى ام القرى
 واتي المدينة واشترى القطينها
 واقام منزرا يابها متعبدا
 حتى توفي بعد عدة اشهر
 والمحتظى الخامس المحدث وبعد العشر
 دفنوه عند السبط سبط المصطفى
 ولعام رحلته وجدت مورخا
 لما وصلت الى المدينة زرته
 ودعوت يا رحمان رو ضريحه
 وارفع مكانته وزد اكرامه
 صلوا على هذا النبي وسلموا

نسجت عليه عنكب النسيان
 سبحا على الاهداب والاجفان
 كسر السفينة طارق الحدثان
 الا لمن يسرى على التكلان
 فالزوراء فنبعض موطن الاصان
 منها وهن مناهل العطشان
 فاتي وجم البيت ذال الاركان
 صلى عليه مصورا الاكوان
 وحوى نبوض الواهب المنان
 واقترنى اعلى قصور جنان
 رجب ارجان متادمي الرحمن
 شقيقه تبه لذي البنيان
 ثقلت موازينه من الفرقان
 واتيت به تحائف الريحان
 وافض عليه سحاب الغفران
 في حضرة المختار من عدنان
 ما غنت الاطيار في الاغضان

حواشی قصیده

ساکب - باران - بتان بفتح با و تشدید تا و فو قانی بسیار ریزنده - مراتب جمع مرتب
 یعنی چراگاه - دروگل و درو - بضم تین جمع - را بیز زمین بلند یا بیات جمع - از زمین یا خیر یا نخل
 علیه عیب کنانی القاموس - فانی زنی که بر حسن نبوی بی نیاز باشد از زیور و زینت غویالی جمع
 و لهان بفتح تین شیفته - اراک بر وزن سحاب درختی است که از آن سواک سازند -

اراک جمع۔ ودرقار کبوتر ورق بالضم جمع۔ ایک بالفتح درخت ودرهم پیچیدہ خمیل زمین نشیب
 حامل جمع۔ مطرفہ چادر مطارف جمع۔ عصبہ بالضم جماعہ۔ بخل بالفتح فرزند سامی المہدی
 یعنی بلند فایت۔ اریکہ تخت اراک جمع الاحتظار بہرہ منگشتن وبعدی بالبار کذافی
 تاج المصاور۔ سحب بالفتح کشیدن۔ جمان بضم جیم مر وارید فیجار بفتح فاء وسیع ولف بہرہ
 نور از نام بغداد۔ منہل چشمہ مناہل جمع۔ الارقوار سیراب شدن وبعدی بمن کذافی تاج المصاور
 قطین ساکن قولہ وایتتہ بتخالف الریحان ودر حرین شریفین معمول است کہ وقت زیارت
 قبور ریحان ہمراہ می برند و بر قبور می گذارند و باغبان آنجا در سستہ جنت معلی و یقین ریحان
 می فروشد چہ در حدیث شریف آمدہ کہ وضع سبزہ بر قبور موجب نزول رحمت و تخفیف
 عذاب است و در سبجہ یعنی سیراب کن خاک اورا افضل یعنی برینہ۔

(۶۰) سپید کرم الشہین سید معین الدین بلکلی

برادر اعیانی میر جان محمد مذکور است۔ ولادت او در ۱۰۸۵ھ سبغ و ثمانین و الف
 اتفاق افتاد۔ صاحب اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ بود و خطی مستونی از فضیلت
 داشت۔ و با کتب حدیث و سیر پیشتر اشتغال می نمود و در ایام کہولت بہ شوق تمام کلام
 الشدا حفظ کرد۔ و در سبجہ رضیہ تقوی و صلاح و سخاوت و شجاعت یگانہ می زیست
 و دلتے از جانب دریائے علوم میر عبد الجلیل مرحوم نیابت بخشی گری و وقایع نگاری
 سرکار سیوستان بجا آورد و آخر بہ تقریری جانب پنجاب رفت و دوم محرم روز جمعہ بعد
 نماز عصر ۱۳۳۱ھ اربع و ثلاثین ذماتہ و الف در سواد بلدہ سیالکوٹ از دست کفاری
 کہ در آن حد و مستولی شدہ بود نادر شربت نوشگوار شہادت از جام سعادت چشید۔

۱۵ رک: تاج العروس (زود) ۲۷۲ لم یرود الک فی حدیث صحیح واما ماودی عن ابن عباس
 و جابرانہ وضع الجریة فالطاسر انہ تخصیص بالبنی صلی اللہ علیہ وسلم فوضع الریاحین علی القبور
 غرس الاشجار علیہا و اجمارہ و تبخیر بالعود و اتخاذ السرج علیہا فلا شک فی کونہ بدعتہ و ضلالہ و مرعاة
 المتیاح ص ۱۳۴۴ ۱۳۴۴ ۱۳۴۴ ۱۳۴۴ ۱۳۴۴ ۱۳۴۴ ۱۳۴۴ ۱۳۴۴ ۱۳۴۴ ۱۳۴۴

در روز شنبه در بلده مذکور متصل فرش دروازه درگاہ حضرت امام الحق کہ از دریت طیبہ
 امام زین العابدین علیہ السلام و صاحب ولایت آن مقام است مذنون گردید۔ میر کرم اللہ مرحوم
 مسجدی رفیع و سیوستان بنا کرده و اثرے انا عمال خیر و اگذاشته۔ مسجد مذکور پہلو سے
 حویلی سوانح نگاری لب دریائے سند متصل درگاہ شیخ جمعہ قدس سرہ واقع شدہ۔ بلکہ
 سیوستان از مشاہیر بلاد سند است۔ مخدوم لعل شاہ مبارک قدس سرہ دریں شهر آسودہ است۔
 اکنون خاتم تقریب جو برخی انا حوال مخدوم دین محل۔ تحریر می آرد کہ بزرگی و تقدس مخدوم
 بر عکس ظن بعضے با احتیان جلوہ افروز شود۔

۱۶۱) مخدوم لعل شاہ مبارک حسینی المزدنی السیوستانی قدس سرہ

را تم الحروف بخط مولانا محب علی تنوی ^ع کہ از بزرگان عہد بود و ذکر او در شاہ جهان نامہا و دیگر
 کتب تاریخ مسطور است مشاہدہ کرد این عبارت کہ حضرت مخدوم لعل شاہ مبارک قدس سرہ
 اسم شریف ذی عثمان است با فقیر در لوح سنگی سیاہ دیدہ بود کہ بیان روش کندہ بودند۔

سید امام علی لائق سیالکوٹی از اعظم اصحاب ذکر لائے اصحاب جناب فریادین گنج شکر است از کمال اولیاء
 و صاحب کرامات بود بعد از عطاءئے حرکہ خلافت بصوب سیالکوٹ شرف ترخیص یافت و لاحق لقب است کہ او
 راجع فرید الدین دادہ و او را امام الحق نوشتن صحیح نیست رنگ خزینۃ الاصفیاء ج ۳، ص ۳۱۴ و تاریخ سیالکوٹ
 ۱۴۰۰-۱۳۶۶) بن حسین شہید۔ اولی از کی و امین لقب و علی اصفرنام است در ۳۸۸ھ ۶۵۸ھ در ۱۰ روز سال
 پیش از وفات جد خود علی ^ع متولد شد و در واقعہ کہ بلاست دسہ سال بود مادرش سلفہ دختر نرود و جریود از اکابر سادات
 اہل بیت و از بزرگان تابعین و مشہورترین ایشان است و در ولایت ثقفیہ و فرزند دق در شان ذی بنقابہ شام
 بن عبدالملک معروف است۔ آن تصبیہ را جامی منظم فارسی ترجمہ کرده حضرت الامیر القنوجی در تقصیر ص ۱۱۳
 گفته کہ بعض معاصرین بالشرح آن تصبیہ پرداختہ اند ذوات ذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۰ محرم ۳۸۸ھ ۶۵۸ھ
 است تک۔ و نیات الامیان ۱: ۳۲۰ و ابن سعد ۵: ۱۶۵ و یعقوبی ۳: ۶۵ و حلیۃ الاولیاء ۳: ۱۳۳ و نرغزہ
 الجلیس ۱۵۱۶ و المنہاج لابن تیمیہ ۲: ۱۳۰ و ۱۴۳ (۱۲۳) مخدوم جد ذی اجل اولیاء محل آتہ یا عالم عامل و فاضل کمال
 بود و معاصر سید علی بن خیرازی را ۹۸۱ھ شیخ اسحاق اربغالی در ۹۷۵ھ وفات ذی اغلبا حوالی سنہ است کہ تحفۃ الکلام ۵: ۵۶
 تحفۃ الطالبین ۶۸-۶۹) بن صدیق الدین محمد امجد علی برید شیخ محمد بن فضل اللہ نائب رسول اللہ ^ع تولد ذی و ۹۸۶ھ است و در
 بساط زنگن و در حافظہ عبد الغفور تاریخ تولد ذواتش یافتہ۔ فضل زیواں ولادت سعدش در جامع الفضل منتہای حیات: برائے حوالہ کہ
 فرقتہ الاولیاء ص ۵۴۱ شاہ جهان نامہ ۲۶۱-۲۶۲ ماثر جمعی ۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲ ماثر جمعی ۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲ ماثر جمعی ۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲
 مخدوم بر آن پور کہ سندھی اولیاء ۲۲۸-۲۵۹ مولانا محب علی سندھی از سیہ حسام راشد می ۱۲

”شیخ عثمان مرندی قطب دین باز پید و مرتد بفتح میم در اہملہ و سکون فون و وال ہملہ قریہ ایست
از قرلے تبریز انتہی۔“

نسب شریفش یہ سیزده واسطہ باام جعفر صادق رضی اللہ عنہ می رسد۔ صاحب تذکرہ
مشائخ سند گوید،

”مولد و مشاعر حضرت مخدوم مرند است۔ بعد رسیدن بہ مرتبہ رجال بہ خدمت بابا ابراہیم کہ مرید شیخ جمال
بہر بود اوقات آورد۔ مدت یک سال در خدمت آن صاحب کمال بودہ بہ مرتبہ تکمیل رسید و خرقہ خلافت
و اجازت یافت و حضور و مجوز لیست۔ و آخر بہ بہندستان تشریف آورد۔ و خدمت شیخ فرید گنج شکر
و شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا دریافت و با شیخ صدر الدین عارف صحبت و اقامت۔ و در سیستان
رہل اقامت انگند۔“

ضیاء برنی در تاریخ فیروز شاہی می آرد کہ :-

”چون آن حضرت بہ ملتان رسید خان شہید یعنی سلطان محمد قان از معرفت و اعتقادے کہ داشت
شرائط تواضع بجا آورد۔ و فتوح بسیار سانید۔ و جمہ بے شمار نمود کہ آن بزرگوار در ملتان استقامت
دارد۔ و خانقاہ برائے دے بنا نمود۔ آنحضرت بیاقامت آنجا متانداو۔ روزے خان شہید حضرت
شیخ صدر الدین عارف و حضرت شیخ عثمان شاہ بہاز مرندی را در مجلس طلبید و بہ غزلیہ عریبہ سرود و
داد۔ ہر دو شیخ بزرگوار و جماعت دیگر از درویشان در سماع و رقص بودند خان شہید دست بستہ ایستاد
بود و زار زاری گریست! انتہی۔“

چون وصول راقم الحروف دہم ربیع الاول ۱۲۳۳ھ ثلاث و اربعین و ماتہ و الف یہ شہر سیستان

لے تفصیل فخرہ در تحفہ الکرام ص ۴۲۸ ج ذخیرۃ الاصفیاء ۲: ۴۷ مذکور است اما بین ایشان در ذکوہ الط
قدرے اختلاف است: ۱۷

۱۷ شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا المتوفی ۷۶۱ھ و شیخ صدر الدین عارف بن شیخ الاسلام المتوفی ۷۸۴ھ و شیخ فرید گنج
شکر المتوفی ۷۶۲ھ۔ رک۔ اخبار الاخیار ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۵۲ و ۵۳ و در تحفہ الکرام ص ۶۷ ذکر جلال بخاری ترقیم است کہ شیخ

بہاؤ الدین و شیخ فرید گنج جلال بخاری و شیخ مرندی بہ لقب چہار یا شہور اند ۱۷۵۱ھ رک۔ تاریخ فیروز شاہی برنی ص ۷۶-۷۸
بقدر تصرف و عبارت شہر بنی ۱۷۵۱ھ بن سلطان غیاث الدین تغلق شاہ دلی۔ بعد از وفات پدر خود در ۷۵۵ھ مور دہلی بر تخت فرمانروائی

نشست۔ بعد حکومت فریب بست و ہفت سال در ۷۵۲ھ مور کنار دریائے سندھ در گذشت (مقتل التواریخ ۸۸-۷۸۹)

اتفاق افتاد و میرید محمد خان بخشی گری و وقایع نگاری تفویض نموده خود محل سفر جانب بلگرام بستند۔ بعد اندک فرصت عزل خدمت رو نمود و گرد ملای برعاشیہ خاطر فقیر شست شبے در عالم رویا مشاہدہ می گتم کہ از کوچہ شہرے می گذرم شخصی پیش آمد از و استغناء کردم کہ پیشتر کوچہ نافذ است در جواب بزبان عربی گفت۔ سیتاک رجال۔ قدمے چند رفتہ می بینم کہ سہ کس از مشائخ بر وضع و لباس اہل سند و مکانی نشستہ اندیکے ازینہا مقتداست نزدیک رفتہ سلام و اوم و رو بر فرسے شیخ مقتدا بروزانوے اوب نشستم و سوال کردم کہ خدمت با بحال می شود بہ مجراستماع این حرف سر بہ گریبان مراقبہ رو بعد یک پاس کامل سر بر آورد و فرمود بحال می شود و گفتم این چنین است فرمود ما می گویم آخر بعد یک سال خدمت بحال شد و صحت قبول شیخ بہ ظہور رسید چنان معلوم شد کہ آن بزرگ بشارت فرما حضرت لعل شاہ بہانہ بودہ اند قدس سرہ و مراقبہ یک پاس کامل اشارت بہ عرصہ یک سال بود۔ وفات آن جناب بہست و یکم شعبان ۶۷۳ ۶۷۳ ثلث و سبعین و ستائتہ واقع شد۔

(۶۲) روح الامین خان

از شیوخ عثمانی بلگرام ساکن محلہ قاضی پورہ است۔ تا ید یافتہ روح القدس بود و در فنون عربی و فارسی و ہندی و مکتبائی می زد۔ و عالیہ حسن و خلق و ماغبارا معطر می ساخت بسیار ظریف طبع طلق اللسان لطیفہ سخن بود۔ و از کمال قوت حافظہ و استحضار مسائل علمی و حکایات و اشعار ہر سہ زبان و قصائد و مثنویات طولانی از برداشت۔ در ہر علمی کہ سوال می کردند۔ لب بہ حاضر جوانی می کشود۔ و بسعادت ارادت سید العارفین میرید لطف اللہ قدس سرہ شرف اندوز بود۔ با این ہمہ فضائل معنوی از دولت عموری حظی وافر داشت۔ و کوس سخاوت و شجاعت می نواخت۔ ہمیشہ صاحب طبع و علم و فیل و چشم زیست و با مردم وطن و جوار و یگانہ و بیگانہ بہ احسان پادش آید۔ چندے بہ حکومت بہست و دو محال عمدہ صوبہ پنجاب کہ سیالکوٹ و جالندھر از ان جملہ است۔

۱۷ رک : رقم ۶۵ ذکر فضلاء ۱۲۷۵ و در غزینتہ وفات وی و بہ مقتصد بہست و چہا مرتیم شاید خط نسخی است رقم ۶۷ : ۱۲۷۵ بن قاضی محمد سعید ہمشیرہ اللہارخان شہید و زکاج اید و منظر و ماش قریب بہفت ہزار بیت است و مفتاح التوارخ ۳۶۱ - ۳۲۲ تاریخ خطہ بلگرام از قاضی شہ یعقوب ()

۱۷ و در گذشتہ رقم ۶۷ ذکر فقراء ۱۲

پرواخت۔ دایا سے نیابت صوبہ داری اور دھبجا آورد۔ و آخر رفاقت برلمان الملک سعادت خان
 نیشاپوری ناظم صوبہ آورد و برگزید و یاد وصف ملازمت بیچ گماہ مشغل کتاب از دست نداد و در پایان
 عمر که سن شصت و پنج از منقاد تجاوز نمود صحیح بخاری و صحیح مسلم را بدست خود کتابت کرد و محشی ساخت
 و طرز استغراقی در خدمت حدیث شریف بهم رساند تا آنکه پانزدهم ذی القعدة روز سه شنبه
 ۱۱۵۱ھ احدی و حسین و مائتة و الف در محاربه هند با نادر شاه و الی ایران که متصل شهر کرمان
 واقع شد واد جلاوت و مروانگی و او شربت شهادت به کام کشید و بهما نجا مدفون گردید نظام الدین
 احمد صانع بگرامی که از احفاد اوست گوید ۵

نقش اعدا و تیغ از لوح هستی کرد حک
 آب کشتی زهره اش از بیم بر او چ فلک
 عالم ثانی اگر گویم نباشد بیچ شک
 ظاہرش انسان شمار و باطن او چون ملک
 در سخن کامل عیار و نقد معنی را محک
 شیرانگر صف شکن بدح الایمن خان آنکد او
 ترکتا زاد اگر سرنج دیدی روز رزم
 بسکه می بخشید ز باجهنده و اوست او
 عالم تفسیر قرآن و حدیث مصطفی
 بو عثمانی نژاد و مولد او بلگرام

۱۱۵۱ھ امیر محمد بن بو در زمان شاه عالم پسر نادر شاه ابن خلد میکان از ایران در هند آمده و چند سے همراه نواب سر بلند
 خان صوبہ بگرات گذرا نیده و رفتہ رفتہ در عهد عصر محمد شاه بادشاہ بغایت خسر و از بصوبہ داری او دعه و گجرات
 و بختاب نواب برلمان الملک سعادت خان سر فریزی یافته در ۱۱۵۱ھ بعد از محاربه نادر شاه پیش از قتل عام نادر
 شامی در شاہ جهان آباد از روز خمی و از شدت در و نیلی جان بجان آفرین سپرد و در شاه جهان آباد مدفون گردید
 در فتوح التواریخ ۳۲۰ - ۳۲۱ و آثار الامراء ۴۶۲) ۱۱۵۱ھ جامع الصیغ لابی بن راشد محمد بن اسماعیل البخاری ۱۱۵۱ھ
 و الصیغ لابی الحسن مسلم بن الحجاج، نقشیری ۲۰۴ - ۲۶۱ صرا و کلاہ کتابیں بعد ان من اصح کتب الحدیث و نقلتھا
 الامتہ بالقبول ۱۱۵۱ھ نادر قلی بیگ، در اطراف ملک شیوہ تزاری و رابرنی پیش گرفته بتاخت قناراج مشغول بود کہ
 شاه طہاسب پسر شاه حسین صفوی برائے محاربه اشرف خان اورا همراه گرفته در ۱۱۵۲ھ اشرف خان را شکست داد
 و بعد از هفت سال بست دیگر و سلطنت ایران باز بخاندان صفویہ مستقل شد نادر قلی بیگ بختاب طہاسب قلی خان مفتخر
 گردید در آخر ۱۱۵۹ھ طہاسب را مقید بخت خود بادشاہ ایران شد در ۱۱۵۹ھ عزیمت بخیر ملک بند کرد و متوجه آن سمت
 گردید و در دست کرمان در چمار منزل از شاه جهان آباد، محمد شاه بادشاہ را بنیبت داد و بعد صلح بہ محمد شاه - اور شاہ جهان
 آباد داخل شد دلی را بافت قناراج کرده و از نقد و اجناس و جواهر و آلات طلا و نقرہ و تخت طلا و سپر و در دست او افتاد
 بگرفته در ۱۱۶۰ھ کرج بسوی ایران کرد آخر کار در ۱۱۶۰ھ بانوائے علی قلی خان کارش باخر رسانید و علی قلی خان با ستم و اولاد بر تخت نشست
 خود را لقب پسر علی شاه ساخت و فتوح التواریخ ۳۱۸ - ۳۲۰ و ۳۲۵ ص ۳۲۰ صانع کخلص المعروف بسی میان زمین ام تاریخ تولد اوست یعنی
 ۱۱۳۹ھ از عشیرہ قضاة عثمانی، ہناب و مودب در خدمت میرزا اوش علی و ۱۱۶۰ھ تربیت یافت در ۱۱۶۰ھ و ۱۱۶۰ھ

شد بہ رزم شاہ ہند و خسرو ایران شہید
سال تاریخش نوشتہم صورتی و ہم معنوی
ریخت شور و آتش بر جان افکاران نمک
سال ہجرت بد ہزار و یکصد و پنجاہ و یک
و بہ مقتضائے موزونی طبع متوجہ نظم می شد از دست سہ
در سایہ مترگان رخ یار است بہ بینید
ہر افک کہ گل کرد ز نوک سر مترگان
آسایش گل در تہ خار است بہ بینید
منصور صفت بر سردار است بہ بینید

د ۶۳) سید عبدالواحد بلگرامی روح اللہ روحہ

بن سید خلیل بن سید محمد اعظم بن سید محمود و اصغر قدس سرہ بالتفاق جمہور صاحب فیض خدا
و اوست۔ و خداوند ولایت ماورزادہ ولادت او در سنہ ۱۰۹۵ ہجری و تسعین و الف بالتفاق افتادہ ابتداء
حال نر و بعضی فضلاء عصر تلمذ نمود و از جناب استاد المحققین سید طفیل محمد نور اللہ ضریحہ نیز
استفادہ کرد و فاضل مستعد برآمد۔ و شاطبی را یاد گرفت و طریق تقویٰ و تعبد پرگزید از صبح
تا صبح دیگر جز اولے قرآن و نوافل و تلاوت قرآن مجید و مطالعہ کتاب و سلوک راہ الہی
کلمے دیگر نمی دانست الحق ملکی بود در صورت انسان متخلق باخلاق حضرت یزدان مدۃ العمر
بہج صغیرہ پیرامن او نگریدہ باشد تا بہ کبیرہ چہ رسد۔ وقتے خادم او مشقت خسی از پوشش
خانہ ہمسایہ گرفتہ آتش افروخت و طعام پخت طعام نخورد کہ مشقت خسی بے اذن ہمسایہ
گرفتہ شاربست۔ بیستم شہر رمضان روز چہار شنبہ ۱۱۶۱ھ صمدی و تین و ائتہ و الف در
دار الخلافہ شاہ بہمان آباد بہ نر بہت گدہ فروس خرامید۔ و در باغ مومن خان کہ در جوار آٹمار
شاہ مردان واقع است۔ مدفون گردید۔ راقم الحروف گوید سہ

سید مستجمع علم و عمل در ریاضت بہچو ماہ تو تمام

شاہ شاطبی ۱۰۱ رسالہ شاطبہ رک : حواشی در ذیل ۱۲ تا ۱۵ یا علی جی یا علی گنج قریب اعاطہ کر بلا حکایت گوید
کہ ادہم بانی زوجہ محمد شاہ بادشاہ آنکہ در عہد احمد شاہ خطاب بواب بانی و نواب قدسیہ صاحب الزمانی یافت
شیعی مذہب بود در سنہ ۱۱۳۶ھ سنگی یافت بر آن نشان قدم مبارک علی بود نواب قدسیہ بیگم آن سنگ را در
حوض سنگ مرمر نصب کرد بدین وجہ این مقام بہ علی جی شاہ مردان علی گنج مشہور شد۔ و واقعات
دارالحکومت دہلی ج ۳ ص ۶۰-۶۱

باقی فرمود سال رحلتش رفت عبد الواحد قدسی مقام
 سید خط نسخ بغایت شیرین می نوشت و نسخ کلام اللہ فراوان و کتب بے پایان تعلیم جو اہر
 رقم تحریر نمود و در او آخر ایام زندگی بہ تحریر کتاب بیخ البلاغہ سعادت اندوخت و در ایام قیامت
 وطن بر لکے راقم الحروف شانیہ ابن صاحب کتابت فرمود و فقیر و ذلیل کتاب این عبارت تحریر نمود
 « نجرت بجدائک سبحانہ هذه النسخة المسماة بالشانیه و می لا علم تو انہین الصرف شانیه للشیخ العلامة ابو
 عمرو عثمان بن الحاجب الذی ثناء و علی تعاطی ہذہ الصناعتہ واجب لعدہ اللہ بالرحمة الواسعہ
 و ادخلنی الجنان محلا و اسعاستک لیتہا عن السید الباسع و النور الساطع حافظ کلام اللہ الجلیل
 السید عبد الواحد بن السید خلیل و انا العبد الملتجی الی ربہ السامی غلام علی الحینی الواسطی البکرامی
 اللهم اغفر لی و لوالدی و للمؤمنین و المؤمنات بالنبی العری صاحب الشفاعات و صل وسلم علیہ و
 علی آلہ الاطهار و صحبہ الاخیار»

(۶۴) سید محمد اشرف المعروف بہ سید درگاہی

از سادات حسینی ترمذی ساکن بکرام است نسبش برین منوال سید محمد اشرف بن سید
 عبدالدائم بن سید احمد بن سید عبدالفتاح بن سید فرید الدین بن سید محمد بن سید عبدالقادر بن سید
 سید حسن بن سید محمد بن سید قاسم بن شاد حسین بن شاہ اسمعیل بن سید بہمان الدین بن سید
 تاج الدین بن سید الحمید بن سید نعمان بن سید حمزہ بن سید حسین بن مخدوم سید احمد زاہد بن سید
 حمزہ بن سید ابابکر بن سید عمر بن سید محمد بن مخدوم سلطان احمد تختہ بن سید علی بن سید حسین بن
 سید محمد بن معروف بہ شاہ ناصر دین ترمذی بن سید حسن جمیص بن سید موسی جمیص بن سید علی بن
 امام حسن اصغر بن امام زین العابدین علی بن امام حسین سبط رضی اللہ عنہ اول کسی کہ از اجداد
 ایشان از ترمذ بہ ہند آمد سید احمد تختہ است ^{بضم تاء} فوفانی و خواہ بمعجمہ و تا فوفانی بعد وصول بہند و بلکہ

لہ از قبائے مشائخ عظام و سادات ناموری بود باشارہ غیبی از ترمذ عازم ہند پاک شد و فرود صبیہ خونی بی ملک و بی بی تاج بہرہ خود داشت
 در بلکہ کوچ کلان رسیدہ بی بی صبیہ کلان خود را بہ شاہزادہ بہاؤ الدین محمد بن سلطان قطب الدین محمد بادشاہ کوچ کلان کہ اولاد شیخ ابوالحسن ہنگاری
 قریشی بود عقد کرد و خود را لاہور وارد شد محلہ چیل بی بی سکونت پذیرفت و بعد از آن بر او زادہ حقیقی او شاہ زید نیز در لاہور وارد شد و سید
 مزبور و دختر شانیہ خود بی بی تاج را بہ شاہ زید نیز بیچ نمودہ بطرف ہند خصت فرمود سید توختہ و زینتہ و مات یافتہ در لاہور محل چیل بی بی و طوایف
 غلام محی الدین قریشی مذکور شد و توختہ زبان ترکی ایستادہ را گویند وی یکم تیرہ ہر شب بہ دلیلیز و روزہ میر خود ایستادہ بانڈ علی اصباح میر
 اور بلقب توختہ ملقب ساخت و رک : خزینہ ۱۱ ص ۲۵۱-۲۵۲ از منہ الخواطر ج ۱ ص ۹۳ تاریخ آئینہ دوحہ ص ۱۷۷ ہند بنگلہ اور و ترمذی ۲۷۸

مشق کرده و در ایام تحصیل شرح و قایہ را بخط شریف کتابت کرده و من اولہ الی آخرہ بدقت تمام محشی ساختہ و اثر سے نافع از خود و اگذاشتہ تمنسک و تعبیر بدیجہ کمال داشت۔ با آنکہ اکثر عمر در حالت سفر گذرانید گا ہے نماز تہجد از دست نداد ہنگامے کہ در طاب معاش از وطن مالوف برآمد نختیں با ریاب محفل شاہزادہ محمد اعظم بن خلد مکان شد۔ و در سلک ملازمان باعتبار انتظام یافت و چندے در رفاقت نواب مبارز الملک سر بلند خان تونی بہ امتیاز تمام بسر برد۔ و خدمات عمدہ تفویض شد۔ و در پایان عشرہ خامس بعد اثناء الف رفاقت نواب صفدر جنگ کہ اخیرہ وزارت احمد شاہ رسید بر گزید و در منتہائے عشرہ سادس کہ عمر گرامی قریب بنو درید خود را از ملازم پیشگی معاف داشتہ بہ محروسہ بگرام آمد و قدم در دامن عزت پیچید۔ ہمیشہ اوقات گرامی بہ احراز سامان اخروی صرف می ساخت و بہ صوم و سلوۃ و تلاوت قرآن و مطالعہ تفسیر و حدیث و تصوف می پرداخت از کبر سن و ضعف قوی طاقت قیام ماندہ بود بزور عصای اعانت دیگرے بر می خاست۔ روز عیدین سوار شدہ در مسجد جامع محلہ میدانیپورہ می آمد و یا حاضران ملاقات می کرد و می گفت ہر چند نماز عید بہ عذر شرعی از من ساقط است اما دین روز کہ بہ تصدیع تمام حاضر مسجد می شوم نیت آنست کہ نماز جماعت بیسر شود و ملاقات با احباب دست دہد۔ خداوند سال آئندہ در می یابم یا نہ۔ آخر الامر نہم صفر ۱۱۶۵ ھ خمس و ستین و مائتہ و الف در عمر نو و یک سالگی دامن از غبار چشم پرچید و سرے بعالم روحانیان کشید نقش پزدان اوراق گوید ۵

میر اشرف سر آمد فضلا بر دت شریف سوٹے منزل قدس
باتفی گفت سال رحلت او اشرف واردان محفل قدس

۱۱۶۳ ھ متولد شد و در ۱۱۸۸ ھ در احمد آباد بمیر سلطنت
نشست و در ۱۱۹۹ ھ در معرکہ وھول پور مقتول شد در مفتاح التواریخ (۲۹۶) :
طہ رک : ح ص ۲۴۸ : طہ رک : ص ۲۲۲ : لکھ بن محمد شاہ بادشاہ (۱۱۶۶-۱۱۶۷)

ذکر اسنین کریمین او میر عبد الواحد و بندگی حسن در دفتر شعرا می آید۔

(۶۵) میر سید محمد سلمه اللہ تعالیٰ

خلف الصدق علامہ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی قدس سرہ السامی جناب ایشان در تاریخ چار و ہم شہر ربیع الاول روز شنبہ بعد نماز ظہر اللہ احدی و مائتہ و الف و پنجم امکان جلوہ فرمودند بہ منطوق **الولد المحدثی بآبائہ الغر نسوخ جامعیت علوم اند و سراً کمالات والد مرحوم خصوص عربیت و لغت و محاضرات کہ درین فنون دستگاہی عالی و ازندو گوئے سبقت از اقران می ربانید کتب درسی نر و استا و المحققین میر طفیل محمد بلگرامی خطاب تراہ گذرانیدہ اند۔ و کمالات فراوان از حضرت والد اند و حمتہ پدر گرامی را نسبت بہ فرزندار جہند و رائے شتفتت لازمی ابوت عنایتی و محبتی خاص بود۔ در حینی کہ علامہ مرحوم از بھکر بدار الخلافہ شاہ جہان آباد عطف عنان نمودند۔ میر سید محمد را نر و خود طلبیدند و مقارن آن مسرعی را فرستادند کہ چند می دیگر توقف باید کرد و انتظار طلب منتنی باید کشید۔ ایشان در جواب قلمی نمودند کہ **لئن ابرح الارض حتی یا ذن لی ابی علامہ مرحوم ازین جواب خطی کروند و این رباعی رقم زدہ کلک گوہر سلک ساختند****

تا یا ذن لی ابی بخطت ویدم گلہا سئے طرب از چین دل حیدم
از فایت بہتر از پروانہ صفت اے شمع پدر گرد مہرت گردیدم

علامہ میر عبد الواحد بلگرامی تخلص واحد شعر بزبان فارسی و ہندی می گفت۔ از یاران میر قلمت اللہ بے خبر بود در سال ۱۳۱۱ در جنگ بہ کفار نواحی لاہور شہادت یافت نسخہ شکرستان خیابان کشتل بر نظم و نثر و وصف و حلیات غزل و رباعی و قطعه و مثنوی و خمس و ترجیع نر و بہ ستور دیوان مرتب دارد و درین نسخہ ذوقی تخلص می کرد۔ و اما برادر صغیر ادب بندگی سید حسن تخلص می کرد و در عنوان شباب از وطن باوف بر آمدہ شاہزادہ عظیم الشان بن شاہ عالم در ۱۳۱۱ را ملازمت کرد۔ پدرش سید محمد شرف در آن وقت نوکر شاہزادہ محمد اعظم بن خلد مکان بود۔
۱۳۱۱ ہجری بر حمت حق پیوست و مرد آزاد ام ۳۰ - ۳۴ ہجری ۱۳۵۰ ہجری رقم ۵۸ ذکر نفس لاد
۱۳۵۰ ہجری رقم ۶۸ ذکر نقرہ ۱۳

(۶۶) میر محمد یوسف سلمہ اللہ تعالیٰ

بن سید محمد اشرف بن سید عبدالعزیز بن سید معین الدین بن سید عبداللطیف بن سید محمود
اصغر بلگرامی قدس سرہ صاحب شان عالی است و عزیز مصر صاحب کمالی زلیخا سے دانش راور
پیرانہ سرہی بہ خلعت جوانی نواختہ و حاصل زراعت علم را در ایام قحط سالی بچہ مرتبہ ارزان
ساختہ طبع و قیقتش نشتر عروق اشکالات قوت حافظہ پر نجانہ فراوان معلومات عمل کہ ثمرہ
شجرہ علم است سرمایہ بوستانش و حسن و خلق کہ کل سر سبد آدمیت است پیرایہ نگشتاش
ولادت اولست و یکم شوال روز دوشنبہ ۱۶۱۶ھ ۱۲۰۳ء و الف دست راور میرافاوت
انتساب و موافق کتاب سبطین حضرت غلامی میر عبدالجلیل بلگرامی ایم و نسب ماہر چہار
واسطہ بہم می پیوند و نسبت خالہ زادگی خصوصیتی تازہ افزو و کتب درسی از بدایت تا نہایت
بہ جناب استاد المحققین میر طفیل محمد روح اللہ روحہ گذرانیدم و لغت و حدیث و سیر نبوی
در خدمت قدسی منزلت جہنا و استادنا علامہ مرحوم مرقوم بسند رسانیدم و عرض قافیہ
و بعض فنون ادب از خدمت والائے میر سید محمد مسطور سلمہ اللہ تعالیٰ اخذ نمودیم طریق تحصیل
چنین بود کہ پیوستہ و کتاب یا کتابے واحد از دو مقام بہ سماعت و قرات یک دیگر می خوانیم
و شبہ نیز سعی در مضامین تحصیل می رانیدیم اگر اچیانایکے را عارضہ رومی و اوسبق دیگر سے در معرض
توقف می افتاد و در وقت اقامت وطن و کسب علوم چند سے اوقات در فاوہ طلبہ صرف
گر دیدہ میر محمد یوسف در ۱۵۱۵ھ ۱۳۰۳ء و الف اور دار الخلافہ شاہجہان آباد از بعض
علمائے ریاضی دان آن بلدہ علوم ریاضی ہیئت و ہندسہ و حساب و غیرہ اخذ کر و وقتے
عالی در فنون ریاضی بہم رساند و بہ ارادت سید العارفین قدس سرہ کامیاب است و از سرمایہ
شریعت و طریقت کامل نصاب و باوصف شوغل معاش تعمیر اوقات از دست نمی دہد و در

لے رک ہواشی در ذیل

کتاب شراعیع جدید و جمیع تمام وارد و در ۱۱۶۲ھ اشبین و ستین و مائتہ و الف کتایبہ تالیف نموده با ستم
 شرح الثابت من اصل الثابت مشتمل بر چهار اصل و غائتہ و تحقیق مسدہ توجید مختار او وحدت
 ہو و است تحریرش بسیار متین و لطیف واقع شده و مطالب بلند و مقاصد ارجمند فراہم
 و دہ شکر اللہ سعید را رقم الحروف و تاریخ اتمام کتاب گوید ۵

| | |
|--------------------------|-------------------------|
| میر یوسف عزیز مہر کمال | از خم معرفت کشیدہ رحیق |
| کرد در وحدت شہود رقم | نسخہ تازہ عبرہ فکر عمیق |
| از احادیث و از کلام اللہ | کرد اثبات حق زبے توفیق |
| ہست این نقش دل نشین الحق | یادگارے ز غامضہ تدقیق |
| سال تالیف این کتاب خرد | گفت شمع مجالس تحقیق |

۱۱۶۲

(۶۷) سید سعد الدین

بن سید جمال الدین بن سید مرئی بلگرامی کہ ترجمہ اش در ملک مشائخ انتظام یافت سید
 سعد الدین کتب درسی مجبور مرتب بخدمت میر سید نعمت اللہ سجادہ اشبین سیوم میر عبد الواحد
 ابرہ بلگرامی قدس اللہ اسرارہما گذرانید و استعدادی شاکستہ بہم رسانید و ابانے مشغول تدبیر
 پرداخت بعد از ان در غانم نوکری افتاد و مشغول کتاب چندے از دست رفت آخر دست
 در عالم نوکری کشیدہ مقیم وطن شد و سررشتہ اصل بدست آوردہ با اشتغال
 کتاب و افادہ طلاب مقید است۔

(۶۸) شیخ عثمان احمد

خلف الصدق قاضی احسان اللہ عثمانی بلگرامی والد اد امر روز بر مسند شریعت شہر

۱۱۶۲ھ و رقم ۲۴ ذکر قرار ۱۱۶۲ھ عرف قاضی محمد عثمان بن قاضی محمد ناصر در ۱۱۶۲ھ ۱۱۶۳ھ ۱۱۶۴ھ ۱۱۶۵ھ ۱۱۶۶ھ ۱۱۶۷ھ ۱۱۶۸ھ ۱۱۶۹ھ ۱۱۷۰ھ ۱۱۷۱ھ ۱۱۷۲ھ ۱۱۷۳ھ ۱۱۷۴ھ ۱۱۷۵ھ ۱۱۷۶ھ ۱۱۷۷ھ ۱۱۷۸ھ ۱۱۷۹ھ ۱۱۸۰ھ ۱۱۸۱ھ ۱۱۸۲ھ ۱۱۸۳ھ ۱۱۸۴ھ ۱۱۸۵ھ ۱۱۸۶ھ ۱۱۸۷ھ ۱۱۸۸ھ ۱۱۸۹ھ ۱۱۹۰ھ ۱۱۹۱ھ ۱۱۹۲ھ ۱۱۹۳ھ ۱۱۹۴ھ ۱۱۹۵ھ ۱۱۹۶ھ ۱۱۹۷ھ ۱۱۹۸ھ ۱۱۹۹ھ ۱۲۰۰ھ

قیام وارو شیخ عثمان در مبادی سن شعور اورا خضر توفیق دلالت نمود از بلگرام بہ عزیمت کسب علم برآمد بطور طلبہ پورب گلگشتی نمود و نزولاً عظیم الدین ساکن ملاوہ و فضلا دیگر تلمذ کرد و کتب فنون مدسی من اولہا الی آخر ہا مرتب گذرانید و خود را بہ والا پایہ فضیلت بر حسب تدریس آید اکنون در بلگرام بہ مشغل علمی می پردازد و چراغ دانش در شاہراہ مینش روشن می سازد۔

(۶۹) سید غلام نبی

بن سید محمد ارشد بن سید خضر بن سید کمال الدین بن سید پیارہ بن سید عالم بن سید حسین بن سید فضل اللہ نسب بالا تحت اسم سید اجمل بلگرامی بہ تحریر سید مشارالہ ذہن صافی و استعداد وافی وارد۔ مختصرات اوائل نزول بعض تلامذہ ملاقطب الدین گوپاموی خواند و منقولات تمام و معقولات برحق و خدمت مولوی احمد اللہ فرزند تلمیذ و جانشین حاجی صفت اللہ خیر آبادی قدس اللہ امرار ہما تحصیل نمود و مطولات کتب معقولات اکثر در جناب شیخ کمال الدین

۱۳۷۴ھ ۱۳۷۵ھ ۱۳۷۶ھ تولد یافت اولاد پیش سید پیر محمد خلف مولوی سید محمد فاضل رسولدار الحینی القنوجی تلمذ نمود بعد از ان در سندیلہ رفتہ متداولات برسید ملا عبداللہ خلف الصدق مولوی زین العابدین تلمیذ علامہ کمال فتح پوری قراریت کرد و شرح عقائد ملا سعد مع حاشیہ خیالی در عبدالحکیم و شرح وقایہ ذرا لفض شریفی و شرح ہدایۃ الحکمت یبندی و غیر ہما مختصرات و بعض مطولات پر مولوی دین محمد بن شیخ وجیہ الدین گذرانید آخر الامر در قصبہ ملاوہ رفت و مطولات فنون و حدیث از مشکوٰۃ تا صحاح ستہ و تفسیر بیضادی پیش ملا محمد عظیم ملانوی تحقیق کرد و در ۱۲۲۶ھ وفات یافت۔ حواشی شرح وقایہ و ترجمہ الدرۃ الفاخرہ للجامی (در تصویف) و رسالہ سبجات فی تاریخ القضاة و دیگر کتب و رسالی اندہ یادگار اندر رک و نزہۃ الخواطر ج ۶ رقم ۳۴۱ و تاریخ خطہ بلگرام ۲۰۰ - ۲۰۳ - ۲۰۵ بن کفایت اللہ الفاروقی الگوپاموی و التوفیق بعد من اللہ) در منطق و فلسفہ یگانہ بود فنون حکمت از قطب الدین بن شہاب الدین گوپاموی در ۱۲۶۷ھ اخذ کرد و فنون حدیث را بر شیخ صفت اللہ بن شیخ مدینہ اللہ الحینی الجیر آبادی (۱۲۵۵ھ) قراریت کرد و دستہ حدیث از وی حاصل کرد و متعدد کتب از وی یادگار اند و شرح سلم العلوم (حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمت للشیخ زیدی) و حاشیہ میرزا اید (حاشیہ میرزا اید لاجلال) و حاشیہ میرزا اید شرح مواقف (رک - نزہۃ الخواطر ج ۶ رقم ۱۶۲۸) ۳۵ رک - رقم ۶۰ ذکر فضلار ۳۵ رک - رقم ۱۷۱ ذکر فضلار ۳۵ رقم ۵۵ رقم ۶۰ ذکر فضلار ۳۵ رک -

سہالوی فتح پوری گذراند۔ و چون حقوق مولوی احمد اللہ بیشتر بود فاتحہ قراغ باستر ضاً
 خاطر شیخ کمال الدین محمد از مولوی احمد اللہ گرفت۔ و در زمرہ اقران خود بہ امتیاز برآمد مشارکہ
 بدختم این نسخہ و ماو آخر ۱۱۶۸ھ ثمان وستین و مائتہ و الف بہ تقریبی از بلگرام رخصت سفر
 ہانب آکات و ترچناپلی کشید۔ و بستم ذمی الحجہ سال مذکور وارد اورنگ آباد شد و ایامے
 پیمان فقیر خانہ بود۔ و نوزدہم محرم ۱۱۶۹ھ تسبیح وستین و مائتہ و الف با سفر بہ سمت مسطور
 بہ نسبت۔ کنون خامہ مواد طلب احوال اساتذہ کہ آسامی ایشان دین ترجمہ بر زبان گذشت
 بہ تحویری آرد و قدم سعی در طریق خدمت بزرگان می گذارد۔

(۷۰) مولوی قطب الدین گوپاموئی

از قبیلہ قضاة و اعیان آن مکان است نسبش با امیر المؤمنین فاروق رضی اللہ عنہ
 ملتہی می شود۔ پدرش قاضی شہاب الدین از علماء اعلام وقت بود۔ کسب کمال از خدمت
 مولوی عبدالرحیم مراد آبادی ^{رحمۃ اللہ علیہ} نامیذ مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی نمود۔ و در جمیع علوم سیما
 ہنیت و ہندسہ عدیم المثل بود۔ و فائش در عشرتہ ثالث بعدائتہ و الف واقع شد۔ مولوی
 قطب الدین شاگرد پدر بزرگوار و در ہمہ علوم معقول و منقول سرآمد و زگار بود۔ بحکم ارث
 مدفنون ریاضی ریاضت نہارت باسمان می افراخت و اہلہ مستفیدان را بہ اشعہ کمال لبریزی
 ساخت۔ بست و پنجم رمضان ۱۱۶۸ھ ستین و مائتہ و الف در انغوش بہشت آرمید۔
 سردسطور گوید

مولوی زبانہ قطب الدین کرد از عالم فنار حلت
 سال تاریخ او طلب کردم لافعی گفت وارث جنت ^{۱۱۶۸ھ}

۱۱۶۸ھ رتہ ۱۱ ذکر فضلار و در ضمن احوال حاجی صفت اللہ و ایقانز بہ الخواطر ج ۶ رتہ ۴۵۲ : ۱۱۶۸ھ بن محمد
 حسین بن عبدالسلام بن احمد بن الشہاب العمری الحنفی انگو پاموئی ابن بنت الشیخ العلامہ محب اللہ العمری
 المراد آبادی قرار تکتب شد اولہ بر قطب سہالوی کرد و بعد از ذوات یافت ۱۱۶۸ھ بن عبدالرشید البہاری
 المراد آبادی المتوفی حوالی ۱۱۶۸ھ مت نہ سال خدمت ما عبدالحکیم گذرانید شیخ سہالہ بلگرامی نیز از تلامذہ اوست
 در بہر الخواطر رتہ ۳۳۶ : ۱۱۶۸ھ رتہ ۶۲ ذکر فضلار

حاجی صفت الشیخ خیر آبادی

از احفاد امجاد شیخ الہدایہ خیر آبادی قدس سرہ و از اجلہ مشائخ و صناید فضلاست
 در فنون عقلی و نقلی شانی عظیم۔ و در وادی فقر منہجی توہم داشتہ است اگر مولوی قطب
 الدین تمس آبادی است و مرید حاجی عبداللہ شیخ۔ از فرزندان غوث الثقلین جبیلانی
 رضی اللہ عنہ سالہا مستدریس آراست۔ فضلا و کثیرا ز گوشہ دامن او برخاستند و در
 ۱۲۲۴ھ اربع و عشرین و ماہ و الف احرام و پار عرب بر بست و بعد تقدیم مراسم حج و زیارت
 چند سے در عزمین شریفین زاد ہما اللہ کرامتہ توقف گزید و از شیخ محمد طاہر مدنی نور اللہ فریجہ
 حدیث سنا کرد۔ و ہنگامہ درس را گرمی بخشید۔ جمیع علماء و بقاع مقدسہ بہ فضل و کمال او
 اعتراف کردند و اعزاز و اکرام زائد الوصف بجا آوردند۔ حلقہ عظیم در درس گاہ او منعقد
 می شد و عالمی از فیض تلمذ او تمتع گرفت۔ کاتب الحروف از علماء حرمین شریفین توفیق مولوی
 بسیار گوش کرد و مستفیدان او با ستاد تلمذ افتخار می نمودند۔ مولوی بعد اوائے سر حج عثمان

سلا بن مدینہ التدریس ابن زین العابدین بن عبدالوہابی بن ابو الفتح و قاضی بن نظام الدین المعروف
 بہ شیخ الہدایہ (۹۹۳ھ) حاجی صفت الشیخ از نسل امام موسیٰ الرضا بود بہ این نسبت آن را رضوی گویند و در رسالہ
 قطبیہ مرتوم است کہ حاجی مذکور نیز از مشائخ قطب الدین استفادہ کردہ و از ان شیخ مبارک بن وائم العمری
 الکوہاموی در سنہ ۱۱۱۵ھ و اسید محمد طاہر شاہ جہان پوری و الشیخ محمد اخذ کردند برائے تفصیل رجوع انساب ابنائے
 الشیخ نظام الدین در زمرہ الخواطر ج ۶ رقم ۱۶۲۵؛ سلا المعونی سلا ج ۲ تاریخ وفات "صفت شعار" است
 رک ۶ رقم ۲۶ ذکر فضلا ۱۲ سلا مرید خلیفہ میرزا الدین پھلوانی و در عظیم آباد پتہ نیز بسر برد و در
 ۱۱۱۵ھ انتقال فرمود تاریخ وفات غاب قطبا است۔ سلا بن ابراہیم الکروی المدنی ۱۱۲۵ھ
 ۱۱۳۳ھ و الشیخ محمد طاہر شاہ موہر بہ ابو طاہر محمد مدنی است شاہ ولی اللہ دہلوی بحضرت ایشان تلمذ خصوصی
 دارند و در الفاس العارقیین ذکر ایشان خوب خوب کرد و نیز در انتباه و حدیث ذکر ایشان یافتہ شیخ مزبور
 خزائنہ بغدادیہ را اختصار کردہ رک ۶ سلاک الدرر ۶۰ انسان العین فی مشائخ الحرمین ص ۱۳-۱۴۔
 حصرات و مدنی اسانید الشیخ محمد عابد الیانیع الجہنی فی اسانید الشیخ عبدالغنی ص ۲۰ فہرس الفہاس ص ۳۶-
 ۳۷ اعلام زرکلی ۶: ۱۹۵؛

حائب وطن اصلی منصرف ساخت - و بعد رجمع از ان دیار فیض آثار و رس معقولات
 فاطمہ موقوف کرد - و تا آخر عمر به وعظ و درس تفسیر و حدیث اکتفا نمود - و اوقات شریفه
 را به اشتغال باطن و ریاضات شاقه معمور داشت در سال ۱۱۳۲ اثنین و تلمیذین و مائتہ و الف
 وارد بلگرام شد و برائے ملاقات علامہ مرحوم میر عبدالجلیل در دیوان خانہ میر شریف آورد -
 و باین تشریح روایت و اتفاق افتاد - و میرزا سید ذبی القعدہ روز پنجشنبہ ۱۱۵۴ھ سید و
 خمیسین و نائتہ و الف بر جو رحمت آسوده - طرفہ اینکہ تاریخ وفات حاجی صفت اللہ ملا نظام
 الدین می شود کہ معاصر اوست و ترجمہ اش گذشت - و نیز راقم اوراق گوید

بحر عرفان صفت اللہ کہ بود عالم عامل و الار تبیت

خامہ فکرت من تاریخش ز در قسم صدر نشین جنت

عمر گرامی ہشتاد سال - مرقد منور او در خیر آباد است - مولوی احمد اللہ خلف الصدق
 و معقولات از والد شریف خود اخذ نمود - و معقولات در خدمت شیخ کمال الدین محمد بہاولوی
 فتح پوری گذرانند - و عمر گرامی بہ افادہ علوم ظاہر و ارشاد طریق باطن بہ آخر رسانند شب
 مستهل رجب لیلة الرفائب ۱۱۶۶ھ سید و ستین و مائتہ و الف و رز بہت کدہ قدس آسود
 در جنب احاطہ مرقد والد بزرگوار خود استراحت فرمود -

۱۷۲۱ شیخ کمال الدین محمد سلمہ اللہ تعالیٰ

از شیوخ انصاری ساکن سہالی است - و از بنی اعمام پلانظام الدین بہاقدس سرہ
 اور فتح پور کہ از سہالی سہ کردہ است در عشیرہ مخدوم زاد ہائے آنجا کہ خدا شد منصف

در گذشت رقم ۸ ذکر فضلار ۱۱۷۶ھ رقم ۳۳ ذکر فضلار ۱۱۷۶ھ نور مولوی احمد اللہ در ۱۱۷۶ھ است
 مولوی غلام امام رامتونی ۱۱۷۶ھ مولوی غلام صدیق المتونی ۱۱۸۵ھ از فرزندان او بودند و حال حاجی صفت اللہ
۱۱۸۰ھ و والد او شیخ محمد دولت بن محمد یعقوب بن فرید بن سعد الدین احمد بن حافظ الدین الانصاری
 بہاولوی ثم فتح پوری است و شیخ محمد یعقوب ابن خت اشخ محمد العری الالہ آبادی بود و جانشان حافظ الدین ایضاً
 قطب الدین و ایضاً قاضی محمد دولت علم است شیخ محمد عاشق بن عبدالواحد بلگرامی و ایشان بعد از شہادت
 بہ الدین در فتح پور سکونت اختیار کردند و دہلی رفتہ و زمرہ مؤلفین الفتاویٰ الہندیہ شمولیت اختیار کردند و در اشارت
 انب سورت شہادت یافتہ در معتاد الخواطر ج ۶ رقم ۴۵۷ و ۴۵۸ (۲) ۱۲

قضا را آن مکان ہم حاصل کرد باین هر دو تقریب پائے اقامت درین شهرافشرو شیخ کسال
الدین محمد در فتح پور متولد شد و بعد طلوع صبح شعور منازل علمی از بدایت تا نهایت برهنه مونی ملا
نظام الدین سہالوی نور دید و در تلامذہ حضرت ملا کوس فوقیت نواخت و از حضور استاد
تا زمان حال مدتے مدید بر آمدہ کہ وساوہ پیرائے تدریس و تصنیف است۔ و جمعی کثیر از زمین تربیت
او بہ منتہائے مرتبہ فقہیت رسانیدند۔ از نتائج طبع اوست۔ العروة الوثقی در علم کلام و
حاشیہ شرح عقائد جلالیہ۔

(۳۷) راقم این سواد بندہ آزاد

پیشتر در وصف تعالی فقررتبہ روشناسی بہم رساند است درین انجمن نیز بہ مشارکت برادر

کے رک: رقم ۳۳ ذکر فضلار ۱۲۱ من جملہ آنها: محمد برکت محمد عبدالرحمن الہ آبادی: مولانا محمد حسن (۱۱۹۹ھ)
و صنواں محمد علی بن قاضی غلام مصطفی اکبرنوی (۱۱۹۹ھ) و مولانا محمد اعظم سندیلوی (۱۱۹۹ھ) و شیخ عبدالشہین زین العابدین
سندیلوی شیخ احمد الشہین صنفہ الشہیر آبادی (۱۱۶۶ھ) اند و چند تالیفات از ویاد کاراند: شرح اکبریت الاحمر و العروۃ
الوثقی و غیر ذلک من الرسائل و الحواشی و فوات در ۱۱۶۵ھ است و بروالذہب مضجعة تاریخ و فوات است و ترجمتہ الخواطر
ج ۶ رقم ۵۲ م: ۳۷ علامہ جلال الدین محمد الدوانی (۱۲۲۶-۱۲۹۸ھ) ابن مولانا سعد الدین السعد از مشاییر علامہ غلام مصطفی
تولدش در دوان (از اعمال گازرون) است صاحب ریچانہ الادب (۲۶۱۲) زرگی و اعلام (۶: ۲۵۷) و دیگر اراج
نہست تالیفات وی ذکر کردہ اند منجملہ آنها: انموذج العلم (۲) شرح العقائد العنصریہ (۳) حاشیہ علی مباحث
الامور العامہ (۴) شرح تہذیب المنطق (۵) شرح بیباکل النور للسہروردی (۶) اخلاق جلالی بدفاری مشہور راندہ
علامہ زبیر بر شرح تجرید الکلام از محقق طبوسی و علم کلام) از محقق علامہ الدین علی بن محمد الشہیر بقوشچی کہ معروف بہ شرح جدید است
یک حاشیہ نوشتہ کہ مشہور بہ حاشیہ قدیمیہ جلالیہ است امیر سید صدر الدین شیرازی بر شرح جدید قوشچی نیز حاشیہ نوشتہ و در آن
حاشیہ اعتراضات بر علامہ دوانی کردہ است علامہ مزبور بر آن حاشیہ دیگر نوشتہ کہ مشہور بہ حاشیہ جدیدہ جلالیہ است و در آن
حاشیہ نقض با اعتراضات امیر سعید فرمودہ امیر مذکور جواب جواب نوشتہ و در آن رد حاشیہ جدیدہ کرد علامہ موصوف بر آن رد
ثالث تجرید کرد کہ بنام اجد الجلالیہ معروف گشت درین اثنا امیر شیرازی وفات یافت و بعدہ پسرش امیر غیاث الدین منصور
و (۱۰ ص ۹۲۸) درین معرکہ بر آمد و بر اجد الجلالیہ رد نوشتہ بہ تجرید الحواشی میبوم کرد و این تمام مجوعہ دو مشہور شد بنام
طبقات الصوریہ و الجلالیہ: مقالات الشہار و حواشی آن از سید حسام راشدی ۵۵۳-۵۵۴ (۵۵۷)

گر چہ باشد ترا سپاز نجیر
قطرہ زن، بچو آب باز نجیر
این صد اشعور عشق در جان ریخت
صد گل داغ در گریبان ریخت
دامن ہمتی ز دم بہ کمر
جستم از قید سنگ بچو ثمر

اہلبیت فقیر بعد سے روز آگاہ شدند و انگشت
ایمانی فقیر تاسہ منزل تعاقب کرد۔ آخر وحشی از دام جستہ را بدست آوردن و شوار ویدہ برگشت چہ از راہ
دور بینی نعل و ازون زوم و را ہے کہ غیر متعارف بود پیش گرفتہ کلک سخن ریزد و صعوبت راہ زبان می کشاید

داغ این را د مرغ و ہم و خیال
زخم مقراض بیم در پروبال
رہنمان صف کشیدہ چون صف خار
ہمہ مضراب تشنہ رنگ تار
بر نہ چیز و ز پافتادہ او
مار خوابیدہ است جاوہ او
پیک این راہ تیز ناوک دار
جامہ از تن کند دم رفتار
رہزنش کاسہ از گدا گیرد
خارا و دامن ہو اگیرد

القصۃ تا حدود سروج از توابع الوایا و راہ طے شد از انجا کہ قدم گاہے بہ پیادہ گردی آشنا
بنود آبلہا پارا خوشہ تاک ساخت۔ خار با طرح خانہ زنبور انداخت

می بریدم رہے بہ بے پالی
بار فیکے کہ بود تنہائی
صبح تا شام راہ می رفتم
خون چکان ترزاہ می رفتم
ہمہ کسار و دشت ناہموار
قدم مور و این رہ و شوار
ہر قدم رود و جیمو نہا
چون دم تیغ نش نہ خونہا
موج خوناب و جوشش آبلہا
فکر دست زوبہ دامن دل
کرد شمشیر کلفتہ بسمل

اتفاقاً ریات نواب آصف جاہ طاب ثراہ در ان ایام سایہ انگن و بار مالوا شدہ بود قسائد
قسمت ز نام مرابین لشکر کشیدہ عنایت تازہ ربانی جلوہ افروز گردید یعنی عزیز سے
بے سبق آشنائی در ہمان خانہ خود جاو او در رسم نیاز مندی فوق الحد بتقدیم رساند دست

راہ نظام الملک آصف جاہ اول بانی سلطنت آصفیہ حیدرآباد دکن (رک حواشی و ذیل)

مکلفی برائے سواری تو وضع کرو۔ زبان خامہ در تعریف رت می گردو ۵

| | |
|------------------------------|-----------------------------|
| رت رنگین لباس خوش الوان | راہ رفتے بسان تخت روان |
| تازہ گردون دو نور پیش نگاہ | ورچپ و راست چار لاله ماہ |
| این چه گردون بر مے ہامون است | این چه تدویر لائے موزون است |
| رقص تدویر با چشم خیال | گردش زرگس رمیدہ غزال |
| کشتی تازہ روان در بر | نکند طے راہ بے سنگ |
| مے کشد کوہ کوہ بار گران | سیر و دورش چہ مایہ فیض رسان |
| مختلف کار ہا ز دھ حاصل | مرکب راہ و خیمہ منزل |
| بالش و فرش و خوش مکان دارو | مجلس ساکن و روان دارو |
| قدم سالکانہ دار و پیش | نہند پا بردن ز جادہ خویش |
| چہ عجب گزیرا رہ راہ رود | ہر قدم برد و جبارہ راہ رود |
| حسن خلقی عجب بکار برد | خادم خویش را سوار برد |
| پادریں خانہ بشکن و بشتاب | در سفر لذت وطن و ریاب |

بست و دویم شعبان سال مذکور ملاقات نواب آصف جاہ طاب ثراہ اتفاق افتاد و این دہامی نتیجہ فکر قاصر بزبان آمد ۵

| | |
|------------------------------|-----------------------------|
| اے حامی دین محیط جود و احسان | حق واد ترا خطاب آصف ثیان |
| او تخت بدر گاہ سلیمان آورد | تو آل نبی را بہ در کعب رسان |

فقیر باوصف موزونی طبع مدۃ العمر زبان بہ مدح اغدا کہ نشود و ام الا این رباعی کہ در استعانت سفر بیت التدمر زود و بیت عربی کہ در دفتر ثانی در ترجمہ نواب نظام الدو شہید مذکور می شود۔

الفصلہ در ان حدود نواب آصف جاہ متوجہ تنبیہ افواج مرہمہ بود تمم رمضان در سوا و شہر

ملک نواب نظام الدولہ بسیار در ناصر جنگ شہید بن نواب آصف جاہ نیز تراجم نواب راہ سرد آزاد زم ۸ تا ۷ اگست ۱۹۰۷
اشعار کہ در حسن گفتہ بر صفحہ ۱۶۹ پایہ دیدہ فرمودند: نواب عدل گستر عالی جناب رفت۔ فرصت نہ و از تیغ جوارش تائب
رفت۔ در ہفتم ز ماہ محرم شہید شد۔ تاریخ گفت زوہر گرے آفتاب رفت۔ نیز برائے تراجم نواب شہید
یاد دیدہ آثار الان سراج ۳ ص ۸۴۸ و جواشی رقم

بھوپال آتش حرب اشتعال داشت و زلزله ساعت قائم بود۔ درین میدان کبیت قلم جولان می نماید

| | |
|--------------------------|--------------------------|
| فوج اسلام و کفر صف آراست | طرفه شور قیامت برخواست |
| کره آتشین توپ و تفنگ | کره نار ساخت عرصه جنگ |
| کافران چون سپند و نسریاد | رفت از خاک آتشین بریاد |
| چون بمانادک سبک رفتار | زده در مغز استخوان منقار |
| من ہم آن روز در صف اسلام | بایکے ذوالفقار خون آشام |
| قدم پزدلانہ افشردم | حمده ما بر مخالفان بردم |
| تنگیہائے روزہ رمضان | کرده از کام تاجگر بریان |
| سفر کعبہ و صیام و جہاد | این سه دولت بہم مراد داد |

آخر رمضان صلح واقع شد و بہ اعانت نواب زاد در اعلیٰ خاطر خواه دست بہم داد و در اوائل شوال آن سال از شہر بھوپال برآمدیم و بہت و یکم منہ بہ گلگشت دارالسرور بر ما پور مسرور گردیدیم و ہم ذمی القعدہ سال مذکور وصول صورت صورت بیعت بست و چہارم منہ در جہاز ششم۔ و از کرہ خاکی بہ کرہ آبی در آمدیم بلال اول الشاہ احدی خمین و ماتہ و الف در عین دریا گوشہ ابر و نمود۔ ہر وہم محرم کشتی بکنار جدہ بر خورد۔ نور وہم منہ و بلدہ فاخرہ جدہ نازل شدم۔ شیخ محمد فاخر متخلص بہ زائر الہ آبادی کہ ترجمہ اش در مجلد ثانی می آید۔ در جدہ تشریف داشت خبر قدم فقیر از مردم جہازی کہ و روزیش از جہاز ما رسیدہ بودیافتہ مرلب و دریا اشفاق می کشید ہمین کہ قدم از بحر چشکی گذاشتم طاقات شد۔ و سرور عجیبی دست داد۔ و بہت سلووم منہ بوصول ام القریٰ شرفنا اللہ تعالیٰ بر ما یہ سعادت اندوختم۔ و جبین نیاز باستان سنائی بیت اللہ براندر ختم از آنجا کہ شوق مدینہ سکینہ جاویریز بود طاق صبر و خود نیافتہ بہت ششم منہ روز جمعہ بعد اولیٰ نماز جمعہ رو بہ راہ مدینہ مقدسہ آوردیم بہت و پنجم ماہ صفر کہ درین تاریخ از کتب عم بہ ہرستان سستی و رسیدہ ام و قدم در مرحلہ سی و ششم گذاشتم وقت سحر از سواد مدینہ منورہ سرور سعادت و چشم کشیدم۔ و دیدہ آرزو مندرابر قبہ روضہ اقدس مالیدم۔ و در شہور اقامت این بلدہ طیبہ صحیح بخاری را خدمت مولائی و استاد می شیخ محمد حیات السندی المدنی نو حالتہ ضربہ سند کردم و اجازت صحاح سنہ و سایر مفردات مولانا بگرگرم۔ شبہا در مسجد نبوی

کے رک و سرور گذاردیم، ایضا ضمیمہ این کتاب از اتم الحروف کے رک۔ رقم ۳۷، ذکر فقار کے کتاب تالیف انوار فی تصانیف

کے در گذشت ص ۱۰

بایز بیت و منبر والامی ششم و در مطالعہ صحیح بخاری می پر فاختم و این غزل در مدح اقدس زبان نیاز ادا شد

نمود جلوه اعجاز شمع مطلبی نه ماند شوخی چشم شراب لیبی

قدای خاصیت وادی عقیق شوم که کرد رنگ روانش علاج تشنه لبی

زیارت تو کند آفتاب هر شب نذر رود صباح جلوریز جانب غربی

ز بسکه ذوق شکست تو داشت ساغراه گرفت رنگ زکات ز شیشه اعلی

خوش است حسن تقاضا زباغبان کریم نصیب القام کن حلاوت رطبی

به آفتاب نبوت رسانده ایم نسب توان ز فوره ماوید نور خوش نسبی

بلک بند چون نیست طوطی آزاد که کرد تربیت من شکر لب عربی

دینر قصیده عربی در لغت والا به سلک نظم رسیده و بر روضه منوره معروض گردیده در نسخه تسلیت الفوادنی

قصاید آزاد که درین ایام به عبارت عربی به تحریر می آید مندرج می شود انشاء اللہ تعالیٰ به چهاردهم شوال

سال مسطور از بارگاه رسالت پناه صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رخصت اولی حج گرفتیم و بیست و ششم منہ

نزول که معظمه عروج طالع بخشید و در ذی الحجه مناسک حج به تقدیم رسید و توف عرفات روز پنجشنبه اتفاق

افتاد و عمل اعظم تاریخ ادوائے حج یا نتمه خدم اللہم اصلی اعمالنا و حقق اماننا بالرکن و المقام و عتبه

میتد الانا علیہ و علی الہ و صحبه الوف الصلوٰۃ و السلام و در مکہ معظمه و طائف معدن اللطائف

صحبت شیخ عبدالوہاب طنطاوی قدس سرہ در یافتیم و فوائد من حدیث برگرفتیم سال جدید یعنی اثنین پنجمین

و مائتہ و الف و در مکہ معظمه چہرہ برافروخت و در شہر ربیع الاول این سال سیر خطہ طائف اتفاق افتاد و

زیارت مرقد مطہر سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مہربانہ سعادت بدست آمد محرر اوراق گوید

اے صبار و بجزار سپر عم نمی خاک آن روضہ کم از غنہ تر نشامی

کرده ام خوب تماشا چمن طائف را نزدیک گل او به گل عباسی

اواخر شہر ربیع الآخر نزد کور طواف و واع بجا آوردم و در بندر جدہ عطف عنان نمودم بیوم جمادی الاولی

بہمین سال در جہاز ششم و در عرض ہشت روز بہ ساحل مکن کہ از مشاہیر بناورین است رسیدیم چہار

۱۰۰۰

۱۰۰۰

۱۰۰۰

ابوالعباس ابن محمد بن ابی بکر صلی اللہ علیہ وسلم بہ سال قبل از ہجرت در نسب ابوطالب متولد شد و در مین وفات آنحضرت

میزدہ سالہ بود و در ششم در طائف وفات یافت رکب اماہ ابن جوہر ۳۲۶ - ۳۲۵ حرف سابعین ۱۰

روز محرمی مخا جہاز را لشکر زدند و سیر این مقام فرخنده انجام میسر شد و زیارت ضریح مبارک شاذلی قدس سرہ انادہ فراوان الوار نمود بست و نهم جمادی الاولیٰ جہاز بہ ساحل صورت بر خورد و دوم جمادی الآخرہ نزول بندر مبارک دست داد و سفر حجاز فیض طرز بانجام رسید بتاریخ معاودت سفر بخیر یافتہ شد و بخدمت سفرنا بالخیروالسلامتہ دارنہ قناقل المرادین یوم القیامۃ بجاء فص خاتمہ جلالہ و خاتمہ صحیفۃ الرسالہ علیہم و علیٰ آلہم و صحبہم افضل الصلوٰۃ و اکمل التسلیمات و این غزل در یاد ام القری و تذکرہ و حمی سر زد ۵

من از بوس حجر در کعبہ دل را شادمی کردم
زیارت می نمودم کعبہ را از گردش رنگی
دین دار الامان مشتاق تیغ قاتلی بودم
چو آواز جرس از کاروان ہم پیش می رنتم
بصحرای غزالان را سلام از دور می گفتم
ز عکس غیر صافی داشتیم آئینہ دل را
اگر آرزو پائے سعی من از کار و اماندی
الحال کلی تاریخی کہ از چمن اعجاز چیدہ ام باید دید و عطر اعلائے کہ از عنبر دریائے قدس کشیدہ ام باید شنید ۵

این نامہ خاص روح پرور

انجام بعون ایزدی یافت

تاسخ نشنو ختامہ مسک
تسنت بالخیر

پس ابوالحسن علی بن عبداللہ شاذلی (۵۹۱-۶۵۶ھ) شاذلی تفریہ است و افریقیہ و طائفہ شاذلیہ بدو منسوب است و ذات وی در ۵۹۱ھ است و مدفون در صحرای عیداب شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ و احوال وی جز مستقل تالیف کردہ شیخ احمد ابوالعباس و المتوفی ۶۸۶ھ از اعظم خلفاروی است تا و را دومی موسوم بہ حزب الشاذلی معروف است و اسوا اورا در سالہ در آداب تصوف "الامین" ذوالسراجیل فی خواص حبنا اللہ نعم الوکیل" و این تیبہ بر حزب الشاذلی روئیستہ و عبد الوہاب خولانی شاذلی را حمدیت کردہ ابن محمد بن عباد در سیرت و طریقہ شاذلی نام "مفاخر العلیہ فی الماثر الشاذلیہ" کتاب مستقل نوشتہ در کتب نکت الہمیان ۳۱۳ و طبقات الشعرائی ۲۰۴-۲۰۵ نواد ابصار ۲۳۳ و التاج للذبیعی ۴: ۳۸۸ ۵ ۵

خزینۃ الکتب

ضروری گزارش

معزز ناظرین! روشن خیال اور مہذب اصحاب کو معلوم ہے کہ تجارت کو تہذیب و شناسائی سے کیا گہرا تعلق ہے۔ ہماری کتب کے مفہوم و مقصود میں نفع حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ علوم و فنون کی اشاعت بھی شامل ہے۔ شائقانِ علوم لطیفہ و فنونِ نفیسہ کو خوشخبری دیتے ہیں کہ ہم اعلیٰ درجہ کی علمی مذاق کی کارآمد و مفید کتابیں فروخت کیلئے جہاں جہاں ہیں۔

رام راغب اصفہانی (اردو ترجمہ و حواشی) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدہ صاحب۔ آسان مفردات القرآن اور عام فہم زبان۔ قرآن پاک کی مکمل لغات اور علمی فوائد کا ذخیرہ مع مفہم تفسیر قرآن پاک۔

قیمت: ۲۲ روپے۔ نیوز پرنٹ طبع اول: ۳۶ روپے

چھٹا ایڈیشن اشاعت خاص مع اضافہ مرقع تاج۔ خطاط الملک تاج الدین زریں رستم (مرحوم) کے فن **مرقع زریں** کتابت کے شاہکاروں کا مجموعہ۔ خوش نویسی سیکھنے کے لیے راہنما۔ حسن طباعت کا دلکش نمونہ،

سوانح تاج الدین از قلم سید انور حسین نفیس رستم۔ قیمت: ۱۵۰/۶ روپے۔

تالیف غلام نظام الدین ایم فارسی ایم اے اردو۔ انتخاب کلام خواجہ قطب الدین نختیار کاکی بھونارد **شعر ناب**۔ شیخ سعدی۔ مولانا فخر الدین عراقی۔ بوعلی قلند، مولانا جامی۔ گرامی۔ بلھے شاہ۔ میاں میر۔ خواجہ غلام فرید اور پیر مہر علی۔ کتابت شاہکار سید انور حسین نفیس رستم۔ مع نمونہ جات خطاطی حافظ محمد یوسف سیدی۔ صوفی خورشید عالم ترمین و آرائش۔ مصور مشرق جناب عبدالرحمان چغتائی۔ قیمت: ۱۵ روپے

کتب متفرق اردو، فارسی، عربی (مطبوعہ پاکستان)

حصہ اول و دوم ترتیب عبدالقیوم۔ تہذیب سید انور حسین نفیس رستم۔ نسخ سیکھنے کے لیے مدد و معاون **نسخ خطی**۔ خطوط کی مختلف اشکال، حروف پیوند الفاظ اور حروف کی مشق پر مبنی۔ قیمت ہر حصہ: ایک روپیہ

مجموعہ وظائف۔ چشتیہ۔ نظامیہ۔ سدید۔ کتابت جناب خورشید عالم خورشید رقم۔ قیمت: ۱۵۰/۱ روپے

نفاس القلم۔ سید انور حسین نفیس رستم کی خطاطی کے چند نمونے۔ شائقین فن کے لیے ایک قیمتی تحفہ۔ قیمت: ۳ روپے (بغیر پلاسٹک کور)

تعلیم **النسخ** قواعد حروف الجواز العربیہ مفرد حروف۔ بخط حافظ محمد یوسف سیدی الخطاط آسان اور عام فہم انداز۔ خطاطی کا شاہکار۔ مبتدیوں کے لیے راہنما۔ قیمت: ۱۵۰/۱ روپے

مکتوبات سعیدیہ۔ از حضرت اقدس شیخ محمد سعید ابن امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی سرہندی۔ قدس سرہ۔

قیمت: دس روپے

حضرت شاہ غلام علی دہلوی۔ جاشین حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ

مرکاتیب شریف۔ ہدیہ: چار روپے۔

ارشاد الطالبین۔ حضرت قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ ہدیہ: ۵۰ - ۲ روپے

حضرت مولانا محمد باقر لائوری خلیفہ عرودہ الوثقی حضرت خواجہ محمد مصوم۔ ہدیہ ۳/۵۰ روپے

کنز الہدایت۔ خلاصہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہدیہ ۳/۵۰ روپے

معارف لدنیہ۔ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ۔

مباد و معاود۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و ذکر کا مجموعہ۔ ہدیہ دو روپے

افکار معصومیہ۔ از حضرت اقدس خواجہ محمد مصوم۔ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔ ہدیہ: ۵ روپے

اردو زبان کی قدیم تاریخ: عین الحق فرید کوٹی: قیمت: ۲۰/۰۰ روپے

A Philosophical Interpretation of History

by Abdul Hamid Siddiqi

Rs. 10/-

المستخرج

مکتبہ احیاء العلوم الشرقیہ - ۳۹ شارع علامہ اقبال لاہور

پتہ خط و کتابت: التصویر - ۶۲ چیمبر لین روڈ - لاہور

ملنے کے پتے:

کو اپرا - شارع قائد اعظم - لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ - شارع قائد اعظم - لاہور

مکتبہ سلمیہ - ایک روڈ - لاہور

مکتبہ خسار - اردو بازار - لاہور

نفیس اکیڈمی کراچی - کتب خانہ عزیز زید کراچی

